اورنگ زیب عالمگیر

اسلم راہی ایم اے

Marfat.com

پیش لفظ

اورنگ زیب عالمگیر کا شمار برصغیر پاک و ہند کے اہم ترین حکمرانوں میں ہوتا ہے۔ گو تعصبات کی بناء پر اورنگ زیب پر بہت سے الزامات عائد کئے جاتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ اس نے کسی مذہب، کسی فرقے، کسی مسلک یا کسی گروہ کے لوگوں سے کبھی ناروا سلوک نہ کیا۔

وہ شروع ہی سے انصاف پسند اور نیک طبع تھا۔ اس کی تمام زندگی شریعتِ اسلامی کی پیروی میں گزری۔ وہ رزقِ حلال پر یقین رکھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی زندگی شہنشاہ ہونے کے باوجود سادگی کے ساتھ گزری اور ساری عمر وہ محنت کرتا رہا۔ اسے عیش و عشرت سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ اس کی تمام زندگی سلطنت اور حکومت کے استحکام پر مرکوز رہی۔

دروغ گوئی سے نفرت اور انصاف سے محبت اس کی طبیعت کا خاصہ تھے کیونکہ سادہ طبیعت اور نیک لوگوں میں اپنی سچائی اور دیانت داری کے باعث خوف بالکل نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہی وہ خواص تھے جنہوں نے اورنگ زیب کو انتہائی ہمت اور جرأت کے جوہر سے نوازا تھا۔

اورنگ زیب میں تحمل اور بردباری کے عمدہ جوہر موجود تھے۔ اس نے اپنی ابتدائی زندگی ہی سے اپنے آپ کو حکومت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کا اہل بنا لیا تھا۔ وہ خود اعتمادی، تحمل اور قوتِ ارادی کا مالک تھا اور اپنے جذبات پر خوب گرفت رکھتا تھا۔ یہ ایسے ہی خواص تھے جنہیں اس نے اپنایا۔ علم سے اس کے عشق کا یہ عالم تھا کہ موت کے دن تک اور شدید علالت کے باوجود وہ مطالعہ میں مصروف رہا۔

اس کی خط و کتابت سے ظاہر ہوتا ہے کہ فارسی شاعری پر اسے عبور حاصل تھا۔ عربی ادب سے بھی اسے خاص لگاؤ تھا۔ فتاویٰ عالمگیری قانون شریعت کی وہ منہ بولتی

Marfat.com

تصویر ہے جس سے اورنگ زیب عالمگیر کی ذہانت اور مذہب سے اس کی بے پناہ عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ تخت نشینی سے قبل اس نے اپنی ذہانت اور حُسنِ سلوک کی بناء پر شاہجہان کے بلند مدارج پر فائز درباریوں کو اپنا دوست بنا لیا تھا۔ اس کی ذاتی زندگی، لباس اور خوراک سادگی مگر حُسنِ ذوق کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ شان و شوکت، دولت و امارت سے اسے ذرہ برابر لگاؤ نہ تھا اور اپنے آباؤ اجداد کی طرح وہ متعدد شادیاں بھی کر سکتا تھا پر اُس نے ایسا نہیں کیا۔ اورنگ زیب عالمگیر کی ساری زندگی شریعت کی پیروی میں گزری اور شریعت ہی اس کا ملبوس تھا۔ اس نے اپنی تمام زندگی ایک دین دار اور پاک باز مسلمان کی طرح گزاری۔

ان سارے امور اور خصلتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اورنگ زیب عالمگیر کو ہندوستان کے حکمرانوں اور بادشاہوں میں سب سے زیادہ انصاف پسند اور کامیاب ترین حکمران کہا جا سکتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

1660ء کی ایک اداس اور افسردہ شام تھی۔ عالمِ اسلام کا عظیم فرزند اور ہندوستان کا بے مثال اور شریف النفس شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد جب مسجد سے نکلا تو اس کے پیچھے پیچھے اس کا وزیر میر جملہ خان اور قاضی قوی خان بھی نکلے۔ ان دونوں کو دیکھتے ہوئے شہنشاہ اورنگ زیب ایک جگہ رک گیا۔ اس موقع پر میر جملہ خان اور قاضی قوی خان دونوں اورنگ زیب کے سامنے آئے۔ میر جملہ خان اورنگ زیب کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''میرِ محترم! بہار اور آسام سے ایک وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آیا ہوا ہے۔ میں نے اسے مہمان خانہ میں ٹھہرایا ہوا ہے۔ ان علاقوں کے راجاؤں نے مسلمانوں کے خلاف تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا ہے اور انہی کے خلاف وہ لوگ نالش لے کر آئے ہیں اور وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں۔ اب ان سے متعلق آپ جو بھی حکم جاری کرتے ہیں اسی کے مطابق عمل کیا جائے گا۔''

میر جملہ کے ان الفاظ پر اورنگ زیب عالمگیر کے چہرے پر اُداسیاں اور افسردگیاں ہجوم کر کے آ گئی تھیں۔ پھر اپنے وزیر میر جملہ کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''اگر انہیں مہمان خانے میں ٹھہرایا گیا ہے تو چلو میرے ساتھ، میں وہیں ان سے مل لیتا ہوں اور دیکھتا ہوں وہ کیا کہتے ہیں۔''

میر جملہ خان اور قاضی قوی خان چپ چاپ ساتھ ہو لئے تھے۔ شہنشاہ کے وہ سالار جنہوں نے اس وقت اس کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کی تھی وہ بھی پیچھے پیچھے ہو لئے تھے۔ اس طرح اورنگ زیب اپنے وزیر و قاضی اور کچھ سالاروں کے ساتھ شاہی مہمان خانہ میں داخل ہوا۔

آسام اور بہار سے آنے والے وفد کے ارکان نے جب میر جملہ خان سے ساتھ

Marfat.com

دوسرے لوگوں کو آتے ہوئے دیکھا تو وہ ایک دم کھڑے ہو گئے۔ وہ اورنگ زیب عالمگیر کو شکل سے تو نہیں پہچان سکتے تھے لیکن جس طرح میر جملہ خان انتہائی احترام اور ارادت مندی کے ساتھ اورنگ زیب کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا اس سے انہوں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ آنے والا ضرور شہنشاہ اورنگ زیب ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ وفد کے وہ ارکان میر جملہ خان کو پہچانتے تھے کہ وہ ہندوستان کا وزیر ہے۔

آگے بڑھ کر میر جملہ خان نے وفد کے اراکین سے شہنشاہ کا تعارف کروایا۔ تعارف کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے بڑی نرمی اور بڑی شفقت کے ساتھ وفد کے اراکین کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ سب لوگ بیٹھ گئے تو تب شہنشاہ بھی ان کے سامنے ہو بیٹھا۔ اس کے بعد اورنگ زیب عالمگیر کے استفسار پر وفد کا ایک رکن اورنگ زیب عالمگیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''ظلِ الٰہی ہم بڑی مشکل سے ایک لمبی مسافت طے کرتے ہوئے آپ کے پاس نالش لے کر آئے ہیں۔ آسام اور بہار کا راجہ اکثر و بیشتر مسلمانوں پر حملہ آور ہوتا رہتا ہے۔ ان حملوں کے دوران وہ مسلمان عورتوں اور جوانوں کو ساتھ لے جاتے ہیں اور جوان مردوں سے مشقت کا کام لیتے ہوئے اپنے علاقوں میں مکان تعمیر کرواتے ہیں اور عورتوں کو لونڈیاں بنا کر فروخت کر دیتے ہیں۔ یہ سلسلہ انہوں نے گزشتہ کئی مہینوں سے جاری رکھا ہوا ہے اور ان کے ان حملوں اور ترک تاز کی وجہ سے مسلمانوں کے قصبے اور بستیاں ویران اور کھنڈر ہونا شروع ہو چکی ہیں۔ اگر آسام اور بہار کے راجہ کے حملوں کا تدارک نہ کیا گیا تو وہ علاقے مکمل طور پر مسلمانوں سے خالی ہو جائیں گے۔''

وفد کے اس رکن کے الفاظ نے اورنگ زیب عالمگیر کو اُداس اور افسردہ کر دیا تھا۔ اس کے چہرے پر غصہ کی دُھند پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔ بدن میں ناپسندیدگی کی کسمساہٹ حلول کر گئی تھی۔ اس کی حالت سے لگتا تھا جیسے سینے کی چھاگل غضب میں چھلک گئی ہو اور آنکھوں کے اندر قہرمانیت کی سلوٹیں اپنا رنگ دکھا گئی تھیں۔

کچھ دیر تک وہ تن کو گھاؤ گھاؤ اور نس نس میں آگ بھر دینے والی زندگی کی ناآسودگی کی طرح اپنی جگہ چپ خاموش بیٹھا رہا، پھر وفد کے اُن ارکان کو مخاطب کرتے ہوئے اورنگ زیب عالمگیر کہہ رہا تھا۔

''ہم ان لوگوں میں سے نہیں جو ہر ذلت قبول کر لینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اگر آسام اور بہار کے راجہ نے ہمارے ذہن میں لہو رنگ صلیبیں اور ہماری روحوں میں جبر

Marfat.com

مسلسل بھرنے کی کوشش کی ہے تو ہم اس کی اور اس کے لشکریوں کی حالت جلتے شہروں کے مجروح لمحوں اور جیون سے لپٹی بدشگونیوں سے بھی بدتر بنا کر رکھیں گے۔ اگر وہ لوگ شانتی کے پھولوں کو بغاوتوں کی الجھنوں میں تبدیل کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں تو ہم خداوند نے چاہا تو ان کی زیست کے صفحات پر آتشیں بگولوں کی داستانیں رقم کر کے رہیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اورنگ زیب رُکا پھر وفد کے اُن ارکان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''سب سے پہلے میں تم لوگوں سے بھی معذرت خواہ ہوں کہ تم لوگوں کو آسام اور بہار کے حملہ آوروں کے ہاتھوں اس قدر دشواریوں اور آفات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور میں تم لوگوں کو بہت جلد اس قہرمانیت سے نجات دلاؤں گا۔ اس لئے کہ مسلمان حکومت کے اندر سارے مسلمانوں کے تحفظ اور ان کی سلامتی کی ذمہ داری مجھ پر پڑتی ہے اور میں اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھاؤں گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اورنگ زیب عالمگیر رُکا پھر اپنے وزیر میر جملہ خان کی طرف کچھ دیر دیکھتا رہا، اس کے بعد دھیمے سے لہجے میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''جملہ خان! یہ انکشاف یقیناً ہمارے لئے تکلیف دہ ہے کہ بہار اور آسام کے مسلمانوں کو اس قدر اذیتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ میں اپنی طرف سے تمہیں ان علاقوں کا والی مقرر کرتا ہوں۔ تمہارے ساتھ عنایت خاں تمہارے نائب کی حیثیت سے جائے گا اور جس لشکر نے تمہارے ساتھ روانہ ہونا ہے وہ بھی دو دن تک تیار ہو جائے گا۔ اب تم دو دن تک ان وفد کے ارکان کی دیکھ بھال کرو اس کے بعد تم لشکر کو لے کر آسام اور بہار کا رُخ کر جانا۔ ہر صورت میں حملہ آوروں کو اپنے سامنے زیر کر کے رکھنا۔''

اس کے ساتھ ہی اورنگ زیب عالمگیر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ میر جملہ خان کو اس نے آنے والے وفد کے اراکین کے پاس ہی بیٹھنے کے لئے کہا اور خود دوسرے سالاروں کے ساتھ وہ شاہی مہمان خانے سے نکل کر چلا گیا تھا۔

❖

اورنگ زیب عالمگیر کے جانے کے بعد وفد کے ارکان کچھ دیر تک میر جملہ خان

Marfat.com

کے ساتھ مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہے۔ آخر ان میں سے ایک نے ڈرتے ڈرتے اور سہمے سہمے سے انداز میں میر جملہ خان کو مخاطب کیا۔

''محترم جملہ خان! اگر آپ محسوس نہ کریں تو ہم شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے حالات جاننا چاہیں گے۔ کچھ لوگ شہنشاہ پر الزام لگاتے ہوں کہ تخت و تاج کو حاصل کرنے کے لئے اس نے کچھ لوگوں پر حتیٰ کہ اپنے باپ پر بھی زیادتی کی۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ اس صورتِ حال کی وضاحت کریں تا کہ آنے والے دور میں اگر ان حالات پر ہم سے کوئی سوال کرے تو ہم ایسے لوگوں کے سوالات کا تسلی بخش جواب دے سکیں۔''

وفد کے اُس رُکن کے اس سوال پر میر جملہ خان تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا پھر کہنے لگا۔

''اورنگ زیب ایک درویش صفت انسان ہے۔ اپنے خرچ کے لئے شاہی خزانے سے ایک پائی تک نہیں لیتا۔ محنت و مشقت کرتا ہے۔ ٹوپیاں بناتا ہے، کتابت کرنے کے بعد جو اسے معاوضہ ملتا ہے اس پر ہی گزر بسر کرتا ہے۔ چونکہ خود شریعت کی سختی سے پابندی کرتا ہے اور لوگوں سے بھی ایسا ہی چاہتا ہے اس بناء پر کچھ لوگ اس سے غلط باتیں اور قصے منسوب کرنے لگے ہیں۔ بہر حال تمہاری تسلی اور تشفی کے لئے میں ان سارے حالات پر روشنی ڈالتا ہوں جن کے تحت اورنگ زیب عالمگیر ہندوستان کا شہنشاہ بنا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد میر جملہ رکا، کچھ سوچا اور اس کے بعد وہ وفد کے ارکان کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''میرے عزیزو! اورنگ زیب عالمگیر شاہجہان کی ہردلعزیزی ملکہ ممتاز محل کے بطن سے ہے۔ شاہجہان نے اسے اپنی طرف سے دکن کا والی مقرر کیا تھا جبکہ اپنے بڑے بیٹے دارا شکوہ کو شاہجہان نے اپنے پاس رکھا تھا اور دارا شکوہ جو اورنگ زیب عالمگیر کا بڑا بھائی تھا اسے چونکہ شاہجہان نے اپنے پاس رکھا تھا اور شاہجہان کے پاس رہ کر اورنگ زیب عالمگیر کا بڑا بھائی دارا شکوہ ہمیشہ شاہجہان کے کان اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف بھرا کرتا تھا۔

ان باتوں کی اطلاع دکن میں اورنگ زیب کو بھی ہوا کرتی تھی۔ اس لئے کہ دارالحکومت میں بہت سے لوگ ایسے تھے جو اورنگ زیب عالمگیر کو پسند کرتے تھے اور

Marfat.com

چاہتے تھے کہ شاہجہان کے بعد داراشکوہ کی جگہ اورنگ زیب عالمگیر ہندوستان کا شہنشاہ بنے۔

شاہجہان اپنے بیٹوں میں سے داراشکوہ کو زیادہ پسند کرتا تھا۔ ایسا اس لئے بھی کرتا تھا کہ داراشکوہ اس کے پاس رہا کرتا تھا۔ اس بناء پر اس نے داراشکوہ کو تخت و تاج کا وارث بھی نامزد کر دیا تھا۔

اورنگ زیب عالمگیر نے بلاشبہ تختِ مغلیہ کی بے حد خدمت کی تھی لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اسے اس کی خدمات کا مناسب صلہ نہ مل سکا تھا۔ اس کے علاوہ داراشکوہ کو شاہجہاں نے اچھے علاقوں کا مالک بھی بنا رکھا تھا۔ ساتھ ہی اسے بہت سے عہدوں اور خطابات سے بھی نوازا گیا تھا۔

اورنگ زیب اور داراشکوہ کے درمیان اختلافات کی ایک بڑی وجہ مذہبی عقائد بھی تھے۔ ارنگ زیب عالمگیر راس العقیدہ مسلمان، پنج وقتہ نماز کا سختی سے پابند اور حضورؐ کی شریعت پر سختی کے ساتھ کاربند رہنے والا شخص تھا۔ جبکہ داراشکوہ تصوف کی طرف رجحان رکھتا تھا۔ حضورؐ کی شریعت کی اس کی نگاہوں میں کوئی اہمیت نہ تھی اور یہ کہ وہ ایک طرح سے بعض ہندو عقائد میں بھی دلچسپی رکھتا تھا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد میر جملہ کو رک جانا پڑا اس لئے کہ وفد کا ایک رکن بیچ میں بول اٹھا۔

"محترم میر جملہ! ہم نے تو سن رکھا تھا یہ داراشکوہ انتہا درجہ کا مذہبی انسان تھا اور مذہب پر کاربند رہنے والا تھا اور آپ نے اس سے متعلق ایک دوسری صورت سے آگاہ کر دیا ہے۔"

اُس رکن کے اس اعتراض پر میر جملہ مسکرایا پھر کہنے لگا۔

"داراشکوہ حضورؐ کی شریعت کو کس قدر اپنانے میں مخلص تھا اور وہ مذہب کا کس قدر پیروکار تھا اس کی تھوڑی تفصیل بھی میں تمہیں بتاتا ہوں، سنو۔

دراصل داراشکوہ ہندو فلسفے کے زیر اثر تھا۔ اس کے مسلمان صوفیاء اور ہندو سنیاسیوں سے گہرے تعلقات تھے۔ انہی تعلقات کی وجہ سے دارا اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ ہندو کے فلسفہ ویدانت اور مسلمانوں کے تصوف ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہیں اور ان کے ذریعہ حق کا ادراک کرنا چاہئے۔

دارا نے اسلام اور ہندومت کے پیراؤں کے مشترکہ نظریات کو ہم آہنگ کرنے

Marfat.com

کی کوشش کی۔ اسی ہندو فلسفہ سے متاثر ہونے ہی کی وجہ سے وہ متعدد ملحدانہ نظریات کی طرف مائل ہو گیا تھا۔ اس کی چھوٹی سی مثال میں کچھ اس طرح سے دیتا ہوں کہ داراشکوہ کا ایک مرشد تھا، نام اس کا مُلّا بدخشانی نادری تھا۔ داراشکوہ اسے اپنا کامل مُرشد خیال کرتا تھا۔ اسی مُلّا بدخشانی کا ایک شعر ہے جو مُلّا بدخشانی کے علاوہ داراشکوہ کے نظریات کی بھی خوب عکاسی کرتا ہے۔ مُلّا بدخشانی کا شعر کچھ اس طرح سے ہے:

پنجہ در پنجہ خدا دارم
من چہ پروائے مصطفیٰ دارم

یعنی مُلّا بدخشانی کہتا ہے کہ میرا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں ہے اور نعوذ باللہ مجھے حضورؐ کی کیا پرواہ ہے؟ جبکہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولؐ اللہ کی محبت اور ان کی غیر مشروط اطاعت کو ہی ایمان کا جزو قرار دیا ہے اور جس شخص کے دل میں رسولؐ اللہ کا یہ مقام نہ ہو وہ دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا جاتا ہے۔''

(علامہ اقبالؒ نے شاید حضورؐ کی محبت اور مُلّا بدخشانی کے اسی شعر کے خلاف اپنا یہ شعر کہا تھا:)

''در دلِ مُسلم مُقامِ مصطفیٰؐ است
آبروئے ما زنامِ مُصطفیٰؐ است''

یہاں تک کہنے کے بعد میر جملہ رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

''میرے عزیز! داراشکوہ کے انہی نظریات کی وجہ سے اورنگ زیب عالمگیر اسے پسند نہیں کرتا تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر حضورؐ کی ذات کا شیدائی اور حضورؐ کی سیرت پر عمل کرنے والا شخص تھا۔ خداوند قدوس کے بعد وہ حضورؐ کو سب سے اعلیٰ و ارفع خیال کرتا تھا جبکہ داراشکوہ اور اس کے مرشد مُلّا بدخشانی کے نظریات کو اگر سامنے رکھا جائے تو ان کے نظریہ کے مطابق تو رسولؐ اللہ کی محبت اور اطاعت کو خارج از بحث قرار دے دیا جاتا ہے۔ جب یہ تسلیم کر لیا جائے کہ مجھ میں خدا ہے اور ایسا ہی خدا نبیؐ پاک میں بھی ہے تو آخر ان کے نظریے کے مطابق پھر رسولؐ کی کیا فضیلت باقی رہ جاتی ہے؟ داراشکوہ اور مُلّا بدخشانی بھی اسی نظریہ کے قائل تھے۔ ان کے ہاں حضورؐ کی ذات اور آپ کی شریعت کوئی اہمیت نہ رکھتی تھی۔ اسی بناء پر اورنگ زیب عالمگیر کے ان سے اختلافات تھے اس لئے کہ اورنگ زیب عالمگیر تو شریعت پر سختی سے کاربند رہنے والا ایک پکا اور سچا مسلمان تھا۔''

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد میر جملہ جب خاموش ہوا تو وفد کا وہ رکن حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''اگر یہ بات ہے تو پھر ہزار دارا شکوہ ایک طرف ہوں اور اکیلا اورنگ زیب ایک طرف ہو تو اورنگ زیب عالمگیر بھاری ہے اور اسی کا اتباع کرنا چاہئے۔''

وفد کا وہ رکن جب خاموش ہوا تب انہیں مخاطب کرتے ہوئے میر جملہ پھر کہہ رہا تھا۔

''میرے عزیزو! اب صورتِ حال یہ تھی کہ داراشکوہ شاہجہاں کی شفقت و محبت کو کمزوری پر معلول کرتے ہوئے اس سے پورا فائدہ اٹھانے کا تہیہ کر چکا تھا۔ آخری وقت میں شاہجہاں کے سارے مخلص مشیر انتقال کر چکے تھے اور داراشکوہ کے لئے تخت و تاج حاصل کرنے کا میدان بالکل صاف تھا۔ لہٰذا وہ اس دور میں جو شاہجہاں سے چاہتا منوا لیتا۔

ستمبر 1657ء میں شاہجہاں جب بسترِ علالت سے جا لگا تو وہ قریباً ایک ہفتہ تک زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہا۔ اس دوران نہ وہ عوام کے سامنے آیا نہ کسی سے ملا جس کی بناء پر شہر کے اندر یہ افواہ پھیل گئی کہ وہ نزاع کے عالم میں تھا اور وفات پا چکا ہے۔

دوسری طرف ان حالات میں شاہجہاں خود بھی اپنی زندگی سے مایوس تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ جلد از جلد ایسے اقدام کرے کہ اس کے بعد سلطنت کے اندر تنازعہ پیدا نہ ہو۔ دوسری طرف شاہجہاں کے تینوں لڑکوں کو بھی جو دور دراز علاقوں میں عہدے سنبھالے ہوئے تھے اپنے اپنے مخبروں کے ذریعہ شاہجہان کی نازک حالت کی خبر مل چکی تھی اور ان میں سے ہر ایک بخوبی جانتا تھا کہ داراشکوہ تخت پر قبضہ جمانے کی کوشش کرے گا۔ لہٰذا دوسرے تینوں بھائیوں نے بھی اپنی تمام تر توجہ دارالحکومت پر مرکوز کر لی تھی۔

اس وقت شاہجہاں کا دوسرا بیٹا مراد بخش گجرات کا والی تھا۔ باپ کی علالت کا سن کر وہ حرکت میں آیا اور سورت شہر پر حملہ آور ہوا۔ اس پر بھی قبضہ کرنے کے بعد اس نے اپنے بادشاہ ہونے کا اعلان کر کے احمد آباد و سورت اور دوسرے شہروں میں اپنے نام کے سکے جاری کر دیئے تھے۔

تیسرا بیٹا شاہ شجاع جو ایک قابل و منتظم اور عمدہ سالار تھا وہ بنگال میں تھا۔ اس

Marfat.com

نے ایک خاصا بڑا لشکر تیار کیا اور دارالحکومت کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ وہ بھی تاج وتخت پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ ان حالات میں داراشکوہ بالکل خاموش تھا۔

دربار میں بھی وراثت اور تخت و تاج کے بارے میں اُمراء اور وزراء کے درمیان شدید اختلافات کے باعث سازشوں کے جال پھیلنا شروع ہو گئے تھے۔ بیجا پور کے علاقے سے اس سے پہلے مغلوں کو جو خراج ملتا تھا بیجا پور کے حکمرانوں نے خراج کے اس معاہدے سے انحراف کر لیا تھا۔

داراشکوہ جو اس وقت اپنے بیمار باپ شاہجہاں کے پاس موجود تھا اس نے بھی اپنے دل میں بہت کچھ ٹھان رکھا تھا۔ اس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اپنے بھائی مراد بخش کا خاتمہ کر کے اس کے بعد شاہ شجاع کو ٹھکانے لگائے گا اور آخر میں اورنگ زیب سے نمٹے گا۔ اس لئے کہ داراشکوہ اپنے لئے سب سے بڑی رکاوٹ اور سب سے بڑا دشمن اورنگ زیب عالمگیر کو ہی خیال کرتا تھا۔

ان حالات میں داراشکوہ نے جہاں شاہ شجاع اور مراد بخش پر نگاہ رکھی وہاں اس نے اورنگ زیب عالمگیر کو بھی کمزور کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔

شاہجہان کی بیماری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے داراشکوہ نے عجیب و غریب احکامات جاری کرنا شروع کر دیئے تھے۔''

یہاں تک کہتے کہتے میر جملہ کو رک جانا پڑا اس لئے کہ وفد کا ایک رکن پھر بول اٹھا اور کہنے لگا۔

''اگر آپ برا نہ مانیں تو بتائیں جس وقت تخت و تاج حاصل کرنے کے لئے یہ کوششیں شروع ہوئی تھیں ان وقت سلطنت میں آپ کی کیا حیثیت تھی اور آپ کہاں تھے؟''

جواب میں میر جملہ مسکرایا اور کہنے لگا۔

''جس وقت یہ تاج وتخت کی کشمکش شروع ہوئی تھی اس وقت میں شاہجہاں کا وزیر تھا۔ اسے میری بدقسمتی کہا جائے یا داراشکوہ کی بدقسمتی کہ داراشکوہ یہ خیال کرتا تھا کہ میں شروع سے ہی اورنگ زیب عالمگیر کے حق میں ہوں، اس کا وفادار ہوں۔ لہٰذا جونہی شاہجہاں بیمار ہوا داراشکوہ نے مجھے میرے منصب سے علیحدہ کر دیا تھا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد میر جملہ رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا

Marfat.com

''اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کرنے اور اورنگ زیب کو اپنے سامنے کمزور کرنے کے لئے دارا شکوہ نے سب سے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ مرکز سے جو لشکری اس وقت بیجاپور پر حملہ آور ہونے کے لئے گئے تھے ان سارے لشکریوں کو اس نے واپس اپنے پاس بلا لیا تا کہ اس کی عسکری طاقت اور قوت میں اضافہ ہو۔

اورنگ زیب کو نقصان پہنچانے کے لئے دارا شکوہ نے دوسرا قدم یہ اٹھایا کہ برار کا علاقہ اس وقت اورنگ زیب عالمگیر کے تحت تھا۔ یہ علاقہ دارا شکوہ نے اورنگ زیب سے لے کر اپنے دوسرے بھائی مراد بخش کو منتقل کر دیا۔ اس طرح دارا شکوہ چاہتا تھا کہ برار کے علاقے کو تنازعہ بنا کر اورنگ زیب عالمگیر اور مراد بخش دونوں آپس میں لڑ پڑیں گے، ایک دوسرے کا گریبان پکڑیں گے، کمزور ہو جائیں گے اور اسے ان دونوں کا خاتمہ کرنے کا موقع مل جائے گا۔''

میر جملہ رکا پھر بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''میرے عزیزو! جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ شاہ شجاع بنگال کا حاکم تھا اور جب اس نے شاہجہاں کے مرنے کی افواہ سنی تو وہ ایک لشکر لے کر مرکز کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ اتنی دیر تک شاہجہاں کی طبیعت قدرے سنبھل چکی تھی۔ لہٰذا دارا شکوہ نے شاہجہاں سے یہ حکم جاری کرا دیا کہ راجہ جے سنگھ اور دارا شکوہ کا بیٹا سلیمان شکوہ ایک لشکر لے کر روانہ ہوں اور شاہ شجاع کا مقابلہ کرتے ہوئے اس کی پیش قدمی کو روک دیں۔

ساتھ ہی شاہجہاں سے اس نے دو اور احکامات بھی جاری کروا دیئے۔ پہلا یہ کہ ایک لشکر مراد بخش کی طرف روانہ کیا گیا اور اس کے لشکر کے ذمہ یہ کام لگایا گیا کہ مراد بخش سے گجرات کا قبضہ واپس لے لیا جائے اور ایک لشکر اورنگ زیب کی طرف روانہ کیا گیا۔ اس لشکر کے ذمہ یہ کام لگایا گیا کہ وہ اورنگ زیب سے ہرگز نہ ٹکرائے تاہم اس کی سرگرمیوں پر نظر رکھے۔

اس کے بعد دارا شکوہ نے ایک اور بہت بڑا قدم اٹھایا۔ اس نے اپنے باپ شاہجہاں کو آگرہ کے قلعے میں منتقل کر دیا اور تمام احکامات اور حکومت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اس نے سارے احکامات شاہجہاں کی طرف سے خود جاری کر دیئے تھے۔

دارا شکوہ نے اپنے بھائی شاہ شجاع کا راستہ روکنے کے لئے جو لشکر روانہ کیا تھا، بنارس کے قریب دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے آئے۔ اس موقع پر شاہ

Marfat.com

شجاع نے راجہ جے سنگھ اور دارا شکوہ کے بیٹے سلیمان شکوہ پر ان اندیشوں کا اظہار کیا کہ وہ اپنے باپ شاہجہاں کو دارا شکوہ کے ہاتھوں سے بچانے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے اس لئے کہ شاہجہاں کو دارا شکوہ سے خطرہ ہے۔

لیکن راجہ جے سنگھ نے شاہ شجاع کو یقین دلایا کہ شاہجہاں بقید حیات ہے۔ وہ بخیریت ہے۔ ساتھ ہی راجہ جے سنگھ نے اپنی طرف سے یہ بھی کہہ دیا کہ شاہجہاں نے اس کے نام یہ پیغام بھجوایا ہے کہ شاہ شجاع اگر اپنے لشکر کو لے کر واپس چلا جائے تو اسے نہ صرف اس کے عہدے پر بحال رکھا جائے گا بلکہ بہار کا علاقہ بھی اس کے تحت دے دیا جائے گا اور ساتھ ہی اسے معاف بھی کر دیا جائے گا۔

قریب تھا کہ شاہ شجاع اپنا لشکر لے کر واپس چلا جاتا لیکن راجہ جے سنگھ اور دارا شکوہ کے بیٹے سلیمان شکوہ نے اس پر حملہ کر دیا۔ شاہ شجاع کی بدقسمتی کہ اس حملے سے اس کے لشکری منتشر ہو گئے اور وہ بنگال کی طرف بھاگ گیا۔

اورنگ زیب عالمگیر اس وقت تک دکن میں تھا اس لئے کہ وہ اپنے باپ کی طرف سے دکن کا والی تھا۔ ان حالات کی خبریں جب اُسے ملیں تو اسے دارا شکوہ پر بڑا غصہ آیا۔ لہٰذا اپنا لشکر لے کر وہ نکلا اور آگرہ کی طرف اس نے کوچ کیا۔

1658ء کو اورنگ زیب عالمگیر اپنے لشکر کے ساتھ برہان پور پہنچا۔ وہاں اس نے اپنے لشکر کے ساتھ لگ بھگ ایک ماہ قیام کیا اس کے بعد پھر دارالحکومت کا رخ کیا۔

اب صورت حال یہ تھی کہ دارا شکوہ مرکز میں تھا، شاہ شجاع شکست اٹھا کر بنگال کی طرف بھاگ گیا تھا۔ مراد بخش کی کوئی حیثیت ہی نہ رہی تھی۔ اس کے بعد اس کے پاس جو چھوٹا سا لشکر تھا اسے کئی ماہ کی تنخواہ تک نہ ملی تھی۔ لہٰذا ان حالات کو دیکھتے ہوئے مراد بخش بھی اپنا چھوٹا سا لشکر لے کر دیپال پور کے قریب اورنگ زیب سے آن ملا تھا۔

اب دارا شکوہ نے مارواڑ کے راجہ جسونت سنگھ کو راجپوتوں کے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اورنگ زیب کی راہ روکنے کے لئے روانہ کیا۔ دارا شکوہ کو امید تھی کہ راجپوت اورنگ زیب پر حملہ آور ہو کر اس کی ساری کارروائیوں کو ناکام بنا دیں گے اور اسے ایسی شکست دیں گے کہ دکن تک کہیں بھی اسے پناہ گاہ نہیں ملے گی۔

اورنگ زیب عالمگیر کو جب خبر ہوئی کہ راجہ جسونت سنگھ اس کے مقابلے پر آ رہا ہے تو اس نے جسونت سنگھ کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے راجپوتوں کے لشکر کو لے کر واپس ہو

Marfat.com

جائے کیونکہ وہ صرف اپنے باپ کی عیادت کی غرض سے آگرہ کا رخ کر رہا ہے۔

لیکن جسونت سنگھ نے واپس جانے کی بجائے مزید پیش قدمی کی اور اورنگ زیب سے ٹکرا گیا۔ اس ٹکراؤ کے نتیجہ میں اورنگ زیب نے راجپوتوں پر حملہ آور ہو کر انہیں بدترین شکست دی ان گنت راجپوتوں کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس ٹکراؤ میں خود جسونت سنگھ بھی بری طرح زخمی ہوا اور اس کے بڑے بڑے سالار قیدی کی صورت میں اورنگ زیب کے سامنے پیش کئے گئے اور انہوں نے اورنگ زیب کی اطاعت قبول کر لی۔ جو باقی بچے وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

اس فتح کی خوشی میں فتح کا جشن منانے کی بجائے اورنگ زیب عالمگیر نے وہاں ایک شہر آباد کیا اور اس شہر کا نام اس نے فتح آباد رکھا اور کچھ لوگوں کو وہاں اس نے آباد کیا۔ اس کے بعد وہ جون کے مہینے میں گوالیار پہنچ گیا۔

گوالیار ہی میں اسے اطلاع ملی کہ دارا شکوہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر اورنگ زیب عالمگیر کا مقابلہ کرنے کے لئے آگرہ سے روانہ ہو چکا ہے۔ اورنگ زیب نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی۔ یہاں تک کہ وہ سافو گڑھ کے قریب پہنچ گیا۔ اتنی دیر تک دارا شکوہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچا۔ دونوں بھائیوں میں تصادم ہوا جس کے نتیجہ میں اورنگ زیب نے دارا شکوہ کو بدترین شکست دی اور دارا شکوہ اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔

اس جنگ میں اورنگ زیب کا بھائی مراد بخش جو اس کا ساتھ دے رہا تھا زخمی ہوا تھا۔ اس لئے کہ اس کے چہرے پر کچھ تیر لگے تھے تاہم اس کی جان بچ گئی تھی۔

اس جنگ کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے جو سب سے پہلا کام کیا وہ یہ کہ اس نے نماز ادا کرنے کے بعد اپنے زخمی بھائی مراد بخش کی عیادت کی، اس سے ملا پھر اپنے لشکر کے ساتھ دوبارہ اس نے آگرہ کی طرف پیش قدمی شروع کر دی تھی۔

آگرہ کے قریب جا کر اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پڑاؤ کر لیا۔ اس دوران آگرہ سے کئی سرکردہ اُمراء اور سالار نکل نکل کر اورنگ زیب کی خدمت میں حاضر ہونا شروع ہو گئے اور نہ صرف اطاعت و فرمانبرداری اختیار کی بلکہ اپنی خدمات بھی انہوں نے اورنگ زیب کے سپرد کرنا شروع کر دی تھیں۔

دارا شکوہ نے جب اس صورت حال سے اپنے باپ شاہجہاں کو آگاہ کیا تو شاہجہاں نے قلعے کے دروازے بند کرا دینے کا حکم دے دیا اور قلعے کی حفاظت کا عزم

Marfat.com

کر لیا۔ اورنگ زیب نے اس موقع پر دو کام کیئے۔ پہلا یہ کہ اس نے توپوں کے منہ کھول دیئے جنہوں نے گولے اُگلتے ہوئے شہر اور قلعے کی فصیل کو اپنا ہدف بنانا شروع کر دیا تھا۔ دوسرا کام اس نے یہ کیا کہ جمنا سے جو پانی شہر کے اندر اور قلعے میں جاتا تھا وہ پانی اس نے بند کرا دیا۔ اب صورتِ حال شدت اختیار کرنے لگی۔ قلعے کے اندر جو کنوئیں تھے اس موسم میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے ان کا پانی خشک ہو گیا لہٰذا قلعہ کے اندر جو لشکر تھا اس کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ پانی کہیں سے بھی دستیاب نہ ہو رہا تھا۔ شاہجہاں نے جب دیکھا کہ اب بچنے کی کوئی صورت نہیں اور یہ کہ ہر صورت میں اس کا بیٹا اورنگ زیب عالمگیر مرکز کو فتح کر لے گا تب اس نے اورنگ زیب کی طرف پیغام بھجوایا اسے کہلوایا۔

"بیٹے! بلاشبہ مجھے تمہاری وفاداری کا یقین اور اعتراف تھا جبکہ دارا شکوہ نے میرے ان ارادوں سے غداری کی تھی۔"

ساتھ ہی شاہجہاں نے قلعے کے دروازے کھول دیئے اور اپنی بیٹی یعنی اورنگ زیب عالمگیر کی بہن جہاں آراء کو پیغام دے کر اورنگ زیب کی طرف بھجوایا اور یہ پیغام بھیجا کہ لڑائی جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ چاروں بھائیوں میں سلطنت کی تقسیم پر رضامند ہے۔

اورنگ زیب عالمگیر یقیناً شاہجہاں کے اس فیصلے کو قبول کر چکا تھا اور اس فیصلے کے بعد وہ اپنے باپ کی خدمت میں حاضر بھی ہونا چاہتا تھا کہ اسی دوران اس کے ہاتھ شاہجہاں کا ایک خط لگ گیا جو اس نے دارا شکوہ کے نام بھیجا تھا۔ اس خط میں شاہجہاں نے دارا شکوہ کو یقین دلایا کہ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں سب کچھ تمہارے حق میں ٹھیک ہو جائے گا۔

یہ خط ملنے کے بعد اورنگ زیب عالمگیر کے ارادے بدل گئے لہٰذا وہ اپنے لشکر کے ساتھ قلعے میں داخل ہو گیا۔

اب اورنگ زیب عالمگیر تخت و تاج کا مالک اور وارث تھا۔ قلعے میں داخل ہونے کے بعد بلا تاخیر اس نے کچھ لشکریوں کو دارا شکوہ کے تعاقب میں روانہ کیا اس لئے کہ وہ بھاگ چکا تھا۔ دوسرا بھائی شاہ شجاع بنگال میں تھا اور تیسرا بھائی مراد بخش زخمی حالت میں پڑا تھا۔

اس دوران مراد بخش کے دل میں بھی کھوٹ پیدا ہو گیا۔ اسے فکر لاحق ہوئی کہ

Marfat.com

اورنگ زیب کی بڑھتی ہوئی قوت اسے ضرور متاثر کرے گی لہٰذا اس نے اندر ہی اندر لشکری بھرتی کرنے شروع کر دیئے۔ اپنے ہمنواؤں میں اضافہ کرنا شروع کر دیا اور جو لشکری بھرتی کرنے لگا انہیں بھاری تنخواہیں بھی دینا شروع کر دیں اور جو سالار اس کا ساتھ دینے پر تیار ہوئے انہیں مختلف خطابات سے بھی نوازنے لگا۔

اورنگ زیب عالمگیر بڑا دانشمند و شریعت کا پابند اور حالات سے باخبر رہنے والا تھا۔ اسے جب اپنے بھائی مراد بخش کے ان ارادوں کا علم ہوا تو اس نے اب اپنے ارادوں میں سختی پیدا کر لی۔

اس ساری صورتِ حال کو سامنے رکھتے ہوئے اورنگ زیب نے اپنے بھائی مراد بخش کو بہت سے گھوڑے اور خاصی رقم روانہ کی اور اسے دارا شکوہ کے تعاقب میں جانے کی ہدایت دی نیز روانہ ہونے سے پہلے اسے یہ بھی کہا کہ وہ اس سے ایک دعوت میں ملاقات بھی کرے۔

دارا شکوہ اس وقت چونکہ آگرہ سے باہر تھا لہٰذا اورنگ زیب سے ملنے کے لئے وہ آگرہ کی طرف گیا۔ دونوں بھائیوں نے اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھایا، شکار کھیلا اس کے بعد اورنگ زیب نے مراد بخش کو آرام کرنے کے لئے کہا لیکن کچھ ہی دیر بعد اسے گرفتار کر کے خاموشی کے ساتھ دہلی کے قلعے کی طرف بھجوا دیا گیا۔

دوسری طرف دارا شکوہ آگرہ سے پہلے دِلّی کی طرف بھاگ گیا تھا اور وہاں اس نے اپنے لشکر میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا لیکن وہ اورنگ زیب کی طاقت اور قوت اور اس کے عزائم اور ارادوں کی پختگی سے بھی واقف تھا۔ اس نے جان لیا تھا کہ وہ کسی بھی صورت اورنگ زیب کا مقابلہ نہیں کر سکتا لہٰذا دہلی سے نکلا اور لاہور کی طرف روانہ ہوا۔

دوسری طرف اورنگ زیب عالمگیر اپنے ایک بھائی مراد بخش سے تو چھٹکارا حاصل کر چکا تھا۔ وہ چاہتا تو مراد بخش کو قتل بھی کر سکتا تھا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اُسے دہلی کے قلعے میں قید کر دیا۔ خود بھی اپنا لشکر لے کر وہ دہلی پہنچ گیا اور لشکر کا ایک حصہ اس نے دارا شکوہ کے تعاقب میں روانہ کیا۔

ایک اور لشکر اورنگ زیب عالمگیر نے دارا شکوہ کے بیٹے سلیمان شکوہ کی طرف روانہ کیا۔ اس وقت وہ الہ آباد میں مقیم تھا۔

دارا شکوہ دِلّی سے لاہور پہنچا مگر شدید تعاقب کے باعث وہ لاہور سے بھی نکلا اور

Marfat.com

گجرات کا رخ کیا۔ جنوب کی طرف جانے کے بعد دارا شکوہ نے پھر ایک لشکر تیار کیا اور اورنگ زیب سے ٹکر لینے کی کوشش کی۔ اس موقع پر مارواڑ کا راجہ جسونت سنگھ بھی اورنگ زیب سے جا ملا۔ گو اس نے شروع میں اورنگ زیب کے خلاف کارروائیاں کی تھیں لیکن اورنگ زیب کے حامی راجہ جے سنگھ کی سفارش پر اورنگ زیب نے جسونت سنگھ کو معاف کر دیا اور اسے اس کے پہلے منصب پر بحال رکھا۔

ایک بار پھر دارا شکوہ اور اورنگ زیب کے لشکریوں کے درمیان تصادم ہوا جس کے نتیجہ میں دارا کو بدترین شکست ہوئی اور اسے بھاگنا پڑا۔ وہ گجرات پہنچا مگر وہاں بھی چین نہ مل سکا۔ اس نے ایک بار پھر احمد آباد کا رخ کیا لیکن وہاں کے والی نے اسے شہر میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی۔ آخر وہ دربدر پھرنے کے بعد ایک بلوچی سردار ملک جیون کے ہاں پناہ لینے پر مجبور ہوا لیکن ملک جیون نے اسے دھوکا دیا اور اسے پکڑ کر اورنگ زیب کے سالاروں کے حوالے کر دیا۔ اس طرح 22 اگست 1659ء کو دارا شکوہ اور اس کا بیٹا سفیر شکوہ دونوں گرفتار ہو کر دہلی پہنچا دیئے گئے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دارا شکوہ کی بیوی نادرہ بیگم اور اس کی لڑکی نے دارا شکوہ سے بار بار درخواست کی تھی کہ وہ بلوچ سردار ملک جیون پر اعتماد نہ کرے۔ مگر اس نے ان کی ایک نہ سنی۔ نادرہ بیگم اسی کسمپرسی کی حالت میں اپنے شوہر کے ساتھ دربدر پھرتی ہوئی انتقال کر گئی۔ اس کی وصیت کے مطابق اسے لاہور میں دفن کر دیا گیا۔ خود دارا شکوہ اپنی پے درپے ناکامیوں و بےبسی اور دوستوں کی غداری کے باعث ذہنی توازن کھو بیٹھا۔ دِلّی پہنچنے کے بعد اسے اورنگ زیب کے سامنے پیش کیا گیا۔

کہتے ہیں اورنگ زیب عالمگیر دارا شکوہ اور اس کے بیٹے کو سزا دینے کے حق میں نہیں تھا وہ اسے چھوڑ دینا چاہتا تھا۔ لیکن کچھ امراء اور علماء نے اورنگ زیب عالمگیر پر زور دیا کہ دارا شکوہ کافر ہے، اسلام کا بدترین باغی ہے لہٰذا اس کے لئے سخت سزا تجویز کی جانی چاہئے۔

بہرحال دارا شکوہ کا خاتمہ کر دیا گیا اور اسے ہمایوں کے مقبرے میں دفن کر دیا گیا۔ اب دارا شکوہ کا ایک بیٹا سفیر شکوہ تو اس کے ساتھ ہی ختم ہو چکا تھا، اس کے دوسرے لڑکے سلیمان شکوہ نے اورنگ زیب کے بھائی اور بنگال کے حاکم شاہ شجاع سے ٹکر لینے کا ارادہ کیا۔ اسی دوران اسے خبر ملی کہ سافو گڑھ کے مقام پر اورنگ زیب کے ہاتھوں اس کے باپ دارا شکوہ کو شکست ہوئی ہے لہٰذا وہ اپنے باپ کی مدد کے لئے

Marfat.com

روانہ ہوا اور شاہ شجاع کا ارادہ اس نے ترک کر دیا۔

چنانچہ اپنے کچھ امراء کے کہنے پر وہ الہ آباد کی طرف روانہ ہوا جہاں سے وہ لکھنؤ اور مراد آباد کے راستے ہردوار پہنچا تاکہ پنجاب پہنچ کر اپنے باپ کی مدد کر سکے۔ چونکہ اس وقت دارا شکوہ دہلی سے لاہور کا رخ کیے ہوئے تھا۔

دوسری طرف سلیمان شکوہ کی اس پیش قدمی سے اورنگ زیب بھی غافل نہیں تھا۔ اورنگ زیب کا ماموں شائستہ خان، سلیمان شکوہ کے تعاقب میں لگ گیا اور اسے شکست دے کر گڑھ گھال کے علاقوں کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔

گڑھ گھال میں بھی اسے چین نصیب نہ ہوا اور تعاقب کرنے والوں نے اسے گرفتار کر کے 2 جون 1661ء کو سلیم گڑھ کے قلعے میں پہنچا دیا گیا۔ آخر سلیمان شکوہ کو پابہ زنجیر کر کے اورنگ زیب کے سامنے پیش کیا گیا۔ اورنگ زیب نے اسے قتل نہیں کرایا بلکہ اس کے باغی پن کی سزا کے طور پر اسے گوالیار کے قلعے میں نظر بند کر دیا۔

اب اورنگ زیب اپنے بھائی مراد اور دارا شکوہ سے نجات پا چکا تھا۔ باقی تیسرا بھائی شاہ شجاع رہتا تھا۔ تخت و تاج حاصل کرنے کے بعد اورنگ زیب نے ایک خط شاہ شجاع کو لکھا جس میں برادرانہ جذبات کا مظاہرہ کرتے ہوئے اورنگ زیب نے اپنے بھائی شجاع سے وعدہ کیا کہ وہ جو طلب کرے گا اسے دے گا لیکن وہ باغی پن اختیار نہ کرے اور سرکشی نہ کرے نہ ہی اورنگ زیب کے خلاف جنگ کی تیاریاں کرتا رہے۔

لیکن شاہ شجاع نہیں مانا۔ اپنے لشکر اور طاقت میں اضافہ کرتا رہا۔ اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ وہ ہر صورت میں اورنگ زیب سے ٹکرائے گا اور تخت و تاج پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے گا۔

ان حالات کی خبر جب اورنگ زیب عالمگیر کو ہوئی تب مجبوراً وہ لشکر لے کر نکلا شاہ شجاع اور اورنگ زیب کا ٹکراؤ ہوا جس کے نتیجہ میں شاہ شجاع کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر بنگال کی طرف گیا لیکن اس کی بدقسمتی کہ اپنے ہی علاقے میں کچھ لوگوں نے اس پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ اس طرح شاہ شجاع بھی اپنے انجام کو پہنچا۔

اب باقی شاہجہاں رہ گیا تھا جو آگرہ کے قلعے میں نظر بند تھا۔ اس کے ساتھ اس کی لڑکی جہاں آراء کو بھی رکھا گیا تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر نے وہ تمام خزانے جو آگرہ کے قلعے میں موجود تھے ضبط کر لیے۔ تاہم شاہجہاں کو اپنے زر و جواہرات اور اپنا ذاتی

Marfat.com

سرمایہ اپنے پاس رکھنے کی اجازت تھی۔ ساتھ ہی اورنگ زیب عالمگیر نے آگرہ کے قلعے کا والی اپنے جس بیٹے کو بنایا اس کے لئے سختی سے احکامات جاری کئے گئے کہ آگرے کے قلعے میں کبھی کوئی ایسا قدم نہ اٹھایا جائے جس سے اس کے باپ شاہجہاں کے دل کو ٹھیس پہنچے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد میر جملہ رکا پھر وفد کے ارکان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے بھائیو! ہندوستان کے موجودہ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر سے متعلق جو تفصیل تم نے مجھ سے طلب کی تھی وہ میں نے تم سے کہہ دی ہے۔''

اس موقع پر وفد کا ایک رکن پھر بھی میر جملہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''اگر آپ برا نہ مانیں تو کیا آپ ہمیں یہ بتائیں گے کہ دہلی میں لوگ زیادہ تر اورنگ زیب عالمگیر کو کیسے مخاطب کرتے ہیں؟''

جواب میں میر جملہ مسکرایا اور کہنے لگا۔

''لوگ اورنگ زیب عالمگیر کو مختلف انداز میں مخاطب کرتے ہیں۔ کچھ لوگ شہنشاہ کہتے ہیں، کچھ لوگ تاجور کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ امراء کی اکثریت امیر بھی پکارتی ہے جبکہ اکثر سالار اور امراء اورنگ زیب عالمگیر کو میر محترم بھی کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد میر جملہ جب رکا تو وفد کا ایک اور رکن اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''محترم میر جملہ! یہ جو آسام کے علاقوں کے راجہ نے مسلمانوں کے خلاف بغاوت اور سرکشی اختیار کی ہے تو آپ سمجھتے ہیں......''

اس رکن کو اپنی بات مکمل کرنے کا موقع نہ ملا۔ اس لئے کہ جو کچھ وہ کہنا چاہتا تھا میر جملہ سمجھ چکا تھا، فوراً بولا اور کہنے لگا۔

''میں سمجھتا ہوں کہ تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اس بغاوت پر قابو پا لیا جائے گا کہ نہیں؟ میرے عزیز! اورنگ زیب عالمگیر کوئی بچہ یا خام کار نہیں ہے۔ جہاں وہ جنگ کا بہترین تجربہ رکھتا ہے وہاں انتظامی امور میں بھی وہ لاجواب ہے۔ اپنی نوجوانی ہی سے وہ مختلف علاقوں کا حکمران رہا ہے اور اس سلسلے میں وہ انتظامی امور کے علاوہ جنگوں کا بھی بہترین تجربہ رکھتا ہے۔ شاہجہاں نے سب سے پہلے اسے 1636ء میں دکن کا حاکم مقرر

98268

Marfat.com

کیا تھا اور اگلے ہی برس اسے گجرات کا حاکم مقرر کیا گیا۔ 1647ء میں شاہجہاں نے اسے بلخ اور بدخشاں کے حالات درست کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس لئے کہ وہاں شورشیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ اورنگ زیب عالمگیر نے بدخشاں کے انتظام اور انصرام کو اپنے باپ کی خواہش اور مرضی کے مطابق درست کیا، وہاں بہت سے اُزبک گروہ بغاوت پر اترے ہوئے تھے۔ اورنگ زیب عالمگیر ان سب کے سامنے آہنی چٹان ثابت ہوا اور سب باغی قبائل کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا کر رکھا۔

اس کے بعد 1649ء میں وہ قندھار کی طرف بڑھا۔ قندھار پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا کہ اسی دوران اسے شاجہاں نے واپس بلایا اور اسے ایک بار پھر دکن بھیج دیا گیا۔ 1656ء میں اس نے بیجاپور اور گولکنڈہ پر حملہ آور ہو کر ان دونوں علاقوں کو مغلوں کی سلطنت میں شامل کرنے کے لئے کامیاب حملے کئے مگر اپنے باپ شاجہاں کے ہی حکم پر اسے ان مہموں کو ادھورا چھوڑنا پڑا۔''

اس کے ساتھ ہی میر جملہ خاموش ہو گیا۔ کچھ دیر تک وہ وفد کے ارکان کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

''میرے عزیزو! تم لوگ آرام کرو۔ میں اب مستقر کی طرف جاتا ہوں۔ اس لئے کہ مجھے اس لشکر کا بھی جائزہ لینا ہے جو میرے ساتھ اس مہم کے لئے روانہ ہو گا۔''

وفد کے ارکان نے پہلے میر جملہ کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے ان کے کہنے پر انہیں اورنگ زیب عالمگیر سے متعلق تفصیل بتائی اس کے بعد میر جملہ وہاں سے نکل گیا تھا۔

دو دن بعد میر جملہ اور دوسرا سالار عنایت خاں وفد کے ارکان کے ساتھ آسام اور بہار کی اس مہم کے لئے کوچ کر گئے تھے۔

❖

میر جملہ بڑی برق رفتاری سے بہار اور آسام کی طرف بڑھا تھا۔ اس کے پاس جو لشکر تھا اس میں بارہ ہزار گھڑسوار اور لگ بھگ تیس ہزار پیادے تھے۔ بہار میں داخل ہونے کے بعد اس نے ایک جگہ اپنے لشکر کا پڑاؤ کر لیا اور حالات کا جائزہ لینے لگا تھا۔

دراصل ان علاقوں میں بہت پہلے ایک شخص نے اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ اس کی نسل سے اس علاقے کا تیسرا حکمران لکشمی نارائن ہوا تھا جس نے مُغلِ اعظم اکبر کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ اسی شخص کی نسل کے کچھ لوگوں نے دریائے سنکوش اور بارندی کے درمیانی علاقوں میں بھی اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ وہ اس حکومت کو کان گوٹ کے

Marfat.com

نام سے پکارتے تھے۔ جبکہ مسلمان اس حکومت کو کچھ حاجیون کے نام سے یاد کرتے تھے۔

1612ء میں ان کی یہ سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ ایک لکشمی نارائن کے ماتحت رہی اور دوسری سلطنت جس کو کچھ حاجیون کہتے تھے انہوں نے اپنا علیحدہ حکمران مقرر کر لیا۔

1612ء میں لکشمی نارائن اور کچھ حاجیون کے حکمرانوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ یہ جنگ اورنگ زیب کے تخت نشین ہونے سے بہت پہلے ہوئی۔ مغلوں نے اس تصادم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کچھ حاجیون پر قبضہ کر لیا لیکن اس قبضہ کے نتیجہ میں مسلمانوں کو ایک اور قوت سے بھی نبرد آزما ہونا پڑ گیا اور یہ کوشان نسل کے لوگ تھے جو لکشمی نارائن کے لوگوں سے ملتے جلتے تھے اور ان کے حکمرانوں کو آہوم کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ اس نسل کے لوگ تیرھویں صدی میں ان علاقوں میں آ کر آباد ہوئے تھے اور انہوں نے آسام کے مرکزی اور شمالی علاقوں پر اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔

یہ لوگ شیطان کو پوجتے اور شب خون مارنے میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ قبائل میں جو شخص زیادہ طاقتور ہوتا وہی اپنی حکومت قائم کر لیتا اور دوسروں کو غلام بنا کر مکانات وغیرہ کی تعمیر شروع کرا دیتا۔ ان لوگوں کا لشکر صرف پیادوں یا ہاتھیوں پر مشتمل ہوا کرتا تھا۔ بنگال کے لوگوں کے ساتھ جھڑپوں کے دوران ان لوگوں نے آتش گیر مادے کا استعمال بھی سیکھ لیا تھا۔ بہرحال جب مسلمانوں نے ان پر زوردار حملے شروع کیے تو انہوں نے 1630ء میں صلح کر لی اور برندی کو مغلوں اور ان کے درمیان حد بندی کی لکیر تسلیم کر لیا گیا۔

اب جبکہ اورنگ زیب عالمگیر کی حکومت تھی تو انہی عجیب و غریب قبائل نے مسلمانوں کے خلاف بغاوت اور سرکشی کر دی تھی اور اسی بغاوت کو سرد کرنے کے لئے اب میر جملہ اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچا تھا۔

بہار میں پہنچنے کے بعد میر جملہ نے جب اپنے لشکر کا پڑاؤ کر لیا، خیمے نصب ہو گئے تب میر جملہ اور اس کا نائب عنایت خاں ایک جگہ جمع ہوئے پھر میر جملہ عنایت خاں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''عنایت خاں! لشکر کے کوچ کرنے سے پہلے تک میں میر محترم سے ملا تو انہوں نے مجھ پر انکشاف کیا کہ لشکر میں دولڑکے بھی تربیت کے لئے شامل کئے گئے ہیں۔

Marfat.com

میں چاہتا ہوں کہ پہلے ان دونوں کو میرے پاس لاؤ تا کہ میں دیکھوں کہ وہ کس عمر کے اور کیا کام کر سکتے ہیں؟''

میر جملہ جب خاموش ہوا تب عنایت خاں مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''میر جملہ میرے بھائی! تمہارا کہنا درست ہے۔ دو لڑکوں کو اورنگ زیب نے ہمارے لشکر میں شامل کیا ہے۔ میں یہ کہنا بھی پسند کروں گا کہ یہ امیر محترم کی بہترین صفت ہے کہ جو لڑکے لاوارث رہ جاتے ہیں، یتیم ہو جاتے ہیں ان کی دیکھ بھال شروع کر دیتے ہیں۔ اور جو لڑکے ان میں ہونہار ثابت ہوتے ہیں ان کی جنگی تربیت کا کام بھی شروع کر دیا جاتا ہے۔ جو دو لڑکے لشکر میں شامل کیے گئے ہیں ان کا تعلق بھی انہی لڑکوں سے ہے۔ میں ابھی انہیں یہاں لے کر آتا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی عنایت خاں وہاں سے ہٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا۔ اس کے ساتھ دو لڑکے تھے جن کی عمریں دس بارہ سال کے قریب رہی ہوں گی۔ میر جملہ کے سامنے آنے کے بعد عنایت خاں نے اسے مخاطب کیا اور باری باری ان دونوں لڑکوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''یہ جو میرے دائیں جانب کھڑا ہے اس کا نام اعتقاد خان اور جو میرے بائیں جانب ہے اس کا نام دلیر خان ہے۔ یہی وہ دونوں ہیں جنہیں امیر محترم نے ہمارے لشکر میں شامل کیا ہے۔''

میر جملہ آگے بڑھا۔ پہلے ان دونوں لڑکوں اعتقاد خان اور دلیر خان کو گلے لگا کر پیار کیا پھر بڑی شفقت میں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیزو! یوں جانو تم دونوں کو لشکر میں تربیت حاصل کرنے کے لئے شامل کیا گیا ہے۔ یہاں ہمارا لشکر دو دن پڑاؤ کرے گا تا کہ لشکری ستا لیں۔ اس کے بعد ہم اپنی کارروائیوں کی ابتدا کریں گے۔ ان کارروائیوں کے دوران اعتقاد خان تم ہمارے ساتھ رہو گے اور دلیر خان عنایت خاں کے ساتھ رہے گا۔''

اعتقاد خان اور دلیر خان دونوں لڑکے میر جملہ کے ان الفاظ سے خوش ہو گئے تھے۔ پھر میر جملہ عنایت خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اب آؤ لشکر کے کھانے اور اس کے آرام و قیام کے انتظامات کا جائزہ لیں۔''

اس کے ساتھ ہی چاروں وہاں سے ہٹ گئے تھے۔

❖

Marfat.com

چند دن وہاں قیام کرنے کے بعد میر جملہ اور عنایت خاں نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا اور آگے بڑھتے ہوئے جس علاقے میں وہ داخل ہوئے وہ کوچ بہار کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور یہاں کوشان نسل کے اُوہوم حکمران کی حکومت تھی۔ اُوہوم کے جو لشکری وہاں اِدھر اُدھر پھیلے اور بکھرے ہوئے تھے اور ان علاقوں کی حفاظت پر مامور تھے انہیں جب اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر کے آنے کی اطلاع ملی تب وہ علاقہ خالی کر کے پیچھے ہٹ گئے۔ اس طرح کوچ بہار پر میر جملہ نے قبضہ کرتے ہوئے اسے مُغل سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔

کوچ بہار پر قبضہ کرنے کے بعد میر جملہ نے 14 جنوری 1662ء کو آسام کی طرف پیش قدمی شروع کی۔ اس سفر کے دوران میر جملہ اور اس کے لشکریوں کو انتہا درجہ کی مشکلات اور مصایٔب کا سامنا کرنا پڑا۔ اس لئے کہ آسام کی طرف جانے والے تمام راستے گھنے جنگلوں کے علاوہ تیز رفتار ندی نالوں سے اٹے پڑے تھے۔ میر جملہ کا ارادہ تھا کہ کوشان نسل کے ان لوگوں کے مرکزی شہر گڑھ گاؤں کا رخ کرے گا جو دریائے برہم پُتر کے قریب تھا لیکن گڑھ گاؤں سے کافی فاصلہ پر کوشان نسل کے یہ لوگ ان گنت جنگجو اور ہاتھیوں کے ساتھ میر جملہ کے لشکر کی راہ روک کھڑے ہوئے۔ وہ کوہستانی سلسلوں کے دامن میں ایک وسیع میدان تھا جہاں کوشان نسل کے ان لوگوں نے اپنی عسکری طاقت کو جمع کیا اور میر جملہ کے لشکر سے ٹکرانے کا عزم کیا۔

جونہی میر جملہ اپنے لشکر کے ساتھ ان کے سامنے آیا انہوں نے جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے کوشان قوم کا وہ لشکر حرکت میں آیا اور میر جملہ کے لشکر پر وہ بے سمتی و بے خوابی و بدحواسی طاری کرتے آگ کے رقصاں شعلوں، زمین کے سینے کو خون آلود کر دینے والی تباہی و بربادی کے سیلاب اور ہر چیز میں رقصاں ہو جانے والی تشنگی کی بے روک یلغار کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

اس کے ساتھ ہی میر جملہ نے بھی اپنے کام کی ابتدا کی۔ اپنے سالاروں اور اپنے لشکریوں کے ساتھ اس نے جوابی کارروائی کی اور وہ بھی بستی بستی، پربت پربت، لمحوں کی دھوپ، اندیشوں کی حدت، نوحوں کا کہرام کھڑا کرتی تابکاری شعاعوں کے ہیجان اور فطرت کا عذاب بن کر نمودار ہوتی وقت کی ہولناک گردشوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ میدانِ جنگ میں قضاء کی لہروں نے ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لینا شروع کر دیا تھا۔

Marfat.com

موت قہرمانیت کے بحرِ ذخار کی طرح چاروں طرف پھیلنے لگی تھی۔ کٹتے بازو، اُدھڑتے بدن اِدھر اُدھر بکھرنے لگے تھے۔ دونوں طرف کے لشکری ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہوئے صداؤں کو بے صدا، بصارتوں کو بے بصر اور تمناؤں کی زمین کو بنجر کرنے لگے تھے۔ ہر کوئی اپنے لشکر سے اس طرح بچھڑنے لگا تھا کہ جیسے الفاظ و معنی کی قربتوں کو شدید نفرتوں نے ہجر لمحوں میں تبدیل کرنا شروع کر دیا ہو۔

اس طرح میر جملہ نے اپنی فراست اور اپنی جنگی ممارست کی بناء پر کوشان قوم کے اس لشکر کو بدترین شکست دی اور شکست اٹھا کر وہ دریائے برہم پتر کی طرف بھاگ نکلے تھے۔

دشمن کو بدترین شکست دینے کے بعد میر جملہ نے پیش قدمی شروع کی۔ ساتھ ہی اس نے اپنے لئے کشتیاں حاصل کرنے کا سلسلہ بھی شروع کر دیا تھا۔ اس لئے کہ وہ سارے علاقے ندی نالوں اور طغیانی پر آئے ہوئے دریاؤں سے اٹے پڑے تھے۔ لہٰذا ان ندی نالوں اور دریاؤں کو کشتیوں کے بغیر عبور کرنا انتہائی مشکل تھا۔ اس بناء پر میر جملہ نے اپنے لئے لگ بھگ 323 کشتیوں کا انتظام کر لیا تھا۔ اب میر جملہ نے ایک طرح سے سواروں اور پیادوں کے علاوہ اپنی بحری قوت بھی تیار کر لی تھی۔

اس کے بعد میر جملہ نے آہستہ آہستہ کوشان قوم کے علاقوں میں داخل ہوتے ہوئے ان کے قلعوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ ایک قلعے سے دوسرے قلعے میں بڑی احتیاط کے ساتھ جست و خیز کرتے میر جملہ نے ان کے 8 قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد وہ کوشان قوم کے مرکزی شہر گڑھ گاؤں کی طرف بڑھے۔ گڑھ گاؤں سے باہر ایک بار پھر 17 مارچ 1662ء کو کوشان قوم کے لشکریوں کے ساتھ میر جملہ کا ہولناک تصادم ہوا۔ اس تصادم میں بھی میر جملہ نے کوشان قوم کے لشکریوں کو بدترین شکست دی اور آگے بڑھ کر اس نے اس قوم کے مرکزی شہر گڑھ گاؤں پر قبضہ کر لیا تھا۔

میر جملہ کے ہاتھوں بدترین شکست اٹھانے کے بعد آسام کا راجہ اور اس کے لشکری شمال کے پہاڑی علاقوں میں روپوش ہو گئے تھے۔ اس صورتِ حال کو سامنے رکھتے ہوئے میر جملہ نے فیصلہ کیا کہ آئندہ موسمِ برسات تک وہ حالات کا جائزہ لے گا، اس کے بعد وہ کوئی کارروائی کرے گا۔

ساتھ ہی اس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ کوشان قوم کے مرکزی شہر گڑھ گاؤں میں چھوڑا، اس کی کمانداری عنایت خاں کے حوالے کی۔ جو توپ

Marfat.com

خانہ لشکر میں تھا اسے بھی گڑھ گاؤں میں رکھا گیا اور لشکر کے دوسرے حصے کے ساتھ میر جملہ پیش قدمی کرتا ہوا متھرا پور کی طرف بڑھا۔

متھرا پور کے گرد ونواح میں میر جملہ نے اپنے لشکر کے لئے بہت سی چوکیاں قائم کرنا شروع کر دیں تا کہ آمد و رفت کے ذرائع پر ان چوکیوں کی مدد سے نظر رکھی جا سکے۔ ان دنوں چونکہ برسات کا موسم ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔ دریاؤں، ندی اور نالوں کا پانی اترا ہوا تھا لہٰذا چوکیاں قائم کرنے میں میر جملہ کو کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑا تھا۔ تاہم دریاؤں و ندی اور نالوں کا پانی اترنے کی وجہ سے میر جملہ 323 کشتیوں پر مشتمل اپنے بحری بیڑے کو متھرا پور کی طرف نہیں لے جا سکا۔ بلکہ اُن 323 کشتیوں کو اس نے متھرا پور سے اٹھارہ میل دور لنگر انداز کر دیا تھا۔ اس طرح میر جملہ کوشان قوم کی طرف سے ردِعمل کا انتظار کرنے لگا تھا۔ اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ آسام کا راجہ اور اس کے لشکری بے شک شکست اٹھانے کے بعد شمال کے کوہستانی سلسلوں کے اندر غائب ہو چکے ہیں لیکن موقع ملتے ہی وہ نمودار ہوں گے اور مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔ اسی بناء پر میر جملہ نے جگہ جگہ چوکیاں قائم کر دی تھیں تا کہ ایک چوکی سے دوسری اور دوسری سے تیسری تک دشمن کی نقل و حرکت کی اطلاع پہنچ سکے۔ یوں میر جملہ آسام کے راجہ کے ردِعمل کا انتظار کرنے لگا تھا۔

○❖○

Marfat.com

جن دنوں اورنگ زیب عالمگیر نے میر جملہ کو آسام و بنگال کے حالات اپنے حق میں کرنے کے لئے روانہ کیا تھا انہی دنوں اورنگ زیب کے لئے دکن میں دشواریاں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ان دشواریوں کی ابتدا کرنے والا مرہٹوں کا سردار شیوا جی تھا۔

جہاں تک شیوا جی کا تعلق ہے تو وہ شخص 10 اپریل 1627ء کو شونیر کے ایک پہاڑی قلعے میں پیدا ہوا اس کے باپ شاہ جی نے شیوا جی کی ماں جیجا بائی کو نظر انداز کرتے ہوئے دوسری شادی رچا لی تھی۔ چنانچہ قدرتی طور پر جیجا بائی کی تمام تر توجہ اپنے لڑکے شیوا جی کی تعلیم و تربیت پر مرکز ہو گئی تھی۔

جیجا بائی کٹر ہندو اور متعصب خاتون تھی۔ اس نے بچپن ہی سے شیوا جی کے کانوں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت اور تعصب کا زہر گھولنا شروع کر دیا تھا۔ وہ شیوا جی کو کہانیوں اور داستانوں کی صورت میں مسلمانوں کے خلاف نفرت ابھارتی رہی۔ اس طرح وہ اپنے بیٹے کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے اُکساتی بھی رہی۔

شیوا جی کے لئے جیجا بائی نے جس استاد کا چناؤ کیا وہ بھی جیجا بائی ہی کی طرح مسلمانوں کا بدترین دشمن خیال کیا جاتا تھا اور اس نے جیجا بائی کے نفرت بھرے خطوط پر ہی شیوا جی کی تربیت کا کام شروع کر دیا تھا۔

علاوہ ازیں شیوا جی کو بچپن ہی سے عسکری تربیت بھی دی گئی۔ شیوا جی جوں ہی جوان ہوا اس نے ہندو سادھوؤں سے ہندومت کے غلبہ کے لئے مشورے کرنے شروع کر دیئے تھے۔ اس کا روحانی پیشوا ایک شخص سوامی رام داس تھا جس نے شیوا جی کو جو سب سے پہلا سبق دیا وہ کچھ یوں تھا:

> ''گائے اور برہمن کا تحفظ اس کے دھرم کا اوّلین ستون ہے۔ لہٰذا ہندوؤں سے گائے کے نام پر بڑی قربانی طلب کی جا سکتی ہے۔''

Marfat.com

اس کے علاوہ شیوا جی کے روحانی پیشوا سوامی رام داس اور ہندو سادھوؤں کے زیر نگرانی شیوا جی جس ماحول میں پروان چڑھا اس کا تقاضا تھا کہ وہ ایک ہندو حکومت قائم کر کے مسلمانوں کی غلامی سے نجات حاصل کرے۔

لہٰذا اس نے ایسا ہی کیا۔ اس کی شروع ہی کی مہمات، منصوبہ بندی اور نقل و حرکت سے یہ بات واضح ہوگئی تھی کہ وہ صرف مہاراشٹر یا دکن کے علاقوں ہی میں نہیں بلکہ پورے ہندوستان میں ایک ہندو حکومت قائم کرنے کا خواہشمند تھا۔

اورنگ زیب عالمگیر کے دار میں جہاں کہیں بھی راجاؤں کی حکومت تھی، شیوا جی نے ان کے ساتھ دوستی گانٹھنا شروع کر دی تھی۔

مشہور مؤرخ ایشوری پرشاد لکھتا ہے:

> ”گو شیوا جی کا مقصد صرف اپنے علاقوں کو آزاد کروانا تھا، بہر حال ہندومت کا تحفظ اور سیاسی اقتدار لازم و ملزوم تھے اور انہیں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی، کہ شیوا جی نے طاقت و قوت حاصل کرنے کے بعد ہندوستان کی سرزمین کو مسلمانوں سے نجات دینے کا تہیہ کر لیا تھا۔“

مسلمانوں کے خلاف اپنی مہمات کا آغاز کرنے سے قبل شیوا جی نے لوگوں کو بڑی ترغیبات دیں۔ انہیں طرح طرح کے خواب دکھائے۔ جس کے نتیجہ میں دکن کے کئی علاقوں کے لوگوں نے کھیتی باڑی چھوڑ کر شیوا جی کی ملازمت اختیار کر لی تھی۔ شیوا جی جو بچپن ہی سے حکمران بننے کے خواب دیکھ رہا تھا اب موقع کی تاک میں تھا۔ سب سے پہلے شیوا جی کو 1646ء میں بیجا پور کی سلطنت کی طرف سے ایک موقع ملا وہ اس طرح کہ بیجا پور کا سلطان انہی دنوں شدید علالت میں مبتلا ہو گیا اور اس کے علاقوں میں لاقانونیت نے شیوا جی کو وہ موقع فراہم کیا جس کے لئے وہ ایک عرصے سے منتظر تھا۔

شیوا جی نے سب سے پہلے اپنے کام کی ابتداء کرتے ہوئے پونا کے جنوب مغرب میں تورنا کے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد لگ بھگ پانچ میل کے فاصلے پر رائے گڑھ نام کے ایک اور قلعے پر حملہ آور ہو کر اس پر بھی قبضہ کر لیا۔

1647ء میں مختلف جاگیرداروں کے علاقوں پر قبضہ کرتے ہوئے اپنی طاقت و قوت میں اضافہ کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اس نے قلعہ چگان، بارہ ندی اور اند

Marfat.com

پور جیسے مضبوط اور مستحکم قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد اس نے اپنے کام کو پھیلایا اور تین مزید مضبوط اور مستحکم قلعوں پر قبضہ کرتے ہوئے اس نے اپنے زیر تسلط علاقے میں وسعت پیدا کر دی تھی۔

ان ساری کارروائیوں میں کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد شیوا جی کے ولولے اور اس کے حوصلے مزید جوان ہوئے۔ اس کے ارادوں کو تقویت ملی۔ لہٰذا وہ پھر بیجا پور کی سلطنت کے علاقوں پر حملہ آور ہوا اور دو مزید مضبوط اور مستحکم قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ ان قلعوں کے نام کلیان اور کوکان تھے۔

دوسری طرف بیجا پور کا سلطان اپنی علالت سے اب صحت یاب ہو چکا تھا۔ اسے جب خبر ہوئی کہ شیوا جی نے اس کے علاقوں پر حملہ آور ہو کر کئی علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے تو اس نے شیوا جی کی سرکوبی کا فیصلہ کیا۔

بیجا پور کے سلطان نے اپنے ایک سالار مصطفیٰ کو یہ مہم سونپی۔ مصطفیٰ اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور مرہٹوں پر حملہ آور ہو کر اس نے شیوا جی کے باپ شاؤ جی کو گرفتار کر کے اس کی جاگیر ضبط کر لی۔

شیوا جی بڑا چالاک اور عیار شخص تھا۔ اپنے باپ کی گرفتاری کی خبر سنتے ہی شیوا جی نے مزید عسکری کارروائیاں ترک کر دیں اور اپنے باپ شاؤ جی کی رہائی کے لئے تدبیریں کرنے لگا۔

شیوا جی جانتا تھا کہ مسلمانوں کا شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر پہلے ہی اس کے خلاف ہے اور اگر بیجا پور کا سلطان اس کے خلاف حرکت میں آ گیا تو پھر اسے کہیں بھی سر چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی۔ لہٰذا بیجا پور کے سلطان کا مقابلہ کرنے کے لئے اس کے ذہن میں یہ تدبیر آئی کہ آزاد حیثیت سے کارروائیاں کرنے کی بجائے وہ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر میں شامل ہو جائے۔ اس طرح وہ ہر قوت سے محفوظ ہو جائے گا۔

اپنا یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے شیوا جی دکن میں مغلوں کے والی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس سے مل کر اس نے مغلوں کے لشکر میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا۔

اس خواہش کی خبر جب بیجا پور کے حکمران عادل شاہ کو ہوئی تو اسے بڑی تشویش لاحق ہوئی۔ وہ یہ خیال کرنے لگا کہ کہیں شیوا جی واقعی مغلوں کے لشکر میں شامل ہو کر

Marfat.com

اس کے لئے دردِ سر بننے کی کوشش نہ کرے۔ اس لئے کہ مرہٹوں کے علاقے بیجا پور کے علاقوں کے ہمسائے میں تھے۔ اس بناء پر عادل شاہ نے شیوا جی کے باپ شاؤ جی کو رہا کر دیا۔ یوں شیوا جی اپنی چالاکی اور اپنی عیاری سے کام لیتے ہوئے مغلوں کے لشکر میں شامل ہونے کی دھمکی دے کر اپنے باپ کو عادل شاہ سے رہا کرانے میں کامیاب ہو گیا۔ تاہم شیوا جی کے باپ شاؤ جی کو رہا کرتے وقت عادل شاہ نے شاؤ جی سے عہد لیا کہ وہ اپنے بیٹے شیوا جی کو باغیانہ سرگرمیوں سے روکے گا۔ چنانچہ شیوا جی نے اپنے باپ شاؤ جی کے کہنے پر لگ بھگ چھ سال تک کے لئے مزید عسکری سرگرمیاں ترک کر دیں۔ تاہم اس دوران وہ مسلمانوں کے خلاف جدوجہد جاری رکھنے کی غرض سے اپنے ذرائع اور اپنے لشکر کی طاقت اور قوت کو مستحکم کرتا رہا۔ یہ دور شاہجہاں کا دور تھا۔

شیوا جی جانتا تھا کہ جہاں تک بیجا پور کے حکمران اور اورنگ زیب عالمگیر کا تعلق ہے تو ان دونوں قوتوں سے تصادم کیئے بغیر آزاد ہندو حکومت کا قیام ناممکن تھا۔ اس دوران حالات نے بھی کچھ شیوا جی کا ساتھ دیا اور وہ یوں کہ اچانک بیجا پور کے حکمران عادل شاہ نے وفات پائی تو بیجا پور کے خلاف مہم جوئی کے لئے شیوا جی نے ایک نئی چال چلی۔

ان دنوں اورنگ زیب عالمگیر اپنے باپ شاہجہاں کی طرف سے بذاتِ خود دکن کا والی تھا۔ لہٰذا مغل حکومت کے خلاف تو شیوا جی کوئی بڑی کارزوائی نہ کر سکا اس لئے کہ وہ اورنگ زیب عالمگیر کے مزاج اور اس کی طبیعت سے واقف تھا اور وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے آگے بڑھ کر مغلوں کے علاقوں پر حملہ آور ہونے یا قبضہ کرنے کی کوشش کی تو اورنگ زیب عالمگیر موت تک اس کا تعاقب کرے گا اور اسے زندہ نہیں رہنے دے گا۔

جہاں بیجا پور کے حکمران عادل شاہ کی وفات نے شیوا جی کو اپنی کارروائیاں شروع کرنے کی شہہ دی وہاں حالات مزید شیوا جی کے حق میں ہوئے۔ اس لئے کہ انہی دنوں شاہجہاں بیمار ہو گیا اور اس کے بیٹوں کے درمیان تخت نشینی کی جنگ کا آغاز ہو چکا تھا۔ لہٰذا اورنگ زیب دکن سے شمال کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

اب شیوا جی نے پَر پُرزے نکالنے شروع کر دیئے تھے۔ مغلوں کے علاقوں کے علاوہ وہ بیجا پور کے علاقوں پر بھی حریصانہ نگاہ ڈالنے لگا تھا۔ مغلوں کے علاقوں میں تو

Marfat.com

اس وقت انتظام سنبھالنے والا کوئی بھی نہ تھا۔ بیجاپور کی سلطنت بھی عادل شاہ کی وفات کے بعد ایک کشمکش کی حالت میں تھی تاہم اس موقع پر بیجاپور کے نئے حکمران نے شیوا جی کے باپ کو تنبیہہ کی کہ وہ اپنے بیٹے شیوا جی کو سمجھائے کہ وہ اپنی عسکری سرگرمیوں کو لگام دے۔

لیکن اس تنبیہہ کے جواب میں شیوا جی کے باپ شاہ جی نے یہ عذر پیش کیا کہ اس کا بیٹا اس کی گرفت میں نہیں ہے۔ یہ صورت حال بیجاپور کے حکمرانوں کے لئے بھی تشویش ناک تھی۔ وہ ہر صورت میں اس کا سدِ باب کرنا چاہتے تھے۔ بیجاپور والوں کے لئے مزید تشویش کی بات یہ بھی تھی کہ جب تک اورنگ زیب دکن میں تھا، شیوا جی کو کھل کھیلنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ اس لئے کہ وہ اورنگ زیب عالمگیر کے مزاج سے واقف تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر عالمگیر کے ہوتے ہوئے اس نے مغلوں یا بیجاپور والوں کے علاقوں پر حملہ آور ہو کر اپنی جاگیر میں توسیع کرنے کی کوشش کی تو عالمگیر اسے کنگال کر رکھ دے گا۔ اب عالمگیر کے آگرہ کی طرف چلے جانے کے باعث بیجاپور کے حکمرانوں کو مزید تشویش کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ تاہم وہ شیوا جی کو کھلا بھی نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ اس بناء پر بیجاپور کے حکمرانوں نے اپنے ایک سالار نام جس کا افضل خان تھا اسے ایک لشکر دے کر شیوا جی پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا۔

شیوا جی کو جب علم ہوا کہ بیجاپور والوں نے اپنے سالار افضل خاں کو اس پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کر دیا ہے اور وہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر اس پر ضرب لگانے کے لئے مرہٹوں کے علاقوں کا رخ کر رہا ہے تب شیوا جی نے ایک چال چلی۔ وہ پیدائشی دھوکہ باز اور فریبی تو تھا ہی۔ اس نے ایک قاصد افضل خاں کی طرف روانہ کیا اور اس سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ افضل خاں سے ملنا چاہتا ہے تاکہ متنازعہ امور کو لڑائی کی بجائے بات چیت کے ذریعہ نمٹایا جا سکے۔

افضل خاں اس بات اور ملاقات پر راضی ہو گیا۔ لہٰذا 20 نومبر 1659ء کو شیوا جی افضل خاں کی خدمت میں حاضر ہوا اور افضل خاں سے جب وہ گلے ملا تو دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے خنجر نکال کر اس نے افضل خاں کے جسم میں گھونپ دیا تھا۔ اس طرح 20 نومبر 1659ء کو شیوا جی نے بیجاپور کے سالار افضل خاں کا خاتمہ کر دیا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ شیوا جی نے افضل خاں کا خاتمہ کرنے کے لئے مکاری اور دھوکا دہی سے کام لیا تھا لیکن الٹا ہندو مورخ افضل خاں کو ایک مکار اور دھوکا باز

Marfat.com

سالار کہتے ہیں حتیٰ کہ ایشوری پرشاد جیسا مؤرخ جسے عموماً لوگ غیر متعصب اور وسیع النظر مؤرخ شمار کرتے ہیں وہ بھی اس قسم کے الزامات کی لعنت میں ملوث نظر آتا ہے۔ شیوا جی کی مکاری ظاہر کرنے کی بجائے وہ افضل خاں کے خلاف بولتا ہے۔ ایشوری پرشاد لکھتا ہے:

''شیوا جی نے افضل خاں کے ایلچی کا خیر مقدم بڑی گرم جوشی سے کیا اور میٹھی میٹھی باتیں کر کے اس سے اصل راز معلوم کر لیا۔ ایلچی نے اسے بتایا کہ افضل خاں شیوا جی کو گرفتار کرنا چاہتا ہے لہٰذا یہ فیصلہ کیا کہ شیوا جی اور افضل خاں دونوں غیر مسلح ہو کر ملیں گے۔ دونوں میں سے کوئی بھی اپنا کوئی لشکر اپنے ساتھ نہیں رکھے گا۔

لہٰذا جب دونوں بغلگیر ہوئے تو تنومند اور ہٹے کٹے افضل خاں نے شیوا جی کو جو ایک دُبلا پتلا درمیانے قد کا شخص تھا بری طرح دبانا شروع کر دیا۔ اس کے بعد تمام دباؤ اس کی گردن پر ڈالا پھر اپنا خنجر نکال کر اس کا کام تمام کرنا چاہا۔ لیکن شیوا جی نے کسی نہ کسی طرح افضل خاں کی گرفت کمزور کر کے اس کے سینے میں خنجر اتار دیا۔ اس دوران مرہٹے افضل خاں کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے جو افضل خاں کی لاش کو پالکی میں ڈال کر لے جا رہے تھے۔ وہ ابھی زندہ ہی تھا کہ مرہٹوں نے اس کا سر قلم کر کے شیوا جی کے حضور پیش کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے نہایت بے دردی کے ساتھ اس کے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا۔''

یہ الفاظ مشہور ہندو مؤرخ ایشوری پرشاد کے ہیں۔ ایشوری پرشاد کے تحریر کردہ ان واقعات کے ذریعے ہی شیوا جی کی فریب کاری اور مکاری واضح ہو جاتی ہے۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ افضل خاں نے شیوا جی کو گرفت میں لے لیا تھا اور وہ اس کا کام تمام کرنا چاہتا تھا تو اس صورت میں بھی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عین موقع پر مرہٹوں نے مسلمانوں پر کیسے حملہ کر دیا جبکہ فریقین نے غیر مسلح ہو کر ایک دوسرے سے ملاقات کرنے پر رضا مندی کا اظہار کیا تھا بلکہ یہ بھی طے پایا تھا کہ ملاقات کے مقام کے قریب کوئی لشکر یا ہتھیار نہیں رکھے جائیں گے۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ شیوا جی نے اپنی مدد کے لئے اپنے لشکریوں کو کہیں قریب ہی چھپایا ہوا تھا۔ علاوہ ازیں جب افضل خاں شدید زخمی ہونے کے بعد

Marfat.com

زمین پر گر پڑا اور کچھ دیر بعد اس کے آدمی اسے پالکی میں بٹھا کر لے جا رہے تھے تو اس کے بعد اس اقدام کا کیا جواز تھا کہ ایک شدید زخمی سالار کا سر قلم کر کے شیوا جی کے حضور پیش کر دیا جائے؟

بہرحال افضل خاں کے قتل کے بعد شیوا جی کی سرگرمیاں بڑھ گئیں۔ بیجاپور کے علاقوں پر حملہ آور ہونے کے ساتھ ساتھ اس نے اورنگ زیب عالمگیر کے علاقوں میں بھی لوٹ مار کا بازار گرم کرنا شروع کر دیا تھا لیکن اورنگ زیب ایسے باغیوں اور سرکشوں کو برداشت کرنے والا نہیں تھا۔ جونہی اسے پتہ چلا کہ شیوا جی نے اس کے علاقوں میں اپنی سرگرمیاں تیز کر دی ہیں تو اس سے نمٹنے کے لئے اورنگ زیب عالمگیر نے ایک لشکر اپنے ماموں شائستہ خان کی کمانداری میں دکن کی طرف روانہ کیا۔

❖

آسام میں میر جملہ نے آسام کے راجہ کو شکست دینے کے بعد جگہ جگہ چوکیاں قائم کر لیں۔ ایک لشکر گڑھ گاؤں میں اور دوسرا متھرا میں مقیم کیا تھا۔ ساتھ ہی جگہ جگہ حفاظتی چوکیاں بھی قائم کر دی تھیں۔ پھر وہ انتظار کرنے لگا تھا تاکہ برسات کا موسم گزرے تو پھر دشمن کے خلاف اپنی کارروائیوں کی ابتدا کرے۔

اسی دوران مئی کا مہینہ آ گیا۔ موسمِ برسات کا آغاز ہوا۔ اس سال معمول سے زیادہ بارشیں ہوئیں تو چاروں طرف سیلابوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جس کی وجہ سے خشکی کے راستے میر جملہ کے قاصدوں اور لشکریوں کی نقل و حرکت مشکل ہو گئی۔ میر جملہ نے دشمن پر نگاہ رکھنے کے لئے جو چوکیاں قائم کی تھیں ان کا رابطہ بھی ایک دوسرے سے قائم نہ رہ سکا۔ اس کے علاوہ میر جملہ نے اپنے لشکر کا جو حصہ عنایت خاں کی سرکردگی میں گڑھ گاؤں میں چھوڑا تھا وہ بھی ایک طرح سے پانی میں محصور ہو گیا۔ اس لئے کہ گڑھ گاؤں کو سیلابی پانی نے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اور اس سیلاب کی وجہ سے خوراک کی بہم رسانی اس حد تک مفلوج ہو کر رہ گئی کہ فاقے کرنے تک نوبت پہنچنے لگی تھی۔

آسام کے راجہ کے لشکری چونکہ ان علاقوں کے چپہ چپہ سے واقف تھے لہٰذا سیلاب اور بارشوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے میر جملہ کے لشکر کے دونوں حصوں اور ساتھ ہی چوکیوں پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا۔

آسام کے راجہ نے ایک لشکر گڑھ گاؤں کی طرف روانہ کیا اور وہاں جو لشکر

Marfat.com

عنایت خاں کی سرکردگی میں تھا اس پر شب خون مارنے کا سلسلہ شروع کر دیا اور گڑھ گاؤں کے قلعے کی فصیل کو بھی تباہ کر کے اس کے کچھ حصے پر قبضہ کر لیا تاہم جب عنایت خاں کو خبر ہوئی کہ آسام کے لشکری ان پر حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں تو جو لشکر اس کے پاس تھا اسے استوار کر کے وہ نکلا۔ اس جانبازی اور اس جانثاری کے ساتھ وہ آسام کے لشکر پر حملہ ہوا کہ انہیں بدترین شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور کر دیا

عنایت خاں کے ساتھ جو لشکر تھا اس نے حملہ آوروں کو تو بھگا دیا تھا۔ ایسا کر کے انہوں نے ایک طرح سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا تھا۔ لیکن انہیں اب ایک اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑا کہ اگست کے مہینے میں گڑھ گاؤں میں وبا پھوٹ پڑی اور عنایت خاں کے تحت جو لشکری کام کر رہے تھے روزانہ بڑی تعداد میں اس وبا کا لقمہ بننے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے گڑھ گاؤں میں مغلوں کا جو لشکر تھا اس کی تعداد وبا کی وجہ سے ایک چوتھائی رہ گئی تھی۔

وبا کے ساتھ ساتھ سیلاب بھی جاری تھا۔ لہٰذا مناسب خوراک اور طبیبوں کو ضروری ادویات میسر نہ تھیں۔ سالاروں سے لے کر عام لشکری تک کچھ دن تک صرف چاولوں اور فاقہ زدہ بیمار بیلوں کے گوشت پر گزر اوقات کی، اس کے بعد فاقوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔

اس وبا کی وجہ سے صرف گڑھ گاؤں میں میر جملہ کے لشکری ہی متاثر نہیں ہوئے بلکہ مؤرخین کا کہنا ہے:

> ''اس وبا کی وجہ سے ایک اندازے کے مطابق آسام کی شہری آبادی کے بھی لگ بھگ سوا دو لاکھ افراد لقمہ اجل ہو کر رہ گئے تھے۔ ان حالات کے پیش نظر میر جملہ نے متھرا پور سے روانہ ہو کر گڑھ گاؤں کا رخ کیا تھا۔''

جب سیلاب کا سلسلہ ختم ہوا تو اکتوبر کے مہینے میں اشیائے خورد و نوش کی باہم رسانی شروع کی گئی۔ خورد و نوش کے سامان کی بحالی کے ساتھ ہی میر جملہ نے از سرِ نو آسام کے راجہ کے لشکریوں پر حملے شروع کر دیئے تھے۔ میر جملہ خاں کے یہ حملے اس قدر زوردار اور جان لیوا تھے کہ آسام کے راجہ کو کئی مقامات پر میر جملہ نے شکست دی اور راجہ ایک بار پھر اپنے لشکریوں کے ساتھ شمالی پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور

Marfat.com

ہوا۔

اب میر جملہ کے لئے راجہ اور اس کے لشکریوں کا تعاقب کرنا بڑا مشکل تھا۔ کیونکہ یہ سارا علاقہ گھنے جنگلات کے علاوہ دریاؤں اور ندی و نالوں سے اٹا پڑا تھا اور ان کے اندر راجہ کے لشکری تو آسانی سے اِدھر اُدھر حرکت کر سکتے تھے۔ کیونکہ وہ اس علاقے سے بخوبی واقف تھے۔ لیکن میر جملہ کے لشکری ان علاقوں میں راجہ کے لشکریوں کا تعاقب نہ کر سکتے تھے۔

آخر جب میر جملہ نے پے در پے آسام کے راجہ کو شکستیں دیں تو راجہ نے یہ جان لیا کہ میر جملہ تو یہاں سے جاتا نہیں ہے۔ آخر وہ کب تک اور کتنے عرصے تک میر جملہ سے مقابلہ کرتے ہوئے اپنے لشکریوں کو موت کے گھاٹ اترواتا رہے گا۔ لہٰذا دسمبر 1662ء میں آسام کے راجہ نے میر جملہ سے صلح کی درخواست کی۔ فرمانبرداری اور اطاعت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

میر جملہ نے آسام کے راجہ کی اس خواہش کا احترام کیا جس کے نتیجے میں آسام کے راجہ نے تاوانِ جنگ کے طور پر بیس ہزار تولے سونا، چار لاکھ تولے چاندی اور 110 ہاتھی اورنگ زیب عالمگیر کی خدمت میں روانہ کرنے کے لئے میر جملہ کے حوالے کئے۔ ساتھ ہی راجہ نے صلح اور امن کی ضمانت کے طور پر اپنی ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی بھی مغل حرم میں روانہ کر دی۔ سارے سامان کے ساتھ راجہ کی لڑکی کو مرکز کی طرف روانہ کر دیا۔

جس وقت یہ صلح ہوئی اس وقت میر جملہ سخت بیمار تھا۔ اس معاہدے کے بعد اس کی حالت مزید بگڑ گئی۔ اس کے لشکریوں نے اسے ڈھاکہ لے جانا چاہا تاکہ وہاں اس کا علاج کروایا جائے۔ لیکن میر جملہ کی بدقسمتی کہ وہ ڈھاکہ پہنچنے سے پہلے ہی انتقال کر گیا۔

میر جملہ کا تعلق اصفہان کے ایک خاندان سے تھا۔ وہ جواہرات کے ایک سوداگر کے ہمراہ سب سے پہلے گولکنڈہ پہنچا تھا۔ کچھ عرصہ بعد وہ سوداگر جس کے ساتھ وہ آیا تھا وفات پا گیا تو اس کی وصیت کے مطابق اس کا سارا اثاثہ میر جملہ کو مل گیا۔

اپنی ثروت اور دیانتداری کے باعث میر جملہ جلد ہی نمایاں لوگوں میں شمار ہونے لگا۔ اسے تجارت میں بھی نمایاں کامیابی ہوئی۔ رفتہ رفتہ وہ گولکنڈہ کے حکمران

Marfat.com

عبداللہ قطب شاہ کی نظروں میں آ گیا جس نے اسے اپنا وزیر مقرر کر لیا۔ ساتھ ہی میر جملہ نے وہاں اپنے لئے ایک جاگیر بھی حاصل کر لی تھی۔

فنِ تجارت کے علاوہ میر جملہ نظم ونسق کی اصلاحات اور عسکری قیادت کی بھی بھرپور صلاحیتیں رکھتا تھا جن کی وجہ سے اس کی اپنی جاگیر کی سالانہ آمدن اس وقت لگ بھگ چالیس لاکھ روپے ہو گئی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جاگیر کی حفاظت کے لئے اس نے پانچ ہزار گھڑ سوار اور بیس ہزار پیادہ ملازم رکھے ہوئے تھے۔

میر جملہ کی بڑھتی ہوئی قوت کے پیش نظر گولکنڈہ کے حکمران کو تشویش لاحق ہوئی کہ کہیں وہ گولکنڈہ پر قبضہ ہی نہ کر لے۔ اس کے علاوہ میر جملہ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور اس کی دولت میں اضافہ کے باعث بہت سے امراء بھی اس سے حسد کرنے لگے اور گولکنڈہ کے حکمران عبداللہ قطب شاہ کے کان بھرنے لگے۔ ان سب کا مقصد میر جملہ کو عبداللہ قطب شاہ کی نظروں میں گرانا تھا۔

ان حاسد قسم کے امراء کے کہنے میں آ کر گولکنڈہ کے حکمران قطب شاہ نے فیصلہ کر لیا کہ میر جملہ کو نہ صرف یہ کہ اس سے اس کی جاگیر چھین کر اس سے ساری دولت بھی حاصل کر لی جائے بلکہ اسے اس کی بینائی سے بھی محروم کر دیا جائے۔

قطب شاہ کے ان ارادوں کا علم میر جملہ کو بھی ہو گیا۔ لہٰذا جب قطب شاہ نے اُسے اپنے پاس بلایا تو وہ اس کے پاس نہیں گیا اور اس سلسلے میں اس نے بیجاپور کے حکمران کے ساتھ گولکنڈہ کے حکمران قطب شاہ کے خلاف سازباز کرنا شروع کر دی تھی۔

یہ وہ دور تھا جب شاہجہاں زندہ تھا اور اورنگ زیب عالمگیر اس وقت دکن کا والی تھا۔ میر جملہ شروع سے ہی اورنگ زیب عالمگیر کو پسند کرتا تھا۔ انہی دنوں ایک مزید حادثہ پیش آیا وہ اس طرح کہ میر جملہ کے ایک بیٹے کا نام محمد امین تھا۔ اسے جب خبر ہوئی کہ گولکنڈہ کا حکمران اس کے باپ کے خلاف ہو گیا ہے تو محمد امین نے بھرے دربار میں گولکنڈہ کے حکمران کو بے عزت کر دیا۔

ظاہر ہے کہ گولکنڈہ کے حکمران کے لئے یہ اقدام ناقابل برداشت تھا۔ چنانچہ اس نے محمد امین اور اس کے اہل خانہ کو قید کرنے کا حکم دے دیا اور نومبر 1655ء میں اس کی تمام املاک ضبط کر لی گئیں اور اسے قید میں ڈال دیا گیا۔

یہ دور میر جملہ اور اس کے اہل خانہ کے لئے بڑی مصیبت اور ابتلاء کا دور تھا۔

Marfat.com

دوسری طرف اورنگ زیب عالمگیر بھی دکن میں موجود تھا۔ اس نے ان سارے حالات کی خبر اپنے باپ شاہجہاں کو کر دی۔

شاہجہاں پہلے ہی گولکنڈہ کے حکمران قطب شاہ کے خلاف تپا بیٹھا تھا اس لئے کہ قطب شاہ مغلوں کا خراج گزار تھا اور اس نے کافی عرصہ سے شاہجہاں کو خراج بھی ادا نہیں کیا تھا۔

اپنے بیٹے اورنگ زیب کا پیغام ملنے کے بعد شاہجہاں نے گولکنڈہ کے حکمران کو یہ پیغام دیا کہ وہ میر جملہ کے بیٹے کا سارا اثاثہ واپس کر دے اور اس کے اہل خانہ کو جن کو قید میں ڈال دیا گیا ہے رہا کر دیا جائے۔

شاہجہاں کا یہ پیغام جب قطب شاہ کو پہنچا تو اس نے شاہجہاں کے اس پیغام کا کوئی جواب نہ دیا اور نہ ہی اس پر کوئی عمل کیا۔ قطب شاہ کی یہ روش شاہجہاں کی ناراضگی کا باعث بن گئی لہٰذا اس نے اپنے بیٹے اورنگ زیب عالمگیر کو اختیار دیا کہ گولکنڈہ کا حکمران قطب شاہ اگر اطاعت و فرمانبرداری نہیں کرتا، میر جملہ کے اہلِ خانہ کو رہا نہیں کرتا تو اس پر حملہ کر دیا جائے۔

10 جنوری 1656ء کو اورنگ زیب اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور گولکنڈہ پر اس نے حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔

اورنگ زیب عالمگیر کا لشکر جب گولکنڈہ کی طرف بڑھا تو گولکنڈہ کا حکمران بڑا خوف زدہ ہوا۔ اس نے میر جملہ کے خاندان کی رہائی کو تسلیم کر لیا، ساتھ ہی اس نے اپنی ایک بیٹی اورنگ زیب عالمگیر کے عقد میں دینے کا بھی وعدہ کیا۔ خراج کی جو رقم بنتی تھی وہ بھی دینے پر آمادہ ہو گیا لیکن اس نے میر جملہ اور اس کے اہل خانہ کی جائیداد بحال نہ کی جس کی وجہ سے اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر نے گولکنڈہ پر چڑھائی کر دی تھی۔

گولکنڈہ کا حکمران اپنے اہل خانہ کے ہمراہ قلعہ بند ہو گیا اور لگ بھگ 70 ہزار لشکریوں کو اپنی حفاظت کے لئے مقرر کیا۔ اتنی دیر تک اورنگ زیب کا لشکر بھی وہاں پہنچ گیا اور پہلے ہی حملے میں اورنگ زیب کے لشکر نے گولکنڈہ کے حکمران کے لشکر کو شدید نقصان پہنچایا گولکنڈہ کا حکمران گولکنڈہ ہی میں محصور رہ گیا۔ جبکہ اورنگ زیب کے لشکر نے آگے بڑھ کر حیدر آباد پر قبضہ کر لیا۔

گولکنڈہ کے حکمران قطب شاہ نے مغلوں کا مقابلہ کرنے کی ٹھانی لہٰذا اس نے

Marfat.com

اپنے سارے لشکریوں کو جمع کیا اور ارادہ کیا کہ یکبارگی حملہ آور ہو کر اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر کو پسپا ہونے پر مجبور کر دے گا۔

دوسری طرف اورنگ زیب عالمگیر بھی حالات پر گہری نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ فروری 1656ء کو اورنگ زیب بنفسِ نفیس گولکنڈہ پہنچ گیا۔ گولکنڈہ کے حکمران نے اپنی پوری طاقت اور قوت کو جمع کرتے ہوئے جب اورنگ زیب پر حملہ کیا تو اورنگ زیب نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے گولکنڈہ کے حکمران قطب شاہ کے لشکر کو بدترین شکست دی اور اس کے لشکریوں کو بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔

قطب شاہ نے بار بار اورنگ زیب عالمگیر پر حملہ آور ہو کر اسے پسپا کرنے کی کوشش کی لیکن ہر بار اورنگ زیب کے ہاتھوں اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی دوران اورنگ زیب عالمگیر کو ایک اور کمک ملی اور وہ یہ کہ اس کا ماموں شائستہ خان ایک اور لشکر لے کر اس کی مدد کے لئے گولکنڈہ پہنچ گیا۔

قریب تھا کہ اورنگ زیب عالمگیر حملہ آور ہو کر گولکنڈہ اور بیجاپور دونوں سلطنتوں کے علاقوں کو مغل سلطنت میں شامل کر لیتا کہ اورنگ زیب کے بھائی دارا شکوہ کو حسد اور رقابت ہوئی۔ وہ اس وقت اپنے باپ شاہجہاں کے پاس تھا۔ اسے جب گولکنڈہ کے حکمرانوں کے خلاف اورنگ زیب کی کامیابی کی اطلاع ملی تو اسے فکر لاحق ہوئی کہ اورنگ زیب اگر اسی طرح کامیابیاں حاصل کرتا رہا تو وہ شاہجہاں کی آنکھ کا تارا بن جائے گا اور اس کے مقابلے میں دارا شکوہ کی ہر دلعزیزی میں فرق آ جائے گا۔

چنانچہ دارا شکوہ اورنگ زیب کے خلاف شاہجہاں کے کان بھرنے لگا۔ اس نے شاہجہاں سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ گولکنڈہ کے علاقے میں اورنگ زیب عالمگیر سختی سے کام لے رہا ہے اس نے اورنگ زیب عالمگیر کے ظلم و ستم کی داستانیں گھڑ گھڑ کر شاہجہاں کو سنانا شروع کر دیں حالانکہ گولکنڈہ پر حملہ آور ہوتے ہوئے اورنگ زیب نے اپنے لشکریوں کو سختی کے ساتھ حکم دیا تھا کہ کسی کے ساتھ بھی توہین آمیز سلوک نہیں کیا جائے گا۔

شاہجہاں جانتا تھا کہ اورنگ زیب کسی پر ظلم نہیں کر سکتا۔ نرم طبیعت کا مالک ہے اور یہ کہ حضورؐ کی شریعت پر سختی سے کاربند رہنے والا ہے۔ لیکن شاہجہاں کی کمزوری یہ تھی کہ زندگی کی بھاگ دوڑ میں وہ اپنی اولاد میں سے دارا شکوہ سے ہی زیادہ محبت کرتا رہا۔ اپنے جذبۂ شفقت کے تحت شاہجہاں اس کی باتوں میں آ گیا اور

Marfat.com

اس نے اورنگ زیب کو فوری طور پر حکم روانہ کیا کہ گولکنڈہ پر حملہ آور ہونا بند کر دے اور اپنے لشکر کو لے کر لوٹ جائے۔

اورنگ زیب عالمگیر ایسا فرمانبردار اور ایسا نیک دل بیٹا تھا کہ شاہجہاں کا پیغام ملتے ہی اس نے سر تسلیم خم کر دیا اور بلا تاخیر اپنے لشکر کو لے کر گولکنڈہ سے نکل گیا۔

دوسری طرف گولکنڈہ کے حکمران قطب شاہ کو جب اورنگ زیب عالمگیر کے ہاتھوں پے در پے ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا تو اس نے اپنی ماں کو اورنگ زیب عالمگیر کی خدمت میں بھیجا۔ اس نے قیمتی جواہرات بطور نذرانہ اورنگ زیب کی خدمت میں پیش کیے اور ایک کروڑ روپیہ ہرجانے کے طور پر ادا کرنے کا بھی وعدہ کیا۔ گولکنڈہ کے حکمران نے یہ بھی حلف اٹھایا کہ وہ آئندہ کبھی مغل شہنشاہ کی عدم اطاعت کا تصور بھی نہیں کرے گا۔ شاہجہاں نے قطب شاہ کے نام ایک فرمان اور خلعت روانہ کی۔ فرمان میں اسے معافی دینے کی تصدیق کی گئی تھی۔ اس طرح اورنگ زیب عالمگیر کی مداخلت سے میر جملہ کے اہلِ خانہ کو رہا کر دیا گیا لیکن اب میر جملہ نے گولکنڈہ میں اپنی رہائش ترک کر دی اور اپنے اہلِ خانہ کو لے کر شاہجہاں کے دربار میں آ گیا۔ شاہجہاں کے پاس پہنچ کر کہتے ہیں میر جملہ نے شاہجہاں کو جو تحائف پیش کیے ان میں سے ایک ایسا ہیرا تھا جس کی مالیت اس وقت 15 لاکھ کے لگ بھگ تھی۔ شاہجہاں نے میر جملہ کو اپنے لشکر میں شامل کرتے ہوئے لشکر کے ایک حصے کا سالار مقرر کر دیا۔ اس کے بعد جب شاہجہاں کے وزیر سعد اللہ خاں کا انتقال ہو گیا تو شاہجہاں نے میر جملہ کو اس کی جگہ اپنا وزیر مقرر کر دیا۔ شاہجہاں کے بعد میر جملہ اورنگ زیب کے ساتھ ہو گیا۔ آخر اورنگ زیب کے عہد میں بہترین خدمات انجام دیتے ہوئے آسام میں بیمار رہ کر وہ انتقال کر گیا۔

Marfat.com

شیوا جی کی بڑھتی ہوئی طاقت وقوت، اس کی آئے دن کی ترکتاز کو روکنے کے لئے اورنگ زیب نے اپنے ماموں شائستہ خاں کو اس سے نمٹنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ شائستہ خاں جنگ کا وسیع تجربہ رکھتا تھا، دلیر تھا اور پھر سب سے بڑھ کر دل و جان سے اورنگ زیب عالمگیر کا وفادار اور حمایتی بھی تھا۔

شائستہ خاں اپنے لشکر کو لے کر دکن پہنچا۔ شیوا جی کو بھی خبر ہو چکی تھی کہ اسے اس کی کارروائیوں کی سزا دینے کے لئے اورنگ زیب نے شائستہ خاں کو روانہ کیا ہے۔ لہٰذا اس نے بھی شائستہ خاں کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

شائستہ خاں نے بڑی برق رفتاری سے شیوا جی اور اس کے مرہٹہ سالاروں کے خلاف حملہ آور ہونا شروع کیا۔ اپنے پہلے ہی حملے میں شائستہ خاں نے 19 مئی کو مرہٹوں پر حملہ آور ہو کر ان کے بڑے شہر پونا پر قبضہ کر لیا۔

پونا کا مرہٹوں کے ہاتھ سے نکل جانا ایک طرح سے شیوا جی کی طاقت اور قوت پر ایک بڑی ضرب تھی۔ اب شائستہ خاں نے پونا کو اپنا مرکز بنانے کے بعد اپنی مزید کارروائیوں کو آگے بڑھایا۔ اس نے طے کر لیا تھا کہ وہ قدم قدم پر شیوا جی کو بدترین شکست دے کر اسے اورنگ زیب عالمگیر کے سامنے جھکنے پر مجبور کر دے گا۔ لہٰذا 25 اگست 1660ء کو اپنے لشکر کے ساتھ وہ پھر حرکت میں آیا، مرہٹوں پر حملہ آور ہوا اور ان سے ان کا ایک انتہائی مضبوط اور اہم قلعہ چھین لیا۔ اس قلعہ کا نام چگان تھا۔

شیوا جی نے جب دیکھا کہ اورنگ زیب عالمگیر کے ماموں شائستہ خاں کے ہاتھوں اسے اور اس کے لشکریوں کو پے در پے شکستوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے تو اس نے اپنی کارروائیوں کا رخ ساحلی علاقوں کی طرف کر دیا۔ اسی دوران شائستہ خان پھر حرکت میں آیا اور مئی 1661ء کو اس نے مرہٹوں کے ایک اور بہت بڑا اور انتہائی اہم قلعے کلیان پر حملہ آور ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔

Marfat.com

شائستہ خان کے ہاتھوں پے در پے شکستیں اٹھانے کے بعد شیوا جی گو ساحلی علاقوں کی طرف جانے پر مجبور ہو گیا تھا لیکن اب بھی اس کے پاس بہت بڑا لشکر تھا اور اس نے تہیہ کر رکھا تھا کہ شائستہ خان نے مرہٹوں کے جو علاقے اس سے چھینے ہیں وہ واپس لے کر رہے گا۔ اس مقصد کے لئے اس نے ساحلی علاقے میں اپنے سارے سالاروں کا ایک اجلاس طلب کر لیا تھا۔

شیوا جی کے اس اجلاس میں اس کے دو بیٹوں شمبھو جی اور راجہ رام کے علاوہ دیگر بہت سے سالار بھی شامل ہوئے۔ شمبھو جی اور راجہ رام شیوا جی کے بیٹے تھے لیکن شیوا جی کی دو مختلف بیویوں میں سے تھے اس لئے یہ دونوں سوتیلے بھائی تھے۔ ان دونوں بھائیوں کے علاوہ اس اجلاس میں شیوا جی کے سالاروں میں سے کوئی کیلاش، ہرجی، شاؤ جی، سنت اور دھن جیسے سرکردہ سالاروں نے حصہ لیا۔ اس کے علاوہ بہت سے چھوٹے سالار بھی اس اجلاس میں شریک ہوئے۔ جب سب لوگ شیوا جی کے پاس جمع ہو گئے تب شیوا جی نے انتہائی رازداری کے انداز میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

”عزیز ساتھیو! اورنگ زیب کے ماموں شائستہ خان نے ہم پر حملہ آور ہو کر ہم سے کافی علاقے چھین لئے ہیں اور جب سے یہ علاقے مجھ سے چھنے ہیں مجھے ایک طرح کا انتقامی بخار رہنے لگا ہے۔ میں نہ صرف اپنے علاقوں کو واپس لوں گا بلکہ اورنگ زیب کے ماموں شائستہ خان سے اس کی ان کامیابیوں کا انتقام بھی لوں گا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد شیوا جی رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا کہہ رہا تھا۔

”شائستہ خان سے انتقام لینے کے ساتھ میں مغلوں کے مزید علاقوں پر قبضہ کروں گا۔ شائستہ خان کے لئے اب میں دو ہی راستے چھوڑوں گا یا تو اسے ہلاک کر دوں گا یا وہ یہاں سے اورنگ زیب کی طرف بھاگ جانے پر مجبور ہو جائے گا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد شیوا جی رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا کہہ رہا تھا۔

”میرے عزیز ساتھیو! شائستہ خان نے اس وقت پونا میں قیام کیا ہوا ہے۔ پونا میں جسونت سنگھ نام کا اس کا ایک سالار ہے۔ اس سے میرے پرانے تعلقات رہے ہیں۔ میں نے یہ منصوبہ بنایا ہے کہ جسونت سنگھ کے ذریعے میں پونا شہر میں داخل ہو کر شائستہ خان کے حرم پر شب خون ماروں گا، اس کے بیوی بچوں اور عزیز واقارب کو ہلاک کر دوں گا اور شائستہ خان کی بھی گردن کاٹ کر رہوں گا۔ اگر ایسا ہو گیا تو

Marfat.com

یاد رکھنا شائستہ خان کے مرنے پر مغلوں کے لشکر کے اندر افراتفری پھیل جائے گی۔ خوف و ہراس برپا ہو جائے گا۔ اس سے ہم فائدہ اٹھائیں گے۔ ایک دم حملہ آور ہوں گے۔ نہ صرف ان قلعوں کو واپس لیں گے جو شائستہ خان نے ہم سے چھینے ہیں بلکہ مغلوں کے بہت سے قلعوں اور شہروں کو بھی اپنی عمل داری میں شامل کرنے کی کوشش کریں گے۔"

شیوا جی کے بیٹوں کے علاوہ چھوٹے بڑے سارے سالاروں ہی نے اس کی تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ اپنے سالاروں کے تائید کرنے پر شیوا جی بڑا خوش ہوا۔ کچھ سوچا پھر اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میرے مہربانو! میں آج ہی لشکر کے ایک حصے کے ساتھ پونا کی طرف کوچ کروں گا۔ میں پونا سے دور رہتے ہوئے پہلے شائستہ خاں کے لشکر کے سالار جسونت سنگھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کروں گا اور اس سے معاملہ طے کرنے کے بعد میں شائستہ خان کے حرم پر شب خون ماروں گا۔

اس وقت تک تم سب اپنے لشکر کے ساتھ اسی ساحلی علاقے میں قیام کرو گے۔ شائستہ خاں اور اس کے اہلِ خانہ کا کام تمام کرنے کے بعد میں لوٹ کر تمہارے پاس نہیں آؤں گا بلکہ میں تیز رفتار قاصد تمہاری طرف روانہ کروں گا جس کے جواب میں تم لوگ اپنے پورے لشکر کو لے کر پونا کی طرف آ جانا۔ اس کے بعد ہم نئے سرے سے اپنی کارروائیوں کی ابتدا کریں گے۔"

شیوا جی یہاں تک کہنے کے بعد رکا، کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

"مجھے قوی امید ہے کہ جسونت سنگھ کی مدد سے میں پونا شہر میں داخل ہو کر اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ میری سب سے اولین کوشش یہ ہو گی کہ میں سب سے پہلے شائستہ خاں پر حملہ آور ہو کر اس کا کام تمام کروں۔ اس کے علاوہ اس کے اہلِ خانہ کو بھی موت کے گھاٹ اتاروں گا اور حرم میں جس قدر مسلح جوان ہوں گے ان کا بھی کام تمام کرتا جاؤں گا۔"

شیوا جی جب خاموش ہوا تب کسی قدر تفکرات کا اظہار کرتے ہوئے اس کا بیٹا شمبھو جی بول اٹھا۔

"اے میرے باپ! جو تجویز آپ نے مرتب کی ہے یہ بہت اچھی ہے۔ اس میں کشش بھی ہے۔ لیکن اس تجویز کے سلسلے میں میرے ذہن میں کچھ وسوسات بھی

Marfat.com

اٹھتے ہیں۔ شائستہ خان کے حرم پر شب خون مارنے کے لئے اگر آپ کا ساتھی جسونت سنگھ حامی بھر لیتا ہے اور جب آپ عملی طور پر پونا شہر میں داخل ہونے کے بعد اپنے شب خون کی ابتداء کرتے ہیں اور جسونت سنگھ نے اس موقع پر آنکھیں پھیر لیں تو ذرا یہ بھی سوچیں کہ اس مہم کا کیا بنے گا؟ اگر جسونت سنگھ نے آپ کے اس شب خون کی اطلاع شائستہ خان کو کر دی تو کیا آپ سمجھتے ہیں شائستہ خان آپ کو پونا شہر سے باہر نکلنے دے گا؟ شائستہ خان کو ہم نہیں آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ صرف اورنگ زیب عالمگیر کا ماموں ہی نہیں بلکہ ایک بہترین سپہ سالار اور جنگ کا وسیع تجربہ رکھتا ہے اور موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کی ہمت اور جرأت بھی رکھتا ہے۔ اگر جسونت سنگھ نے آپ کی مخبری کر دی، شائستہ خان نے آپ کو گرفتار کر لیا تو پھر یہ بھی سوچیں کہ ہماری اس تحریک کا انجام کیا ہو گا؟ شائستہ خان یقیناً آپ کو پکڑ کر یا تو اسی وقت آپ کا خاتمہ کر دے گا یا آپ کو اورنگ زیب کی طرف بھیج دے گا۔ اور کیا آپ سمجھتے ہیں جب آپ کو اورنگ زیب کے سامنے پیش کیا جائے گا تو وہ آپ کو معاف کر دے گا؟''

شیوا جی کا بیٹا سمبھو جی جب خاموش ہوا تو بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے شیوا جی کہنے لگا۔

''کیا تم چاہتے ہو مجھے یہ شب خون نہیں مارنا چاہئے؟''

جواب میں سمبھو جی مسکرایا اور اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرا ہرگز یہ مقصد نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی محفوظ رہیں اور شائستہ خان کا کام بھی تمام کر دیا جائے اور اس کے لئے کیا کوئی دوسرا راستہ اختیار نہیں کیا جا سکتا؟''

جواب میں شیوا جی مسکرایا اور کہنے لگا۔

''میں جانتا ہوں تم میرے متعلق فکرمند ہو۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں تم لوگوں کو یقین دلاتا ہوں، جسونت سنگھ میرے ساتھ دھوکہ دہی سے کام نہیں کرے گا اور مجھے امید ہے وہ میرے ساتھ تعاون کرے گا اور میں شائستہ خان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ جسونت سنگھ کو میں اچھی طرح جانتا ہوں، اگر اس نے میری اس تجویز سے اتفاق نہ کیا تو وہ صاف طور پر میرا ساتھ دینے سے انکار کر دے گا، دھوکہ دہی سے کام نہیں لے گا۔ اور اگر میں اسے اپنی اس تجویز سے

Marfat.com

متعلق رضامند کر سکا تو پھر وہ پوری طرح میرا ساتھ دے گا اور میرے شب خون کو کامیاب بنانے کی بھی کوشش کرے گا۔"

شیوا جی کی اس گفتگو سے اس کے دونوں بیٹوں کے علاوہ اس کے سالار بھی مطمئن ہو گئے تھے۔ پھر شیوا جی نے وہ اجلاس ختم کر دیا تھا اور اسی روز شیوا جی اپنے لشکر کا ایک حصہ لے کر اورنگ زیب کے ماموں شائستہ خان کے حرم پر شب خون مارنے کے لئے ساحلی علاقوں سے پونا کا رخ کر گیا تھا۔

❖

میر جملہ کے وفات پا جانے کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے آسام کے حالات کو اپنی گرفت میں رکھتے ہوئے میر جملہ کی جگہ وہاں اپنے ایک سالار رام سنگھ کو بھیجا اور میر جملہ کے ساتھ کام کرنے والے اپنے سالار عنایت خان کو واپس اپنے پاس بلا لیا۔

آسام کے راجہ نے میر جملہ کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد گو صلح کر لی تھی، اپنی ایک بیٹی بھی مغلوں کے حرم میں روانہ کی تھی، تاوانِ جنگ بھی ادا کیا تھا اور مطیع اور فرمانبردار رہنے کا بھی وعدہ کیا تھا۔ اس طرح یہ امن لگ بھگ پانچ سال تک قائم رہا۔ اس پانچ سال کے عرصے کے دوران آسام کا راجہ اپنی جنگی تیاریوں میں مصروف رہا۔ دراصل اس نے صلح ہی اس بناء پر کی تھی کہ کچھ عرصے کے لئے اسے امن اور خاموشی کے ساتھ اپنی جنگی تیاریوں کو تقویت دینے کا موقع مل جائے گا، اس کے بعد وہ اورنگ زیب کے لشکریوں سے انتقام لے گا۔

پانچ سال مسلسل تیاری کے بعد آسام کے راجہ نے ایک بار پھر اورنگ زیب کے خلاف بغاوت اور سرکشی کا اعلان کر دیا۔ اس نے جو بہت بڑا لشکر تیار کیا تھا اس کو لے کر وہ اورنگ زیب کے لشکر پر حملہ آور ہونا شروع ہو گیا تھا۔

میر جملہ کے مقابلے میں رام سنگھ نے آسام کے راجہ سے نمٹنے کے لئے تساہل اور بڑی غفلت سے کام لیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آسام کے راجا نے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا جو میر جملہ نے فتح کئے تھے۔ یہاں تک کہ آسام کے راجہ نے کوہاٹی جیسا اہم شہر بھی مغل لشکر سے واپس لے لیا اور اورنگ زیب عالمگیر کا سالار رام سنگھ دیکھتا رہ گیا۔

یہ صورت حال ان لشکریوں کے لئے بڑی نازک تھی جو اس وقت آسام میں

Marfat.com

آسام کے راجہ کے خلاف کام کر رہے تھے۔ رام سنگھ کوئی جوابی کارروائی نہیں کر رہا تھا۔ میر جملہ کے ساتھ اورنگ زیب عالمگیر نے جو دو نوجوان دلیر خان اور اعتقاد خان روانہ کئے تھے وہ انہی علاقوں میں اپنے بچپن سے نکل کر جوانی میں داخل ہو چکے تھے اور میر جملہ کے تحت انہوں نے جنگ کا بہترین اور وسیع تجربہ بھی حاصل کر لیا تھا۔

جب آسام کے راجہ نے اپنے سارے علاقوں پر قبضہ کرنے کے ساتھ ساتھ کوہاٹی بھی چھین لیا، دلیر خان اور اعتقاد خان نے دیکھا کہ رام سنگھ کوئی جوابی کارروائی نہیں کر رہا تب وہ دونوں بڑے پریشان ہوئے اس لئے کہ رام سنگھ کے بعد اب وہ دونوں ہی لشکریوں کے اہم سالار شمار کئے جاتے تھے۔

ایک دن جب کہ رام سنگھ نے اپنے لشکر کے ساتھ ایک گھنے جنگل کے اندر پڑاؤ کر رکھا تھا، اعتقاد خان دلیر خان کے خیمے میں داخل ہوا۔ دلیر خان اس وقت اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ اعتقاد خان آگے بڑھ کر دلیر خان کے ساتھ بیٹھ گیا، کچھ دیر تک خیمے میں خاموشی رہی اور دلیر خان بڑے غور سے اعتقاد خان کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر دلیر خان کی آواز بلند ہوئی تھی۔

''اعتقاد خان میرے بھائی! میں دیکھتا ہوں تم خلافِ توقع آج پریشان اور فکرمند ہو۔''

دلیر خان کے ان الفاظ پر چونکنے کے انداز میں اعتقاد خان نے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''دلیر خان میرے بھائی! میر محترم نے ہمیں میر جملہ کے ساتھ ان علاقوں میں اس لئے بھیجا تھا کہ ہم میر جملہ کے ماتحت کام کرتے ہوئے عسکری تربیت حاصل کریں۔ دلیر خان میرے بھائی! اس میں کوئی شک نہیں میر جملہ نے یہاں مختلف مہموں کے دوران ہماری بہترین تربیت کا سامان کیا۔ اس سلسلے میں، میں میر جملہ کے علاوہ محترم عنایت خان کا بھی نہایت درجہ کا احسان مند ہوں کہ اس نے بھی آسام کے راجا کے خلاف جنگوں میں ہماری بہترین تربیت کا کام سرانجام دیا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اعتقاد خان رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

''دلیر خان میرے بھائی! انہی علاقوں میں رہتے ہوئے ہم اپنے بچپن سے نکل کر جوانی میں داخل ہو چکے ہیں۔ میرے عزیز بھائی! اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے

Marfat.com

مرکزی شہر میں جن لاوارث اور ضرورت مند بچوں کی عسکری تربیت کا کام سرانجام دیا تھا ان میں میں اور تم سب سے بڑے تھے۔ اسی بناء پر اورنگ زیب نے ہمیں میر جملہ کے ساتھ بھجوایا کہ ہم جنگی تربیت حاصل کریں۔

میرے بھائی! میر جملہ نے عنایت خان کے ساتھ یہاں بہترین کامیابیاں حاصل کیں اور اب جب کہ میر جملہ وفات پا چکا ہے، عنایت خان واپس جا چکا ہے تو تم دیکھتے ہو آسام کے راجا نے اپنے علاقے ہم سے واپس لے لئے ہیں اور انتہائی اہمیت کا شہر کوہاٹی بھی وہ واپس لے کر اس پر قبضہ کر چکا ہے جب کہ رام سنگھ اس ساری بدلتی ہوئی صورت حال کو کوئی اہمیت نہیں دے رہا۔ میرے عزیز بھائی! کل کو میر محترم کو یہ خبر پہنچے گی کہ آسام کے راجہ نے حملہ آور ہو کر ان سارے علاقوں کو واپس لے لیا ہے جنہیں میر جملہ نے فتح کیا تھا تو میر محترم ہم دونوں سے بھی یہ پوچھ سکتے ہیں کہ ہم دونوں نے یہاں رہتے ہوئے کیا کام سرانجام دیا؟ ہم سے یہ بھی سوال کیا جا سکتا ہے کہ ہم لگاتار پانچ چھ سال تک یہاں تربیت حاصل کرتے رہے ہیں اور اس تربیت کا کیا نتیجہ ہم نے میر محترم کے سامنے پیش کیا۔ میرے بھائی! جب تم سے یہ سوال کیا جائے گا کہ میر جملہ کے مرنے اور عنایت خان کے واپس جانے کے بعد آسام کا راجہ کیسے دوبارہ فتح کئے ہوئے علاقوں پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا تو بولو تمہارے پاس کیا جواب ہو گا؟ اگر تمہارے پاس کوئی معقول جواب ہے تو مجھے بھی بتاؤ تا کہ اگر اس سلسلے میں مجھ سے سوال کیا جائے تو میں بھی وہی جواب دے سکوں۔"

اعتقاد خان جب خاموش ہوا تب دلیر خان نے کچھ دیر انتہائی افسردگی میں اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"اعتقاد خان میرے بھائی! قسم خداوند قدوس کی تم نے میرے دل کی بات کہی ہے۔ میں گزشتہ کئی ہفتوں سے سوچ رہا تھا کہ اگر میر محترم نے عنایت خان کو واپس بلوا لیا ہے اور یہاں رام سنگھ کو بھجوایا ہے تو رام سنگھ کو کیا کام کرنے کے لئے ان علاقوں کی طرف روانہ کیا؟ اور اس نے اب تک کیا کام کیا ہے؟ میں سمجھتا ہوں اس نے سب سے بڑا تیر یہی مارا ہے کہ کھوئے ہوئے علاقے اس نے دشمن کے حوالے کر دیئے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد دلیر خان رکا پھر کہنے لگا۔

Marfat.com

''اعتقاد خان میرے بھائی! ایک بات اور یاد رکھنا اس رام سنگھ کو تو میر محترم نے سزا کے طور پر ان علاقوں کی طرف روانہ کیا ہے۔ اس لئے کہ اس سے کچھ غلطیاں ہوئی تھیں جن کی بناء پر میر محترم نے اسے یہ سزا دی ہے۔ میرے بھائی! اس موقع پر اگر عنایت خان یہاں ہوتا تو ہم اس سے ہی رام سنگھ کی شکایت کرتے۔ اب تو جو کچھ کرنا ہے ہم دونوں نے ہی کرنا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد دلیر خان جب خاموش ہوا تب اعتقاد خان بول اٹھا۔

''دلیر خان میرے بھائی! ان حالات میں اگر عنایت خان ہوتا تو میں تمہیں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ آسام کے راجا کو اتنی مہلت نہ دیتا کہ فتح کیے ہوئے علاقوں پر وہ قبضہ کر لیتا۔''

اعتقاد خان تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر دلیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''دلیر خان! میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس سلسلے میں رام سنگھ سے بات کریں۔ اسے کہتے ہیں کہ جو حالات اب پیدا ہو چکے ہیں ان کے تحت ہمیں کیا کام کرنا چاہیے؟ کیا ہمیں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسی طرح بیٹھا رہنا چاہیے اور آسام کے راجا کو کھلی چھٹی دے دینی چاہیئے کہ وہ ہمارے خلاف جو چاہے کرتا رہے؟ ساتھ ہی رام سنگھ کے ذہن میں یہ بھی بات ڈالنی چاہیئے کہ یہ جو آسام کے راجا نے سارے علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے تو اس سلسلے میں جب میر محترم سوال کرے گا تو اس سوال کے جواب میں ہم کیا کہہ پائیں گے؟''

اعتقاد خان کے ان الفاظ کے جواب میں جست لگانے کے انداز میں دلیر خان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

''تم نے جو کچھ کہا ہے یوں جانو میرے من کی بات کہی ہے۔ اب اٹھو، رام سنگھ کے پاس چلتے ہیں اور اس صورت حال سے متعلق تفصیل کے ساتھ اس سے گفتگو کرتے ہیں۔ اس کی طرف جانے سے پہلے میں یہ بھی بتا دوں کہ اگر وہ آسام کے راجا کے خلاف کھل کر حرکت میں نہ آنا چاہے تو ہم اسے یہ کہیں گے وہ ہمیں اجازت دے کہ ہم آسام کے راجہ کے خلاف حرکت میں آئیں۔''

اعتقاد خان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا، خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے دلیر خان کو اس نے گلے لگا لیا پھر کہنے لگا۔

Marfat.com

''اب آؤ چلیں۔ اس لئے کہ جو کچھ تم نے کہا ہے یہ تو میں بھی تم سے کہنا چاہتا تھا۔''

اس پر دونوں ہنس دیئے۔ پھر وہ اس خیمے سے نکل کر رام سنگھ کے خیمے کا رخ کر رہے تھے۔

ابھی وہ چند قدم ہی آگے بڑھے ہوں گے کہ دونوں ٹھٹھک کر رک گئے۔ اس لئے کہ سامنے کی طرف سے کچھ گھڑ سوار آئے تھے اور ان کے قریب آ کر وہ اپنے گھوڑوں سے اترے۔ اعتقاد خان اور دلیر خان دونوں انہیں پہچان گئے وہ ان کے لشکر کے مخبر تھے۔ شاید کوئی خبر لے کر آئے تھے۔

انہیں دیکھتے ہی اعتقاد خان اور دلیر خان دونوں رک گئے۔ آنے والے مخبران کے قریب آئے تو اعتقاد خان نے انہیں مخاطب کیا۔

''میرے عزیز بھائیو! یہاں کے حالات پہلے ہی خراب ہیں۔ تمہارے چہرے بتاتے ہیں کہ تم بھی ہمارے لئے کوئی اچھی خبر لے کر نہیں آئے ہو۔''

اعتقاد خان کے اس سوال پر آنے والوں میں سے ایک بول اٹھا۔

''آپ کا اندازہ درست ہے۔ ہم ایک نہیں دو بری خبریں لے کر آئے ہیں۔ پہلی یہ کہ آسام کے راجہ نے کوہاٹی کو فتح کر لیا ہے۔ کوہاٹی میں انہوں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا ہے اور جو مسلمان بچ گئے وہ جنوب کی طرف بھاگے تھے۔ کچھ مسلمان جنگلوں میں اِدھر اُدھر مارے مارے پھرتے ہوئے آسام کے راجا کے لشکریوں سے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں جب کہ آسام کے راجہ کے لشکری اب کوہاٹی سے نکلنے والے مسلمانوں کے تعاقب میں ہیں تا کہ انہیں پکڑ کر قتل کریں اور جو مال و اسباب ان کے پاس ہے وہ لوٹ لیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا کہہ رہا تھا۔

''یہ تو ایک خبر ہے۔ دوسری خبر میں سمجھتا ہوں اس سے بھی تشویشناک ہے اور وہ بحری قزاقوں سے متعلق ہے جو حملہ آور ہو کر مسلمانوں کے بے پناہ نقصان کا باعث بن رہے ہیں۔

یہ چٹا گانگ کے بحری قزاق ہیں جو آئے دن مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے ہیں، شب خون مارتے ہیں اور انہیں لوٹ کر غائب ہو جاتے ہیں۔ دراصل شہنشاہ جہانگیر اور شاہجہاں کی حکومتوں کے دوران دریائے فینی سلطنت مغلیہ اور برما کی حکومتوں کے

Marfat.com

درمیان سرحد شمار ہوتا تھا لیکن جہانگیر اور شاہجہاں کی حکومتوں کے دوران قزاقوں نے دریاؤں پر مکمل بالادستی حاصل کر لی تھی اور بحری قزاقی کا کام شروع کر دیا تھا۔ اس کام میں انہیں پرتگالیوں کی بھی پوری طرح مدد اور حمایت حاصل ہے۔

یہ بحری قزاق دریائے فینی کو عبور کر کے بنگال کے علاقوں میں داخل ہوتے ہیں اور لوٹ مار کر کے چلے جاتے ہیں۔ اس لوٹ مار کے دوران وہ ہندو اور مسلمان میں تمیز نہیں کرتے اور بہت سے ہندو اور مسلمان باشندوں کو اغوا کر کے لے جاتے ہیں۔ ان سے چھوٹے چھوٹے کام لیتے ہیں، انہیں غلام کے طور پر فروخت بھی کر دیتے ہیں۔ جو معلومات ہم نے ان سے متعلق حاصل کی ہیں ان کے مطابق یہ لوگ برسہا برس سے اپنی یہ سرگرمیاں باقر گنج اور ڈھاکہ کے مختلف اضلاع میں جاری رکھے ہوئے ہیں اور اگر ان کی راہ نہ روکی گئی، جوابی کارروائی کرتے ہوئے ان پر حملہ آور نہ ہوا گیا تو ان کے حوصلے بڑھ جائیں گے اور وہ علاقے جہاں یہ قزاق حملہ آور ہوتے ہیں ویرانوں کی صورت اختیار کر جائیں گے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد آنے والا مخبر رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

”جب سے رام سنگھ مسلمانوں کے لشکریوں کا سالار بن کر یہاں آتا ہے تب سے ان بحری قزاقوں کی سرگرمیاں تیز ہو گئی ہیں۔ رام سنگھ یہاں میر جملہ اور عنایت خان کی طرح کام نہیں کر رہا۔ اس نے چپ کی چادر اوڑھ رکھی ہے اور دشمنوں کے خلاف کوئی کامیاب کارروائی نہیں کر پا رہا۔ اس کی سست روی کی وجہ سے آسام کے راجا نے بھی دلیر ہو کر اپنے سارے علاقے واپس لے لئے ہیں حتیٰ کہ گوہاٹی پر بھی وہ قابض ہو چکا ہے۔ رام سنگھ کی اس سستی اور ناکاری کی وجہ سے وہ بحری قزاق بھی شیر ہو گئے ہیں اور انہوں نے پہلے کی نسبت زیادہ تیزی کے ساتھ دریائے فینی کو عبور کر کے بنگال کے علاقوں میں اپنی ترکتاز کرنا شروع کر دی ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر رکا تو اعتقاد خان ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”میں اور دلیر خان دونوں رام سنگھ کی طرف ہی جا رہے تھے اور اسی موضوع پر ہم اس سے گفتگو کرنا چاہتے تھے۔ اب ہم دونوں یہاں رکتے ہیں۔ تم رام سنگھ کی طرف جاؤ، جو تفصیل ہم سے کہی ہے وہ اس سے بھی کہو پھر دیکھتے ہیں وہ کس ردعمل

Marfat.com

کا اظہار کرتا ہے۔''

اعتقاد خان کے کہنے پر وہ مخبر رام سنگھ کے خیمے کی طرف ہو لئے۔ جب کہ اعتقاد خان اور دلیر خان دونوں وہیں رک کر انتظار کرنے لگے تھے۔

وہ مخبر رام سنگھ کے خیمے میں گئے اور جو تفصیل اعتقاد خان اور دلیر خان سے کہی تھی وہ اس سے جا کے کہہ دی تھی۔ رام سنگھ یہ ساری تفصیل سن کر فکرمند ہوا تھا اور گہری سوچوں میں کھو گیا تھا۔ پھر نہ جانے کیا فیصلہ کرتے ہوئے مخبروں کو کہنے لگا۔

''اب تم جاؤ، آرام کرو۔ ساتھ ہی اعتقاد خان اور دلیر خان کو میری طرف بھیج دو۔''

مخبر وہاں سے نکل گئے۔ اس جگہ آئے جہاں اعتقاد خان اور دلیر خان دونوں ان کا انتظار کر رہے تھے۔ پھر انہوں نے ان دونوں کو مخاطب کر کے کہا کہ انہیں رام سنگھ نے بلایا ہے۔ اس پر اعتقاد خان اور دلیر خان دونوں رام سنگھ کے خیمے کی طرف بڑھے تھے۔

دونوں جب رام سنگھ کے خیمے میں داخل ہوئے تو رام سنگھ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کا استقبال کیا، اپنے قریب ہی بٹھایا۔ کچھ دیر تک خیمے میں خاموشی رہی پھر رام سنگھ ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''ابھی ابھی ہمارے کچھ مخبر آئے ہیں اور انہوں نے ......''

رام سنگھ اپنی بات مکمل نہ کر سکا اس لئے کہ بیچ میں اعتقاد خان بول اٹھا۔ رام سنگھ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جو کچھ انہوں نے آپ سے کہا ہے وہ تفصیل ہم سے نہ کہئے۔ اس لئے کہ آپ کے خیمے کی طرف آنے سے پہلے وہ مخبر ہم سے مل چکے ہیں اور ہمیں کوہاٹی کے مسلمان اور ہندو کی حالت زار اور بحری قزاقوں سے متعلق تفصیل سے بتا چکے ہیں۔''

اعتقاد خان رکا پھر رام سنگھ کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

''ہماری بدقسمتی کہ میر جملہ خان نے جو علاقے انتہائی محنت اور دانشمندی سے کام لے کر فتح کئے تھے ان پر آسام کا راجہ قابض ہو چکا ہے اور ہم ابھی تک اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر پائے۔ اور اب تو حالت یہ ہے کہ آسام کے راجہ کے علاوہ بحری قزاق بھی بے دھڑک ہو کر ہمیں اپنا ہدف بنانے لگے ہیں۔

اس موقع پر میں آپ سے صرف یہ کہتا ہوں کہ جب میر محترم کو ان سارے

Marfat.com

حالات کی خبر ہو گی اور وہ ہم سے جواب طلبی کریں گے تو آپ اس کا کیا جواب دیں گے؟ جو جواب آپ دینا چاہتے ہیں ہمیں بھی بتا دیں تاکہ میر محترم جب ہم سے پوچھیں تو ہم بھی آپ کے کہے ہوئے الفاظ دہرا دیں۔ اس لئے کہ یہ معاملہ بڑا اہم اور گمبھیر ہے اور ان علاقوں میں مسلمان اور ہندو رعایا کی تباہی اور بربادی کو میر محترم کسی بھی صورت برداشت نہیں کرے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اعتقاد خان رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھا رہا تھا۔

''رام سنگھ! اگر آپ برا نہ مانیں تو اس موقع پر میں یہ بھی کہوں گا کہ ہماری شکستوں اور ناکامیوں کی یہ صورت حال میر محترم پر واضح ہو گئی تو مجھے خطرہ اور خدشہ ہے کہ وہ آپ کے علاوہ ہم دونوں کو واپس بلا لیں گے اور ان علاقوں میں اپنی عزت اور وقار کو بحال کرنے کے لئے کسی اور کو سالارِ اعلیٰ مقرر کر دیں گے اور میں سمجھتا ہوں ایسی صورت میں کم از کم......''

اعتقاد خان کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے رام سنگھ بول اٹھا تھا۔

''میرے عزیزو! تم دونوں میرے دست راست ہو۔ میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں ایسے علاقوں میں میرا جنگ کرنے کا کوئی تجربہ نہیں ہے اور میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ میرِ محترم نے ان علاقوں میں مجھے سزا کے طور پر بھیجا ہے۔ اس لئے کہ مجھ سے کچھ کوتاہیاں ہوئی تھیں جن کی مجھے یہ سزا دی گئی ہے۔ اب میں سارا معاملہ تم پر چھوڑتا ہوں کہ کیا کرنا چاہئے۔''

اس موقع پر اعتقاد خان اور دلیر خان نے ایک دوسرے کی طرف گہری نگاہوں سے دیکھا پھر اعتقاد خان رام سنگھ کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''اگر آپ ہم پر بھروسہ و اعتماد کرتے ہیں تو پھر میں آپ سے یہ کہوں گا کہ لشکر کے تین حصے کرتے ہیں۔ ایک حصہ آپ اپنے پاس رکھیں اور جہاں پڑاؤ ہے وہیں قیام رکھیں۔ لشکر کے باقی دو حصے میرے اور دلیر خان کے حوالے کر دیں۔ ہم پہلے آسام کے راجا کے ان لشکریوں کو اپنا ہدف بنائیں گے جو کوہاٹی شہر کے گرد و نواح میں لوٹ مار کے علاوہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے قتلِ عام میں لگے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد بحری قزاقوں سے نمٹیں گے اور پھر پرتگالیوں پر بھی ضرب لگائیں گے۔''

رام سنگھ بھی شاید یہی چاہتا تھا۔ اس نے اعتقاد خان کی اس تجویز سے فوراً

Marfat.com

اتفاق کرلیا۔ یہ تجویز ماننے سے اعتقاد خان اور دلیر خان خوش اور مطمئن ہو گئے تھے۔ پھر تینوں خیمے سے باہر نکلے۔ پہلے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک حصہ رام سنگھ کے پاس رہنے دیا گیا، باقی دو حصے اعتقاد خان اور دلیر خان کی کمان داری میں دے دیئے گئے۔ اعتقاد خان او دلیر خان دونوں نے اپنی مہم پر روانہ ہونے سے پہلے اپنے مخبروں کو ان علاقوں کی طرف پھیلا دیا تھا۔ پھر دو دن بعد وہ بھی اپنے حصے کے لشکر کو لے کر اپنی مہم کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

اعتقاد خان اور دلیر خان دونوں جب اپنے لشکر کو لے کر کوہاٹی کے نواح میں پہنچے تو ان کے سامنے ان کے وہ مخبر آئے جنہیں نے اپنی روانگی سے دو دن پہلے حالات کا جائزہ لینے کے لئے روانہ کیا تھا۔

ان کے آنے پر اعتقاد خان اور دلیر خان دونوں نے اپنے اپنے لشکر کو روک دیا تھا۔ وہ مخبر قریب آئے، ان میں سے ایک ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''آپ دونوں کے لئے ہم ایک اچھی خبر لے کر آئے ہیں۔ یہاں سے دائیں جانب لگ بھگ تین فرسنگ کے فاصلے پر کوہاٹی شہر سے بے گھر ہونے والے لوگ ایک پڑاؤ کی صورت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان میں مسلمان اور ہندو بھی ہیں۔ انہوں نے ایک کوہستانی سلسلے کی اوٹ میں اپنا پڑاؤ قائم کیا ہے۔ وہ انتہائی بے بسی کے عالم میں کھلے آسمان تلے پڑے ہوئے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ کوہستانی سلسلے کی اوٹ میں شاید آسام کے راجا کے لشکری انہیں اپنا ہدف نہ بنا سکیں گے اور جب حالات بہتر ہوں گے تو شاید وہ اپنے گھروں کو لوٹ سکیں گے۔ لیکن آسام کے لشکریوں کو ان کے محل وقوع کا علم ہو چکا ہے لہٰذا آسام کے راجا کا ایک لشکر ان پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر رکا پھر خصوصیت کے ساتھ وہ اعتقاد خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اعتقاد خان ہمارے عزیز! اس موقع پر میں آپ لوگوں کو ایک مشورہ بھی دوں گا۔ جو مشورہ میں دینے لگا ہوں یہ میری اور میرے ساتھیوں کی رائے ہے اس پر عمل کرنا یا نہ کرنا آپ کی صوابدید پر منحصر ہو گا۔ ایسا میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ دونوں میر جملہ اور عنایت خان کے تحت کام کرتے رہے ہیں اور ان دونوں نے آپ کو بہترین جنگی تربیت دے رکھی ہے۔ پر ہائے افسوس نئے سالار رام سنگھ نے یہاں آ

Marfat.com

کر کچھ بھی نہیں کیا۔ یہاں کے سب لوگ اس سے نالاں ہیں اور عنقریب اس کی ناکارہ کارکردگی کی اطلاع میرِ محترم کو بھی ہو جائے گی۔ بہرحال جو مشورہ میں آپ کو دینا چاہتا ہوں وہ کچھ یوں ہے۔

آسام کے راجہ کا جو لشکر کوہاٹی سے بے گھر ہونے والے لوگوں کے پڑاؤ پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے اس پر اگر آپ حملہ آور ہو جائیں تو اس کے دو بڑے فوائد حاصل ہوں گے۔

پہلا یہ کہ کوہاٹی کے وہ لوگ جو کھلے آسمان تلے بیچارے کسمپرسی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں ان کی جانیں بچ جائیں گی۔

دوسرا فائدہ یہ ہو گا کہ آسام کے راجہ کا جو لشکر ان مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے جا رہا ہے وہ اس لشکر کا آدھا حصہ ہے جس نے اس وقت کوہاٹی کے نواح میں اپنا پڑاؤ قائم کر رکھا ہے۔

آپ دونوں آسام کے راجہ کے اس لشکر پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کر دیں تو پھر کوہاٹی میں آسام کے راجا کا آدھا لشکر رہ جائے گا جسے آپ دونوں بڑی آسانی سے قابو کر لیں گے اور اس طرح جہاں آپ ایک طرف سے کوہاٹی کے بے گھر لوگوں کو محفوظ کر لیں گے وہاں دوسری طرف بڑی آسانی کے ساتھ کوہاٹی پر بھی قبضہ کر لیں گے۔''

اس مخبر کے ان الفاظ پر اعتقاد خان ہی نہیں دلیر خان بھی خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ جب وہ خاموش ہوا تو تب اعتقاد خان اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز! جو مشورہ تم نے دیا ہے اس پر سختی سے عمل کیا جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ اس پر عمل کرتے ہوئے ہم دو طرفہ کامیابی حاصل کریں گے۔ پر ساتھ ہی تم اپنے دو ساتھیوں کو رام سنگھ کی طرف روانہ کرو۔ اسے یہ پیغام دو کہ وہاں سے اپنا پڑاؤ ختم کر کے کوہاٹی کی طرف آ جائے۔ مجھے امید ہے کہ جو حالات اس وقت ہمارے سامنے ہیں ان کے مطابق دشمن پر ضرب لگاتے ہوئے کوہاٹی پر قبضہ کرنے میں ہم زیادہ دیر نہیں لگائیں گے۔''

اعتقاد خان رکا پھر دوبارہ وہ کہہ رہا تھا۔

''وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ تم دو آدمی رام سنگھ کی طرف روانہ کرو باقی ہماری رہنمائی آسام کے راجا کے اس لشکر تک کرو جو کوہاٹی کے نہتے لوگوں پر حملہ آور ہونے

Marfat.com

کے لئے پیش قدمی کر رہے ہیں۔''

مخبروں کے اس سربراہ نے اس سے اتفاق کیا۔ اسی وقت اعتقاد خان کا پیغام دے کر دو مخبروں کو رام سنگھ کی طرف بھجوا دیا گیا جب کہ باقی سارے مخبر اعتقاد خان اور دلیر خان کے ساتھ ہو لئے تھے۔ اب ان مخبروں کی رہنمائی میں اعتقاد خان اور دلیر خان دونوں بڑی برق رفتاری سے آسام کے راجا کے لشکر کا رخ کر رہے تھے۔

اپنے مخبروں کی رہنمائی میں اعتقاد خان اور دلیر خان نے آسام کے راجا کے لشکر کو کوہائی کے بے بس لوگوں کے پڑاؤ سے کچھ فاصلے پر ہی جا لیا تھا۔ آسام کے لشکر کو دیکھتے ہی ذو معنی انداز میں اعتقاد خان اور دلیر خان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر نگاہوں ہی نگاہوں میں کوئی فیصلہ ہوا۔ یہ فیصلہ ہونے کے بعد دونوں کے چہروں پر خوشگوار مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ ساتھ ہی انہوں نے اپنے گھوڑوں کو انگیخت کرنے والی مہمیز لگاتے ہوئے ان کی رفتار پہلے کی نسبت تیز کر دی تھی اور ان کے پیچھے پیچھے ان کے لشکری بھی طوفانی انداز میں آگے بڑھنے لگے تھے۔

آسام کے راجہ کے لشکر کے قریب جا کر اعتقاد خان اور دلیر خان نے پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ اعتقاد خان نے اپنے سر کو جنبش دی، اس کے ساتھ ہی دونوں نے زوردار انداز میں تکبیریں بلند کیں اور ان کی تکبیروں کے جواب میں پورے لشکر نے یک زبان ہو کر جب تکبیریں بلند کیں تو وہ ویرانے، وہ جنگل تکبیروں کی صداؤں اور ان کی بازگشت سے گونج اٹھے تھے۔

پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا اعتقاد خان اور دلیر خان دونوں اپنے لشکر کے ساتھ آسام کے لشکر پر فضاؤں کی نبض کو منجمد کر دینے والی یخ بستہ آندھیوں، طاقت و قوت کو اندھا کر دینے والے صحرا کے اندر ریت اڑاتے بھٹکتے بگولوں اور کرب کے سلگتے تھل میں وسوسوں کے اندیشوں اور خطرات کے وہموں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

جواب میں آسام کے لشکری بھی اعتقاد خان اور دلیر خان کے لشکر پر جسم و جان کی شادابی چھینتے تشنگی کے فریب اور بے طاقت و بے منزل کر دینے والے پُر آشوب عذابوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ گھنے جنگل اور ویرانوں کے اندر دونوں لشکروں کا ہولناک ٹکراؤ شروع ہو گیا تھا۔

آسام کے لشکریوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ حملہ آوروں کو مار بھگائیں لیکن اعتقاد خان اور دلیر خان اپنے لشکریوں کے ساتھ ان کے سامنے نہ

Marfat.com

سرکنے والی چٹانیں اور آہنی دیوار ثابت ہو رہے تھے۔ اور پھر ان کے تیز اور جان لیوا حملوں کے باعث آسام کے لشکریوں کی حالت پرانی دکھتی چوٹوں، غموں کی شدت، تشنہ ہونٹوں، گرسنہ نگاہوں اور وقت کے جبر تلے تپتے لمحوں سے بھی زیادہ بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

کچھ دیر بعد آسام کے لشکر میں شکست و ریخت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اس موقع پر آسام کے کچھ لشکری پسپا ہونے کی تیاری کرنے لگے تھے لیکن اعتقاد خان نے دلیر خان کو لشکر کے ایک حصے کے ساتھ اس شاہراہ پر متعین کر دیا تھا جو کوہاٹی کی طرف جاتی تھی۔ باقی لشکر کے ساتھ اعتقاد خان نے آسام کے لشکریوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔

تھوڑی دیر مزید جنگ کے بعد آسام کے لشکر کو پوری طرح کاٹ کر رکھ دیا گیا۔ صرف چند لشکریوں کو اعتقاد خان نے زندہ رکھا۔ دشمن کو بدترین شکست دینے اور ان کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد اعتقاد خان اور دلیر خان نے پہلے اپنے زخمیوں کی مرہم پٹی کا سامان کیا، اس کام سے فارغ ہونے کے بعد آسام کے وہ لشکری جنہیں زندہ گرفتار کیا گیا تھا اعتقاد خان ان کے پاس آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تم لوگوں نے گزشتہ کئی ماہ سے ہمارے علاقوں پر حملہ آور ہو کر تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلا اور جب ہماری طرف سے کسی ردِعمل کا اظہار نہ ہوا تو تم لوگ یہ خیال کرنے لگے کہ شاید حالات نے تم لوگوں کو کھلی چھٹی دے دی ہے کہ تم جو چاہو کرتے پھرو۔ تم لوگوں نے ہم سے جو علاقے واپس لئے ہیں تو یہ تمہاری جنگی مہارت اور جراُتمندی کا کمال نہیں ہے۔ خدا کی قسم اگر ہمارا نیا سالارِ اعلیٰ تساہل پسندی سے کام نہ لیتا تو ہم لوگ مار مار کر تم لوگوں کا شمال کے کوہستانی سلسلوں تک تعاقب کرتے اور تمہارا خاتمہ کر کے رہتے۔

تمہاری تباہی اور بربادی کی کارروائیوں کے سامنے جس ردِعمل کا ہم نے اظہار کیا ہے وہ تمہارے سامنے ہے۔ تمہارے سارے لشکر کو ہم نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ صرف تم چند لوگوں کو زندہ رکھا گیا ہے تاکہ تم جا کر اپنے سالارِ اعلیٰ کو اپنی بے بسی اور تباہی کا حال سناؤ۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اعتقاد خان رکا پھر کہنے لگا۔

Marfat.com

''اب تم سب کوہاٹی کی طرف جا سکتے ہو۔''
اس کے ساتھ ہی وہ لوگ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر وہاں سے بھاگ گئے۔
ان کے جانے کے بعد اعتقاد خان نے دلیر خان کو مخاطب کیا۔
''دشمن کا جو لشکر کوہاٹی کے بے آسرا لوگوں پر حملہ آور ہونے کے لئے آیا تھا اس کا تو ہم نے خاتمہ کر دیا ہے۔ چند لوگ بچے ہیں جنہیں میں نے کوہاٹی کی طرف بھیج دیا ہے۔ اب وہ کوہاٹی میں جا کر اپنے سالار کو بتائیں گے کہ کس طرح مسلمان آسام کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور اس کا خاتمہ کر کے چل دیئے۔ ہم چونکہ مغرب کی طرف سے آئے ہیں لہٰذا وہ بتائیں گے کہ ہم مغرب ہی کی طرف گئے ہوں گے۔ ان کا سالار اپنے مرنے والے لشکریوں کا انتقام لینے کے لئے ضرور ہمارا تعاقب کرے گا اور اسی تعاقب کے دوران ہم آسام کے راجہ کے لشکر کے دوسرے حصے کو تہہ تیغ کر کے رکھ دیں گے۔

میرے بھائی! جب آسام کے راجہ کے سالار کو کوہاٹی میں اپنے لشکر کی تباہی کا علم ہو گا تو یاد رکھنا وہ لشکر لے کر ہمارے تعاقب میں نکلے گا۔ پہلے وہ یقیناً ان علاقوں کی طرف آئے گا جہاں ہم نے اُن کے لشکر کے ایک حصے کا قتل عام کیا ہے۔ یہاں اپنے لشکر کی تباہی اور بربادی کا جائزہ لے گا، اس کے بعد سوچ سمجھ کر ہمارے تعاقب میں نکلنے کی کوشش کرے گا۔ لیکن ہم اسے تعاقب کرنے کا موقع ہی نہیں دیں گے۔
ابھی تھوڑی دیر تک جہاں تھوڑی دیر پہلے ہم نے دشمن کے لشکر کا قتلِ عام کیا ہے اُس میدان کے ایک طرف میں گھات میں بیٹھ جاؤں گا، دوسری طرف جس قدر لشکر ہمارے پاس ہے اسے آدھا آدھا تقسیم کر لیں گے اور پھر آسام کے دوسرے لشکر کے آنے کا انتظار کریں گے۔

آسام کے لشکر کا سالار جب کوہاٹی سے نکلتا ہے تو یقیناً وہ یہاں آئے بغیر تو مغرب کی طرف نہیں جائے گا۔ اگر جائے گا تو سامنے کی طرف۔ میرے خیال میں اس کا ٹکراؤ رام سنگھ سے ہو جائے گا اس لئے کہ میرے خیال میں ہمارا پیغام ملنے کے بعد رام سنگھ اپنا پڑاؤ وہاں سے ختم کر کے ہر چیز کو سمیٹتا ہوا ان علاقوں کا ہی رخ کر رہا ہو گا۔ اگر آسام کے راجہ کا سالار یہاں نہیں آتا، سیدھا مغرب کی طرف رُخ کرتا ہے، رام سنگھ کو اپنا ہدف بنانے کی کوشش کرتا ہے تب بھی ہم انہیں بچ کر جانے نہیں دیں گے۔

Marfat.com

میں ابھی تھوڑی دیر تک اپنے کچھ مخبر مغرب کی طرف پھیلاتا ہوں کہ وہ رام سنگھ پر نگاہ رکھیں اور کچھ کوہاٹی کی طرف روانہ کرتا ہوں۔ ہمارے جو مخبر کوہاٹی کی طرف جائیں گے اگر انہوں نے دیکھا کہ رام سنگھ اپنے لشکر کے ساتھ اس میدانِ جنگ کا رخ کر رہا ہے تب وہ ان کے آگے آگے رہتے ہوئے یہاں آ کر ہمیں ان کی آمد سے مطلع کر دیں گے۔

اور اگر آسام کے راجہ کے سالار نے اپنے لشکر کے ساتھ ادھر آنے کی بجائے مغرب کا رخ کرنا چاہا تب بھی ہمارے مخبر ہمیں اس کی اطلاع کر دیں گے اور ان کے پیچھے پیچھے ہم بھی لگ جائیں گے۔ جب وہ سامنے سے آنے والے رام سنگھ پر حملہ آور ہوں گے تو پشت کی طرف سے ہم حملہ آور ہو کر انہیں پیس کر رکھ دیں گے۔ اس طرح آسام کے لشکریوں میں سے کسی کو بھی جان بچا کر بھاگنے کا موقع نہیں ملے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اعتقاد خان رکا پھر سوالیہ انداز میں کسی قدر مسکراتے ہوئے دلیر خان کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"میرے بھائی! اب کہو کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

جواب میں دلیر خان بھی مسکرایا اور کہنے لگا۔

"میرے عزیز بھائی! جو لائحۂ عمل تم نے تیار کیا ہے میں سمجھتا ہوں یہ دشمن کی تباہی اور بربادی کے لئے کافی ہے۔ لہٰذا اب مجھے کچھ نہیں کہنا۔"

دلیر خان کے ان الفاظ سے اعتقاد خان خوش ہو گیا تھا۔ پھر اپنے مخبروں میں سے کچھ کو کوہاٹی کی طرف اور کچھ کو مغرب کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ رام سنگھ کی پیش قدمی پر نگاہ رکھیں۔ ساتھ ہی اعتقاد خان اور دلیر خان دونوں نے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد جس میدان میں تھوڑی دیر پہلے آسام کے لشکر سے ٹکراؤ ہوا تھا اس میدان کے دونوں اطراف انہوں نے گھات لگا لی تھی۔

❖

اعتقاد خان کے اندازے درست ثابت ہوئے تھے۔ اس لئے کہ دشمن کے اسیر ہونے والے جن لشکریوں کو اس نے رہا کر کے کوہاٹی کی طرف جانے کی اجازت دے دی تھی انہوں نے کوہاٹی میں آسام کے لشکریوں کا جو سالار تھا اسے اپنے لشکر کے دوسرے حصے کی مسلمانوں کے ہاتھوں تباہی اور بربادی کی پوری تفصیل کہہ دی

Marfat.com

تھی۔

یہ تفصیل سنتے ہی آسام کے راجہ کا وہ سالار اپنے لشکر کے دوسرے حصے کے ساتھ فوراً حرکت میں آیا اور اس میدان کا رخ کیا جس کے دونوں جانب اعتقاد خان اور دلیر خان نے اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ گھات لگا رکھی تھی۔

آسام کے راجہ کا سالار جب اپنا لشکر لے کر وہاں پہنچا جہاں اس کے لشکر کے دوسرے حصے کی لاشیں دور دور تک بکھری پڑی تھیں اور آسمان پر چیل کوے بری طرح منڈلا رہے تھے تب وہ سالار اور اس کے لشکری بڑے پریشان اور فکرمند ہوئے۔ اس سالار نے پہلے اپنے لشکریوں کے ساتھ پورے میدانِ جنگ کا جائزہ لیا، اس کے بعد وہ اپنے دوسرے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔

''ہمارے ساتھیوں کا قتلِ عام کرنے والے ابھی زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے۔ ہمیں ان کا تعاقب کرنا ہوگا اور ہر صورت میں انہیں موت کے گھاٹ اتارنا ہوگا۔''

آسام کے لشکر کا وہ سالار یہیں تک کہنے پایا تھا کہ ایک انقلاب، ایک تبدیلی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس لئے کہ عین اسی وقت اعتقاد خان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اپنی گھات سے نکلا۔ پہلے اس نے زوردار تکبیریں بلند کیں پھر وہ آسام کے لشکریوں پر اس طرح حملہ آور ہوا جیسے سموں کے زرد صحرا کی کوکھ سے جنم لینے والے دُکھ کے انبار ظلمتوں کی گھٹاؤں اور نفس پرستی کے الجھاؤ میں گھستے چلے جاتے ہیں۔ اعتقاد خان اور اس کے لشکری تکبیریں بلند کرتے ہوئے آسام کے لشکریوں کو اس طرح کاٹنے لگے تھے جیسے بھک سے اُڑا دینے والا بارود، قہر شور کے کاندھوں پر سوار ہو کر ہر شے پر موت کی اندھی دستک دینے لگتا ہے۔

یہ صورت حال آسام کے لشکریوں کے لئے اچانک نمودار ہوئی تھی پہلے وہ پریشانی اور انتشار اور افراتفری کا شکار ہوئے لیکن جلد ہی ان کے سالار نے اپنے لشکر کو سنبھال لیا اور جوابی کارروائی کرتے ہوئے اس نے بھی اعتقاد خان کے سامنے اپنا دفاع کرنا شروع کر دیا تھا۔

لیکن اسی وقت ایک اور مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی۔ دوسری جانب سے دلیر خان بھی اپنے لشکر کے ساتھ تکبیریں بلند کرتا ہوا اپنی گھات سے نکلا اور وہ بھی سرد آہوں کے ہجوم میں رگ رگ میں چبھتے خوف، وقت کے تیز دھاروں اور ماضی کے آئینوں سے حادثات کی لہروں اور دفاع کا آخری بند تک توڑ دینے والے جلتے کھلتے عذابوں

Marfat.com

کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

اب آسام کے لشکری دو طرفہ حملوں میں پسنے لگے تھے۔ کچھ دیر تک وہ بھی اپنی جوابی کارروائی کرتے ہوئے اعتقاد خان اور دلیر خان کے لشکریوں پر طوفانی دھاروں کے بہاؤ اور قیامت کے مراحل کھڑے کرتے خونی بگولوں کے اندھیاؤ کی طرح حملہ آور ہوتے رہے لیکن جلد ہی وہ جارحیت ترک کر کے صرف دفاع تک محدود ہو کر رہ گئے۔ پھر اس ٹکراؤ نے طول پکڑا تو انہیں اپنا دفاع کرنا بھی مشکل ہو گیا۔ یہاں تک کہ اعتقاد خان اور دلیر خان کے تیز حملوں کے سامنے آسام کے لشکر کی حالت الجھے الجھے خیالات اور جیون کے گھور سیاہ اندھیروں سے بھی بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

آخر کوہاٹی سے باہر کھلے میدانوں کے اندر اعتقاد خان اور دلیر خان نے آسام کے راجہ کے دوسرے لشکر کو بھی بدترین شکست دی۔ اس لشکر کے سالار نے جب اندازہ لگایا کہ مسلمان بڑی تیزی سے ان کا قتل عام کرتے ہوئے ان کی تعداد کو کم کرتے جا رہے ہیں تب اس نے شکست قبول کر لی اور اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر گھنے جنگلوں سے ہوتا ہوا شمال کی طرف بھاگ گیا۔

دشمن کے شکست اٹھا کر بھاگنے کے بعد اعتقاد خان اور دلیر خان دونوں نے ایک دوسرے کو شاندار فتح پر مبارک باد دی۔ سب سے پہلے جنگ میں زخمی ہونے والے لشکریوں کی دیکھ بھال کی گئی اس کے بعد اپنے لشکر کے کچھ مخبروں کو اعتقاد خان نے اپنے پاس بلایا۔ جب وہ مخبر اعتقاد خان اور دلیر خان کے پاس آئے تب اعتقاد خان نے بڑی نرمی اور بڑی محبت میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''میرے ساتھیو! میں اور دلیر خان ابھی اور اسی وقت یہاں سے کوہاٹی شہر کا رخ کریں گے۔ دشمن شکست اٹھانے کے بعد کوہاٹی کی طرف نہیں گیا اور کوہاٹی میں اس کا پڑاؤ بھی ہو گا، خیمے بھی ہوں گے۔ یہاں سے جانے کے بعد سب سے پہلے ہم اس کی خیمہ گاہ پر قبضہ کریں گے۔ اس کے بعد شہر میں مناد داخل کر دیئے جائیں گے اور شہر کے اندر منادی کرا دی جائے گی کہ آسام کے راجہ کے لشکریوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا شہر کے اندر ہر کوئی آزادی سے گھوم پھر سکتا ہے اور یہ کہ شہر کے لوگوں کو اب حملہ آوروں سے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اعتقاد خان رکا پھر اپنے مخبروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

"تم لوگ ابھی اور اسی وقت جنوب کی طرف اُس کوہستانی سلسلے کی طرف جاؤ جہاں کوہاٹی شہر سے بے گھر ہونے والے لوگوں نے پڑاؤ کر رکھا ہے۔ انہیں کہو کہ وہ کوہاٹی میں اپنے اپنے گھروں کو جا سکتے ہیں۔ آسام کے راجہ کے لشکریوں کو مار بھگایا گیا ہے اور اب وہ کوہاٹی میں بالکل محفوظ رہیں گے۔"

اعتقاد خان کی اس گفتگو کے جواب میں وہ مخبر جنوب کے ان کوہستانی سلسلوں کی طرف چلے گئے تھے جہاں کوہاٹی کے بے گھر لوگوں نے پڑاؤ کر رکھا تھا جب کہ اعتقاد خان اور دلیر خان ہر شے کو سمیٹتے ہوئے کوہاٹی شہر کا رخ کر رہے تھے۔

کوہاٹی شہر پہنچ کر اعتقاد خان اور دلیر خان نے پہلے آسام کے لشکر کے پڑاؤ پر قبضہ کیا۔ شہر سے باہر ان کے خیمے دور دور تک نصب تھے۔ یہ خیمے شہر کے جنوب مشرقی سمت میں تھے۔ وہاں پہنچتے ہی اعتقاد خان اور دلیر خان نے پہلے خیمہ گاہ کا جائزہ لیا پھر اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ خیمے وہاں سے اکھاڑ کر کوہاٹی شہر کے شمال مغرب کے رخ پر نصب کر دیئے جائیں اور پڑاؤ کے اندر جس قدر ضرورت کا سامان ہو وہ بھی شہر کے شمال مغرب میں منتقل کر دیا جائے۔

یہ حکم ملتے ہی آن کی آن میں آسام کے اس لشکر کی خیمہ گاہ کو اکھاڑ دیا گیا اور وقت کی آنکھ نے دیکھا اعتقاد خان اور دلیر خان نے اپنا پڑاؤ کوہاٹی شہر کے شمال مغرب کے رخ پر قائم کر لیا تھا۔

اس کے ساتھ ہی اعتقاد خان نے اپنے کچھ لشکری کوہاٹی شہر میں بھیجے جنہوں نے شہر کے اندر گھوم پھر کر یہ اعلان کرنا شروع کر دیا تھا کہ آسام کے راجہ کے لشکر کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور اب شہر مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ یہ خبر سنتے ہی لوگ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے گروہ در گروہ اور جوق در جوق اعتقاد خان اور دلیر خان کے پاس آ کر انہیں اس فتح مندی پر مبارک باد دینے لگے تھے۔

ساری خیمہ گاہ کا جائزہ لینے کے بعد اعتقاد خان اور دلیر خان دونوں جب ایک خیمے میں داخل ہوئے تو ان کے لشکر کا ایک چھوٹا سالار خیمے کے دروازے پر نمودار ہوا۔ اسے دیکھتے ہی اعتقاد خان نے اسے مخاطب کیا

"کیا تم کچھ کہنا چاہتے ہو؟"

وہ سالار خیمے میں داخل ہوا اور اعتقاد خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"کوہاٹی شہر سے نکل کر جن لوگوں نے جنوب کے کوہستانی سلسلوں کے اندر حملہ

Marfat.com

آوروں سے بچنے کے لئے قیام کیا ہوا تھا ان میں سے اکثر تو کوہاٹی میں اپنے گھروں کو چلے گئے ہیں لیکن کچھ لڑکیاں ایسی ہیں جن کے کوہاٹی میں گھر بار تو ہیں لیکن ان کے ماں باپ یا ان کے وارث حملہ آوروں کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں اور وہ بے آسرا اور بے تحفظ لڑکیاں شہر کی طرف نہیں گئیں۔ وہ سب ہماری خیمہ گاہ میں ایک جگہ جمع ہو گئی ہیں۔ ان میں سے دو لڑکیاں ان کی نمائندگی کرتے ہوئے آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہیں۔"

اس سالار کے اس انکشاف پر اعتقاد خان نے عجیب سے انداز سے دلیر خان کی طرف دیکھا۔ دلیر خان کچھ سوچتا رہا پھر اعتقاد خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے خیال میں ان لڑکیوں کو بلانا چاہئے اور ان سے پوچھنا چاہئے کہ وہ کیا چاہتی ہیں؟ اگر ان لڑکیوں کے ماں باپ اور وارث گزشتہ جنگوں میں مارے جا چکے ہیں اور انہیں سنبھالنے والا کوئی نہیں تو پھر ان کے تحفظ کا بندوبست ہمیں ہی کرنا پڑے گا۔"

دلیر خان کے ان الفاظ پر اعتقاد خان نے آنے والے اپنے اس چھوٹے سالار کی طرف غور سے دیکھا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اچھا تم جاؤ اور ان دو لڑکیوں کو لے کر آؤ جو ساری لڑکیوں کی نمائندگی کرتے ہوئے ہم سے گفتگو کرنا چاہتی ہیں۔"

اعتقاد خان کے ان الفاظ پر وہ سالار خیمے سے نکل گیا تھا۔

O❖O

Marfat.com

اعتقاد خان اور دلیر خان نے لڑکیوں کو بلانے کے لئے جس سالار کو بھیجا تھا، تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا۔ اس کے ساتھ دو لڑکیاں بھی تھیں۔ جونہی وہ خیمے کے دروازے پر آئیں اعتقاد خان اور دلیر خان دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ دونوں لڑکیاں خیمے میں داخل ہوئیں پھر ان میں سے ایک اُن دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''کیا میں اور میری ساتھی ایک انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کر سکتی ہیں؟''

اعتقاد خان اور دلیر خان دونوں نے دیکھا۔ وہ لڑکی جس نے گفتگو کا آغاز کیا تھا وہ طلسمی حُسن کے رنگوں جیسی خوبصورت، گلابِ صبح کی تازگی جیسی پُر جمال اور دھنک رنگوں کی بارش جیسی حسین تھی اس لڑکی کی شخصیت ایسی جاذب نظر اور پُرکشش تھی جیسے دھرتی کی میٹھی تان جیسے جیون کی پھلواری میں من نگر کا اجالا، جیسے سنسار کی رنگیں پھولوں کی ڈال۔ اعتقاد خان نے لحہ بھر کے لئے اس لڑکی کی طرف دیکھا پھر ہاتھ سے ایک نشست کی طرف اشارہ کر کے ان دونوں کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ دونوں لڑکیاں آگے بڑھ کر بیٹھ گئیں۔ چھوٹا سالار جب جانے لگا تب اعتقاد خان نے اسے بھی ان کے سامنے بیٹھنے کے لئے کہا۔ اس کے بعد وہ دونوں خود بھی بیٹھ گئے۔

کچھ دیر خیمے میں خاموشی رہی پھر جس لڑکی نے مخاطب ہونے میں پہل کی تھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے اعتقاد خان نے سوال کیا۔

''کیا میں پوچھ سکتا ہوں تمہارا نام کیا ہے؟''

اس لڑکی کے لبوں پر ہلکا سا خوشگوار تبسم نمودار ہوا، پھر کہنے لگی۔

''فرخ نگار۔''

اعتقاد خان نے یہی سوال جب دوسری لڑکی سے کیا تو وہ کھل کر مسکرا دی پھر اعتقاد خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میری ساتھی لڑکی نے میرا نام بتا تو دیا ہے۔''

Marfat.com

اعتقاد خان اور دلیر خان دونوں اس کی طرف حیرت سے دیکھنے لگے پھر اعتقاد خان کہنے لگا۔

''اس نے تو صرف اپنا نام فرخ نگار بتایا ہے۔''اس پر وہی لڑکی جو پہلی لڑکی جیسی خوبصورت، حسین اور پُرکشش تھی، اعتقاد خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ میری ساتھی نے آپ سے یہ نہیں کہا کہ اس کا نام فرخ نگار ہے۔ جب آپ نے اس کا نام پوچھا تو اس نے صرف فرخ نگار کہا۔ اب میں آپ کی تسلی کے لئے حقیقت واضح کر دوں کہ اس کا نام فرخ ہے، میرا نام نگار ہے۔ اس سے نام پوچھنے کے بعد یقیناً میرا نام بھی آپ پوچھتے۔ لہٰذا میری اس ساتھی نے جو میرے لئے میری سگی بہن جیسی ہے میرا اور اپنا نام دونوں کو ملا کر آپ سے کہہ دیا۔''

اس گفتگو سے اعتقاد خان اور دلیر خان تھوڑی دیر مسکراتے رہے پھر فرخ کی طرف دیکھتے ہوئے اعتقاد خان نے پوچھ لیا۔

''جو ہمارا سالار سامنے بیٹھا ہے اس نے بتایا ہے کہ باقی لوگ تو کوہاٹی چلے گئے ہیں صرف کچھ لڑکیاں ہیں جو کوہاٹی میں نہیں رہ سکتیں اس لئے کہ حملہ آوروں کی وجہ سے ان کے عزیز و اقارب، ماں باپ مارے جا چکے ہیں۔ اب تم دونوں کہو کہ کیا چاہتی ہو؟''

اعتقاد خان کے اس سوال پر فرخ اور نگار دونوں افسردہ اور غمگین ہو گئی تھیں۔ کچھ دیر خاموش رہیں پھر فرخ انتہائی سنجیدگی میں اعتقاد خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''ہم دونوں مسلمان ہیں ...... اس وقت جو بے آسرا اور لاوارث لڑکیاں ہیں وہ آپ کی خیمہ گاہ کے باہر آپ کی مدد کی منتظر ہیں۔ ان میں مسلمان بھی ہیں اور ہندو بھی اور ہم سب کوہاٹی میں عزیز و اقارب اور بہن بھائیوں کی طرح رہتے رہے ہیں۔ اب جس قدر لڑکیاں آپ کی خیمہ گاہ کے باہر کھڑی ہیں وہ سب لاوارث ہیں اور کوہاٹی شہر میں اکیلی نہیں رہ سکتیں۔ ان سب نے ہم دونوں کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے تاکہ ہم آپ سے یہ التجا کریں کہ ہماری حفاظت کا کوئی اہتمام کیا جائے۔''

فرخ جب خاموش ہوئی تو تب لمحہ بھر کے لئے اعتقاد خان نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھا۔ جواب میں فرخ کی نگاہیں جھک گئی تھیں۔ پھر اعتقاد خان کی

Marfat.com

آواز خیمے میں گونجی تھی۔

''کیا تم سب لڑکیاں صرف کوہاٹی شہر میں رہنا پسند کرو گی یا......''

اعتقاد خان اپنی بات مکمل نہ کر سکا اس لئے کہ فرخ بیچ میں بول اٹھی۔ کہنے لگی۔

''یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہم کوہاٹی میں رہیں۔ جہاں بھی ہماری حفاظت اور ہمارے قیام کا محفوظ اہتمام کیا جائے گا ہم وہیں رہ لیں گی۔''

فرخ کے جواب سے اعتقاد خان کسی قدر مطمئن سا لگتا تھا۔ کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

''اگر یہ بات ہے تو فی الحال تم ہماری خیمہ گاہ میں قیام کرو۔ کچھ خیمے تم سب کی رہائش کے لئے مخصوص کر دیئے جائیں گے۔ یہاں لشکر میں نہ صرف تمہاری جان تمہاری عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے گی بلکہ تمہاری ہر ضرورت کا بھی خیال رکھا جائے گا۔''

اعتقاد خان کے اس جواب پر فرخ اور نگار دونوں خوش ہو گئی تھیں۔ اس موقع پر فرخ پھر بولتے ہوئے اعتقاد خان کا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی کہ ایک لشکری خیمہ کے دروازے پر نمودار ہوا اور اعتقاد خان اور دلیر خان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''رام سنگھ لشکر کے دوسرے حصے کے ساتھ پہنچ گیا ہے۔''

یہ خبر سنتے ہی اعتقاد خان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ دلیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''دلیر خان! اٹھو چلیں۔ رام سنگھ پہنچ گیا ہے۔ لہٰذا اس خیمہ گاہ کے شمال میں مزید خیمے نصب کرائیں تاکہ پورا لشکر آرام کر سکے۔''

پھر اعتقاد خان نے سامنے بیٹھے چھوٹے سالار کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ان دونوں لڑکیوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ پہلے ان لڑکیوں کو شمار کرو اس کے بعد ان کی ضرورت کے مطابق خیمے خالی کروا کے ان خیموں میں ان کے قیام کا بہترین بندوبست کرو۔ ساتھ ہی ان کے کھانے کا بھی عمدہ انتظام کراؤ۔ میں اور دلیر خان رام سنگھ سے ملتے ہیں اور اس کے اور اس کے لشکر کے قیام کا بندوبست کرتے ہیں۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد میں اور دلیر خان دونوں آئیں گے اور دیکھیں

Marfat.com

گے کہ تم نے ان لڑکیوں کے آرام و قیام اور ان کے طعام کا کیا بندوبست کیا ہے۔''

اس پر چھوٹا سالار اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ فرخ اور نگار دونوں نے اعتقاد خان اور دلیر خان کا شکریہ ادا کیا پھر وہ چھوٹے سالار کے ساتھ خیمہ سے نکل گئی تھیں۔ اعتقاد خان اور دلیر خان بھی رام سنگھ کا استقبال کرنے کے لئے خیمے سے نکل گئے تھے۔

❖

اورنگ زیب عالمگیر کے ماموں شائستہ خان کے سالار جسونت سنگھ سے ساز باز کرنے کے بعد شیوا جی نے نہایت مکاری اور رازداری کے ساتھ نصف شب کے قریب پونا میں کچھ لوگوں کے ساتھ شائستہ خان کے حرم میں داخل ہو کر اسے شدید زخمی کر دیا۔

مرہٹوں نے نہ صرف شائستہ خان کو زخمی کیا بلکہ عورتوں اور بچوں پر بھی ہاتھ اٹھانے سے گریز نہ کیا۔ شائستہ خان کا ایک لڑکا، ایک سالار، کچھ خدمت گار اور حرم کی چھ عورتیں ہلاک کر دی گئیں۔ مؤرخین میں سے جادو سرکار سرِفہرست ہے جو اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ شیوا جی یہ کارروائی جسونت سنگھ کی چشم پوشی کے باعث کرنے میں کامیاب ہوا۔

پونا شہر میں یہ کارروائی کرنے کے بعد شیوا جی نے سورت شہر کے اندر لوٹ مار اور تباہی مچائی۔ کہتے ہیں شیوا جی نے قریباً نصف شہر کو نذرِ آتش کر دیا اور ایک کروڑ روپے کی مالیت کی اشیاء لوٹ لیں۔ شیوا جی چار ہزار لشکریوں کے ساتھ سورت شہر میں داخل ہوا تھا۔

اس نے سورت کے والی اور بڑے بڑے مسلمان تاجروں کو پیغام بھیجا کہ وہ تمام دولت فوری طور پر اس کے حوالے کر دیں ورنہ وہ شہر کو نذرِ آتش کر دے گا۔

جب اس کی اس دھمکی کا کوئی جواب نہ آیا تو شیوا جی نے اس شہر کو لوٹنے اور آگ لگانے کا حکم دے دیا۔

سورت شہر میں ان دنوں ایک انتہائی صاحبِ ثروت سوداگر رہتا تھا۔ اس کا نام قنبر خان تھا۔ شیوا جی نے قنبر خان سے اس کی دولت طلب کی اور دوسری صورت میں اسے جان سے مار دینے کی دھمکی دی۔ سورت شہر میں ان دنوں ایک انگریز کا شیشہ کا برتن بنانے کا ایک کارخانہ تھا اور یہ کارخانہ انہوں نے وہاں جہانگیر کے دور میں لگایا تھا۔ کارخانے کے انگریز مالک کا نام اوکسیڈن تھا جو مسلمان تاجر قنبر خان

Marfat.com

کے ہمسائے میں رہتا تھا اور قریب ہی اس کا شیشے کے برتن بنانے کا کارخانہ بھی تھا۔
مسلمان سوداگر قنبر علی کے انگریز اوکسینڈن سے بڑے گہرے تعلقات تھے۔
دونوں ہمسائے تھے۔ اس بناء پر دونوں ایک دوسرے کا بہت خیال کرتے تھے۔
شیوا جی نے جب قنبر علی کو دھمکی دی تب قنبر علی نے اُس انگریز کے ہاں پناہ لے لی اس لئے کہ انگریز کا وہاں کارخانہ تھا اور اس نے اپنے کچھ محافظ بھی رکھے ہوئے تھے۔

شیوا جی کو جب خبر ہوئی کہ قنبر علی خان نے اوکسینڈن کے ہاں پناہ لے لی ہے اس نے اوکسینڈن کو پیغام بھجوایا کہ وہ اس معاملہ سے الگ رہے اور اگر وہ اس معاملہ میں کودنا ہی چاہتا ہے تو پھر تین لاکھ روپے ادا کرے ورنہ مسلمان سوداگر قنبر علی خان کے ساتھ ساتھ اوکسینڈن کا بھی کام تمام کر کے رکھ دیا جائے گا۔
اب شیوا جی کی بدقسمتی وہ انگریز اوکسینڈن اور مسلمان سوداگر قنبر علی خان کے خلاف حرکت میں آنا ہی چاہتا تھا۔ اسی دوران یہ خبریں آنا شروع ہوئیں کہ پونا کی طرف سے مسلمانوں کا ایک لشکر شیوا جی سے نمٹنے کے لئے آ رہا ہے لہٰذا شیوا جی سورت شہر کو اس کے حال پر چھوڑ کر اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے فرار ہو گیا۔
پونا اور سورت شہروں کے ان واقعات کی خبر جب اورنگ زیب عالمگیر کو ہوئی تو وہ بڑا بے چین اور غضب ناک ہوا۔ وہ کسی بھی صورت شیوا جی کی ان کارروائیوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ اسے جب یہ بھی خبر ہوئی کہ اس کے ماموں شائستہ خان کو شیوا جی نے زخمی کر دیا ہے تب اورنگ زیب نے شائستہ خان کو پونا سے واپس بلا لیا اور اس کی جگہ امبر کے راجا جے سنگھ کو پونا کی طرف بھیجا تا کہ وہ شیوا جی کی سرکوبی کرے۔
راجہ جے سنگھ دکن کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہنچتے ہی جے سنگھ نے نہایت کامیابی اور حکمت کے ساتھ شیوا جی کا محاصرہ کر لیا جو اس وقت بورندا نام کے ایک قلعہ میں قیام کئے ہوئے تھا۔
راجہ جے سنگھ نے بورندا نام کے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور محاصرے میں اس نے ایسی سختی پیدا کی کہ شیوا جی محسوس کرنے لگا کہ اب قلعہ سے نکل کر مقابلہ کرنا یا بھاگنا ممکن نہیں اس لئے کہ اس وقت شیوا جی کے جس قدر سالار اور امراء تھے ان کے اہل خانہ بھی بورندا کے قلعہ میں قیام کئے ہوئے تھے اور اگر جنگ طول پکڑتی تو

Marfat.com

انہیں بھی نقصان پہنچتا۔ لہٰذا شیوا جی نے اپنی فطری عیاری سے کام لیا اور قلعہ سے نکل کر جے سنگھ کی خدمت میں حاضر ہوا اور صلح کی درخواست کی۔

راجہ جے سنگھ اور شیوا جی کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جسے پورندا معاہدہ کہہ کر یاد کیا جاتا ہے جس کے تحت شیوا جی نے اپنے 23 قلعے اورنگ زیب کے حوالے کر دیئے اور صرف 12 قلعے اپنے قبضے میں رکھے۔ ساتھ ہی اس نے عہد کیا کہ وہ آئندہ اورنگ زیب عالمگیر کا مطیع، فرمانبردار بن کر رہے گا۔

شیوا جی کے اس رویے کو دیکھتے ہوئے راجہ جے سنگھ کے کہنے پر اورنگ زیب عالمگیر نے شیوا جی اور اس کے بیٹے شمبھو جی دونوں کو اپنے لشکر میں شامل کر لیا۔ شمبھو جی کو پانچ ہزار لشکریوں کا سالار مقرر کیا گیا اور جاگیر بھی دی گئی۔ جب کہ شیوا جی کو اس کے گزشتہ غیر دانشمندانہ اور غیر وفادارانہ اقدامات پر معاف کر دیا گیا۔ ساتھ ہی شیوا جی نے یہ بھی عہد کیا کہ وہ تین برابر قسطوں میں ایک کروڑ بیس لاکھ کی رقم تاوان کے طور پر اورنگ زیب کو ادا کرے گا۔

اس ساری کارروائی کے بعد راجہ جے سنگھ کے کہنے پر شیوا جی نے اورنگ زیب کی خدمت میں حاضری دی۔ اورنگ زیب نے اس کے گزشتہ گناہ معاف کرتے ہوئے اسے بھی اپنے لشکر میں شامل کر لیا۔ اس کے بیٹے کی طرح اسے بھی پانچ ہزار کے ایک لشکر کا سالار مقرر کر دیا گیا تھا۔

اب شیوا جی کو یہ بات بڑی ناگوار گزری کہ اسے صرف پانچ ہزار کے ایک لشکر کا سالار مقرر کیا گیا ہے۔ اس بناء پر شیوا جی کی طبیعت میں پھر فتور آ گیا اور وہ اپنے لڑکے کے ساتھ مٹھائی کے ٹوکروں میں چھپ کر بھاگ نکلا اور متھرا، الہ آباد، بنارس، گیا اور تلگانہ سے ہوتا ہوا اپنے ٹھکانوں کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد اس نے لگ بھگ تین سال تک خاموشی اختیار کیے رکھی۔ اس موقع پر شیوا جی جانتا تھا کہ اورنگ زیب عالمگیر اس کے خلاف ضرور حرکت میں آئے گا اور اسے یہ بھی خبر تھی کہ اگر اورنگ زیب عالمگیر بنفس نفیس لشکر لے کر دکن کی طرف آ گیا تو شیوا جی کو کہیں ٹھکانہ نہیں ملے گا۔ لہٰذا اس نے اورنگ زیب عالمگیر کے سالار جسونت سنگھ اور اورنگ زیب کے بیٹے معظم علی سے رابطہ قائم کیا اور ان سے یہ گزارش کی کہ وہ اورنگ زیب سے اس کی صلح کروا دیں۔

جسونت سنگھ اور معظم علی کے کہنے پر اورنگ زیب نے نہ صرف ایک بار پھر شیوا

Marfat.com

جی کو معاف کر دیا بلکہ اس کا جو ماضی کا راجہ کا خطاب تھا وہ بھی بحال کر دیا۔

❖

کوہاٹی شہر کے نواح میں ایک روز رام سنگھ، اعتقاد خان اور دلیر خان اکٹھے بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ دو گھڑ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے خیمہ گاہ میں داخل ہوئے تھے۔ سیدھے اس جگہ آئے جہاں رام سنگھ، اعتقاد خان اور دلیر خان آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ آنے والے وہ دونوں اورنگ زیب عالمگیر کے قاصد تھے۔ دونوں نے آگے بڑھ کر باری باری ان تینوں کے ساتھ پُرجوش مصافحہ کیا پھر ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے ان دو میں سے ایک کہہ رہا تھا۔

''ہمیں میرِ محترم نے روانہ کیا ہے محترم رام سنگھ! آپ کے علاوہ اعتقاد خان اور دلیر خان تینوں کو میرِ محترم نے واپس بلا لیا ہے۔ ان علاقوں میں اب باغیوں کی سرکوبی کے لئے میرِ محترم نے اپنے ماموں شائستہ خان کو بھیجا ہے اور شائستہ خان ہمارے پیچھے پیچھے ادھر کا رخ کئے ہوئے ہے۔ تھوڑی دیر تک وہ یہاں پہنچ جائے گا۔ وہ اپنے ساتھ ایک اور لشکر بھی لے کر آ رہا ہے۔ شائستہ خان کے ساتھ اس کا بیٹا امید خان اور ایک دوسرا سالار ابن حسن بھی ہیں۔ اب ان علاقوں میں باغیوں کے خلاف وہی کمان داری کریں گے۔''

قاصدوں کی زبان سے یہ پیغام سن کر رام سنگھ تو بڑا خوش ہوا تھا لیکن اعتقاد خان اور دلیر خان سنجیدہ اور فکرمند ہو گئے تھے۔ اس موقع پر رام سنگھ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ان دونوں کی طرف دیکھا پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے ساتھ تم دونوں کو میرِ محترم نے واپس بلا لیا ہے۔ یہ پیغام سن کر تمہیں خوش ہو جانا چاہئے تھا۔ میں دیکھتا ہوں تم سنجیدہ اور فکرمند ہو گئے ہو۔''

رام سنگھ جب خاموش ہوا تب اعتقاد خان نے افسردہ سے لہجے میں کہنا شروع کیا۔

''رام سنگھ! فکرمندی اور سنجیدگی کی تو بات ہے ہی۔ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ جب ہم واپس میرِ محترم کے پاس پہنچیں گے اور اس نے ہم سے سوال کیا کہ میر جملہ کے بعد آسام کے راجہ نے ہم پر حملہ آور ہو کر کیوں فتح کئے ہوئے علاقے واپس لے لئے تو اس سوال کا جواب میرے پاس نہیں ہو گا۔''

جواب میں رام سنگھ نے لاپرواہی میں کندھے اچکائے پھر کہنے لگا۔

Marfat.com

''جب ایسا موقع آئے گا پھر جواب بھی سوچ لیا جائے گا۔ ابھی تو آؤ، شائستہ خان، اس کے بیٹے امید خان اور نئے سالار ابن حسن کے آنے کا انتظار کریں۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ اس کے آنے سے پہلے ہم اپنا بوریا بستر باندھ لیں۔ اس کے آنے کے ساتھ ہی ہم یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔ میں اپنے خیمہ کی طرف جاتا ہوں۔ تم بھی اپنے خیمہ کی طرف جاؤ، اپنا سامان باندھ لو۔ اس کے بعد شائستہ خان اور اس کے بیٹے اور دوسرے سالار کا استقبال کرتے ہیں۔''

رام سنگھ کی اس تجویز سے اعتقاد خان اور دلیر خان نے اتفاق کیا تھا۔ پھر دونوں اپنے خیمہ کی طرف ہو لئے۔ دونوں ایک خیمہ میں داخل ہوئے ہی تھے کہ دروازے پر فرخ اور نگار دونوں نمودار ہوئیں۔ دونوں اُداس اور پریشان تھیں۔ سب سے پہلے فرخ نے مخاطب ہو کر کہنا شروع کیا۔

''کیا ہم خیمے میں آ سکتی ہیں؟''

اعتقاد خان نے جب انہیں آنے کے لئے کہا تو وہ خیمے میں داخل ہوئیں پھر اعتقاد خان کی طرف دیکھتے ہوئے فرخ بول اٹھی۔

''ہم نے سنا ہے آپ دونوں کے علاوہ رام سنگھ بھی واپس جا رہے ہیں اور اس لشکر کی کمان داری اب میر محترم کے ماموں شائستہ خان کے ہاتھ میں ہو گی۔ کیا یہ خبر درست ہے؟ اس لئے کہ ہم نے ابھی ابھی یہ خبر سنی ہے اور اس کی تصدیق کے لئے آپ کی طرف آئی ہیں۔''

اس پر اداسی بھرے انداز میں اعتقاد خان نے فرخ کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''جو کچھ تم دونوں نے سنا ہے یہ درست ہے۔ ہم اپنا سامان باندھنے لگے ہیں۔ تھوڑی دیر تک شائستہ خان اپنے بیٹے اور ایک سالار کے ساتھ یہاں پہنچ جائے گا ہم تینوں واپس چلے جائیں گے۔''

اعتقاد خان کے ان الفاظ نے فرخ اور نگار دونوں کو پریشان اور فکرمند کر دیا تھا۔ پھر خیمے میں فرخ کی بکھرتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''آپ دونوں کے جانے کے بعد وہ لڑکیاں جنہوں نے آپ کی خیمہ گاہ میں پناہ لے رکھی ہے ان کا کیا بنے گا؟''

اس موقع پر اعتقاد خان نے پھر ایک افسردہ سی نگاہ فرخ پر ڈالی پھر اسے مخاطب

Marfat.com

کر کے کہنے لگا۔
''دیکھو فرخ! دونوں واپس جاؤ۔ جن لڑکیوں نے اس وقت خیمہ گاہ میں قیام کر رکھا ہے ان سے صلاح مشورہ کرو۔ اگر وہ مان جاتی ہیں تو شائستہ خان کے آنے پر ان ساری لڑکیوں کی شادیاں لشکر میں شامل ان لشکریوں سے کرا دی جائیں گی جن کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی۔ اس طرح وہ لشکر کے اندر رہتے ہوئے ایک باعزت، پُرتحفظ زندگی بسر کر سکیں گی۔''

اعتقاد خان جب خاموش ہوا تب اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے فرخ کہنے لگی۔

''ہم دونوں کا کیا ہو گا؟''

اعتقاد خان نے پھر غور سے فرخ کی طرف دیکھا۔ وہاں سے نگاہیں ہٹا کر ایک بھرپور نگاہ اپنے قریب کھڑے دلیر خان کی طرف ڈالی پھر اس نے دھیمے سے لہجے میں فرخ کو مخاطب کیا۔

''دیکھو فرخ! اس وقت تمہارے علاوہ خیمے میں نگار ہے اور میرا ساتھی دلیر خان ہے۔ میں تم سے ایک بات کہنے لگا ہوں؛ برا مت ماننا۔''

فرخ بیچاری پریشان اور فکرمند ہو گئی تھی۔ فوراً بول اٹھی۔

''آپ جیسی بھی کڑوی بات کریں، میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں، برا نہیں مانوں گی۔''

اس پر اعتقاد خان کو کچھ حوصلہ ہوا اور کہنے لگا۔

''دیکھو فرخ! یہ بات طے ہے کہ میں، دلیر خان اور رام سنگھ آج ہی یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔ اگر اس موقع پر میں تم سے یہ کہوں کہ کیا تم میرے ساتھ شادی کرنے کے لئے تیار ہو تو بولو تمہارا کیا جواب ہو گا؟ یہی سوال میں نگار سے بھی کرتا ہوں، کیا وہ دلیر خان سے شادی کرنے کو تیار ہے؟''

اعتقاد کے اس سوال پر فرخ اور نگار دونوں کے چہروں پر دور دور تک خوشیاں ہی خوشیاں اور طمانیت بکھر گئی تھی۔ کچھ دیر تک دونوں اس خوشی سے لطف اندوز ہوتی رہیں پھر دھیمے سے لہجے اور ہلکی سی مسکراہٹ میں اعتقاد خان کو مخاطب کرتے ہوئے فرخ کہنے لگی۔

''میں آپ سے اور نگار دلیر بھائی سے شادی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اب

Marfat.com

بولیں آپ کیا کہتے ہیں؟''

فرخ کے اس جواب پر اعتقاد خان اور دلیر خان دونوں خوش ہو گئے تھے۔ پھر اعتقاد خان آگے بڑھا، فرخ کا شانہ تھپتھپایا اور پیار بھرے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میں تم دونوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ تم دونوں نے ہم دونوں کو اتنی اہمیت دی۔ اب تم واپس دوسری لڑکیوں کی طرف جاؤ اور جو کچھ میں نے کہا ہے اس سے متعلق ان سے پوچھو۔ اگر وہ اس پر رضامند ہو جاتی ہیں تو یہاں سے کوچ کرنے سے پہلے ہم اپنے لشکریوں سے ان کے عقد کا اہتمام کرتے جائیں گے۔ یہیں قیام کے دوران تم دونوں کا عقد ہم دونوں کے ساتھ ہو گا اور ہم تم دونوں کو اپنے ساتھ لے جائیں گے۔''

فرخ اور نگار دونوں ان الفاظ پر بے حد خوشی اور سکون محسوس کر رہی تھیں۔ پھر مسکراتی ہوئی خیمے سے نکل گئی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد شائستہ خان بھی اپنے بیٹے اور ایک سالار کے ساتھ لشکر کا ایک حصہ لے کر وہاں پہنچ گیا۔ رام سنگھ، اعتقاد خان اور دلیر خان نے ان کا بہترین استقبال کیا۔ شائستہ خان کے آنے پر لڑکیوں سے متعلق پوری تفصیل اعتقاد خان نے اس سے کہہ دی تھی۔ اس دوران لڑکیوں نے اپنا عندیہ دے دیا تھا کہ وہ شادی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لہٰذا فرخ کا نکاح اعتقاد خان سے، نگار کا نکاح دلیر خان سے اور باقی لڑکیوں کے نکاح بھی لشکریوں کے ساتھ کرا دیئے گئے تھے۔ اس کے بعد لشکر کی کمانداری شائستہ خان کے حوالے کرنے کے بعد رام سنگھ، اعتقاد خان اور دلیر خان وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔ فرخ اور نگار بھی ان کے ساتھ تھیں۔

❖

شائستہ خان کو گو پونا شہر میں شیوا جی کی اس مکاری اور دھوکہ دہی کی وجہ سے نقصان اٹھانا پڑا تھا، اس کے باوجود شائستہ خان ایک انتہائی لائق اور جانثار قسم کا سالار تھا۔ بنگال پہنچتے ہی شائستہ خان نے نئی بحری قوت کی تشکیل کا آغاز کیا۔ اس نے صرف ایک سال کے مختصر عرصے میں تین سو کشتیوں پر مشتمل اپنا بحری بیڑا تیار کر لیا۔ اس کے علاوہ وہ علاقہ ایسا تھا جہاں ہمہ وقت کشتیوں کی ضرورت پڑتی رہتی تھی اور ان کے بغیر دشمن پر ضرب لگانا بہت مشکل تھا۔

Marfat.com

اپنی بحری قوت تیار کرنے کے بعد شائستہ خان آخر حرکت میں آیا اور سب سے پہلے ڈھاکہ کے شمالی حصوں کے تحفظ کا اس نے اہتمام کیا۔ ڈھاکہ شہر کی بنیاد 1608ء میں رکھی گئی تھی۔ شروع میں یہ مغلوں کا عارضی عسکری مسکن ہوا کرتا تھا۔ بعد میں ترقی کر کے بڑا شہر بن گیا۔ پہلے اس کا نام شہنشاہ جہانگیر کے نام پر جہانگیر آباد رکھا گیا تھا۔ اس کے آباد کئے جانے کے تھوڑے عرصہ بعد ہی یہاں بحری قزاقوں کا زور ہو گیا جو مگھ کہلاتے تھے۔ اور یہ مگھ پرتگالیوں کے ساتھ مل کر ڈھاکہ اور اس کے گرد و نواح میں دور دور تک قتل و غارت گری اور لوٹ مار کا بازار گرم کرتے تھے۔

اپنی بحری قوت کو استوار کرنے کے بعد شائستہ خان نے اپنے بحری بیڑے اور بحری قوت کے ساتھ کوچ کیا۔ لشکر کا سربراہ اس نے اپنے بیٹے امید خان کو اور دوسرے سالار ابن حسین کو اس کا نائب رکھا۔

بری لشکر جنگلوں سے راستہ بنا کر اپنے بحری بیڑے کے ساتھ ساتھ پیش قدمی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ شائستہ خان، اس کے بیٹے امید خان اور سالار ابن حسین کا سامنا مگھوں اور پرتگالیوں سے ہوا جو منجھے ہوئے بحری قزاق خیال کئے جاتے تھے۔

مگھوں اور پرتگالیوں نے اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ شائستہ خان کے بحری بیڑے پر حملہ کیا لیکن بدترین شکست کھائی۔ اس طرح مگھ شائستہ خان کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد چٹاگانگ کی طرف بھاگ گئے اور چٹاگانگ کو انہوں نے اپنا مرکز بنا کر وہاں اپنی طاقت اور قوت کو مضبوط اور مستحکم کرنا شروع کر دیا۔

چٹاگانگ دریائے کرنافلی کے کنارے واقع ہے۔ دریا کے دھانے سے بندرگاہ لگ بھگ بارہ میل کے فاصلے پر تھی۔ سبز پہاڑیوں، سمندر اور ہرے بھرے میدانوں نے اس علاقے کو بے پناہ حسن اور دلکشی عطا کر رکھی تھی۔ اونچی نیچی پہاڑیوں پر مکانات بنے ہوئے تھے جو اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے تھے۔ چٹاگانگ کی آب و ہوا صحت افزا ہے۔ فروری اور جون کے درمیان بھی درجہ حرارت کافی کم ہی رہتا ہے۔

ایک چینی سیاح ہیون سانگ آیا۔ اس نے لکھا ہے کہ چٹاگانگ کا وہ علاقہ خوبصورت جھیلوں اور حسین پہاڑیوں کی دنیا ہے دو سو مربع میل پر محیط ہے۔ یہ انسان کی سچی خوشیوں اور روحانی لذتوں کی آماجگاہ ہے۔

عرب کے نامور سیاح ادریس نے چٹاگانگ سے متعلق لکھا ہے کہ دریا کے

Marfat.com

کنارے اس علاقے کی سیر و سیاحت قابلِ ذکر ہے

ادریس یہ بھی لکھتا ہے کہ دنیا کے سیاحوں کے لئے یہاں قدرت کی طرف سے دلچسپی کے کافی سامان مہیا ہیں۔

1294ء میں مشہور سیاح مارکوپولو نے چٹاگانگ کی خوبصورتی اور اس کی دلکشی کی بڑی تعریف کی تھی۔ ابنِ بطوطہ نے 1347ء کو جاوا کے راستے چٹاگانگ سے ہی چین تک سفر کیا۔ وہ اس سرزمین کے قدرتی حُسن سے بے حد متاثر ہوا۔ اس نے لکھا۔

''یہاں چیزیں دنیا بھر سے سستی ہیں۔ لوگ خوشحال اور حکمران مسلمان ہیں تاہم ہندو مذہب کا بھی اثر ہے۔ دیہاتی زندگی ملاحوں، کشتیوں کے گرد گھومتی ہے۔ ملاح بڑے شریف اور دین دار ہیں۔''

دسویں صدی عیسوی میں عرب یہاں آئے تو اس علاقے کی دلفریبی سے متاثر ہو کر ان میں سے کچھ لوگ یہیں آباد ہو گئے۔ عربوں کے بعد 1516ء میں پرتگالی یہاں آئے اور یہاں انہوں نے تجارتی کوٹھیاں بنانا شروع کر دیں۔

❖

بہرحال مگھوں کو جب شائستہ خان نے بدترین شکست دی تو وہ چٹاگانگ کی طرف بھاگے اور وہاں اپنی طاقت اور قوت کو مضبوط اور مستحکم کرنے لگے۔ لیکن شائستہ خان نے ان کا تعاقب نہیں چھوڑا۔ ان کے پیچھے ہی پیچھے اس نے بھی چٹاگانگ کا رخ کر لیا تھا۔

چٹاگانگ پہنچ کر شائستہ خان حملہ آور ہوا۔ یہاں مگھوں اور پرتگالیوں نے مل کر جان توڑ کر شائستہ خان کا مقابلہ کیا۔ ان کی پوری کوشش تھی کہ چٹاگانگ کے نواح میں شائستہ خان کو شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور کر دیں لیکن جوابی کارروائی کرتے ہوئے شائستہ خان نے بھی انتہائی طاقت اور قوت کی حیثیت اختیار کر لی تھی۔ پرتگالیوں اور مگھوں کو یقین تھا کہ وہ چونکہ تعداد میں زیادہ ہیں لہٰذا شائستہ خان کو بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے لیکن شائستہ خان نے ان کی ہر تدبیر، ان کے ہر جتن کو ناکام بنا کر رکھ دیا تھا۔ ایک موقع پر مگھوں اور پرتگالیوں نے شائستہ خان کو گھیر کر پسپا کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن ان کی اس کوشش کو بھی شائستہ خان نے ناکام بنا دیا تھا۔

شائستہ خان نے شروع میں اپنی زیادہ توجہ دفاع اور کم جارحیت پر مرکوز رکھی

Marfat.com

تھی۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ اس نے اپنا رنگ دکھانا شروع کیا۔ وہ مکمل طور پر جارحیت پر اترا اور چٹا گانگ کے نواح میں اس نے مگھوں اور پرتگالیوں کا قتلِ عام شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ چٹا گانگ کے نواح میں شائستہ خان نے مگھوں اور پرتگالیوں کے متحد لشکر کو بدترین شکست دی۔ اور پرتگالی بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے پیچھے 135 جہاز اور کشتیاں چھوڑ گئے جن پر شائستہ خان نے قبضہ کر لیا۔

اس جنگ میں شائستہ خان نے مگھوں کی کثیر تعداد کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور ایک طرح سے ان کی طاقت اور قوت کو کچل مسل کر رکھ دیا تھا۔ یہ مگھ ہی بحری قزاق تھے جو پرتگالیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف لوٹ مار کا کام سرانجام دیتے تھے۔

چٹا گانگ کے نواح میں دونوں قوتوں کو بدترین شکست دینے کے بعد شائستہ خان آگے بڑھا اور چٹا گانگ کے قلعہ پر اس نے قبضہ کر لیا۔ چٹا گانگ پر قبضہ کرنے کے بعد شائستہ خان نے اس کا نام تبدیل کر کے اسلام آباد رکھ دیا اور اسی اسلام آباد کو اس نے اپنی کمان واری کا مرکز قرار دیا تھا۔

شائستہ خان نے جہاں مگھوں اور پرتگالیوں کی طاقت کی کمر توڑ کر رکھ دی، ان کے 135 جہازوں اور کشتیوں پر قبضہ کر لیا وہاں اس نے ایک یہ بہترین کام بھی کیا کہ مگھوں اور پرتگالیوں نے مل کر ہزاروں بنگالی کاشتکاروں کو اپنا قیدی بنا رکھا تھا۔ شائستہ خان نے ان سارے قیدیوں کو مگھوں اور پرتگالیوں کی قید سے نجات دلائی اور اپنی طرف سے کثیر رقم خرچ کر کے ان کسانوں کو دوبارہ ان کے علاقوں میں آباد کیا تھا۔

شائستہ خان کے حُسنِ انتظام سے مقامی لوگ اس قدر خوش اور مطمئن ہوئے کہ اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں شائستہ خان لگ بھگ 25 سال تک ان علاقوں کا والی رہا اور یہاں اس نے بہترین خدمات بھی انجام دیں۔

❖

شیوا جی اور بنگال کے حالات سے اورنگ زیب عالمگیر کو اس قدر اطمینان اور سکون ہوا تھا کہ شمال مغربی سرحدوں کی طرف سے اس کے خلاف مصیبتوں کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ گو اورنگ زیب عالمگیر ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھا لیکن اسے شمال مغربی سرحدوں پر بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنا پڑی۔ یہ جنگ کسی مذہبی نقطہ نظر سے

Marfat.com

نہ کی گئی بلکہ اس کی بنیاد سیاسی اور اقتصادی تنازعات پر مشتمل تھی۔
دراصل وہ افغان قبائل جو مختلف دروں میں رہائش پذیر تھے، افغانستان سے آنے والے قافلوں کو لوٹ لیا کرتے تھے اور اورنگ زیب عالمگیر کو ان کی ان کارروائیوں پر سخت تشویش تھی۔ ان لوگوں کو لوٹ مار اور قتل و غارت گری سے روکنے کے لئے اورنگ زیب عالمگیر نے پہلے ان کے خلاف، کوئی لشکرکشی نہیں کی۔ اس لئے کہ وہ مسلمان تھے اور اورنگ زیب عالمگیر مسلمانوں کے خلاف حرکت میں نہیں آنا چاہتا تھا اس بناء پر اورنگ زیب نے مختلف قبائلی سرداروں کے لئے چھ لاکھ روپے کی مالی امداد منظور کی۔ لیکن یہ مالی امداد لینے کے باوجود دروں میں رہنے والے وہ قبائلی سردار افغانستان سے آنے اور ہندوستان سے افغانستان جانے والے قافلوں کی لوٹ مار کا کام سرانجام دیتے رہے اور ان لوٹ مار کرنے والوں کے حوصلے ایسے بڑھے کہ اب انہوں نے مغلوں کے علاقوں پر بھی حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا۔
شروع میں یوسف زئی قبیلے کے لوگ جو سوات اور باجوڑ میں رہائش رکھتے تھے وہ اپنے سردار محمد شاہ کی قیادت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اٹک کے قریب دریائے سندھ کو عبور کر کے ضلع ہزارہ پر حملہ آور ہوتے ہوئے وہاں لوٹ مار، قتل و غارت گری کا بازار گرم کرنا شروع کر دیا اور مغلوں کی مختلف چوکیوں پر حملہ آور ہو کر انہیں نقصان بھی پہنچایا اس طرح دریائے سندھ کو عبور کر کے ان قبیلوں نے چاروں طرف لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا تھا۔
اس کے علاوہ اسی قبیلہ کے لوگوں نے پشاور کے مغربی حصوں کے علاوہ اٹک کے علاقوں میں بھی لوٹ مار اور تباہی کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا تھا
اٹک میں اس وقت اونگ زیب عالمگیر کی طرف سے اس کا ایک والی کامل خان تھا۔ وہ ان لوگوں پر حملہ آور ہوا اور انہیں شدید نقصان پہنچا کر مار بھگایا
یوسف زئی قبائل کی ان کارروائیوں کو اورنگ زیب نے انتہا درجہ کا ناپسند کیا۔ لہٰذا انہیں ان کی کارروائیوں سے روکنے کے لئے اورنگ زیب نے اپنے ایک سالار شمشیر خان کو لشکر دے کر ان کی طرف روانہ کیا۔
شمشیر خان دریائے سندھ کو عبور کر کے یوسف زئی علاقوں میں داخل ہوا اور کئی معرکوں اور حملوں میں شمشیر خان نے یوسف زئیوں کو نہ صرف شدید نقصان پہنچایا بلکہ ان کے بہت سے گاؤں اور رہائشی علاقوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا اور ان کے بہت

Marfat.com

سے علاقوں کو اپنے قبضہ میں لینے کے بعد وہ اپنے لشکر کے ساتھ دریائے پنج شیر تک پہنچ گیا۔

اسی سال دسمبر کے مہینے میں اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے ایک اور سالار محمد امین کی قیادت میں بھی ایک لشکر روانہ کیا تھا۔ اس نے بھی حملہ آور ہو کر یوسف زئیوں کو کافی نقصان پہنچایا۔ اس کے بعد یوسف زئیوں کو مقابلے پر اترنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

اس کے بعد خیبر کے قبائل نے عالمگیر کے خلاف بغاوت کر دی۔ بغاوت کرنے والے یہ آفریدی قبائل سے تعلق رکھتے تھے اور ان آفریدیوں نے اپنے سردار اکمل خان کو اپنا بادشاہ بناتے ہوئے ان علاقوں میں اس کی بادشاہت کا اعلان کر دیا اور اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف انہوں نے جہاد کا نام دے کر تحریک شروع کر دی۔
ان آفریدیوں نے اپنی کارروائیاں آگے بڑھاتے ہوئے اس قدر طاقت اور قوت پکڑی کہ انہوں نے افغانستان میں اپنی کارروائیاں شروع کر دیں۔ وہاں کے ولی محمد آمین خان کو یکم مئی کو علی مسجد میں محصور کر کے ان علاقوں میں پانی کی رسد تک روک دی یہاں تک کہ انہوں نے اورنگ زیب کے لشکریوں کو بھی شدید نقصان پہنچایا تاہم وہاں کا ولی محمد آمین خان اور کچھ امراء اور سالار وہاں سے نکل کر اپنی جان بچانے میں کامیاب ہو گئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ ان آفریدیوں نے اپنی کارروائیوں کے دوران اورنگ زیب عالمگیر کے لگ بھگ دس ہزار افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ لاکھوں روپے کا ساز و سامان لوٹ لیا۔ اس کے علاوہ 20 ہزار مردوں اور عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ گرفتار کئے جانے والوں میں افغانستان کے ولی امین خان کی ماں، اس کی بیوی اور لڑکی تک شامل تھی۔ اس فتح کے بعد آفریدیوں کے بادشاہ اکمل خان کے ساتھ اٹک سے لے کر قندھار تک سبھی قبائل شامل ہو گئے۔ اس طرح اکمل خان کی طاقت اور قوت میں خوب اضافہ ہوا۔ یہاں تک کہ مشہور اور نامور شاعر خوش حال خان خٹک بھی آفریدیوں سے جا ملا اور اورنگ زیب عالمگیر کے لشکریوں کے خلاف لڑنے لگا اور اس نے اپنے اشعار سے بھی آفریدیوں میں نئی روح پھونکنا شروع کر دی تھی۔
یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اورنگ زیب عالمگیر بڑا متفکر ہوا۔ وہ کھل کر ان علاقوں میں اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں نہیں آنا چاہتا تھا اس لئے کہ وہ مسلمانوں

Marfat.com

کے خلاف ٹکرانا نہیں چاہتا تھا۔ سب سے پہلے اس نے یہ کارروائی کی کہ افغانستان کے حاکم محمد امین خان کو اپنے پاس بلا لیا اور اس کی جگہ اس نے اپنے ایک سالار مہابت خان کو کابل کا والی بنا کر بھیج دیا لیکن مہابت خان کوئی خاطر خواہ نتائج نہ لا سکا اور خیبر کا راستہ بدستور بند رہا۔

اس ناکامی کے بعد اورنگ زیب نے اپنے سالار شجاعت خان کو کماندار بنا کر ان علاقوں کی طرف بھیجا لیکن ایک معرکے میں شجاعت خان کو قتل کر دیا گیا۔ اس طرح یہ مہم بھی ناکام رہی۔ اس کے بعد جسونت سنگھ کو ان علاقوں میں کارروائی کرنے کے لئے بھیجا گیا لیکن اسے بھی خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اورنگ زیب عالمگیر خود حرکت میں آیا اور حسن ابدال جا کر اس نے اپنے لشکر کا پڑاؤ کر لیا تھا۔

حالات کیونکہ روز بروز تشویشناک ہوتے جا رہے تھے لہٰذا ان پر قابو پانے کے لئے اورنگ زیب عالمگیر نے حسن ابدال میں اپنے سارے سالاروں کا ایک اجلاس طلب کر لیا۔

جب سرکشی کرنے والے قبائل کے خلاف کارروائی کرنے اور درہ خیبر کھولنے سے متعلق اورنگ زیب عالمگیر نے گفتگو کی تو اس کے سالاروں نے اپنے اپنے مزاج، اپنی اپنی طبیعت کے مطابق اسے مختلف مشورے دیئے۔ لیکن اس سے پہلے حالات کو معمول پر لانے کے لئے اورنگ زیب عالمگیر کیونکہ اپنے بہت سے سالاروں کو آزما چکا تھا لہٰذا اپنے سالاروں سے مشورہ کرنے کے بعد اس نے یہ فیصلہ کیا کہ اب وہ اپنے لشکر کے لئے نئی قیادت لائے گا اور اسی قیادت سے کام لیتے ہوئے خیبر اور اس کے آس پاس آباد قبائل کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا کر درہ خیبر کو محفوظ گزرگاہ بنانے کی کوشش کرے گا۔

اس اجلاس میں اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے دو نوعمر سالاروں کو اپنے قریب بلایا۔ یہ سالار ترک تھے۔ ایک کا نام اوغر خان، دوسرے کا نام رن مست خان تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر کے بلانے پر وہ دونوں اس کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ اورنگ زیب عالمگیر نے تھوڑی دیر تک بڑی شفقت اور محبت سے ان کی طرف دیکھا پھر ہاتھ کے اشارے سے انہیں اپنے قریب بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ بیٹھ گئے تب اورنگ زیب عالمگیر تھوڑی دیر تک دونوں کو بڑے غور اور بڑی محبت سے دیکھتا رہا پھر

Marfat.com

انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم دونوں سے متعلق جو تفصیل میں جانتا ہوں اس کے مطابق تم دونوں نے مکتب کے علاوہ تربیت گاہ میں سب سے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے اور یہاں میں تمہاری اسی کارکردگی کو آزمانا چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تم دونوں خالہ زاد ہو اور آگرہ میں اکٹھے ہی رہتے ہو۔ پہلے یہ کہو کہ تم دونوں میں سے بڑا کون ہے؟''

اورنگ زیب عالمگیر کے اس جواب پر اوغر خان اور رن مست خان دونوں بڑے غور سے ہلکی ہلکی مسکراہٹ سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھتے ہوئے اورنگ زیب بھی مسکرا دیا تھا۔ پھر اوغر خان، اورنگ زیب کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی عقیدت اور ارادت مندی میں کہہ رہا تھا۔

''میرے محترم! ہم دونوں کی عمروں میں صرف چند دن ہی کا فرق ہے۔ یوں جانیں میں رن مست سے چند دن بڑا ہوں۔ ہم دونوں خالہ زاد ہیں۔ ہمارے ماں باپ مارے جا چکے ہیں۔ لے دے کے ہم دونوں کی ایک نانی ہے۔ اس کے ساتھ ہم آگرہ میں قیام کیے ہوئے ہیں۔''

اوغر خان جب خاموش ہوا تو خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اورنگ زیب نے اسے مخاطب کیا۔

''اپنے گھر سے متعلق تفصیل نہ بتاؤ اس لئے کہ وہ میں پہلے سے جانتا ہوں اور تمہاری نانی اماں تم دونوں سے متعلق مجھ سے مل بھی چکی ہے۔ کیا تم اس مہم کی کمانداری سنبھالنے کے لئے تیار ہو؟ دیکھو یہ کوئی آسان مہم نہیں، اس میں خطرات بھی ہیں، جان جانے کا بھی خدشہ ہے۔ تم دونوں سے متعلق جو میں نے اپنے دل میں ٹھان رکھی ہے اس کے مطابق میں چاہتا ہوں کہ لشکر کی کمانداری اوغر خان! تمہیں دوں اور رن مست ان کارروائیوں میں تمہارے نائب اور تمہارے دستِ راست کی حیثیت سے کام کرے۔ اب بولو تم اس کے جواب میں کیا کہتے ہو؟''

اورنگ زیب کے ان الفاظ پر اوغر خان نے لمحہ بھر کے لئے اپنے خالہ زاد رن مست کی طرف غور سے دیکھا۔ دونوں بھائیوں نے نگاہوں ہی نگاہوں میں کوئی فیصلہ کیا پھر اوغر خان کی چھاتی تن گئی۔ چہرے پر عزم اور استقلال کی لہریں گہری ہو گئیں۔ اس کے بعد وہ اورنگ زیب عالمگیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''امیرِ محترم! زندگی ایک بار ہی ملتی ہے اور پھر یہ زندگی موت کی امانت ہے۔

Marfat.com

موت اور قضا نے جب وارد ہونا ہے تب اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اگر میری موت درہ خیبر کے ان کوہستانی سلسلوں کے اندر ہی لکھی جا چکی ہے تو اس لمحے اس وقت کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خان رکا پھر پہلے سے زیادہ عزم کے ساتھ وہ کہہ رہا تھا۔

"میرِ محترم! ان کوہستانوں کی نوشت میں بہت سے سالار گزرے ہوں نے جنہوں نے اپنے ماتھے کی شکنوں سے انقلاب برپا کر دیئے ہوں گے۔ ایسے بھی لوگ درہ خیبر سے گزرے ہوں گے جنہوں نے ہر قدم پر منزل کے سنگِ میل کھڑے کئے ہوں گے اور بہت سے ایسے بھی گزرے ہوں گے جنہوں نے راتوں رات صبح کے سورج کو بھی دشمنوں کے لئے سیاہ پوش کرتے ہوئے کوچہ و بازار کو دشت و بیابان میں تبدیل کر دیا ہو گا۔"

اوغر خان لمحہ بھر کے لئے رکا پھر اورنگ زیب عالمگیر کی طرف دیکھتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

"میرِ محترم! ان دروں سے صداقت کے راز کھولنے والے قافلے بھی گزرے ہوں گے، نا گفتہ معانی، ادھوری تحریروں کی تکمیل کرنے والے بے لوث پاسبانوں نے بھی یہاں سے گزر کر اپنی منزلوں کی طرف کوچ کیا ہو گا۔ ٹڈی دل کی طرح یلغار کرتے ہوئے ایسے لشکر بھی ان دروں سے گزرے ہوں گے جنہوں نے سوچوں کے بحر، خوابوں کے اجالوں کو آتش فشانی بھورے لاووں کی طرح ہر چیز کو اپنے سامنے سمیٹ کر رکھ دیا ہو گا۔

ان دروں سے رشتوں کی خوشبو مسلنے والے اندیشوں کے کاروان بھی گزرے ہوں گے اور بھیڑوں کے گلّوں کے محافظ بھی انہی راستوں سے وارد ہوئے ہوں گے۔ انہی دروں سے طویل صبر آزما مراحل طے کرنے والے جنگجو اور آنسوؤں کا حساب وصول کرنے والے مجاہد بھی وارد ہوئے ہوں گے۔

میرِ محترم! میں پہلے اپنی طرف سے کوشش کروں گا کہ ان لوگوں کو جو فرمانبرداری اختیار نہیں کرتے انہیں پہلے نشاط آفرین ساعتوں میں سرمستی اور سرشاری اور حلقہ رنگ و بو میں انوکھی مٹھاس کے احساس کی طرح مطیع اور فرمانبردار بناؤں اور اگر انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں میں آپ کو مایوس نہیں کروں

Marfat.com

گا۔ پھر میں ان کے خلاف کسی کی کھوج میں جل تھل وقت کے تیز دھاروں اور نافرمانی کے اُڑتے لمحوں میں تلخی سے لبریز بگولوں کی طرح حرکت میں آؤں گا اور میرے خداوند نے چاہا تو میں اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔"

اوغر خان جب تک بولتا رہا اورنگ زیب عالمگیر ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔ جب وہ خاموش ہوا تب اورنگ زیب عالمگیر نے اس کے خالہ زاد رن مست کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"رن مست خان! جو کچھ اوغر خان نے کہا ہے تم نے بھی سنا ہو گا۔ تمہارا اس کے ادا کئے ہوئے الفاظ اور جملوں کے متعلق کیا خیال ہے؟"

رن مست خان کے چہرے پر بھی ہلکا سا تبسم نمودار ہوا، کہنے لگا۔

"میرِ محترم! اوغر خان نے جو کچھ کہا ہے یہ میرے لئے حرفِ آخر ہے...... میں بھی آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو کچھ آپ چاہتے ہیں ہم دونوں بھائی مل کر اس پر پورا اُترنے کی کوشش کریں گے۔"

اس موقع پر اورنگ زیب عالمگیر کے کچھ بڑے سالاروں نے اعتراض کیا کہ اتنے بڑے لشکر کی کمانداری اوغر خان جیسے نوعمر اور ناتجربہ کار سالار کو نہیں سونپی جانی چاہئے۔ انہوں نے یہ بھی مشورہ دیا کہ اگر ایسا کیا جانا ضروری ہے تو پھر اس مہم کی کمانداری کسی بڑے اور تجربہ کار سالار کو سونپی جائے اور اوغر خان اور رن مست دونوں کو اس کے نائب کی حیثیت سے کام کرنے کا موقع دیا جائے۔

کچھ سالاروں نے اس موقع پر اورنگ زیب عالمگیر سے یہ بھی کہا کہ اگر ہر صورت میں اوغر خان کو ہی اس مہم کا سالارِ اعلیٰ بنایا جانا ہے تو پھر نائب کی حیثیت سے اس کے ساتھ رن مست کو نہ رکھا جائے بلکہ کسی آزمودہ کار سالار کو اس کے ساتھ کیا جائے تاکہ جنگ کے دوران میں وہ اوغر خان کو اپنے تجربے اور اپنی بصیرت سے نوازتا رہے۔"

ان بڑے سالاروں کے جواب میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے اورنگ زیب عالمگیر کہنے لگا۔

"تم لوگ جانتے ہو کہ ان علاقوں میں سرکشی گزشتہ کئی ماہ سے جاری ہے اور اس مہم کو سر کرنے کے لئے میں نے اپنے کس کس سالار کو نہیں آزمایا جو جنگ کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ وہ بھی ناکام ہوئے۔ امین خان کے ذمے یہ کام لگایا لیکن کوئی

Marfat.com

کامیابی نہ ہوئی۔ کامل خان بھی حرکت میں آیا لیکن خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ شمشیر خان کو بھی آزمایا گیا لیکن حالات جوں کے توں رہے۔ تمہاری نظر میں سب سے تجربہ کار اور جہاں دیدہ سالار مہابت خان تھا، اسے بھی اس مہم پر مقرر کیا گیا۔ اس نے جس کارگزاری کا مظاہرہ کیا وہ بھی تمہارے سامنے ہے اس کے بعد شجاعت خان کو سالار مقرر کیا گیا لیکن اس کی مہم کے نتیجے میں بھی نتیجہ صفر کے برابر رہا۔ لہٰذا اتنے پرانے اور آزمودہ کار سالاروں کو آزمانے کے بعد بھی اگر کامیابی نہیں ہوئی تو پھر اوغر خان جیسے نوعمر اور نو آزمودہ سالار کو آزمانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

اورنگ زیب عالمگیر کے اس جواب سے اس کے سارے سالار مطمئن ہو گئے تھے۔ یوں اونگ زیب عالمگیر نے لگ بھگ ڈیڑھ سال تک حسن ابدال میں قیام کئے رکھا اور اپنی کڑی نگرانی میں اس مہم کو سر کرنے کا تہیہ کیا اور لشکر کا سالار اس نے اوغر خان کو بنایا۔

اوغر خان جابجا حملہ آور ہوا۔ اس مہم میں اس کی کارگزاری لاجواب تھی۔ اس کی کارگزاری کے ساتھ ساتھ اورنگ زیب عالمگیر نے بہت سے قبائلی سرداروں کی پنشن مقرر کر دی اور بہت سے دوسرے قبائل پر اوغر خان کے ذریعے حملہ آور ہو کر انہیں شدید نقصان بھی پہنچایا جس کے نتیجے میں غوری، غلزئی، شیرانی اور یوسف زئی قبائل کی سرگرمیاں سرد پڑ گئیں۔

اس کے علاوہ اوغر خان کے جان لیوا اور لگاتار حملوں کے باعث دیگر قبائل نے اورنگ زیب کی اطاعت قبول کر لی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس مہم میں ترک سالار اوغر خان نے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ ان علاقوں میں اوغر خان کی ہیبت چھا گئی اور افغان عورتیں اس کا نام لے کر اپنے بچوں کو سلایا کرتی تھیں۔

انہی دنوں اورنگ زیب عالمگیر کا ایک حمایتی فدائی خان کابل سے آ رہا تھا کہ قبائل نے اس پر حملہ کر دیا اور اورنگ زیب عالمگیر کے کہنے پر اوغر خان اس کی مدد کو پہنچا۔ اس نے فدائی خان اور اس کے لشکر کو حملہ آوروں سے نجات دلائی۔ اس طرح اوغر خان ان علاقوں میں اورنگ زیب کے کہنے پر کارروائیاں کرتا رہا اور آخر کار حالات پر اس نے مکمل قابو پا لیا۔

اس مہم کو کامیاب طور پر سر کرنے کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے ایک سالار امیر خان کو کابل کا والی مقرر کیا۔ امیر خان نے نہایت کامیابی کے ساتھ

Marfat.com

سارے حالات کو قابو میں کئے رکھا۔ اس کے علاوہ اس نے قبائلیوں اور قبائل کے سردار کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کئے اور ان کے اندر گھل مل گیا۔ حتیٰ کہ قبائل کے سردار اپنے معاملات میں اس سے مشورہ کرنے لگے تھے۔

امیر خان نے آفریدیوں کے سردار اکمل خان کی قوت کو بھی منتشر کر دیا اور اس کی وفات کے بعد آفریدیوں نے حکومت کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کر لئے۔ اس مہم کو سر کرنے کے نتیجے میں قبائل میں امن قائم ہو گیا۔ درہ خیبر بھی پُر امن طور پر کھل گیا۔ ہندوستان اور افغانستان کے درمیان قافلے اور کاروان بے خطر سفر کرنے لگے۔ اس مہم کے بعد صرف خوشحال خان خٹک تنہا لڑتا رہا۔ اس کا بیٹا بھی اس کا ساتھ چھوڑ گیا۔ خوشحال خان خٹک کو گرفتار کر کے جلا وطن کر دیا گیا۔ اس نے زندگی بھر اورنگ زیب کے خلاف اشتعال انگیز نظمیں کہنے پر قناعت کی۔

❖

اورنگ زیب کے لشکر کو شمال مغربی علاقوں کی طرف مصروف دیکھ کر متھرا کے جاٹوں نے اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف بغاوت اور سرکشی کھڑی کر دی۔ انہوں نے اورنگ زیب کے مقامی کماندار عبدالنبی کے خلاف بھی اپنی تحریک شروع کی اور ان جاٹوں نے چاروں طرف لوٹ مار اور تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا تھا۔

اورنگ زیب ان دنوں شمال مغربی مہم کی طرف متوجہ تھا۔ لہٰذا اس نے اپنے ایک سالار حسن علی خان کی کمانداری میں ایک لشکر ان باغیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ حسن علی خان نے جاٹوں پر زوردار حملے کرتے ہوئے انہیں شکست دی اور ان کی طاقت اور قوت کو مسل کر رکھ دیا۔ اسی دوران دہلی شہر کے قریب ترنول کے مقام پر ست نامیوں نے بغاوت کر دی تھی۔ ان ست نامیوں کو منڈے کہہ کر بھی پکارا جاتا تھا کیونکہ وہ اپنے تمام بال حتیٰ کہ بھنویں تک صاف کر دیا کرتے تھے۔

اورنگ زیب عالمگیر کو شمال مغربی علاقوں کی طرف مصروف کار دیکھ کر ان ست نامیوں نے دارالحکومت کو جانے والا اناج تک روکنا شروع کر دیا تھا۔ راستوں کو مسدود اور شاہراہوں کو انہوں نے پُر خطر بنا کر رکھ دیا تھا۔ اس بغاوت اور سرکشی کا بہانہ انہوں نے یہ بنایا کہ ایک ست نامی کے ساتھ مغل لشکری نے اچھا برتاؤ نہیں کیا تھا اور آخر کار انہوں نے اپنی اس تحریک کو مذہبی رنگ دے دیا۔

ان ست نامیوں کی تحریک کو ایک عورت نے بڑی تقویت دی۔ اس ہندو عورت

Marfat.com

نے اپنے آپ کو ست نامیوں کے سامنے دیوی ظاہر کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف انہیں جنگ کرنے کے لئے اکسایا اور انہیں یہ وعدہ بھی دیا کہ وہ اپنی مافوق الفطرت قوت کے بل بوتے پر ہندوؤں کو فتح سے ہمکنار کر دے گی اور مسلمانوں کی بجائے ہندوستان میں ہندو راج قائم کر دے گی۔

اپنی مصروفیت کی بناء پر اورنگ زیب عالمگیر نے پہلے چھوٹے لشکر اس دیوی اور ست نامیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کئے لیکن ست نامیوں کے ہاتھوں انہیں نقصان اٹھانا پڑا اور کامیابی نہ ہوئی۔

ان ناکامیوں کی وجہ سے ست نامیوں کو یقین ہو گیا کہ ان کی دیوی واقعی پراسرار قوتوں کی مالک ہے اور وہ مسلمانوں کے خلاف انہیں یقیناً کامیابی سے ہمکنار کرے گی اور ہندوستان میں ان کی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ اس طرح انہیں ایک نئی تحریک اور جذبہ ملا۔ ان کے حوصلے اس قدر بڑھے کہ انہوں نے ترنول کے علاقے میں لوٹ مار مچانے کے بعد پورے علاقے میں اپنا نظم ونسق سنبھال لیا۔

یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے اورنگ زیب عالمگیر بڑا برہم ہوا۔ آخر اپنے ایک سالار انداز خان کو ان ست نامیوں کو زیر کرنے کے لئے روانہ کیا اور اسے ایک خاصا بڑا لشکر بھی مہیا کیا۔ انداز خان اس طاقت اور قوت کے ساتھ ان ست نامیوں پر حملہ آور ہوا کہ اس نے ست نامیوں کو روند کر رکھ دیا اور اس نے بڑے بڑے اور سرکردہ دو ہزار ست نامیوں کو جنگ کے دوران ہلاک کر دیا۔ اس طرح اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف اٹھنے والی اس تحریک کا خاتمہ ہو گیا۔

○❖○

Marfat.com

جن دنوں اورنگ زیب عالمگیر شمال مغرب کی مہموں میں مصروف تھا اور اس کے ساتھ ہی ست نامیوں نے بھی سرکشی اور بغاوت کا اظہار کر دیا تھا انہی دنوں سکھوں نے بھی بغاوت اور سرکشی اختیار کرتے ہوئے اپنی طاقت اور قوت کو آزمانا چاہا۔

اتنی دیر تک شمال مغرب کے کئی علاقوں کی جو مہم تھی وہ تقریباً سر ہو چکی تھی۔ لہٰذا جگہ جگہ اٹھنے والی بغاوتوں پر قابو پانے کے لئے اورنگ زیب عالمگیر نے اوغر خان اور رن مست خان کو شمال مغرب کے علاقوں سے واپس بلا لیا تھا۔

اورنگ زیب عالمگیر کا حکم ملتے ہی اوغو خان اور رن مست خان دونوں لشکر کے ایک حصے کے ساتھ دلی کی طرف روانہ ہوئے۔ جب اپنے لشکر کے ساتھ اوغر خان دلی شہر میں داخل ہوا اس وقت وہ ایک سفید اور توانا گھوڑے پر سوار تھا۔ لوگ اس کا بہترین استقبال کر رہے تھے۔

اورنگ زیب عالمگیر کے کہنے پر دونوں فاتح بھائیوں پر پھول پیتیاں نچھاور کی جا رہی تھیں۔ ایسے میں ایک لڑکی تقریباً بھاگتی ہوئی اوغر خان کے پاس آئی۔ پہلے اس نے ڈھیر سارے پھول اس کے سر پر نچھاور کئے، اس کے ساتھ ہی جلدی جلدی چمڑے کی ایک خرجین اوغر خان کی زین کے ہنے کے ساتھ لٹکا دی۔ ساتھ ہی اپنی مٹھاس بھری آواز میں وہ جلدی جلدی کہنے لگی۔

''محترم اوغر خان! میرا نام شیتل ہے۔ میں راجہ جے سنگھ کی بیٹی ہوں۔ آپ ہمارے ہاں ضرور آیئے گا، میں بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار کروں گی۔ میری ماتا بھی آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔''

اس موقع پر اوغر خان نے غور سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ گم صم چاندنی اور بکھرے رنگوں کے عکس میں ریاضت اور خلوص کے ساتھ رقص کرتی مقدس کرنوں جیسی

Marfat.com

پُر جمال، نئی منزلوں کے افق پر انجانی مسرتوں کی شفق رنگ سحر میں حُسن کے نروان، محبت کے پرچار جیسی حسین، مصور اور سنگ تراش کے حلقہ ہنر میں جمالیات کی حقیقت جیسی خوبصورت تھی۔ اوغر خان نے محسوس کیا اس کی آواز ایسی تھی جیسے گیتوں کے آشرم میں کسی پریم داسی نے قدم قدم پر نغموں کا طوفان کھڑا کر دیا ہو۔ یا رنگ رنگ فضاؤں کے سنگ سنگ صداؤں کے اندر روشنی کی اُڑان کی طرح جلترنگ کی لہریں بکھر گئی ہوں۔ اس لڑکی کا پھول جسم مہتاب چہرہ اور کرنوں سے تراشا بدن اسے قیامت بنائے ہوئے تھا۔ اوغر خان نے محسوس کیا اس کے چہرے کے سکوت میں بھی ایک نغمگی اور اس کی آنکھوں میں خوابوں کے ان گنت صنم کدے آباد تھے۔

تھوڑی دیر تک اس لڑکی کو غور سے دیکھنے کے بعد اوغر خان نے وہ خرجین اتاری جو اس نے اس کی زین کے ساتھ باندھ دی تھی۔ اتنی دیر تک لڑکی اس کے ساتھ بھاگتی جا رہی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ ایک تھیلی سے پھول نکال نکال کر اس پر پھینکتی بھی جا رہی تھی۔

اوغر خان نے وہ خرجین کھولی اور اس میں جو سامان تھا اسے دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اس خرجین کے اندر چاندی کی دو مہمیزوں کے علاوہ گھوڑے کے لئے چاندی کے چار نعل تھے۔ اس کے علاوہ جنگ کے دوران جنگجو اپنے بازوؤں پر جو آہنی جوشن اور بازو بند پہنتے تھے اوغر خان نے دیکھا اس خرجین کے اندر اس کے لئے سونے کے جوشن تھے۔ اس خرجین کی ساری چیزوں کا جائزہ لینے کے بعد اوغر خان نے اس لڑکی کی طرف دیکھا تو وہ لڑکی پھر تڑپ کر بول اٹھی۔

''میں نے آپ سے کہا میرا نام شیتل ہے۔ میں راجہ جے سنگھ کی بیٹی ہوں۔ آپ ہمارے ہاں ضرور آیئے گا۔ میں بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار کروں گی۔ اس کے علاوہ میری ماتا نے بھی آپ کو بلایا ہے۔'' یہ سارے جملے شیتل نے بڑی تیزی کے ساتھ دہرا دیئے تھے۔ اس کے انداز سے لگتا تھا جیسے یہ جملے کافی دن سے وہ دہرا رہی ہو اور انہیں خوب اچھی طرح یاد کر لیا تھا۔

اس موقع پر اوغر خان نے کچھ سوچا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تمہارے ہاتھ میں جو تھیلا ہے جس میں پھول رکھے ہوئے ہیں یہ ذرا مجھے دکھاؤ۔''

شیتل نے فوراً پھولوں بھرا تھیلا اس کی طرف بڑھا دیا اوغر خان نے وہ خرجین

Marfat.com

جو شیتل نے گھوڑے کی زین کے ساتھ باندھی تھی پھولوں کے اس تھیلے میں ڈال دی پھر تھیلا شیتل کو لوٹاتے ہوئے کہنے لگا۔

''اب تم گھر جاؤ...... اس قسم کی گفتگو سرِ عام نہیں کرتے۔ اب تم اپنی حویلی کی طرف جاؤ۔ تمہاری ماتا بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہی ہو گی۔''

اس کے ساتھ ہی اوغر خان نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اس کی رفتار تیز کر دی تھی جبکہ شیتل اس لمحے اداس اور افسردہ ہو گئی تھی۔ تاہم وہ پیچھے ہٹی اور لوگوں کے ہجوم میں کھو گئی تھی۔

❖

اگلے روز سورج غروب ہونے سے پہلے اوغر خان نے ایک حویلی کے دروازے پر دستک دی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جب دروازہ کھلا تو دروازہ کھولنے والی شیتل ہی تھی۔ دروازے پر اوغر خان کو دیکھتے ہوئے اس کی خوشی، اس کی مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس کی آنکھوں کے اندر انوکھے ولولے لور عجیب سا احساس رقص کر رہا تھا۔ کچھ دیر تک عجیب سے انداز میں وہ اوغر خان کی طرف دیکھتی رہی جبکہ اوغر خان باہر کھڑا ہو کر اس پر نگاہ جمائے رہا۔ یہاں تک کہ شیتل چونک پڑی اور اوغر خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''آپ باہر کیوں کھڑے ہو گئے ہیں؟ اندر آئیں۔'' اس کے ساتھ ہی دروازہ پورا کھولتے ہوئے وہ بھی ایک طرف ہٹ گئی تھی۔

اوغر خان حویلی میں داخل ہوا۔ مسکراتے ہوئے اور بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے شیتل نے پہلے دروازہ بند کیا پھر اوغر خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ میرے ساتھ آئیں......''

اوغر خان چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لیا تھا۔ سکونتی حصے میں داخل ہونے کے بعد شیتل زور زور سے پکارنے لگی۔

''ماتا...... ماتا دیکھو کون آیا ہے...... باہر تو نکلو۔''

اس کی اس پکار پر ڈھلی ہوئی عمر کی ایک خاتون باہر نکلی۔ اوغر خان کو دیکھتے ہی اس کے چہرے پر بھی خوشیاں بکھر گئیں۔ قریب آئی، اپنے دونوں ہاتھوں سے اس نے اوغر خان کا سر تھاما اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے دیوان خانے کی طرف لے گئی۔ شیتل ان کے پیچھے پیچھے تھی۔

Marfat.com

دیوان خانے میں اوغر خان کو ایک نشست پر بٹھانے کے بعد وہ خاتون اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''بیٹا! میرا نام دُرگا وتی ہے۔ میں شیتل کی ماتا اور راجا جے سنگھ کی پتنی ہوں۔ بیٹے! جب تم ایک مہم میں شاندار کامیابی حاصل کرنے کے بعد شہر میں داخل ہوئے تو شیتل تمہارا استقبال کرنے کے لئے گئی تھی۔ اس نے تحفے کے طور پر تمہیں کچھ چیزیں بھی پیش کیں جو تم نے لوٹا دیں۔ اس بناء پر اس کا دل ٹوٹ گیا۔ گزشتہ شب یہ سوئی نہیں، ساری رات جاگتی رہی۔ بیٹے تم نے جو چیزیں لوٹائیں ان سے شیتل نے یہ اندازہ لگایا کہ شاید تم اسے ناپسند اور اس سے نفرت کرتے ہو۔''

یہاں تک کہنے کے بعد دُرگا وتی رکی۔ پھر ایک نگاہ پہلے اس نے شیتل پر ڈالی۔ وہ اوغر خان کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''بیٹے! میں تمہید نہیں باندھوں گی۔ شیتل اس دن سے تمہیں پسند کر رہی ہے، تم سے محبت کر رہی ہے جس روز تم اس مہم پر روانہ ہوئے تھے جس سے تم کل لوٹے ہو۔ اپنی اس محبت اور پریم کے تحت وہ تمہارا سواگت کرنے کے لئے گئی تھی۔ لیکن جب تم نے اس کی چیزیں لوٹا دیں تو یہ بڑی پریشان اور فکرمند ہوئی۔ میں نے اسے حوصلہ دیا کہ میں بھی اوغر خان سے ملنا چاہتی ہوں۔ اوغر خان ضرور آئے گا۔ بیٹے سب سے پہلے میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ تم شیتل کے پیغام دینے پر ہمارے ہاں آئے۔ اب تم یہ سوچو گے کہ میں نے تمہیں صرف اس بات کا انکشاف کرنے کے لئے بلوایا ہے کہ میری بیٹی شیتل تمہیں پسند کرتی ہے۔ اس کام کے علاوہ بھی میرے بیٹے میں تم سے ایک موضوع پر گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد دُرگا وتی رکی، کچھ سوچا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

''بیٹے! تم جانتے ہو میرے پتی جے سنگھ ان دنوں پونا شہر میں ہیں۔ میں اور شیتل بھی ان کے پاس پونا شہر جانا چاہتی ہیں۔ ہم دونوں ماں بیٹی اکیلی تو پونا تک سفر نہیں کر سکتیں اس لئے کہ وہاں جگہ جگہ جا بجا مرہٹے حملہ آور ہو کر اپنے مخالفوں اور دشمنوں کو ٹھکانے لگاتے پھرتے ہیں۔ لہٰذا بیٹے میں چاہتی ہوں کہ تم ہم دونوں ماں بیٹی کے ساتھ پونا چلو۔''

دُرگا وتی رکی، اس کے بعد دوبارہ بول اٹھی۔

Marfat.com

''اس سلسلے میں میرِ محترم سے میں پہلے ہی بات کر چکی ہوں۔ انہوں نے میرے لئے کہا تھا کہ میں اور شیتل جب چاہیں گی ہم دونوں کو پونا کی طرف روانہ کر دیا جائے گا اور ساتھ ہماری حفاظت کے لئے کچھ دستے بھی روانہ کئے جائیں گے۔ بچے میری اور شیتل کی خواہش تھی کہ پونا آپ ہمارے ساتھ جائیں۔ اس بناء پر میں نے میرِ محترم سے کہا کہ میں بعد میں آپ کو بتاؤں گی کہ مجھے شیتل کو لے کر یہاں سے، کب اور کس کے ساتھ روانہ ہونا ہے۔

میں چاہتی ہوں کہ پہلے اس موضوع پر تم سے بات کر لوں۔ یہ نہ ہو کہ جب میں میرِ محترم سے پونا جانے کے لئے کہوں اور ان پر یہ بھی انکشاف کروں کہ میں اور میری بیٹی اوغر خان کے ساتھ پونا جانا چاہتی ہیں۔ جب میرِ محترم اس سلسلے میں تم سے بات کریں اور تم انکار کر دو تو پھر مجھے بے حد مایوسی ہو گی۔ بیٹے میں نے تمہیں اپنے ہاں اس لئے بلایا ہے کہ میں تم سے یہ التماس کروں کہ جب میرِ محترم تمہیں یہ کہیں کہ تم ہم دونوں کو لے کر پونا کی طرف جاؤ تو تم انکار مت کرنا۔''

اس موقع پر اوغر خان نے ایک سرسری نگاہ اپنے قریب بیٹھی ہوئی حسین اور خوبصورت شیتل پر ڈالی۔ اس نے اندازہ لگایا کہ گو شیتل کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں لیکن کبھی کبھی وہ کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھ لیتی تھی۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے اوغر خان کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا پھر درگا وتی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''آپ بالکل بے فکر رہئے ...... جب میرِ محترم مجھے حکم دیں گے کہ آپ دونوں کو پونا لے جانا ہے تو میں انکار نہیں کروں گا۔ آپ دونوں کے ساتھ پونا روانہ ہونے کے لئے تیار ہو جاؤں گا۔ لیکن ابھی تو میرِ محترم نے مجھے ایک اور انتہائی اہم اور خطرناک مہم سونپی ہے۔''

اوغر خان کے ان الفاظ پر شیتل چونک اٹھی تھی۔ فکرمندی کے انداز میں اوغر خان کی طرف دیکھا پھر اپنی مٹھاس بھری آواز میں اس نے پوچھ لیا۔

''میرِ محترم نے آپ کو کون سی مہم سونپ دی ہے؟''

جواب میں اوغر خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''دراصل سکھ سرکشی اور بغاوت پر اترے ہوئے ہیں۔ اس بناء پر ان کی اس بغاوت، سرکشی کو دبانے کے لئے میرِ محترم نے میرا انتخاب کیا ہے۔ چند دن تک میں

Marfat.com

سکھوں کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔ اس بناء پر میں فی الفور تو آپ دونوں کے ساتھ پونا تک نہ جا سکوں گا۔"

اوغر خان کے اس جواب پر خوش کن انداز میں دُرگا وتی کہنے لگی۔

"بیٹے کوئی بات نہیں۔ جب تم سکھوں کی مہم سے فارغ ہو جاؤ گے تب میں میرِ محترم کی خدمت میں حاضر ہوں گی اور ان سے التماس کروں گی کہ مجھے اور شیتل دونوں کو پونا پہنچانے کا انتظام کیا جائے۔ اب بولو تم کیا کہتے ہو؟"

اوغر خان مسکرا دیا، ساتھ ہی اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

"اب مجھے کچھ نہیں کہنا۔ میں جاتا ہوں۔ کل شیتل اگر یہ کہہ دیتی کہ میں آپ کا انتظار کروں گی، شاید میں نہ آتا۔ اس نے کہا تھا ماتا مجھ سے ملنا چاہتی ہیں۔ تب میں آیا اور اب آپ کے کہنے پر آنے کے بعد میں جاتا ہوں۔"

دُرگا وتی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور دوبارہ اسے اس کی نشست پر بٹھاتے ہوئے کہنے لگی۔

"بیٹے! جو گفتگو میں تم سے کرنا چاہتی ہوں ابھی وہ ختم تو نہیں ہوئی۔ اور پھر تم شام کا کھانا کھائے بغیر ہمارے ہاں سے نہیں جا سکتے۔"

اوغر خان جب اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تب دُرگا وتی نے پھر گفتگو کا آغاز کیا۔ کہنے لگی۔

"بیٹے! تم نے وہ چیزیں کیوں لوٹا دیں جو کل شیتل نے پیار اور محبت میں تمہیں پیش کی تھیں؟"

اس سوال پر اوغر خان کے چہرے پر تبسم نمودار ہوا، کہنے لگا۔

"جو چیزیں کل شیتل نے پیش کی تھیں ان میں گھوڑے کو ہانکنے کے لئے چاندی کی چند مہمیزیں تھیں۔ جنگ کے دوران ہاتھوں پر باندھنے کے لئے سونے کے جوشن، گھوڑے کے لئے چاندی کی نعلیں تھیں۔ وہ سب چیزیں میرے جیسے آدمی کو زیب نہیں دیتیں۔ شاید آپ دونوں ماں بیٹی میری اصلیت، میرے گھر کے حالات سے واقف نہیں ہیں۔

میں ایک غریب سا بے بس انسان ہوں۔ جو چیزیں شیتل نے کل مجھے پیش کیں تو اس سے پہلے نہ کبھی میں نے استعمال کیں اور نہ ہی ایسی چیزوں کو استعمال کرنے کے لئے میں رغبت رکھتا ہوں۔ اس لئے کہ......"

Marfat.com

یہاں تک کہتے کہتے اوغرخان کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اسے مخاطب کرتے ہوئے شیتل بول اٹھی تھی۔

''آپ نے یہ کیسے اندازہ لگا لیا کہ میں اور ماتا آپ کے حالات سے واقف نہیں۔ ہم آپ کے متعلق پوری تفصیل رکھتے ہیں۔ اگر اس سے پہلے آپ نے ویسی چیزیں کبھی استعمال نہیں کیں تو اب تو آپ کر سکتے ہیں۔''

شیتل کے ان الفاظ کے جواب میں اوغرخان نے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر پوچھا۔

''تم میرے متعلق کیا جانتی ہو؟''

جواب میں دُرگا وتی مسکراتے ہوئے شیتل کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ شیتل بھی مسکرائی پھر کہنے لگی۔

''میں آپ سے متعلق سب کچھ جانتی ہوں۔ میں یہ بھی جانتی ہوں کہ آپ کے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں۔ میں یہ بھی جانتی ہوں کہ آپ اپنی نانی کے پاس رہتے ہیں جو اس وقت آگرہ میں ہے۔ آپ کا ایک خالہ زاد بھی ہے، نام اس کا رن مست ہے۔ کل وہ بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ دونوں اپنی نانی کے ہاں قیام کئے ہوئے ہیں۔'' یہاں تک کہنے کے بعد شیتل رکی پھر دوبارہ کہہ رہی تھی۔

''میں یہ بھی جانتی ہوں کہ میرِ محترم نے ایک مکتب میں نہ صرف آپ کی بہترین تعلیم کا اہتمام کیا بلکہ عسکری تربیت کا بھی بہترین انتظام کیا۔ اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ مکتب کے علاوہ عسکری تربیت میں بھی آپ اور آپ کے خالہ زاد رن مست خان نے چونکہ بہترین اور سب سے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا لہٰذا مکتب کے علاوہ عسکری تربیت کے مکمل ہونے کے بعد میرِ محترم نے آپ دونوں بھائیوں کو شمال مغرب کے علاقوں کی مہم کا سالار مقرر کیا اور آپ نے بڑے اچھے اور احسن طریقہ سے اس مہم کو سر کیا۔ اب بولیں آپ مزید کیا چاہتے ہیں؟''

یہاں تک کہتے کہتے شیتل کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اوغرخان بڑی حیرت اور تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''کمال ہے ...... تم تو واقعی میرے حالات پوری تفصیل کے ساتھ جانتی ہو۔ بہرحال آپ دونوں ماں بیٹی فکر نہ کریں۔ جب میرِ محترم مجھے کہیں گے میں ضرور آپ کے ساتھ پونا تک جاؤں گا۔ لیکن اس کے لئے کئی دن، کئی ہفتے، کئی ماہ بھی لگ سکتے

Marfat.com

ہیں۔ اب پتہ نہیں سکھوں کی مہم کب تک ختم ہو اور کب تک وہ باغیانہ اور سرکش کارروائیاں کرتے ہوئے مجھے اپنے ساتھ مصروف رکھیں۔''

اس بار دُرگا وتی کی بجائے شیتل انتہائی شیریں اور مٹھاس بھری آواز میں اوغر خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''اس میں پریشان اور فکرمند ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اور ماتا آپ سے یہ تو نہیں کہہ رہیں کہ ہم ابھی اور اسی وقت آپ کے ساتھ پونا روانہ ہونا چاہتی ہیں۔ آپ جب سکھوں کی مہم سے فارغ ہونے کے بعد لوٹیں گے تب ہی ہم میرِ محترم سے پونا جانے کی التجا اور التماس کریں گے۔ اب بولیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟''

اوغر خان نے شیتل کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''میں نے کیا کہنا ہے؟ جس کام کے لئے آپ دونوں ماں بیٹی نے مجھے بلایا تھا اس پر گفتگو ہو چکی ہے۔ اب میرے خیال میں میں جاتا ہوں۔ اس لئے کہ میرا خالہ زاد رن مست خان بڑی بے چینی سے میری واپسی کا منتظر ہو گا۔''

اوغر خان جب خاموش ہوا تب دُرگا وتی بول اٹھی۔

''بیٹے! ہماری طرف آتے ہوئے تمہیں چاہئے تھا کہ اپنے خالہ زاد رن مست کو بھی اپنے ساتھ لے کر آتے۔ ویسے تم دونوں میں بڑا کون ہے؟''

دُرگا وتی کے اس سوال پر اوغر خان کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔ کہنے لگا۔

''ہماری عمروں میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ میں اس سے چند دن بڑا ہوں۔ لیکن اس کی مہربانی کہ سگا بھائی نہ ہونے کے باوجود وہ سگے بھائیوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت کرتا ہے، مجھے وہ عزت وہ احترام دیتا ہے جو سگے بھائی نہیں دیتے۔ دراصل ہم دونوں کی ماؤں میں بھی آپس میں بڑا پیار اور محبت تھی۔ اور پھر سب سے بڑی بات کہ رن مست خان ابھی چھوٹا ہی تھا کہ اس کے ماں باپ فوت ہو گئے تھے۔ اس کی پرورش چونکہ میرے ساتھ میری ماں نے کی تھی اس بناء پر جہاں وہ میری ماں سے جنون کی حد تک پیار کرتا رہا ہے ساتھ ہی مجھے بھی بے پناہ عزت اور احترام دیتا ہے۔ پر افسوس، اس کے بعد جلد ہی میرے ماں باپ بھی ایک وبا کی نذر ہو گئے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رکا پھر دُرگا وتی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

Marfat.com

''اماں! اگر آپ برا نہ مانیں تو میں آپ سے التماس کروں گا کہ آج مجھے جانے دیں۔ میں پھر کبھی آؤں گا۔ کھل کر آپ کے پاس بیٹھوں گا اور پھر کھانا بھی آپ لوگوں کے ساتھ کھاؤں گا۔''

اوغر خاں کے ان الفاظ کے جواب میں شیتل نے گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھا تھا تاہم دُرگا وتی مسکرائی اور کہنے لگی۔

''ٹھیک ہے بیٹے! اگر تم جانا چاہتے ہو تو میں تمہیں زبردستی نہیں روکوں گی۔ لیکن میں نے جو تم پر شیتل کی محبت کا انکشاف کیا تھا اس کا تم نے کوئی جواب نہیں دیا۔''

درگا وتی کے ان الفاظ پر شیتل کی آنکھوں میں ایک عجیب سا تجسس اور کھوج ابھر آیا تھا اور وہ بڑے غور سے اوغر خاں کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

دُرگا وتی کے ان الفاظ کے جواب میں اوغر خاں کچھ دیر تک سوچتا رہا پھر دھیمے لہجے میں کہنے لگا۔

''اماں! یہ میرا اور شیتل کا معاملہ ہے۔ اس سلسلے میں، میں عرض کروں کہ عموماً دور کے ڈھول بڑے سہانے ہوتے ہیں۔ شیتل ابھی تک نہ کھل کر میرے پاس بیٹھی ہے نہ ہم نے اس موضوع پر بات چیت کی ہے۔ نہ یہ میرے اطوار، میری عادات سے واقف ہے۔ ہو سکتا ہے، جوں جوں یہ میرے قریب ہو، میری عادات، میرے اخلاق، میرے کردار، ہمارے اٹھنے بیٹھنے والے گھر کے ماحول سے اسے خبر ہو تو اسے ہمارے اطوار ناگوار گزریں اور یہ محبت کرنے کی بجائے مجھ سے نفرت کرنے لگے۔ اماں! ہم تو بڑے سادے سے ہیں۔ فرش پر بیٹھ کر دونوں بھائی روکھی سوکھی بھی کھا لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ وقت کا انتظار کریں۔ میں شیتل کی ذات کا مطالعہ نہیں کروں گا۔ اس لئے کہ آپ لوگوں کے گھر کا ماحول، اٹھنا و بیٹھنا ہم سے بہت اونچا اور اعلیٰ ہے۔ اس بناء پر شیتل سے متعلق مجھے کھوج لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم شیتل کو وقت ملنا چاہئے کہ یہ ہمارے متعلق پوری تفصیل جانے، اس کے بعد ہی کوئی فیصلہ کرے۔ اس لئے کہ جلد بازی کے فیصلے عموماً اچھے نہیں ہوتے۔''

اوغر خاں جب خاموش ہوا تب دُرگا وتی بڑے غور سے شیتل کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔ شیتل کی آنکھوں میں اس لمحہ شکوے ہی شکوے تھے۔ کچھ دیر گھورنے کے انداز میں اوغر خاں کی طرف دیکھتی رہی پھر کہنے لگی۔

Marfat.com

''مجھے نہ کسی کی ذات کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے نہ میں مزید تفصیل جاننا چاہتی ہوں۔ میں آپ پر انکشاف کروں کہ میں آپ اور رن مست خان کو ایک عرصہ سے جانتی ہوں۔ ٹھیک ہے میری آپ سے کبھی گفتگو نہیں ہوئی لیکن میں اپنے چہرے کو ڈھانپ کر اکثر و بیشتر آپ کے قریب بھی رہی ہوں۔ لوگوں سے آپ کی گفتگو بھی سنتی رہی ہوں اور لوگ جو آپ کی شجاعت، بہادری، دلیری، جانثاری اور وفاداری کی تعریف کرتے رہے ہیں وہ الفاظ بھی میں بڑے غور سے سنا کرتی تھی۔''

اوغر خان مسکراتا ہوا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ کہنے لگا۔

''شیتل! تمہیں کسی لشکر میں مخبر ہونا چاہئے تھا۔ اگر تم ایسا کرتیں تو بہت کامیاب رہتیں۔ بہرحال اب میں جاتا ہوں اور جو مہم میرے سپرد کی گئی ہے اس سے فارغ ہونے کے بعد میں آپ دونوں ماں بیٹی کی طرف چکر ضرور لگاؤں گا۔''

اوغر خاں جب کھڑا ہوا تب شیتل بھی اپنی جگہ پر بے چین سی ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اوغر خان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''گزشتہ دن جو چیزیں میں نے آپ کو تحفتاً پیش کی تھیں اور آپ نے واپس کر دی تھیں، ان کا کیا کرنا ہے؟''

جواب میں اوغر خان مسکرایا اور کہنے لگا۔

''شیتل! جہاں تک سونے کے وہ بازو بند اور جوشن ہیں جو جنگ ے دوران پہنے جاتے ہیں وہ میرے کام کے نہیں ہیں۔ جنگوں کے دوران عموماً میں بازو پر جوش نہیں پہنتا۔ جہاں تک گھوڑے کو ہنکانے کے لئے چاندی کی مہمیزوں کا تعلق ہے تو وہ بھی فی الحال تم اپنے پاس رکھو۔ گھوڑے کے چاندی کے نعل بھی سنبھال کر رکھو۔ بس یوں جانو یہ چیزیں تمہارے پاس میری امانت ہیں۔ مناسب وقت پر میں تم سے لے لوں گا۔''

اس کے ساتھ ہی دونوں ماں بیٹی کو ہاتھ ہلا کر الوداع کرتے ہوئے اوغر خان وہاں سے چلا گیا تھا۔ درگا وتی کے کہنے پر شیتل اوغر خان کے ساتھ ہو لی۔ حویلی کے صدر دروازے پر رکی پھر مٹھاس بھری آواز میں کہنے لگی۔

''آپ مجھے بھولئے گا نہیں۔''

اوغر خان مسکرایا اور کہنے لگا۔

''تم جیسی لڑکیاں بھولنے کے لئے نہیں، محبت کرنے کے لئے ہوتی ہیں۔''

Marfat.com

اوغر خان کے ان الفاظ پر شیتل خوش ہو گئی پھر اوغر خان ہاتھ ہلاتا ہوا اس سے رخصت ہو گیا تھا۔

❖

اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں سکھوں کے گورو گوبند سنگھ نے بغاوت، شورش اور سرکشی اختیار کی تھی۔ سکھوں کی اس بغاوت اور سرکشی کا خاتمہ کرنے کے لئے اورنگ زیب عالمگیر نے اوغر خان، رن مست خان اور کچھ دوسرے سالاروں کو گورو گوبند سنگھ پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا تھا۔

سکھ گورو نانک کے ماننے والے تھے جو بھگتی تحریک کا ایک نمایاں ستون خیال کیا جاتا ہے۔ بھگتی تحریک کے نمائندوں نے ہندو دھرم اور اسلام کے بیچ ایک درمیانی راستہ نکال کر ایک طرح سے دونوں مذاہب کو ایک دوسرے کے قریب لانے کی کوشش کی تھی۔ بھگتی تحریک کے بہت سے نمائندے اور رہبر تھے لیکن ان میں تین نے سب سے زیادہ اہمیت اختیار کی۔

ان میں سے پہلا راما نند تھا۔ یہ بھگتی تحریک کا بانی خیال کیا جاتا تھا۔ 1016ء میں مدراس کے ایک نواحی گاؤں میں ایک برہمن کے گھر میں پیدا ہوا۔ اس کی تعلیم کے مطابق برہما اور ایشور ایک ہی ہیں۔ وہ وحدانیت کا بھی قائل تھا اور اس کا خیال تھا کہ ایشور ہی روحِ اعظم ہے۔ اس کی ذات و صفات میں کوئی شریک نہیں۔ وہ ہر فعل سے مبرّا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ اسی سے روح اور مادہ نکلتے ہیں۔ روح اگر خدا کو حاصل کرنا چاہے تو وہ صرف ریاضتِ شاقہ سے حاصل کر سکتی ہے۔ اس نے یہ بھی تعلیم دی کہ پہلی منزل ادائے فرض، دوسری منزل ریاضت اور تیسری بھگتی یعنی اس شخص نے شریعت اور طریقت دونوں کی پابندی کو اصلی عبادت اور باعثِ نجات قرار دیا۔ یہ شخص ذات پات کی تقسیم کا قائل تھا لیکن اس نے شودروں اور چنڈالوں کے حق میں عبادت کو تسلیم کیا۔

بھگتی تحریک کا دوسرا بڑا رکن بھگت کبیر تھا۔

یہ 1440ء میں ایک برہمن بیوہ کے ہاں پیدا ہوا جو اسے بنارس کے ایک تالاب کے کنارے چھوڑ گئی۔ وہاں سے ایک مسلمان جولاہے نے اسے اٹھا لیا جس کا نام نیرو تھا۔ نیرو اور اس کی بیوی نے بھگت کبیر کو اپنا متبنٰی بنا لیا۔ اس طرح بھگت کبیر نے ایک مسلم گھرانے میں پرورش پائی۔

Marfat.com

بھگت کبیر واحدانیت کا علمبردار اور بُت پرستی کا مخالف تھا۔ اس نے ذات پات کی تمیز اور چھوت چھات کو گمراہ قرار دیا اور عرفان یا معرفتِ الٰہی پر بہت زور دیا۔ اس کی تعلیمات کے باعث ہندو اور مسلمان دونوں قوموں کے لوگ اس کے مرید تھے۔ ہندو انہیں کبیر پنتھی اور مسلمان اسے شیخ کبیر کہتے تھے۔

بھگتی تحریک کا سب سے بڑا علمبردار بابا گورو نانک تھا جو سکھوں کی تحریک کا بانی تھا۔

بابا گورو نانک لاہور کے پاس تحصیل شرق پور کے ایک گاؤں تلونڈی میں 1466ء میں مہتہ کالو چند کھتری کے گھر پیدا ہوا۔ اس کے والدین نے پہلے ایک پنڈت سے ہندی پڑھوائی اس کے بعد ایک مسلمان معلم قطب الدین سے فارسی پڑھوائی۔ لیکن نانک نے ابتدائی اسباق کے سوا کچھ زیادہ نہ پڑھا۔ اس لئے کہ پڑھائی کی طرف اس کی توجہ نہ تھی۔ ہر وقت سوچ بچار کے سمندر میں غرق رہتا تھا۔

گورو نانک کے والدین جس کام پر بھی اسے لگاتے اس کو وہ اچھی طرح انجام نہ دے سکتا۔ جب گورو نانک کی بہن دولت خاں لودھی کے وزیر جے رام سے بیاہی گئی تو اس نے اپنی ذاتی کوشش سے گورو نانک کو دولت خاں جو لاہور کا حاکم تھا اس کے خیرات خانے میں ملازمت دلوا دی۔ نانک یہاں 1499ء تک ملازم رہا۔

جب نانک کی عمر 30 سال کی ہوئی تو اس نے ملازمت چھوڑ دی اور تلونڈی کے ایک مسلمان بھائی بالا کو ساتھ لے کر تیرتھوں، خانقاہوں اور مقدس مقامات کی زیارت کی۔ سادھو، سنتوں اور صوفیوں کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔ پھر اپنے نظریات اور مسلک کی تبلیغ شروع کر دی۔

گورو نانک نے پنجاب کے مشہور صوفیائے کرام شیخ اسماعیل بخاری و سید علی ہجویری و بابا فرید و جلال الدین بخاری و مخدوم جہانیاں اور دوسرے بزرگوں سے اپنی روحانی پیاس بجھائی۔ اس وجہ سے نانک کے مسلمان ہونے کا شبہ ان کی زندگی ہی میں مسلمانوں میں پھیل گیا تھا۔ نانک کو زیادہ تر لوگ نانک درویش یا نانک حاجی درویش کے نام سے پکارتے تھے۔ نانک حج کرنے کے لئے مکہ بھی گیا۔

مشہور مؤرخ گیانی گیان سنگھ نے لکھا کہ مکہ میں بابا نانک کا مکان مسجد کی شکل میں بنا ہوا تھا۔ بہرحال گورو نانک کی وفات پر مسلمانوں نے یہ جھگڑا کیا کہ وہ اس کی لاش جلانے نہیں دیں گے۔ اس کی وجہ یہ بتائی کہ گورو نانک مسلمان اور حاجی تھا۔

Marfat.com

مسلمانوں کے اس دعویٰ کی تائید سردار خزاں سنگھ نے بھی کی۔ اس کا کہنا تھا کہ مسلمان ٹھیک کہتے ہیں۔ اس لئے کہ نانک مسلمان تھا۔

گورو نانک خالص توحید کا قائل تھا۔ نانک حضورؐ کی رسالت کا بھی قائل تھا۔ گرنتھ صاحب سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ گورو نانک نے اذان دی، نماز پڑھی۔ لوگوں کو زکوٰۃ اور روزے رکھنے کی تلقین کی۔ اس نے حج بھی کیا۔

قرآنِ مقدس سے متعلق گورو نانک کا کہنا ہے کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کے لئے قرآنِ مقدس کو منظور فرمایا ہے۔ اسی سلسلے میں جب کسی شخص نے قرآنِ مقدس سے متعلق گورو نانک سے سوال کیا تو گورو نانک کہنے لگا۔

''قرآن شریف پر عمل کرو۔ اس سے جو روشنی پیدا ہوگی اس میں تم لوگوں کو خدا ملے گا۔''

ایک موقع پر گورو نانک نے یہ بھی کہا تھا۔

''میں نے توریت و انجیل و زبور اور وید پڑھے لیکن قرآنِ مقدس ہی دنیا کی ہدایت کے لئے خداوند تعالیٰ نے منظور فرمائی ہے۔''

گورو نانک یہ بھی کہا کرتا تھا کہ پانچ وقت کی نماز پڑھو اور قرآنِ مقدس کی تلات کرو۔

گورو نانک کا قرآنِ مقدس کا وہ نسخہ جو وہ سفر کے دوران ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا کرتا تھا اب بھی ضلع فیروز پور کے گوردوارے میں موجود اور محفوظ ہے۔

قیامت سے متعلق بھی گورو نانک کا عقیدہ وہی ہے جو مسلمانوں کا ہے۔ وہ کہتا ہے آسمان و زمین و سورج و چاند اور ستارے سب فضا کے پردے میں چلے جائیں گے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات باقی رہ جائے گی۔ نانک جنت و دوزخ کا بھی قائل تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ قیامت کے دن وہ جن کے اعمال اچھے اور نیک ہوں بے فکر ہوں گے۔ اس کا یہ بھی کہنا تھا کہ وہی لوگ نجات پائیں گے جن کے پشت پناہ حضورؐ ہوں گے۔

ڈیرہ بابا نانک میں آج بھی گورو نانک کی اولاد کے پاس بطورِ یادگار گورونانک کا چولا چلا آ رہا ہے۔ اس چولا پر قرآنِ مقدس کی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ گورونانک توہم پرستی، ضعیف الاعتقادی و رسوم پرستی اور ذات پات کی تمیز کا سخت مخالف تھا۔ گورو نانک کے بعد سکھ گوروؤں کا سلسلہ چلا جو بابا نانک کے بتائے اصول اور تعلیم

Marfat.com

سے بالکل ہٹ گئے۔ اگر سکھ قوم بابا نانک کی تعلیم پر گامزن ہوتی تو وہ کبھی بھی مسلمانوں سے الگ نہ ہوتی اور سیاسی زندگی کی باگ ڈور ہندو کے ہاتھ میں نہ دیتی۔ اگر سکھ قوم غور و تدبر سے کام لے اور بابا نانک کے اقوال پر عمل کرے تو وہ جان جائیں گے کہ گورو نانک اسلام کے کتنے قریب تھے اور ہندومت سے کتنی دور تھے۔ اور انہیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ان کی سیاسی زندگی کی بہتری مسلمانوں کے ساتھ الحاق ہی میں وابستہ ہے۔

گورو نانک کا انتقال شہنشاہ ہمایوں کے عہد میں ہوا تھا۔ لیکن اس کے جانشینوں کی اس کے بعد باقاعدہ گدی بن گئی۔ بھیل قوم کے ہندو جن میں مسلمانوں کے اقتدار سے جان آ گئی تھی کثرت سے اس فرقے میں شریک ہوئے۔ شروع میں ان کے ہاں اونچ نیچ اور چھوت چھات کا جھگڑا نہ تھا اور گورو کے سب چیلے بھائیوں کی طرح مل جل کر رہتے تھے۔

شہنشاہ اکبر کے عہد میں امرتسر کا گوردوارہ تعمیر ہوا جو آج بھی سکھوں کا سب سے زیادہ مقدس مقام سمجھا جاتا ہے۔ گورو نانک کے بعد جس کسی نے بھی سکھوں کی قیادت سنبھالی اسے گورو کہا جانے لگا۔

سکھوں کے کل دس گورو ہوئے۔ جن میں آخری گورو گوبند سنگھ تھا۔ رفتہ رفتہ سکھوں نے باقاعدہ عسکری تنظیم کی صورت اختیار کر لی۔ جہانگیر کے دور میں انہوں نے بغاوتیں کیں لیکن ساتھ ہی سکھوں کے درمیان اس دور میں پھوٹ پڑ گئی۔ اس لئے کہ بیک وقت دس افراد نے گورو ہونے کا دعویٰ کر دیا تھا۔ آخر سکھوں کی اکثریت نے تیغ بہادر کو اپنا گورو تسلیم کر لیا اور تیغ بہادر نے اورنگ زیب عالمگیر کے شروع کے دور میں کھلم کھلا بغاوت کر دی۔ لیکن اسے گرفتار کر کے دلی پہنچا دیا گیا اور دسمبر **1675**ء میں اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

تیغ بہادر کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے گورو گوبند سنگھ نے اپنے باپ کے قتل کے بعد سکھوں کو مسلح کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ یہ لوگ مملکت کے لئے خطرناک دشمن بن گئے۔ گوبند سنگھ نے ہر سکھ کے لئے عسکری تربیت ضروری قرار دی۔ سکھوں کی اس نے وردیاں مقرر کیں۔ ہر قسم کی قربانی دینے کا حلف لیا اور مسلمانوں کے خلاف کھلی کارروائیاں شروع کر دیں۔ گورو گوبند سنگھ نے ہندوؤں کو بھی بغاوت پر اکسایا اور اپنے لشکر کا نام اس نے ''خالصہ'' رکھا۔ اب یہی گورو گوبند سنگھ اورنگ زیب عالمگیر

Marfat.com

کے خلاف بغاوت اور سرکشی اختیار کیئے ہوئے تھا اور اس کو زیر کرنے کے لئے اورنگ زیب عالمگیر نے ایک لشکر روانہ کیا اور اس لشکر کا سالار اور سربراہ اوغر خان اور اس کا نائب رن مست خان کو مقرر کیا تھا۔

❖

اوغر خان اور رن مست خان نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی اور برق رفتاری سے گورو گوبند سنگھ کا رخ کیا تھا جو ان دنوں پنجاب کے شمالی حصوں میں جموں اور گڑھوال کے درمیانی حصے میں ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیئے ہوئے تھا۔ ساتھ ہی وہ اپنی طاقت اور قوت کو بھی بڑھا رہا تھا۔

گوبند سنگھ نے کھلم کھلا اعلان کر دیا تھا کہ وہ ہندوستان میں سکھوں کی حکومت قائم کر کے دم لے گا۔ سکھ مذہب اختیار کرنے والوں میں چونکہ اکثریت جاٹوں کی تھی لہٰذا یہ لوگ خاصے جنگجو تھے۔ ساتھ ہی گورو گوبند سنگھ نے ذات پات کے امتیاز کو حرام قرار دے کر ہر قسم کے لوگوں کو اپنے لشکر میں شامل کر رکھا تھا۔ یوں اس نے سکھوں کو ایک نمایاں عسکری تنظیم کی صورت دے دی تھی۔

جہاں اوغر خان اور رن مست خان اپنے لشکر کو لے کر گوبند سنگھ کا رخ کر رہے تھے وہاں جموں اور گڑھ وال کے نزدیک گوبند سنگھ کو بھی اپنے مخبروں کے ذریعے خبر ہو چکی تھی کہ اورنگ زیب عالمگیر نے اس پر ضرب لگانے کے لئے ایک لشکر اس کی طرف روانہ کیا ہے لہٰذا گوبند سنگھ نے اوغر خان اور رن مست خان کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی جنگی تیاریوں کو آخری شکل دے دی تھی۔ دوسری طرف اوغر خان بھی بڑی تیزی سے سفر کرتا ہوا جموں اور گڑھ وال کے درمیانی حصے میں گوبند سنگھ کے لشکر کے سامنے جا کر پڑاؤ کر گیا تھا۔

سکھوں کے گورو گوبند سنگھ نے یہ ٹھان رکھی تھی کہ اگر میدانِ جنگ میں اسے مسلمانوں کے خلاف کامیابی حاصل ہوئی تو وہ مسلمانوں کے لشکر کا دور دور تک تعاقب کرے گا اور کم از کم پنجاب میں اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس نے یہ بھی سوچ رکھا تھا کہ اگر اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر کے ہاتھوں اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا تو پھر وہ اپنی پشت پر اپنے مضبوط اور مستحکم آنند پور نام کے قلعے میں محصور ہو جائے گا۔

انہی سوچوں کو سامنے رکھتے ہوئے گوبند سنگھ نے مسلمانوں پر پہلے حملہ آور

Marfat.com

ہونے کی ٹھانی۔ لہٰذا اپنے لشکر کو وہ حرکت میں لایا اور اوغر خان اور رن مست خان کے لشکر پر وہ آندھیوں کے مسکن بناتی ریت اُڑاتی لُو، بستی بستی، قریہ قریہ شورِ سلاسل کی طرح نزول کرتی خون اگلی فضاؤں اور زہر آلود شب کے گرداب کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

سکھوں کی رہنمائی کرتے ہوئے گرو گوبند سنگھ نے اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ اوغر خان اور رن مست خان کے لشکر پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا۔ وہ اس کوشش میں تھا کہ شروع کے حملے میں ہی اورنگ زیب عالمگیر کے ان دونوں سالاروں کو شکست دے کر مار بھگائے لیکن ایسا ممکن نہ تھا۔ اوغر خان اور رن مست خان ایسے باغی، ایسے سرکش کا سر توڑنے کی ہمت اور جرأت رکھتے تھے۔ لہٰذا گوبند سنگھ جب ان پر حملہ آور ہوا تو سب سے پہلے انہوں نے اپنے لشکریوں کے ساتھ اعضاء و جوارح کو شل، اعصاب کو بکھیر کر اور ہر عکس و نقش کو معدوم کر دینے والی بپھری موجوں کی طرح تکبیریں بلند کیں۔ اس کے بعد اوغر خان اور رن مست خان دونوں حرکت میں آئے۔ اپنے لشکر کو وہ پہلے ہی دو حصوں میں تقسیم کر چکے تھے۔ پھر یکبارگی وہ سکھوں پر دشتِ ویران میں تشنگی کا شکار کرتی خاموش سیال آتش، تباہی کے آبشاروں اور ریگزاروں میں اُڑا دینے والی جرأت مندی کی روایتوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

وقت کی سیج پر میدانِ جنگ کے اندر موت رقص کرنے لگی تھی۔ قضا کا تاوان وصول کرتے حادثے مسلسل سراب کی صورت المناک المیے کھڑے کرتے زندگی کو دربدر کرنے لگے تھے۔

سکھوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کوئی نہ کوئی جتن استعمال کرتے ہوئے اوغر خان اور رن مست خان کو مار بھگائیں لیکن وہ دونوں سکھوں پر بھاری ثابت ہو رہے تھے۔ اوغر خان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ دائیں جانب سے ضرب لگا رہا تھا، بائیں طرف سے رن مست خان سکھوں کا قتل عام شروع کر چکا تھا۔ اس طرح جوں جوں وقت گزرنے لگا، توں توں سکھوں نے لشکر میں بے کلی اور ویرانی، وحشت و کرب بڑھنے لگا اور خار خار لمحوں میں سکھوں کی لاشوں میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا تھا۔

گوبند سنگھ کا ارادہ تھا کہ وہ جنگ کو طول نہیں دے گا اور جلد اوغر خان اور رن

Marfat.com

مست خان کو مار بھگائے گا لیکن جب اس نے دیکھا کہ اورنگ زیب عالمگیر کے ان دونوں سالاروں نے تو سکھوں کے لشکر کی اکثریت کو ادھیڑ کر رکھ دیا ہے اور اب وہ اگلی صفوں کا خاتمہ کرنے کے بعد وسطی حصے کی طرف بڑھتے ہوئے سکھوں کا مکمل طور پر قتلِ عام کر چکے ہیں، گوبند سنگھ نے یہ بھی دیکھا کہ حملہ آور ہونے والے اوغر خان اور رن مست خان اور ان کے لشکریوں کے سامنے اب سکھوں کی حالت بوند بوند کو ترستی پیاسی جیون کویتا اور اشکوں و آہوں سے لبریز سلگتے تھل کی بانجھ مٹی سے بھی بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

گوبند سنگھ نے جب اندازہ لگایا کہ جنگ اگر تھوڑی دیر تک مزید جاری رہی تو اوغر خان اور رن مست خان اس کے لشکر کا خاتمہ کر دیں گے۔ لہٰذا شکست اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا اور آنند پور کے قلعے میں جا کر محصور ہو گیا۔

اوغر خان اور رن مست خان نے بھاگتے سکھوں کا بڑی سختی سے تعاقب کیا اور جب گوبند سنگھ اپنے لشکر کے ساتھ آنند پور کے قلعے میں محصور ہو گیا تب اوغر خان اور رن مست خان نے آنند پور کے اس قلعے کا محاصرہ کر لیا تھا۔

❖

جن دنوں اوغر خان اور رن مست خان گورو گوبند سنگھ اور اس کے ساتھی سکھوں کے خلاف برسرِ پیکار تھے انہی دنوں اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف دو اور المیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پہلا المیہ مارواڑ کے راٹھوروں کا تھا۔

ہوا یوں کہ مارواڑ کے ہندو راجہ جسونت سنگھ کا انتقال ہو گیا۔ اس کی وفات کے بعد اس کی ریاست کا کوئی وارث نہ تھا۔ لہٰذا اورنگ زیب عالمگیر نے یہ ریاست اپنی حکومت میں شامل کر لی۔ تاہم بعد ازاں مارواڑ کی حکومت اورنگ زیب عالمگیر نے ایک شخص اندر سنگھ کے سپرد کر دی۔

مرنے والے راجہ جسونت سنگھ کی موت کے بعد اس کی دونوں بیویوں کے ہاں لڑکے پیدا ہوئے۔ ان میں ایک تو جلد ہی مر گیا، دوسرے لڑکے کو اس کی ماں اورنگ زیب کے دربار میں لے کر پہنچی اور تخت کے وارث کے طور پر ریاست کی واپسی کی درخواست کی۔

اورنگ زیب عالمگیر نے اس کے شیر خوار ہونے کے باعث وعدہ کیا کہ جب تک وہ بالغ نہیں ہو جاتا ریاست میں مغلوں کا انتظام رہے گا۔ ساتھ ہی بچے کی

Marfat.com

پرورش شاہی حرم میں ہوگی اور اسے ریاست کے راجہ کی حیثیت سے وظیفہ بھی دیا جاتا رہے گا۔

ان دنوں راٹھوروں کا ایک سردار دُرگا داس تھا۔ جسونت سنگھ کے مرنے کے بعد دُرگا داس نے راٹھوروں کو مغلوں کے خلاف اکسانا شروع کر دیا۔ دُرگا داس نے راٹھوروں کو جمع کیا، ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا اور مغلوں کے علاقوں پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا۔

دُرگا داس کو نیچا دکھانے کے لئے اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے ایک سالار تہور خان کو ایک لشکر دے کر بھیجا۔ یہ تہور خان اورنگ زیب عالمگیر کے بڑے سالار عنایت خان کا داماد بھی تھا۔ تہور خان نے راٹھوروں پر حملہ آور ہو کر ایک طرح سے ان کی کمر توڑ دی لیکن ساتھ ہی ان راٹھوروں یعنی راجپوتوں نے مسلمانوں کے خلاف گوریلا جنگ کی ابتداء کر دی تھی۔

اب دوسری صورتِ حال یہ پیدا ہو گئی کہ مارواڑ کے راجپوتوں نے جب گوریلا جنگ کا آغاز کیا تو میواڑ کے راجہ مہارانا راج سنگھ نے بھی مارواڑ کے راجپوتوں کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

اب باغیوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی لہٰذا تہور خان کی مدد کے لئے اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے ایک اور سالار حسن علی خاں کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا۔ یہ لشکر مارواڑ کے راجہ راج سنگھ پر حملہ آور ہوا تو راج سنگھ اپنے لشکر کو لے کر فرار ہو گیا۔ حسن علی خان آگے بڑھا اور اس کے شہر اودھے پور پر قبضہ کر لیا۔

اس دوران مارواڑ اور میواڑ کے راجپوتوں کی سرگرمیاں جب بڑھ گئیں تو ان پر حملہ آور ہونے کے لئے اورنگ زیب نے اپنے بیٹے اکبر کی سرکردگی میں ایک اور لشکر بھجوایا اور جب مکمل طور پر کامیابی نہ ہوئی تو اورنگ زیب نے اپنے دوسرے بیٹے اعظم کو بھی ایک لشکر دے کر راجپوتوں کے خلاف کارروائیاں کرنے کے لئے روانہ کر دیا۔ اب مغلوں کے مختلف لشکروں اور راجپوتوں کے درمیان جگہ جگہ ٹکراؤ ہونا شروع ہو گیا تھا۔

❖

اورنگ زیب عالمگیر کے لئے دوسرا المیہ مرہٹوں کی طرف سے اٹھا۔ مرہٹوں نے جب دیکھا کہ اورنگ زیب عالمگیر کا ایک لشکر سکھوں کے ساتھ الجھا ہوا ہے اور

Marfat.com

ایک اور لشکر مارواڑ اور میواڑ کے راجپوتوں سے ٹکرا رہا ہے تب انہوں نے اس موقع کو اپنے لئے انتہائی غنیمت جانا۔ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ اورنگ زیب عالمگیر کی ساری قوت تو اس وقت راجپوتوں اور سکھوں سے ٹکرائی ہوئی ہے لہٰذا اس موقع پر اگر وہ جگہ جگہ حملہ آور ہو کر لوٹ مار کا بازار گرم کر کے اپنے لئے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کریں تو انہیں کامیابی حاصل ہو گی۔ لہٰذا مرہٹوں کے پیشوا شیوا جی نے اس موقع پر اپنے مختلف سالاروں کو چھوٹے چھوٹے لشکر دیئے اور جگہ جگہ انہوں نے حملہ آور ہو کر قیامت خیزی برپا کرنا شروع کر دی تھی۔

اورنگ زیب عالمگیر کو جب سکھوں و راجپوتوں کے بعد مرہٹوں کی اس سرکشی کا علم ہوا تب اس نے بنگال اور بہار سے واپس آنے والے اپنے دونوں سالاروں اعتقاد خان اور دلیر خان کو ایک لشکر دیا اور دونوں کو مرہٹوں کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا۔ اب بہ یک وقت اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف تین محاذ کھل گئے تھے۔ پہلا سکھوں کا جن کے خلاف اوغر خان اور رن مست خان برسرِ پیکار تھے۔ دوسرا مارواڑ اور میواڑ کے راجپوتوں کا جن کے خلاف اورنگ زیب عالمگیر کے دو بیٹے اکبر اور اعظم کے علاوہ کچھ دوسرے سالار بھی مصروف تھے۔ اور تیسرا محاذ مرہٹوں کا کھل گیا تھا جن سے نمٹنے کے لئے اورنگ زیب عالمگیر نے اعتقاد خان اور دلیر خان کو روانہ کیا تھا۔

❖

گورو گوبند سنگھ سکھوں کے لشکر کے ساتھ جب آنند پور کے قلعے میں محصور ہو گیا تب اوغر خان اور رن مست خان دونوں نے آنند پور کے نواح میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا۔ پھر اوغر خان اور رن مست خان اپنے چند چھوٹے سالاروں کے ساتھ ایک جگہ جمع ہوئے اور اوغر خان، رن مست خان اور دوسرے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائی! گورو گوبند سنگھ اپنے لٹے پٹے لشکر کے ساتھ اس قلعے میں محصور ہو چکا ہے۔ میں اسے مزید مہلت اور تیاری کا وقت ہی نہیں دینا چاہتا۔ وہ بھی خیال کر رہا ہو گا کہ ہم قلعے کا محاصرہ کریں گے، قلعے پر حملہ آور ہونا شروع ہو جائیں گے اور وہ قلعے کے اندر رہتے ہوئے مدافعت کرتا رہے گا۔ اس طرح قلعے کا محاصرہ طول پکڑتا رہے گا اور آس پاس کے علاقوں سے مسلح سکھ اس کے پاس جمع ہوتے رہیں گے۔ اس طرح وہ اپنی طاقت و قوت کو پھر بحال کر کے خم ٹھونک کر ہمارے

Marfat.com

سامنے آنے کی کوشش کرے گا۔ پر میں اسے ایسا نہیں کرنے دوں گا۔

میرے عزیز ساتھیو! میں آنے والی شب ہی کو دشمن پر ضرب لگانا چاہتا ہوں اور آنند پور کا قلعہ فتح کر لینا چاہتا ہوں۔ مغرب کی نماز کے بعد لشکر کے کھانے کا اہتمام کیا جائے گا۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد ہم اپنے کام کی ابتدا کریں گے۔ لشکر کو پہلے کی طرح دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ اس طرح چھوٹے سالار بھی تقسیم ہو جائیں گے، ایک حصہ میرے پاس دوسرا حسب سابق رن مست خان کی سرکردگی میں رہے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خان رکا پھر غور سے رن مست خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے بھائی! میں تمہارے ذمہ ایک کام لگانے لگا ہوں۔ اگر تمہیں یہ احساس ہو کہ تم وہ کام نہیں کر سکتے تو پھر جو کام میں اپنے ذمہ لوں گا وہ تم لے لینا۔ جو کام میں تمہیں سونپنا چاہوں گا اسے میں خود پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔

میرے بھائی! جیسا کہ میں بتا چکا ہوں لشکر دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گا۔ ہمارا پڑاؤ اس قلعہ آنند پور کے مشرقی سمت ہے پڑاؤ یہیں رہے گا۔ ابھی تھوڑی دیر تک سورج غروب ہونے اور مغرب کے بعد پورا لشکر حرکت میں آئے گا اور فصیل کے قریب جا کر گڑھے کھود لئے جائیں گے اور گڑھوں کی مٹی دمدموں کی صورت میں فصیل کی سمت جمع کر دی جائے گی۔ یہ گڑھے کھودنے کے بعد عشاء کی نماز ادا کی جائے گی۔ اس کے بعد ہم اپنے کام کی ابتداء کریں گے۔

رن مست خان! میں تو اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ آنند پور سے دور رہتا ہوا اور شمال سے چکر کاٹتا ہوا قلعے کی مغربی سمت چلا جاؤں گا۔ میری یہاں سے روانگی کے تھوڑی ہی دیر بعد تم اپنے کام کی ابتداء کر دینا۔ اپنے بہترین تیر انداز مغرب کی نماز کے بعد کھودے جانے والے گڑھوں میں بٹھا دینا۔ اس کے بعد باقی لشکر کے ساتھ شہر پناہ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرنا۔ رسوں کی سیڑھیاں پھینک کر لشکری بار بار شہر کی فصیل کے اوپر چڑھنے کی کوشش کریں اور جب وہ فصیل پر چڑھیں تو اپنی ڈھالوں کو اپنے سر پر رکھ کر اوپر آ جائیں۔ آدھا فاصلہ طے کرنے کے بعد اس انداز میں نیچے اتر آئیں جیسے فصیل کے اوپر سے ہونے والے حملوں کی تاب نہ لاتے ہوئے نیچے اترنے پر مجبور ہوئے ہیں۔

Marfat.com

جس وقت تمہارے لشکری شہر کی فصیل پر چڑھنے کی کوشش کریں گے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ شہر پناہ کے اوپر بُرجوں کے اندر جو گرو گوبند سنگھ کے مسلح سکھ ہیں وہ فصیل کی طرف بڑھنے والوں پر تیر برسانے کی کوشش کریں گے اور خود اپنے آپ کو وہ بُرجوں کے اندر محفوظ بھی رکھنے کی کوشش کریں گے۔

اب جو تیر انداز تم نے گڑھوں کے اندر بٹھا رکھے ہوں گے ان کے کام کی ابتداء ہو جائے گی۔ جوں ہی لشکری فصیل پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھیں گے اور برجوں کے اندر یا برجوں کے باہر سے دشمن ہمارے لشکریوں پر تیر اندازی کرنے کی کوشش کرے گا تو گڑھوں کے اندر بیٹھے ہوئے ہمارے لشکری ان پر ایسی تیز اور لگاتار تیر اندازی کریں گے کہ فصیل کے اوپر جو گرو گوبند سنگھ کے تیر انداز ہوں گے وہ بُرجوں کے اندر دبک کر اپنی جانیں بچانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ تم سکھوں کے ساتھ کچھ دیر تک ایسی ہی کارروائی رکھنا۔ گڑھوں میں بیٹھے ہوئے ہمارے تیر انداز زور دار انداز میں تیر برسائیں۔ باقی لشکری بار بار فصیل پر چڑھنے کی کوشش کریں گے فصیل کے اوپر جانے کی کوئی بھی لشکری کوشش نہ کرے۔

جب کچھ دیر تک اس سمت سے حملے ہوتے رہیں گے تو اس کے ردِعمل ہمارے سامنے آئیں گے۔

پہلا ردِعمل یہ ہو گا کہ مسلح سکھ یہ جان لیں گے کہ ہم اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ قلعے کے شرقی سمت سے حملہ آور ہو کر اپنے لئے فوائد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

دوسرا ردِعمل ہمارے سامنے یہ آئے گا کہ سکھ اپنی پوری طاقت اور قوت کو قلعے کی شرقی جانب منتقل کر دیں گے۔ اس طرح جب میں مغرب میں جا چکا ہوں گا تو مجھے اپنی کارروائی کی ابتداء کرنے میں آسانی ہو گی۔

مسلح سکھ یقیناً مغرب و شمال اور جنوب سے سمٹ کر مشرق کی طرف آ جائیں گے۔ کوئی اکا دُکا نگاہ رکھنے کے لئے مسلح سکھ اس سمت رہیں گے اور وہاں پہنچتے ہی ان پر تیر اندازی کر کے میں ان کا کام تمام کر دوں گا اور پھر رسوں کی سیڑھیوں کے ذریعہ میں شہر پناہ کے غربی حصے کے اوپر چڑھنے کے بعد شہر میں اتر جاؤں گا۔ میں فصیل کے شرقی حصے کی طرف نہیں آؤں گا۔ اپنے پورے لشکر کے ساتھ شہر میں اتر کر میں سکھوں کے ساتھ نبرد آزما ہو جاؤں گا۔ اس دوران میں کوشش کروں گا کہ کسی نہ

نہ

Marfat.com

کسی طرح دشمن سے لڑتے بھڑتے میں شہر پناہ کے مشرقی دروازے کی طرف آؤں اور مشرقی دروازہ کھول دوں تاکہ تم بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اندر آ جاؤ۔ اگر تھوڑی دیر تک میں ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوا تو تب شہر میں داخل ہونے کے لئے تمہارے لئے ایک اور راستہ صاف ہو چکا ہو گا۔ تم فوراً رسوں کی سیڑھیاں شرقی سمت سے پھینک کر فصیل کے اوپر چڑھ کر شہر کے اندر داخل ہو جانا۔ اس لئے کہ جب میں شہر کے اندر گھس کر سکھوں کے ساتھ نبرد آزما ہوں گا تو سکھ شہر پناہ کے شرقی حصے کو بھی خالی کرتے ہوئے فصیل سے نیچے اتر کر میری راہ روکنے کی کوشش کریں گے۔ ایسی صورت میں مشرق کی سمت سے فصیل کے اوپر چڑھنا تمہارے لئے آسان ہو جائے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خان رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا دوبارہ بول اٹھا۔

''رن مست خان! یہی وہ کام ہے جو میں تمہیں سونپنا چاہتا ہوں۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ جو کام میں اپنے ذمے لگا رہا ہوں وہ تم احسن طریقے سے ادا کر سکتے ہو تو پھر تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ غربی جانب چلے جانا۔ جو کام میں نے کرنا ہے وہ تم کرنا اور تمہارا کام میں اپنے ذمہ لے کر پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خان جب خاموش ہوا تو رن مست خان تھوڑی دیر تک گھورنے کے انداز میں اسے دیکھتا رہا پھر بڑی چاہت اور ارادت مندی سے کہنے لگا۔

''بھائی آپ کس قسم کی گفتگو کرتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں آپ کا فیصلہ میرے لئے ہمیشہ آخری فیصلہ نہیں بلکہ حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ جو کام آپ میرے ذمہ لگا رہے ہیں میرے بھائی دیکھنا میں اسے کیسے احسن طریقے سے اپنے انجام کو پہنچاتا ہوں۔''

رن مست خان کے اس جواب سے اوغر خان ہی نہیں باقی سالار بھی خوش اور مطمئن ہو گئے تھے۔ پھر سب اٹھ کر لشکر کے کھانے کا اہتمام کرنے لگے تھے۔

عشاء کے بعد اوغر خان اور رن مست خان نے اپنی کارروائی کی ابتداء کی تھی۔ اوغر خان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پڑاؤ سے نکل کر شمال کی طرف سے ایک لمبا کاوہ کاٹتے ہوئے آنند پور کے مغربی حصے کا رُخ کر رہا تھا جب کہ اس کی روانگی کے ساتھ ہی رن مست خان نے گڑھوں کے اندر اپنے تیر انداز بٹھا دیئے۔ سب سے

Marfat.com

پہلے شہر کی فصیل پر تیر اندازی شروع کی گئی۔ اس کے بعد رن مست خان اپنے لشکر کے ساتھ آنند پور کے قلعے پر من میں گھور اندھیرے پھیلاتے درد کے لرزاں سایوں، آشاؤں کے دیپ بجھا دینے والی غم کی بے روک طغیانی اور شکستہ لمحوں کی ہجر کہانیاں کھڑی کرتے کرب و فضا کے سندیسوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

اب صورت حال یہ تھی کہ رن مست خان کے وہ تیر انداز فصیل کے برجوں پر ایسی تیز اور جان لیوا تیر اندازی کرنے لگے تھے کہ اپنی تیر اندازی کے پہلے مرحلے میں انہوں نے بُرجوں پر پہرہ دینے والے ان گنت دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اس کے بعد فصیل کے پہرہ دار جب پناہ لینے کے لئے بُرجوں کی طرف بھاگے تو اس دوران بھی ان کے اَن گنت لشکری موت کا لقمہ بنا دیئے گئے تھے۔ پھر اسی بھاگ دوڑ میں رن مست خان باقی لشکریوں کے ساتھ اپنے سروں پر ڈھالیں رکھے رسوں کی سیڑھیاں پھینک کر قلعے کی دیوار پر چڑھنے کی کوشش کرتا تھا۔ آدھی دیوار تک جانے کے بعد وہ اس انداز میں نیچے اتر آتے تھے جیسے ان کے لئے اوپر جانا مشکل اور ناممکن ہو۔ اس طرح آنند پور کے مشرقی حصے میں رن مست خان نے سکھوں کے ساتھ موت و مرگ کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا تھا۔

جس وقت رن مست خان آنند پور کے مشرقی حصے پر حملہ آور ہونا شروع ہوا تھا فصیل کے اوپر سے لشکری سمٹ کر مشرق کی طرف جانے لگے تھے۔ حتیٰ کہ شمال، جنوب اور مغرب میں صرف نگاہ رکھنے کے لئے پہرہ دار رہ گئے تھے باقی سارے لشکری فصیل کے مشرقی حصے کی طرف برجوں کے اندر بیٹھ کر رن مست خان کا مقابلہ کرنے لگے تھے۔ ساتھ ہی آنند پور کے اندر جو لشکری تھے وہ بھی اب فصیل پر چڑھنے کے بعد مشرقی حصے میں اپنی طاقت وقوت کو مزید مستحکم کرنے لگے تھے۔

ایسے میں اوغر خان آنند پور کے مغرب میں پہنچ چکا تھا اور وہاں پہنچتے ہی اس نے اپنا خونی کھیل کھیلنا شروع کیا۔ قلعے کی فصیل کے قریب آتے ہی اوغر خان نے سب سے پہلے تیر اندازی کرائی اور فصیل کے غربی حصے میں جو پہرے دار تھے تیروں سے چھلنی کرا کر ان کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد اوغر خان کے حکم پر آن کی آن میں رسوں کی سیڑھیاں پھینک کر اوغر خان اپنے لشکریوں کے ساتھ فصیل پر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

سب سے پہلے اوغر خان کے ساتھ اس کے کچھ سالار اور سرکردہ لشکری چڑھے

Marfat.com

جنہوں نے بچے کھچے پہرے داروں کا خاتمہ کر دیا اور ان کے پیچھے پیچھے بڑی برق رفتاری سے پورا لشکر فصیل پر چڑھ آیا تھا۔ اتنی دیر تک فصیل کے اوپر شور اٹھ کھڑا ہوا کہ جہاں مشرق میں دشمن ان پر حملہ آور ہو چکا ہے وہاں مغرب سے مسلمانوں کا ایک لشکر فصیل پر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

اب فصیل کے اوپر اور شہر کے اندر ایک عجیب سا خوف بھرا شور برپا ہو گیا تھا۔ جب قلعے کے اندر محفوظ لشکر کو خبر ہوئی کہ مسلمانوں کا ایک لشکر مغرب کی طرف سے فصیل پر چڑھنے کے بعد شہر میں اترنے لگا ہے تب سکھوں کے محفوظ لشکر نے اوغر خان کی راہ روکنے کے لئے بڑی تیزی سے مغرب کا رخ کیا تھا۔

جونہی آنند پور کا وہ لشکر اوغر خان کے سامنے آیا، اوغر خان اس وقت تک اپنے لشکریوں کو یکجا و استوار کر چکا تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اوغر خان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ امیدوں کی گھٹاؤں کو کھولتے سپنوں میں تبدیل کر دینے والی صحرا میں بھٹکتی دکھوں کی لہروں و وقت کی نبض میں خاک وخون کے مرحلے برپا کر دینے والے مرگ کے پھیلتے زہر اور اندھیروں کے ہجوم میں دلوں کی بستیوں کو راکھ کر دینے والی ان گنت اذیتوں کی شدت کی طرح گورو گوبند سنگھ کے لشکر پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

اس موقع پر گورو گوبند سنگھ نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے مغرب سے چڑھتے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہوتے اوغر خان کی راہ روکے اور مشرق سے دکھ کے ہیولوں کی طرح فصیل پر چڑھنے کی کوشش کرنے والے رن مست خاں کو روکے لیکن گورو گوبند سنگھ اس میں کامیاب نہ ہوا۔ اس لئے کہ گورو گوبند سنگھ جب اوغر خاں کی راہ روکنے کے لئے اس کے سامنے آیا تو گورو گوبند سنگھ کوئی زیادہ دیر تک اوغر خان کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ اوغر خان نے گوبند سنگھ کے لشکر کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اور پھر جب آنند پور کے قلعے کے اندر ہی یہ افواہ پھیلی کہ مغرب کی طرف سے جو لشکر حملہ آور ہوا ہے اس کی کمانداری اوغر خاں کر رہا ہے تب سکھ لشکریوں کے پاؤں تلے سے زمین کھسکنا شروع ہو گئی تھی۔ اس لئے کہ وہ اوغر خاں کے نام سے واقف تھے۔ یہ وہی اوغر خاں تھا جس نے اس سے پہلے اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف اٹھنے والے بڑے بڑے سرکشوں اور بڑے بڑے باغیوں کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

اب آنند پور کے قلعے میں چاروں طرف اوغر خاں کا نام ایک خوف، ایک

Marfat.com

وحشت پھیلا گیا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اوغر خاں نے گوبند سنگھ کے لشکر کو بدترین شکست دی۔ گوبند سنگھ اوغر خاں کا مقابلہ نہ کر سکا اور بھاگ کھڑا ہوا۔ اوغر خاں آگے بڑھا، شہر کا مشرقی دروازہ اس نے کھول دیا تھا۔ دروازہ کھلنا تھا کہ رن مست خان بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا۔ اس طرح تھوڑی دیر تک شہر کے اندر گھمسان کا رن پڑا جس کے دوران سکھوں کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ جبکہ گورو گوبند سنگھ اپنے بیٹوں کے ساتھ آنند پور سے نکلا تھا۔ رن مست خاں کو اوغر خاں نے آنند پور کا نظم و نسب سنبھالنے کے لئے کہا جب کہ وہ اپنے دستوں کے ساتھ گورو گوبند سنگھ کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا تھا۔

رات کے وقت گوبند سنگھ پنجاب کے ایک قصبے سے دوسرے قصبے کی طرف بھاگتا ہوا وہاں پناہ لینے کی کوشش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے سکھوں کے ایک قصبے میں ایک مکان کے اندر پناہ لی لیکن اس کی بدقسمتی کہ اوغر خاں سائے کی طرح اس کے تعاقب میں لگا ہوا تھا۔

یہاں مؤرخین لکھتے ہیں کہ گوبند سنگھ کے ساتھ اس کے جو محافظ دستے تھے ان میں اس کے چار بیٹے بھی شامل تھے۔ اوغر خاں کو بھی خبر ہو چکی تھی کہ گوبند سنگھ نے اپنے دستوں کے ساتھ کہاں پناہ لے رکھی ہے۔ لہٰذا وہ آندھی اور طوفان کی طرح اس قصبے پر حملہ آور ہوا۔ گوبند سنگھ کے حفاظتی دستوں سے اس کا ٹکراؤ ہوا جس کے نتیجہ میں اوغر خان نے سارے حفاظتی دستوں کو کاٹ کر رکھ دیا اور اس ٹکراؤ کے نتیجہ میں مؤرخین لکھتے ہیں کہ خود گوبند سنگھ کے دو بیٹے بھی مارے گئے۔ گوبند سنگھ نے جب دیکھا کہ اوغر خان اس کا تعاقب نہیں چھوڑتا، ہر صورت میں اس کی گردن کاٹ کر رہے گا تب چپکے سے رات کی تاریکی میں اپنے دو بیٹوں کو لے کر وہ وہاں سے نکلا، چھپتا چھپاتا جھاڑیوں و درختوں کی اوٹ لیتا ہوا وہ اس قصبہ سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور کہتے ہیں اس شکست کے بعد گوبند سنگھ پنجاب اور شمالی ہندوستان کو چھوڑ کر دکن کی طرف بھاگ گیا تھا۔

گوبند سنگھ کے دو بیٹوں اور اس کے حفاظتی دستوں کا خاتمہ کرنے کے بعد اوغر خاں پلٹا اور اس نے آنند پور کا رخ کیا۔ صبح سویرے آنند پور میں وہ اپنے پڑاؤ میں پہنچ گیا۔ اوغر خان اور رن مست خان نے اپنے لشکر کے ساتھ چند روز تک وہاں قیام کیا۔ زخمیوں کی بہترین دیکھ بھال کی۔ آنند پور میں اپنا نظم و نسق درست کیا۔ اسی

Marfat.com

دوران ان دونوں کو خبر ملی کہ اورنگ زیب عالمگیر نے اس وقت آگرہ میں قیام کیا ہوا ہے اور جو مخبر یہ خبر لے کر آئے تھے انہوں نے یہ پیغام بھی دیا تھا کہ اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد اورنگ زیب نے ان دونوں کو بھی آگرہ آنے کے لئے کہا ہے۔ لہٰذا اپنی اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد اوغر خان اور رن مست خان نے آنند پور سے آگرہ کا رخ کیا تھا۔ گورو گوبند سنگھ کے خلاف اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر کی یہ شاندار فتح اور بے مثال کامیابی تھی۔

○❖○

Marfat.com

اوغر خان اور رن مست خان جب اپنے لشکر کے ساتھ آگرہ شہر میں داخل ہوئے تو اورنگ زیب عالمگیر کے کہنے پر ان کا بہترین استقبال کیا گیا۔ پھر لشکریوں کو تو مستقر کی طرف روانہ کر دیا گیا جہاں پہلے سے اس لشکر نے قیام کیا ہوا تھا جو اورنگ زیب عالمگیر کے ساتھ آیا ہوا تھا۔ جبکہ اوغر خان اور رن مست خان کو مستقر کے اندر ہی اورنگ زیب عالمگیر نے بلا لیا تھا۔

جس وقت وہ دونوں اورنگ زیب عالمگیر کے پاس پہنچے اس وقت اورنگ زیب کے پاس سلطنت کی اہم شخصیتوں کے علاوہ کچھ دیگر اُمراء بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ سب نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اوغر خان اور رن مست خان کا بہترین استقبال کیا۔ اس موقع پر اورنگ زیب عالمگیر نے اوغر خان اور رن مست خان کو اپنے قریب بٹھایا۔ کچھ دیر تک آنند پور میں ان کی کارگزاری پر انہیں مبارک باد دی، ان دونوں کی تعریف کی۔ اس کے بعد اورنگ زیب عالمگیر کچھ سنجیدہ ہو گیا تھا۔ کچھ سوچتا رہا، اس کے بعد لمحہ بھر کے لئے اس نے باری باری دونوں کی طرف دیکھا پھر دھیمے اور رازدارانہ سے انداز میں ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیزو! میں جانتا ہوں آنند پور کی اس مہم سے تم تھکے ہارے آئے ہو۔ تمہیں کچھ دن آرام کرنے کا موقع فراہم کیا جانا چاہئے تھا، اس کے بعد تمہارے سامنے کوئی نئی مہم لانی چاہئے تھی۔ لیکن حالات ایسا رخ اختیار کر گئے ہیں کہ مجھے فی الفور تم دونوں کو چند انتہائی اہم مہموں کی طرف روانہ کرنا پڑ رہا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اونگ زیب عالمگیر جب خاموش ہوا تب بڑی عقیدت اور ارادت مندی سے اوغر خان بولا اور کہنے لگا۔

''میرے محترم! آپ کس قسم کی باتیں کرتے ہیں؟ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اوغر خان اور رن مست خان بے کار بیٹھنا نہیں جانتے۔ ہمارا کنبہ صرف تین افراد پر

Marfat.com

مشتمل ہے۔ میں، رن مست خان اور ہماری نانی، جس کی دیکھ بھال اور خدمت ہمارے ہمسایوں نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے اور اس مقصد کے لئے انہیں ہم خاصا معاوضہ بھی مہیا کرتے ہیں۔ اس بناء پر ہم دونوں کو خانگی معاملات کی الجھنوں کا سامنا نہیں ہے۔ جس کے نتیجہ میں......"

یہاں تک کہتے کہتے اوغر خان کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اورنگ زیب عالمگیر فوراً بول اٹھا۔

"اوغر خان! خانگی معاملات کا ذکر کر کے تم نے مجھے خوب یاد دلایا۔ راجہ جے سنگھ کی بیوی دُرگا وتی اور بیٹی شیتل دونوں راجہ جے سنگھ کے پاس پونا جانا چاہتی ہیں۔ جنوب کے حالات مرہٹوں کی وجہ سے چونکہ مخدوش ہیں اس بناء پر وہ کسی عام شخص یا لشکر کے ساتھ جنوب کا رخ نہیں کرنا چاہتیں۔ بیٹے! اگر تم برا نہ مانو تو اس کام کے لئے انہوں نے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں جب تم اور رن مست خان اپنی اس نئی مہم کی طرف روانہ ہوں جس کی نشان دہی میں تمہیں کرنے لگا ہوں تو جاتی دفعہ شیتل اور دُرگا وتی کو بھی اپنے ساتھ لے جانا۔ اس لئے کہ وہ ماں بیٹی صرف تم پر ہی اعتماد اور بھروسہ کرتی ہیں۔

تمہاری آنند پور کی مہم کے بعد دُرگا وتی تو ایک بار میرے پاس آئی بھی تھی۔ اس کی باتوں سے میں نے یہ بھی اندازہ لگایا ہے کہ اس کی بیٹی شیتل تمہیں پسند کرتی ہے۔ اوغر خان! شیتل کے معاملے میں، میں نہ تم پر دباؤ ڈالوں گا نہ اس کے سلسلے میں تمہیں کوئی صلاح و مشورہ دوں گا۔ ہاں اگر تم شیتل کو پسند کرو اور وہ اسلام قبول کر لے تو میں سمجھتا ہوں وہ تمہاری بہترین بیوی ثابت ہو گی۔ شیتل کو میں نے دیکھ رکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہندوستان کی چند انتہائی خوبصورت لڑکیوں میں شمار کی جا سکتی ہے۔ اور پھر اس کی شخصیت، اس کا قد و کاٹھ اسے واقعی زیبا دیتا ہے کہ وہ تمہاری زندگی کی ساتھی بنے۔ بہرحال یہ میرا ایک مشورہ ہے حکم نہیں ہے۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جب تم شمال مغرب کی سرحدوں سے واپس آئے تھے تب تمہارا سواگت شیتل نے بہترین انداز میں کیا تھا اور ان دونوں کے گھر جا کر تم ان دونوں سے مل بھی چکے ہو۔ اوغر خان میرے بیٹے! اگر تم اس موقع پر شیتل کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا فیصلہ کرو تو یاد رکھنا اس فیصلے میں میری رضامندی اور خوشی بھی شامل ہو گی۔"

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد اورنگ زیب رکا پھر دوبارہ وہ کہہ رہا تھا۔
''دُرگا وتی اور شیتل کا ذکر میں نے اس لئے چھیڑا کہ تم نے خانگی معاملات کا ذکر کیا تھا۔ وہ چونکہ دونوں ماں بیٹی تمہارے ساتھ پونا کا رخ کرنا چاہتی ہیں لہٰذا جب انہیں خبر ہوئی کہ میں دہلی سے آگرہ کی طرف آ رہا ہوں تو وہ میرے ساتھ ہی یہاں آ گئی ہیں۔ حیرت انگیز بات یہ کہ انہوں نے مہمان خانے کی بجائے تمہاری نانی کے پاس قیام کر رکھا ہے۔''
یہاں تک کہنے کے بعد اورنگ زیب عالمگیر جب رکا تب رن مست خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔
''میرِ محترم! اگر مجھے اجازت ہو تو اس سلسلے میں، میں بھی کچھ کہوں؟''
اورنگ زیب کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا پھر رن مست کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔
''رن مست خان! تمہاری اور تمہارے بھائی اوغر خان کی جو عزت اور احترام میرے دل میں ہے اسے میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ اس سلسلے میں اگر تم کچھ کہنا چاہتے ہو تو تمہیں مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟''
کچھ کہنے سے پہلے رن مست خان نے ایک گہری نگاہ اوغر خان پر ڈالی پھر کہنے لگا۔
''میرِ محترم! میں نے شیتل کو دیکھ رکھا ہے۔ اس سے متعلق میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے آج تک اپنی زندگی میں ایسی خوبصورت و حسین اور پُرکشش اور اعلیٰ شخصیت کی لڑکی نہیں دیکھی۔ اگر بھائی اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنائے تو میرِ محترم! جہاں اس میں آپ کی خوشی شامل ہو گی وہاں میری خوشی، میری طمانیت بھی شامل ہو گی۔''
یہاں تک کہنے کے بعد رن مست خان جب رکا تو مسکراتے ہوئے اوغر خان کہنے لگا۔
''میرِ محترم! شیتل کو اس نے پہلے دیکھ رکھا ہے لیکن میں نے اسے اس وقت پہلی بار دیکھا جب میں شمال مغرب کی مہم سے واپس آیا تھا اور اس نے میرے گھوڑے کے ساتھ بھاگتے بھاگتے میرا استقبال کیا تھا۔ اور پھر اس نے مجھے اپنے گھر

Marfat.com

بلایا تھا۔ اس نے پیغام دیا تھا کہ اس کی ماتا مجھ سے ملنا چاہتی ہے۔ میرِ محترم! اس کی خوبصورتی، اس کی پُرکشش شخصیت میں کوئی شک نہیں لیکن ابھی تک تو ہم دونوں کو اکٹھے بیٹھنے کا کبھی موقع ملا ہی نہیں۔ نہ جانے میرے ساتھ اٹھتے بیٹھتے میری عادات و اطوار کو وہ پسند بھی کرتی ہے یا نہیں؟''

اوغر خان اپنی بات مکمل نہ کر سکا۔ اس لئے کہ اورنگ زیب کہنے لگا۔

''میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہاری عادات و اطوار ایسی ہیں کہ انہیں ہر کوئی پسند کر سکتا ہے۔ بہرحال شیتل سے متعلق تمہارا ہی فیصلہ آخری ہوگا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اورنگ زیب رکا، کچھ سوچا پھر دوبارہ بول اٹھا۔

''میرے بیٹو! اب میں اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔ ہمارے سامنے تین بڑی بڑی مہمیں تھیں۔ پہلی مہم سکھوں کی تھی جسے تم دونوں بھائیوں نے احسن طریقے سے ختم کر دیا ہے۔ میرے مخبر مجھے یہ اطلاع دے چکے ہیں تم دونوں نے سکھوں کے لشکر کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے جبکہ رات کی تاریکی میں گوبند سنگھ اپنے دو بیٹوں کو لے کر کہیں بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ بہرحال اس سے متعلق اب ہمیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں، وہ اب ہمارے لئے بے ضرر ہو چکا ہے۔ اس کی بدبختی کہ بغاوت کھڑی کر کے نہ صرف اس نے اپنے خاصے بڑے لشکر کا خاتمہ کروا لیا بلکہ اپنے دو بیٹوں کی زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا۔ اب ایک طرح سے سکھوں کی مہم تو ختم ہو چکی ہے، اس کے علاوہ اب ہمارے سامنے دو بڑی مہمیں ہیں۔ ایک راجپوتوں کی اور دوسری مرہٹوں کی۔

مرہٹے اس وقت مختلف کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ انہوں نے اپنے لشکر کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے مختلف سالاروں کی سرکردگی میں اِدھر اُدھر لوٹ مار، قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے لیکن عنقریب ان سے ہم خوب نمٹیں گے۔ اس سے پہلے میں نے اعتقاد خان اور دلیر خان دونوں کو مرہٹوں کی طرف روانہ کیا تھا اب میں اس میں تھوڑی تبدیلی کرنے لگا ہوں۔

مرہٹوں کے علاوہ اس وقت جو ہمارے سامنے سب سے بڑی اور خطرناک مہم ہے وہ راجپوتوں کی بھی ہے۔ میواڑ کے علاوہ مارواڑ کا راجہ بھی علمِ بغاوت اٹھا چکا ہے اور ان دونوں راجاؤں کے لشکریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے میں نے اپنے بیٹے اکبر کے علاوہ دوسرے بیٹے اعظم اور کچھ سالاروں کو بھی روانہ کر رکھا ہے اور ان دنوں وہ

Marfat.com

ان کے ساتھ الجھے ہوئے ہیں۔

میرے بچو! میں چاہتا ہوں تم دو دن آگرہ میں اپنی نانی کے پاس آرام کر لو، اس کے بعد لشکر لے کر یہاں سے کوچ کرنا۔ گو تم دونوں کی ماتحتی میں علیحدہ علیحدہ لشکر ہوں گے لیکن تم دونوں اکٹھے ہی یہاں سے کوچ کرنا۔ اوغر خان! میں چاہتا ہوں تم میرے بیٹے اعظم کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ وہ ان دنوں میواڑ کے راجہ کے ساتھ الجھا ہوا ہے۔ راجپوتوں نے اس کے ساتھ گوریلا جنگ کی ابتداء کر رکھی ہے۔ میں چاہتا ہوں جب تم اس کے ساتھ مل جاؤ گے تو راجپوتوں کو باآسانی زیر کر لیا جائے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اورنگ زیب رُکا پھر مزید کہہ رہا تھا۔

"رن مست خان! جہاں تک تمہارا تعلق ہے تم یہاں سے سیدھا اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ دلیر خان سے جا ملو گے۔ میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ مرہٹوں نے بہت سے علاقوں کے اندر مار دھاڑ اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے اور اپنے مختلف لشکریوں کو انہوں نے اپنے سالاروں کے ماتحت کر کے اپنی کارروائیاں شروع کر رکھی ہیں۔

رن مست خان! تم دلیر خان کے ساتھ کام کرو گے اور وہ اس وقت بیجا پور کی سمت مرہٹوں کے خلاف کارروائی میں مصروف ہے۔ مجھے امید ہے تمہارے جانے سے دلیر خان اور اس کے لشکریوں کو تقویت ہو گی اور اس سمت جو مرہٹوں کی ترک و تاز ہے اسے احسن طریقے سے روکا جا سکے گا۔

جہاں تک اعتقاد خان کا تعلق ہے تو اسے میں نے یہ تاکید کی ہوئی ہے کہ وہ پونا اور سورت کے درمیان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کرے اور ان علاقوں میں جو اپنے مختلف لشکر پھیلے ہوئے ہیں خواہ وہ راجپوتوں کی طرف ہوں یا مرہٹوں کی طرف جہاں کہیں بھی وہ اپنے لشکر میں کمزوری کے آثار دیکھیں فوراً اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ان کی مدد کے لئے پہنچ جائے۔

اوغر خان! میں تمہارے ذمے دوسرا کام یہ لگاتا ہوں کہ یہاں سے روانہ ہوتے وقت تم جے سنگھ کی بیوی دُرگا وتی اور بیٹی شیتل کو اپنے ساتھ لے جاؤ گے۔ انہیں پونا میں جے سنگھ کے پاس چھوڑنے کے بعد تم میواڑ کا رخ کرنا اور میرے بیٹے اعظم سے جا ملنا۔ وہاں جو مہم اس وقت شروع ہے اس کی تکمیل کے بعد میرے بیٹے! تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اعتقاد خان کی طرف چلے جانا۔ جب تم اعتقاد خان سے جا ملو

Marfat.com

گے تو اعتقاد خان کی قوت میں بھی اضافہ ہو گا۔ اعتقاد خان ویسے بھی تمہاری جنگی مہموں اور تمہارے جنگی تجربے کو بے حد پسند کرتا ہے۔ اس کے بعد اعتقاد خان کے ساتھ مل کر تم بھی مرہٹوں کے خلاف حرکت میں آنا۔ مجھے امید ہے کہ تم، رن مست خان، اعتقاد خان اور دلیر خان چاروں راجپوتوں اور مرہٹوں کے خلاف حرکت میں آؤ گے تو ان کی بغاوتیں جلد اپنے انجام کو پہنچ جائیں گی۔ اس دوران اگر تم لوگوں کو مزید لشکریوں کی ضرورت ہوئی تو میں دوسرے سالاروں کی سرکردگی میں تم لوگوں کو کمک اور رسد وافر مقدار میں مہیا کرتا رہوں گا۔ اب بولو تم کیا کہتے ہو؟''

اورنگ زیب جب خاموش ہوا تب اوغر خان مسکراتا ہوا کہنے لگا۔

''میر محترم! ہم نے کچھ نہیں کہنا۔ جو کچھ آپ نے فرمایا وہ ہمارے لئے آخری ہے، اسی پر عمل کیا جائے گا۔''

اس پر اورنگ زیب نے باری باری ان کی پیٹھ تھپتھپائی، کہنے لگا۔

''اگر یہ بات ہے تو پھر اٹھو، نانی کے پاس جا کر آرام کرو۔ اس لئے کہ تم دونوں تھکے ہوئے ہو۔''

اورنگ زیب عالمگیر کے ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ دونوں وہاں سے اٹھ کر نکل گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ایک چھوٹی مگر خوبصورت سی حویلی کے صدر دروازے کے سامنے دونوں اپنے گھوڑوں سے اتر گئے۔ اس کے بعد رن مست نے آگے بڑھ کر جب دروازہ کھولنا چاہا تو دروازہ اندر سے بند تھا لہٰذا اس نے دروازے پر دستک دی۔

تھوڑی ہی دیر بعد اندر سے کسی کی کھنکتی، انتہائی مٹھاس بھری آواز سنائی دی۔

''کون ہے......؟''

یہ آواز سن کر رن مست خان کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل گئی تھی۔ مڑ کر اس نے اوغر خان کی طرف دیکھا، اس کے چہرے پر بھی ہلکا سا تبسم تھا۔ اپنا منہ دروازے کے قریب لے جاتے ہوئے رن مست خان کہنے لگا۔

''خدا جھوٹ نہ بلوائے، یہ آواز میری بہن شیتل کی ہے۔''

رن مست خان یہ الفاظ ادا کرنے ہی پایا تھا کہ دروازہ کھل گیا۔ سامنے حسین اور خوبصورت شیتل کھڑی تھی۔ اس نے جب دروازے پر اپنے گھوڑوں کی باگیں پکڑے اوغر خان اور رن مست خان کو دیکھا تو اس کے چہرے پر گہری خوشیوں بھری

Marfat.com

مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ پورا دروازہ کھولنے کے بعد وہ ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ جب اوغر خان اور رن مست خان دونوں حویلی میں داخل ہو گئے تو اس نے سب سے پہلے حویلی کا صدر دروازہ بند کیا پھر وہ حویلی کے اندرونی حصے کی طرف بھاگی۔ ساتھ ہی ساتھ شور بھی کرتی جا رہی تھی۔

''ماتا...... ماتا! دیکھو کون آیا ہے؟''

اس کی اس پکار پر تھوڑی دیر بعد اندر سے اس کی ماں دُرگا وتی آتی دکھائی دی۔ اتنی دیر تک اوغر خان اور رن مست خان اپنے گھوڑوں کو چھوٹے سے اصطبل میں باندھنے کے بعد صحن تک آ چکے تھے۔ دُرگا وتی نے آگے بڑھ کر شفقت آمیز انداز میں دونوں کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے انہیں پیار دیا پھر چاروں حویلی کے سامنے والے کمرے میں داخل ہوئے۔ اندر اوغر خان اور رن مست خان کی نانی مہر النساء ایک بستر پر نیم دراز تھی۔ جونہی اس نے اس کمرے میں اوغر خان اور رن مست خان کو داخل ہوتے دیکھا، مسکرانے لگی تھی۔ بے پناہ خوشی کا اظہار کرنے لگی تھی۔ دونوں آگے بڑھ کر مہر النساء کے بالکل قریب جھک کر کھڑے ہو گئے تھے۔ مہر النساء سیدھی ہوئی، باری باری دونوں کی پیشانی پر اس نے لمبا بوسہ دیا پھر دونوں کے ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب ہی مسہری پر بٹھا لیا۔ اس کے بعد پیار بھری آواز میں کہنے لگی۔

''میرے بچو! تم دونوں کیسے ہو؟''

جواب میں اوغر خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''بڑی اماں! جب آپ کی دعائیں ہم دونوں کے ساتھ ہوں تو ہمیں کیا ہو سکتا ہے؟ اس لئے کہ وہ لوگ جن کے ماں باپ ان سے خوش ہوتے ہیں......''

اوغر خان کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ مہر النساء نے ہلکی سی چپت اس کے چہرے پر لگائی۔ کہنے لگی۔

''میرے بچو! یہ تمہاری برخورداری ہے، میری خدمت بھی کرتے ہو، جنگوں میں حصہ بھی لیتے ہو۔''

اس کے ساتھ ہی مہر النساء کو کچھ یاد آیا۔ کچھ دیر تک بڑے غور سے اوغر خان کی طرف دیکھتی رہی، پھر اس نے شیتل کی طرف ہاتھ کا اشارہ کیا اور ساتھ ہی اوغر خان کو مخاطب کیا۔

''اوغر خان! ذرا اس لڑکی کی طرف دیکھو۔''

Marfat.com

شیتل کی طرف دیکھے بغیر اوغر خان نے کہہ دیا۔

''نانی اماں! میں اس سے پہلے کئی بار اس کی طرف دیکھ چکا ہوں۔''

اوغر خان کے ان الفاظ پر دُرگا وتی اور شیتل جو مسہری کے قریب نشستیں لگی تھیں ان پر بیٹھ چکی تھیں۔ دونوں مسکرا رہی تھیں۔ اس پر مہر النساء پھر بول اٹھی۔

''آج ذرا میرے کہنے پر اس لڑکی کی طرف دیکھو۔''

اوغر خان نے فوراً اپنی نگاہیں شیتل پر جما دیں پھر مہر النساء نے دوبارہ اسے مخاطب کیا۔

''میرے بچے! اب بتا یہ لڑکی تجھے کیسی لگتی ہے؟''

مہر النساء کی اس گفتگو سے جہاں رن مست خان کھل کر مسکرا رہا تھا وہاں اوغر خان کے چہرے پر بھی تبسم تھا۔ پھر کہنے لگا۔

''نانی اماں! پہلے آپ بتائیں آپ کو یہ لڑکی کیسی لگتی ہے؟''

مہر النساء مسکرائی اور کہنے لگی۔

''اگر میری بات پوچھتے ہو میرے بچے! میں نے تو ایسی خوبصورت لڑکی پہلے دیکھی ہی نہیں جو حسین ہونے کے ساتھ ساتھ ایسی دراز قد اور اعلیٰ شخصیت کی مالک ہو۔ اور پھر مجھے تو یہ اس گھر کی مالک لگتی ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مہر النساء رُکی پھر دوبارہ اوغر خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''میرے بچے! جب سے یہ دونوں ماں بیٹی آئی ہیں انہوں نے ہمسایوں کو میری خدمت کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ ورنہ اس سے پہلے ہمسایوں میں سے کوئی نہ کوئی ہر وقت میرے پاس رہتا تھا۔ لیکن اب میری خدمت کی ساری ذمہ داریاں ان دونوں نے سنبھال لی ہیں۔ اب جب یہ تمہارے ساتھ دونوں ماں بیٹی رخصت ہوں گی تو ان کے جانے اور رخصت ہونے کا مجھے بے حد دکھ اور صدمہ ہوگا۔''

مہر النساء جب خاموش ہوئی تب دُرگا وتی اوغر خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''اوغر خان میرے بیٹے! جب ہم دونوں ماں بیٹی کو تم پونا چھوڑنے جاؤ گے تو میں چاہتی ہوں تم نانی اماں کو بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ یہ وہاں ہمارے پاس رہیں گی۔ میں اور شیتل دونوں ماں بیٹی ان کی خدمت کریں گی۔''

Marfat.com

اس پر اوغر خان دُرگا وتی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اماں! فی الحال ایسا ممکن نہیں ہے۔ ابھی تو میرِ محترم نے میرے اور رن مست خان کے سپرد کچھ اہم کام سونپے ہیں۔ ان کاموں سے نمٹنے کے بعد میں اور رن مست سوچیں گے کہ نانی اماں کو کہاں رکھا جا سکتا ہے؟''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خان رکا پھر سکھوں کی مہم سے لوٹنے کے بعد اورنگ زیب عالمگیر سے جو اس کی اور رن مست خان کی گفتگو ہوئی تھی اس کی تفصیل اس نے اپنی نانی اماں دُرگا وتی اور شیتل سے کہہ دی تھی۔

اوغر خان دم لینے کو رکا اس کے بعد وہ دُرگا وتی کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''اماں! دو دن بعد ہم یہاں سے کوچ کریں گے۔ آپ اور شیتل دونوں ماں بیٹی تیار رہیے گا۔''

جواب میں دُرگا وتی کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی مہر النساء بول اٹھی۔ ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میرے بچو! تم اٹھو، ہاتھ منہ دھو لو۔ میں جانتی ہوں تمہیں بھوک لگی ہو گی۔ ہمیں تمہاری آمد کی اطلاع ہو چکی تھی لہٰذا تمہارے آنے سے پہلے کھانا تیار ہے۔ ہاتھ منہ دھو کر آؤ، پھر اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔''

مہر النساء کے کہنے پر اوغر خان اور رن مست خان اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ دونوں ہاتھ منہ دھو کر لوٹے۔ اتنی دیر تک اس کمرے میں دُرگا وتی اور شیتل دونوں ماں بیٹی نے مل کر کھانے کے برتن لگا دیئے تھے۔ پھر سب نے وہاں بیٹھ کر اکٹھے کھانا کھایا۔

دو دن بعد اوغر خان اور رن مست خان دُرگا وتی اور شیتل کو لے کر آگرہ سے کوچ کر گئے تھے۔

❖

شیوا جی ایک روز پونا شہر کے جنوب مغرب میں رائے گڑھ نام کے اپنے قلعے میں دونوں بیٹوں شمبھو جی اور راجہ رام کے علاوہ اپنے بڑے سالاروں میں سے کیوی کیلاش، دہر جی، شاؤ جی، سنت دھن اور کچھ دوسرے سالاروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے کچھ مخبر اس کے سامنے آئے۔ انہیں دیکھتے ہوئے وہ حیرت زدہ ہونے

Marfat.com

کے ساتھ ساتھ چونکا بھی تھا۔ جب وہ اس کے قریب آئے تب شیوا جی نے انہیں مخاطب کرنے میں پہل کی۔

''تم سب کو اکٹھا دیکھ کر میں حیرت زدہ بھی ہوا ہوں، چونکا بھی ہوں۔ اس لئے کہ تم لوگوں کو تو میں نے مختلف سمتوں کی مخبری کے لئے روانہ کیا تھا اور تم دونوں کا اس طرح اکٹھے میرے پاس آنا بغیر کسی علت اور اہمیت کے نہیں ہو سکتا۔ اگر ہمارے پاس آنے سے پہلے ہی تم ایک دوسرے سے مل چکے ہو، جو خبریں تم لے کر آئے ہو ان پر آپس میں تبادلہ خیال اور صلاح مشورہ کر چکے ہو تو پھر تم میں سے ایک سب کی نمائندگی کرتے ہوئے مجھے بتائے کہ تم ہمارے لئے کیا خبر لے کر آئے ہو؟ کیا تمہارے پاس اچھی خبریں ہیں یا بری؟''

شیوا جی کے اس سوال پر آنے والے ان مخبروں نے سب سے پہلے بڑے غور سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر نگاہوں ہی نگاہوں میں انہوں نے کوئی فیصلہ کیا اس کے بعد ان میں سے ایک شیوا جی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''مالک! اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم مختلف سمتوں پر مقرر کئے گئے تھے لیکن رائے گڑھ سے باہر ہی ہم سب ایک جگہ اتفاقاً مل بیٹھے۔ اب جو خبریں ہم لے کر آئے ہیں ان کے نمائندے کی حیثیت سے وہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

اس وقت ہم آپ کے لئے تین انتہا درجہ کی اہم خبریں لے کر آئے ہیں اور تینوں ہی اچھی خبریں ہیں۔ اگر ان پر عمل کیا جائے تو میرے خیال میں ہم دشمن کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔''

شیوا جی کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی، کہنے لگا۔

''اگر تم ایسی خبریں لے کر آئے ہو تو پھر دیر کا ہے کی؟ بولو، وہ خبریں کیا ''

اس پر وہ مخبر بول اٹھا۔

''مالک! پہلی خبر یہ ہے کہ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے دو بہترین سالار، خان اور رن مست خان ان علاقوں کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ رن مست خا ستے ہی میں اوغر خان سے علیحدہ ہو کر بیجا پور کے سرحدی علاقوں کی طرف جا۔ اور وہاں جو ہمارے کارکن اورنگ زیب عالمگیر کے علاقوں میں تاخت و تاراز رہے ہیں وہاں وہ دلیر خان کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف کارروائیاں کرے بلکہ اوغر خان صرف چند دستوں کے ساتھ پونا کا رخ کرے گا۔ اس لئے کہ وہ اساتھ جے سنگھ

Marfat.com

کی بیٹی شیتل اور اس کی بیوی درگا وتی کو لے کر آیا ہے۔ یہ شیتل وہی ہے جس کے حسن، جس کی خوبصورتی کے چرچے پورے ہندوستان میں ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مخبر رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

''مالک! ہم تین خبریں لے کر آئے ہیں۔ پہلی خبر میں نے کہہ دی ہے، جو جے سنگھ کی بیٹی شیتل سے متعلق ہے۔ اس موقع پر میں آپ سے یہ بھی کہنا پسند کروں گا جو تین خبریں ہم لے کر آئے ہیں وہ تینوں خبریں ہندوستان کی تین انتہائی خوبصورت لڑکیوں سے متعلق ہیں۔ ایک سے متعلق میں نے تفصیل کہہ دی ہے یعنی شیتل سے متعلق بتا دیا ہے کہ اوغر خان اسے پونا کی طرف لے کر آ رہا ہے۔

مالک! دوسری حسین ترین لڑکی رادھیکا بائی ہے جو مہا دیو کی پہاڑیوں کے قریب ایک قصبہ میں رہتی ہے۔ اس کے حسن اور خوبصورتی کے چرچے بھی پورے ہندوستان میں ہیں۔ اس سے متعلق ہم یہ خبر لے کر آئے ہیں کہ چند دن پہلے رادھیکا بائی کی کسی جان پہچان کی اور ساتھی لڑکی نے رادھیکا بائی کو مشورہ دیا تھا کہ اس کا حسن، اس کی خوبصورتی اور اس کی اعلیٰ شخصیت اس قابل ہے کہ وہ مرہٹوں کے بادشاہ شیوا جی کے بیٹے شمبھو جی یا رام جی کی بیوی بنے۔

اس مشورے کے بعد مالک! جانتے ہیں رادھیکا بائی نے کیا جواب دیا۔ اس نے کہا تھا کہ میں شیوا جی کے بیٹے شمبھو جی اور راجہ رام کو اپنے پاؤں کے تلووں کی میل کے برابر بھی نہیں سمجھتی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر رکا، پھر کہنے لگا۔

''مالک! تیسری خبر بھی بڑی اہمیت کی ہے۔ یہ خبر سورت شہر کے انگریز اوکسنڈن سے متعلق ہے۔ آپ اسے اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ ایک بار آپ نے جب سورت شہر کی لوٹ مار کی تھی تو سورت شہر کے ایک تاجر اور سوداگر قنبر خاں سے آپ نے رقم طلب کی تھی۔ اس نے رقم دینے سے انکار کر دیا تھا۔ آپ کی دھمکی کو بھی کوئی اہمیت نہ دی اور اوکسنڈن کے ہاں اس نے پناہ لے لی تھی اور ہمیں کوئی ادائیگی نہ کی تھی۔

وہ مخبر رکا تب ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے شیوا جی کہنے لگا۔

''ہاں، اوکسنڈن کو جانتا ہوں۔ اس نے جو قنبر خان نام کے سوداگر کو پناہ دے دی تھی تو کوئی وقت ایسا ضرور آئے گا، قنبر خان کے علاوہ میں اُس انگریز

Marfat.com

اوکسیڈن سے بھی انتقام لوں گا۔ لیکن تم کہو کہ تم اس اوکسیڈن کے متعلق کیا خبر لے کر آئے ہو؟ وہ انگریز تاجر ہے، کارخانہ دار ہے اور سورت شہر میں اس کا شیشے کے برتن بنانے کا کارخانہ ہے۔"

شیوا جی جب خاموش ہوا تب مخبر کہنے لگا۔

"مالک! اوکسیڈن نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اب اس کا نام اوکسیڈن کی بجائے سکندر ہے۔ اس کی انگریز بیوی نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا نام سلطانہ رکھ لیا ہے اور ان کی ایک بیٹی ہے، اسلام قبول کرنے کے بعد اب ان کی بیٹی کا نام زرنگار ہے۔ یہ لڑکی بھی انتہا درجہ کی خوبصورت ہے۔ زرنگار نام کی اس انگریز اور مسلمان لڑکی کو کسی نے بتایا تھا کہ جب وہ ابھی چھوٹی سی تھی تو آپ سورت پر حملہ آور ہوئے، ان گنت بازاروں کو لوٹا، شہر کے ایک بہت بڑے حصے کو آگ لگا دی۔ کسی نے اسے یہ بھی بتایا کہ سورت شہر کو شیوا جی سے ہر وقت خطرہ ہے، اس بناء پر اس نے یہ اعلان کیا ہے کہ جو کوئی بھی شیوا جی کو یعنی آپ کو قتل کرے گا یا گرفتار کرے گا وہ اس سے شادی کرے گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر دم لینے کے لئے رکا پھر کہنے لگا۔

"مالک! فی الحال تو یہی تین خبریں ہیں جو ہم آپ کے پاس لے کر آئے ہیں۔ اب ان خبروں کے جواب میں ردِعمل کا اظہار کرنا آپ کا کام ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد مخبر جب رک گیا تو شیوا جی کچھ دیر تک خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر اپنے اُس سالار کی طرف دیکھا جس کا نام دھنا تھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"دھنا! تم لشکر کے ایک حصے کے ساتھ اوغر خان کا رخ کرو گے، اس پر حملہ آور ہو گے۔ ایسی جگہ اس کی راہ روکنا جہاں وہ تم سے بچ نہ سکے۔"

شیوا جی جب خاموش ہوا تب دھنا کہنے لگا۔

"اور کیا راجہ جے سنگھ کی خوبصورت بیٹی یعنی راجکماری شیتل کو پکڑ کر آپ کے پاس لانا ہے؟"

شیوا جی نے نفی میں گردن ہلائی۔ کہنے لگا۔

"نہیں، راجکماری شیتل کو گرفتار کر کے میرے پاس نہیں لانا بلکہ شیتل اور اورنگ زیب عالمگیر کے سالار اوغر خان کے علاوہ شیتل کی ماتا دُرگا وتی کو بھی موت

Marfat.com

کے گھاٹ اتار دینا ہے۔ ایسا کرنے سے جہاں اورنگ زیب عالمگیر کو اپنے سالار کے مارے جانے کا بے حد صدمہ ہوگا وہاں راجہ جے سنگھ کو جو ہمارے خلاف کارروائیاں کر رہا ہے اسے بھی اپنی بیوی اور بیٹی کے مارے جانے کا صدمہ ہوگا۔''

شیوا جی جب رکا تب اس کا دوسرا سالار سنت اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مالک! اگر آپ برا نہ مانیں تو رادھیکا بائی کی طرف مجھے روانہ کریں۔ اس مخبر نے جو رادھیکا بائی سے متعلق تفصیل بتائی ہے تو وہ تفصیل جان کر ہی میں رادھیکا بائی پر ریجھ گیا ہوں۔ میں اسے پکڑ کر اور اس سے شادی کر کے اسے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ شیوا جی کے بیٹے اس کے پاؤں کے میل کے برابر نہیں بلکہ وہ خود شیوا جی کے بیٹوں کے پاؤں کے میل کے برابر ہی نہیں۔ اس لئے شیوا جی کے دونوں بیٹوں نے اسے اپنانے سے انکار کر دیا ہے لہٰذا مجھ جیسے عام سالار کو اجازت دیجئے کہ رادھیکا بائی کو اپنی گرفت میں کر کے اس سے شادی کر لوں۔''

سنت جب خاموش ہوا تب کچھ دیر تک شیوا جی بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''سنت! تم سنجیدہ ہو یا مذاق کر رہے ہو؟''

جواب میں سنت مسکرایا، کہنے لگا۔

''مالک! اس سے پہلے کبھی میں نے آپ سے ٹھٹھہ، مذاق کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ میں رادھیکا بائی کو پسند کرنے لگا ہوں، میں جھوٹ نہیں بولوں گا، سچ کہوں گا کہ میں نے رادھیکا بائی سے متعلق پہلی بار تفصیل نہیں سنی۔ اس کے حُسن، اس کی خوبصورتی کے چرچے اس سے پہلے میں سن چکا ہوں لیکن میں اس کے خلاف حرکت میں نہیں آیا۔ اس لئے کہ آپ کی طرف سے مجھے اجازت نہ تھی۔ اور اگر میں آپ سے آپ اس پر قبضہ کر کے اسے اپنی زوجیت میں داخل کر لیتا تو مجھے آپ کی ناراضگی اور آپ کی طرف سے عتاب کا ڈر اور خوف تھا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد سنت جب رکا تو شیوا جی کچھ دیر تک دھیرے دھیرے مسکراتا رہا پھر سنت کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''سنت! جو کچھ تم کہہ رہے ہو تمہیں ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن سنو! تم کچھ دستے لے کر مہا دیو کی پہاڑیوں کا رخ کرنا۔ ان مخبروں سے پوچھ لو کہ وہ کس قصبہ میں رہتی ہے؟ اس قصبہ پر دھاوا بول دینا۔''

Marfat.com

یہاں تک کہتے کہتے شیوا جی کو رک جانا پڑا اس لئے کہ ایک مخبر بول اٹھا۔

''مالک! اس کا قصبہ مہا دیو کی پہاڑیوں کے بالکل دامن میں ہے اور رادھیکا بائی اپنے حُسن اور اپنی خوبصورتی کی وجہ سے اس قدر شہرت حاصل کر چکی ہے کہ مہا دیو کی پہاڑیوں کے اطراف میں جس سے بھی اس سے متعلق پوچھیں وہ اس کا پتہ بتا دے گا۔ اس لئے کہ لوگوں میں اُس کے حُسن کے بڑے چرچے ہیں۔''

وہ مخبر جب خاموش ہوا تو شیوا جی پھر سنت کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''سنت! جب تم رادھیکا بائی پر گرفت کرو تو ایک بات نگاہ میں رکھنا، اُسے پکڑ کر میرے پاس لانا ہے اور پھر میں خود اس سے بات چیت کرنے کے بعد اس کی شادی تیرے ساتھ کراؤں گا۔ لیکن میرے پاس لانے سے پہلے پہلے کسی بھی صورت میں اسے بے آبرو نہ کیا جائے۔''

شیوا جی جب خاموش ہوا تب مخبر پھر بول اٹھا۔

''مالک! رادھیکا بائی آسانی سے ہاتھ لگنے والی نہیں ہے۔ جہاں وہ خوبصورت ہے، حسین ہے وہاں وہ تیغ زنی کی بھی بڑی دھنی ہے۔ اس سے متعلق یہ بھی سنا گیا ہے کہ بڑے بڑے شاہسواروں، بڑے بڑے تیغ زنوں کو وہ اپنے سامنے زیر کر کے رکھ دیتی ہے۔ کہتے ہیں عموماً چمڑے کا چست لباس پہنتی ہے، گھوڑے پر سوار ہوتی ہے تو رکاب میں پاؤں نہیں جماتی، جست لگا کر گھوڑے کی زین پر ہو بیٹھتی ہے۔ اس سے متعلق یہ بھی سنا گیا ہے کہ ایسی عمدہ قسم کی نشانہ باز ہے کہ اس کا نشانہ خطا نہیں جاتا اور نیزہ بازی میں وہ ایسی طاق ہے کہ اس سے متعلق کہا گیا ہے کہ اس کی ایک آنکھ بند کر دی جائے تب بھی گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے وہ اپنے نیزے سے چھوٹے سے کھونٹے کو بھی اُکھاڑ پھینکنے کا ہُنر جانتی ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مخبر جب خاموش ہوا تب شیوا جی عجیب سے انداز میں اس مخبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''تم نے اس انداز میں رادھیکا بائی کی تعریف کر کے ہمیں اس سے ملاقات کرنے کے شوق کو اور بڑھا دیا ہے۔ سنت جب اسے گرفتار کر کے میرے پاس لائے گا تو پہلے تو ہم پیار و محبت سے اسے رام کرنے کی کوشش کریں گے۔ اسے اپنے لشکر میں شامل کریں گے۔ اگر وہ اچھی تیغ زن و عمدہ قسم کی نیزہ باز اور تیر انداز ہے تو ہمارے لئے بڑی سود مند ثابت ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں کے علاقوں میں لوٹ مار

Marfat.com

کرنے میں وہ ہماری بڑی مدد اور معاون ثابت ہو سکتی ہے اور اس کام کے لئے میں یہ بھی پسند کروں گا کہ سنت سے اس کی شادی کرانے کے بعد وہ اور سنت دونوں مل کر مسلمانوں کے علاقوں میں کارروائیاں کریں۔"

شیوا جی رکا، اس کے بعد دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

"یہ جو تم نے تیسری خبر اوکسیڈن نام کے انگریز سے متعلق بتائی ہے بڑی مایوس کن ہے کہ اس نے اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ اسلام قبول کر لیا ہے اور پھر یہ کہ اس کی حسین و جمیل بیٹی زرنگار نے اعلان کر دیا ہے کہ جو شیوا جی کو گرفتار کرے گا یا قتل کرے گا وہ اس سے شادی کر لے گی۔ اس کا مطلب ہے اوکسیڈن کا نام اب سکندر ہے، اس کی بیٹی میرے قتل کو اپنی زندگی کا مقصد بنائے ہوئے ہے لیکن اس کا یہ مقصد تو میں پورا نہیں ہونے دوں گا۔ گو میں بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں لیکن ابھی مجھ میں دم خم ہے۔ اس انگریز کی بیٹی سے نمٹنے کے لئے میں خود سورت کا رخ کروں گا۔ پہلے اوغر خان اور شیتل کے درمیان دھن کی مہم اور رادھیکا بائی کے خلاف سنت کی مہم اپنے انجام کو پہنچ جائے تو پھر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ سورت کا رخ کروں گا۔ میں نہ صرف سورت میں ایک بار پھر لوٹ مار، تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلوں گا بلکہ اس انگریز کی بیٹی زرنگار کو وہاں سے اٹھا کر یہاں اپنے قلعے رائے گڑھ میں لاؤں گا اور اسے اپنی بیوی بنا کر رکھوں گا۔ میں دیکھتا ہوں اب وہ مجھ سے کیسے بچتی ہے۔ اگر وہ میرے قتل کی متمنی ہے تو میں اسے اپنی بیوی بنانے کا متمنی ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی شیوا جی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اپنے بیٹوں اور سالاروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے ساتھ آؤ۔ سب سے پہلے دھنا کو اوغر خان اور شیتل کی مہم کی طرف روانہ کرتے ہیں، اس کے بعد سنت کو کچھ دستے دے کر مہا دیو کی پہاڑیوں کی طرف رادھیکا بائی کو گرفتار کر کے یہاں لانے کے لئے روانہ کرتے ہیں۔"

شیوا جی کے بیٹوں اور سالاروں نے اس سے اتفاق کیا۔ پھر سب مستقر کی طرف گئے۔ وہاں سے پہلے دھنا کو ایک لشکر دے کر اوغر خان اور شیتل کی طرف روانہ کیا گیا جبکہ چند دستے سنت کو دے کر مہا دیو کی پہاڑیوں کی طرف روانہ کیا گیا تا کہ وہ وہاں سے رادھیکا بائی کو گرفتار کر کے لائے۔

❖

Marfat.com

اوغر خان اپنے چند دستوں کے ساتھ دُرگا وتی اور شیتل کو لے کر اس شاہراہ پر سفر کر رہا تھا جو احمد آباد، بڑودہ سے ہوتی ہوگئی آگے بڑھ کر دریائے نربدا کو عبور کر کے اور وہاں سے بھروچ اور سورت سے ہوتی ہوئی دریائے گوداوری کے اس پار پونا شہر کی طرف چلی گئی تھی جس وقت وہ سفر کرتے ہوئے دریائے گوداوری کے اس پار ناسک کے مقام پر پہنچے تب اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر شیتل اوغر خان کے قریب آئی۔ اس کی اس حرکت پر اوغر خان بڑے غور سے اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ اس لئے کہ اس سے پہلے اوغر خان آگے آگے تھا، اس کے پیچھے ذرا فاصلے پر دُرگا وتی اور شیتل تھیں۔ جبکہ پیچھے اوغر خان کے چند دستے تھے۔

اوغر خان کے قریب آ کر شیتل نے چند لمحے غور سے اس کی طرف دیکھا۔ اس موقع پر اوغر خان نے اسے مخاطب کیا۔

''شیتل! کیا بات ہے؟ تم اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر میرے گھوڑے کے قریب لائی ہو۔ کیا اس سے میں یہ اندازہ لگاؤں کہ تم کچھ کہنا چاہتی ہو؟''

شیتل کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا، کہنے لگی۔

''آپ کا اندازہ درست ہے۔ میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ دراصل آگرہ سے روانہ ہوتے وقت میں نے سنا تھا کہ جو لشکر آپ اور بھائی رن مست خان آگرہ سے لے کر روانہ ہوئے ہیں وہ آگے جا کر آدھا آدھا تقسیم ہو جائے گا۔ آدھا آپ کے پاس رہے گا، آدھا رن مست لے کر بیجاپور کی سرحدوں کی طرف دلیر خان سے جا ملے گا۔

یہ بھی طے ہوا تھا کہ پونا شہر کے قریب آپ اور رن مست خان دونوں ساتھ ساتھ رہیں گے۔ لشکر بھی متحد رہے گا۔ اس کے بعد پونا کے قریب جا کر رن مست خان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بائیں جانب مڑتا ہوا دلیر خان کی طرف چلا جائے گا جبکہ آپ مجھے اور ماتا کو پونا چھوڑنے کے بعد اعتقاد خان سے جا ملیں گے۔''

شیتل جب خاموش ہوئی تب اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے اوغر خان کہنے لگا۔

''شیتل! جو کچھ تم کہہ رہی ہو وہ درست ہے۔ میرے، رن مست خان اور میر محترم کے درمیان یہی معاہدہ طے پایا تھا کہ پونا تک میں اور رن مست خان دونوں بھائی متحدہ لشکر کے ساتھ اکٹھے سفر کریں گے۔ اس کے بعد اپنی اپنی منزل کی طرف

Marfat.com

روانہ ہو جائیں گے۔''

یہاں تک کہتے کہتے اوغر خان کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ شیتل ایک بار پھر بڑے پیار سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بول اٹھی۔

''اگر یہ معاملہ طے ہوا تھا تو پھر آپ نے دریائے گوداوری کے اس پار ہی رن مست خان کو کیوں علیحدہ کر کے اپنی منزل کی طرف روانہ کر دیا؟ اور پھر میں یہ بھی دیکھتی ہوں کہ لشکر آدھا آدھا تقسیم نہیں ہوا بلکہ میرے اندازے کے مطابق جو لشکر آپ دونوں کی کمانداری میں آگرہ سے روانہ ہوا تھا اس کے دو حصے رن مست خان کے ساتھ چلے گئے ہیں، صرف ایک حصہ آپ نے اپنے ساتھ رکھا ہے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ تھی کہ آپ رن مست کو اپنے ساتھ پونا تک نہیں لے جانا چاہتے؟ اور پھر یہ کہ کیا اپنی منزل کی طرف جاتے ہوئے رن مست کو کوئی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے جس کی بناء پر آپ نے لشکر کے دو حصے اس کے حوالے کر دیئے ہیں اور صرف ایک حصہ اپنے ساتھ رکھا ہے؟''

شیتل جب خاموش ہوئی تب غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اوغر خان نے پوچھ لیا۔

''تم ان الجھنوں میں کیوں پڑ گئی ہو؟ کیا اس شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے تم اپنے لئے کوئی خطرہ محسوس کرتی ہو؟''

شیتل نے سر کو جھٹک دیا پھر پیار بھرے انداز میں کہنے لگی۔

''میں تو یہ جانتی ہوں جب تک آپ میرے اور ماتا کے ساتھ ہیں ہمارے لئے کوئی خطرہ سر نہیں اٹھا سکتا۔ اور پھر میں اور ماتا اس لحاظ سے بھی مطمئن ہیں کہ پونا تک کا علاقہ ایک طرح سے مرہٹوں کی ترک تاز سے محفوظ ہے۔ لہٰذا پونا تک میرے خیال میں ہمارے لئے کوئی خطرہ سر نہیں اٹھا سکتا۔ میں نے تو ویسے سوال کیا تھا کہ رن مست بھائی کے لئے کوئی خطرہ تو نہیں اٹھ سکتا تھا؟''

یہاں تک کہتے کہتے شیتل بیچاری پریشان اور فکرمند ہو کر رک گئی۔ اس لئے کہ اس نے دیکھا سامنے ایک خاصا بڑا لشکر گرد و غبار کے بادل اُڑاتا ہوا بڑی تیزی سے ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ شیتل نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ اوغر خان کی نگاہیں سامنے سے آنے والے لشکر پر جمی ہوئی تھیں۔ اس موقع پر پریشانی اور فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے شیتل نے اوغر خان کو مخاطب کیا۔

Marfat.com

"یہ سامنے سے کون سا لشکر آ رہا ہے...... کیا پتا جی میرے اور ماتا کے سواگت کے لئے اس طرف آ رہے ہیں؟ اس لئے کہ میرا اندازہ ہے کہ پونا اب قریب ہی ہے۔"

شیتل نے یہ بھی دیکھا کہ اس موقع پر اوغر خان بے حد سنجیدہ تھا۔ اس کی نگاہیں سامنے سے آنے والے لشکر پر جمی ہوئی تھیں۔ یہاں تک کہ سامنے سے آنے والا لشکر قریب آ کر ان کی راہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ اس لئے کہ راہ روکنے والا لشکر شیوا جی کے سالار دھن کا تھا جسے شیوا جی نے اوغر خان، شیتل اور دُرگا وتی کے خاتمے کے لئے مقرر کیا تھا۔

○❖○

Marfat.com

اوغر خان اور شیتل دونوں راہ روکنے والے لشکر کی طرف بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ دُرگا وتی بھی ان کے قریب آن کھڑی ہوئی۔ اس موقع پر دُرگا وتی اوغر خان کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ کہنا چاہتی تھی کہ راہ روکنے والے لشکر کے سامنے شیوا جی کا سالار دھن تھا۔ اس موقع پر بلند آواز میں دھن نے اوغر خان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اوغر خان! میں جانتا ہوں تم اورنگ زیب عالمگیر کے ایک نایاب اور بے نظیر سالار ہو۔ پر اب تم آگے نہیں بڑھ پاؤ گے اور نہ ہی جے سنگھ کی پتنی دُرگا وتی اور اس کی بیٹی شیتل کو لے کر پونا پہنچ پاؤ گے۔ دیکھو! میں شیوا جی کا سالار دھن بول رہا ہوں۔ میرے ساتھ جو مرہٹوں کا لشکر ہے اس کے ذمہ شیوا جی نے یہ کام لگایا ہے کہ تم پر حملہ آور ہو کر تمہاری، شیتل اور جے سنگھ کی پتنی دُرگا وتی کی گردن کاٹ دی جائے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد دھن رکا پھر دوبارہ بلند آواز میں وہ بول اٹھا۔

''اوغر خان! ہم مرہٹے یہ بھی جانتے ہیں کہ اس سے پہلے تُو نے اورنگ زیب کے لئے بڑی بڑی کٹھن مہموں کو سر کیا ہے، بڑے بڑے سرکش، بڑے بڑے ضدی باغیوں کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کیا ہے۔ پر دیکھ ہم مرہٹے ہیں، ہم مر جائیں گے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ میرے لشکر کی تعداد کو بھی دیکھ لے اور تمہارے ساتھ جو چند حفاظتی دستے ہیں ان کی تعداد کا بھی اندازہ لگا لے۔ اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے میں تمہیں مخلصانہ مشورہ دوں گا کہ شیتل، دُرگا وتی اور اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو۔ میں تم تینوں کی گردنیں کاٹ کر شیوا جی کے سامنے پیش کر دوں گا۔ اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو جو اس وقت حفاظتی دستے تمہارے ساتھ ہیں ان میں سے کسی کی بھی گردن کٹنے سے محفوظ نہ رہ سکے گی۔''

شیوا جی کا سالار دھن جب خاموش ہوا تو کھولتے لہجے میں اوغر خان اسے

Marfat.com

مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''دھنا! میں تمہاری شجاعت و تمہاری دلیری سے خوب واقف ہوں۔ تمہارا شیوا جی جس قدر بہادر اور شجاع ہے وہ بھی میں خوب جانتا ہوں دھنا! اپنے دل پر یہ بات بھی لکھ رکھنا کہ قلانچیں بھرتے وقت میں محبتوں کی لطافت کو نفرتوں کی لُو میں تبدیل کرنے والے تم جیسے بھیڑیئے، شعورِ جاں کے سکوں میں بارود بھری بدسکونیاں بھرنے والے شیطان میں نے اپنی زندگی میں بہت دیکھ رکھے ہیں۔ دھنا! وقت کے پیلے سمندر میں وہ لوگ جو زیست کے خوشگوار لمحوں میں نیستی کے الاؤ کھڑے کرتے ہیں ان سے نمٹنا میں خوب جانتا ہوں۔ دھنا! اگر مجھ پر حملہ آور ہو گے تو یاد رکھنا تم اور تمہارے ساتھی راکھ کے نیچے سے چنگاریاں اٹھتی دیکھیں گے۔ اپنے جسموں کے بخیے ادھڑتے بھی دیکھیں گے۔ اس وہم میں بھی نہ رہنا کہ تم ہم پر عددی فوقیت رکھتے ہو۔ دھنا! دھوپ کے آنگنوں میں، میں دوپہر کی لُو بن کر تمہارے جیسے بدبختوں سے نمٹنا میں خوب جانتا ہوں۔ دھنا! یاد رکھنا زندگی لمحوں کا پڑاؤ ہے اور اسے قبروں میں منہ چھپانے کے قابل نہ بناؤ۔''

اوغر خان جب خاموش ہوا تو اسی جیسے غصے بھرے لہجے میں شیوا جی کا سالار دھن بول اٹھا۔

''اوغر خان! میں جانتا ہوں اورنگ زیب عالمگیر تمہیں اپنا ایک ناقابل تسخیر سالار خیال کرتا ہے۔ پر تو بھی اپنے دل پر یہ لکھ رکھنا کہ حالات اور وقت ایک جیسے نہیں رہتے۔ کبھی زمین اجالوں سے بھر جاتی ہے، کبھی تاریکیاں اس پر اپنا رنگ جما لیتی ہیں۔ کبھی آسمان بادلوں سے بھر جاتا ہے اور کبھی اس کا نیلا چہرہ ننگا بھی ہو جاتا ہے۔ زندگی کے صحراؤں میں کبھی بقا کے خوشگوار بگولے اٹھتے ہیں اور کبھی موت کے کھولتے سرسام بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔''

یہاں تک کہتے کہتے دھنا کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے پہلے سے زیادہ پُر جوش انداز میں اوغر خان بول اٹھا تھا۔

''دھنا! میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ قبل اس کے میں تم پر حملہ آور ہوں تم لوگ اپنے لئے زمین کو اپنے محور سے سرکتا اور اپنے جسموں کو مرگ میں تحلیل ہوتا دیکھو، جدھر سے آئے ہو ادھر لوٹ جاؤ۔ قبل اس کے میں تمہاری روح و جان کے رابطے منقطع کروں، قبل اس کے کہ وقت کی کالی چٹانوں میں میں تمہیں لب و دھن کی

Marfat.com

اسیری کا شکار کروں، قبل اس کے کہ میں مار مار کر تمہاری حالت وہ کروں کہ تم لوگ روشنی اور اندھیروں میں تمیز کرنا بھول جاؤ۔ قبل اس کے کہ میں اور میرے ساتھی تم لوگوں پر دکھ کی گرم ہواؤں اور ہجر کی اندھی راتوں کے ہیجان کی طرح تم پر وارد ہوں اور تم لوگ سحر آثار جلوؤں اور خون آشام اندھیروں میں فرق کرنا بھول جاؤ ہماری راہ چھوڑ دو۔ جدھر سے آئے ہو ادھر ہی دفع ہو جاؤ۔

دھنا! اگر ایسا نہیں کرو گے تو جہاں اس وقت تم اپنے لشکر کے ساتھ میری راہ روکے کھڑے ہو یہاں تمہیں دور دور تک اپنے ساتھیوں کی لاشیں بکھرتی دکھائی دیں گی۔"

اس موقع پر دُرگا وتی اور شیتل دونوں ماں بیٹی انتہا درجہ کی پریشانی کا شکار تھیں اور وہ عجیب سے بے بسی کے عالم میں اوغر خان کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ اوغر خان جب خاموش ہوا تب دھنا پھر بول اٹھا۔

"اوغر خان! ایسی باتیں نہ کرو جن پر تم عمل نہ کر سکو۔ تمہارے ساتھ مٹھی بھر تمہارے حفاظتی دستے ہیں جو میرے لشکر کے سامنے چند لمحے بھی نہ نکال سکیں گے۔"

عین اسی لمحہ اوغر خان نے باری باری اپنے دائیں بائیں دیکھا پھر اس کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔ ساتھ ہی اس نے پہلے سے زیادہ بلند اور پُرجوش آواز میں شیواجی کے سالار دھن کو مخاطب کیا۔

"دھنا! مجھ پر حملہ آور ہونے سے پہلے ذرا اپنے دائیں بائیں نگاہ تو دوڑاؤ۔"

دھن اور اس کے ساتھیوں نے پریشانی کے عالم میں جب اپنے دائیں بائیں دیکھا تو دنگ رہ گئے۔ اس لئے کہ دائیں بائیں سے کچھ لشکر دھول اُڑاتے ہوئے ان کی طرف آ رہے تھے۔ یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے دھن پردیس کے بے مہر راستوں پر رسوائیوں سا اُداس، بخت کے تپتے رن کی دھرتی پر نراش تنہائیوں کے سایوں سا افسردہ، جیون خوشیوں کے سرمدی دھن میں آدرش کے بھسم شدہ انبوہ سے بھی زیادہ ملول و مغموم ہو کر رہ گیا تھا۔

اس موقع پر پُرجوش انداز میں اوغر خان نے پھر دھن کو مخاطب کیا۔

"ذرا دائیں بائیں سے دھول اُڑاتے میرے لشکریوں کی طرف غور سے دیکھو۔ مجھے تمہارے ساتھ ٹکراؤ میں حصہ لینے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہو گی۔ دائیں بائیں سے آنے والے میرے لشکری تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو پیس کر رکھ دیں گے۔"

Marfat.com

شیوا جی کے سالار دھن نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو اس نے اپنے لشکر میں پسپائی کے بگل بجوا دیئے۔ ساتھ ہی اپنے لشکر کو سمیٹتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا۔ لیکن اب بھاگنا اتنا آسان بھی نہیں تھا۔ دائیں بائیں سے آنے والے لشکری قریب آ چکے تھے۔ پھر وہ آندھی اور طوفان کی طرح دونوں سمتوں سے دھن کے لشکر پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ عین اسی لمحہ اوغر خان اپنے حفاظتی دستوں کے ساتھ صحرا سے اٹھنے والے لو بھرے بگولوں کی طرح حرکت میں آیا اور وہ بھی مرہٹوں پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ اس طرح لمحوں کے اندر مرہٹوں کے لشکر کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ تاہم دھنا اپنے بچے کھچے لشکریوں کو لے کر اور اپنی جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

مرہٹوں کے شکست اٹھا کر بھاگنے پر دُرگا وتی اور شیتل دونوں ماں بیٹی پُر سکون انداز میں مسکرا رہی تھیں۔ اس موقع پر اوغر خان کو مخاطب کرتے ہوئے شیتل کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ ایک طرف سے رن مست خان اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا آیا تھا۔ اسے دیکھتے ہوئے دُرگا وتی اور شیتل دونوں کے چہروں پر حیرت اور استعجاب تھا۔ رن مست خان قریب آیا اور شیتل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میری بہن! آپ مجھے دیکھ کر پریشان ہو رہی ہوں گی کہ میں کہاں سے نمودار ہو گیا۔ میرے جانے کے بعد یقیناً آپ نے بھائی سے یہ بھی پوچھا ہو گا کہ بھائی نے اپنے حصے کے لشکر میں سے کچھ دستے کیوں میرے ساتھ روانہ کر دیئے اور یہ کہ ہم دونوں بھائیوں نے پونا تک اکٹھے سفر کیوں نہ کیا؟

میری بہن! کیا میں نے سچ کہا ہے؟ کیا ایسے سوال آپ نے بھائی سے نہیں پوچھے؟ اگر نہیں پوچھے تو کم از کم آپ کے ذہن میں تو ایسے سوال اٹھے ہوں گے۔''

رن مست خان جب خاموش ہوا تب شیتل مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

''بھائی! یہ سارے سوال میرے ذہن میں یقیناً اٹھے۔ میں نے یہ سوال ان سے پوچھے بھی لیکن یہ مجھے ٹال گئے۔'' رن مست خان پھر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''شیتل میری بہن! دراصل آگرہ سے روانگی کے تھوڑی ہی دیر بعد ہمارے مخبروں نے اطلاع کر دی تھی کہ مرہٹے آپ، خالہ اور بھائی کی راہ روکنے کی کوشش کریں گے۔ ہم نے انہیں ایسا کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں لشکر کے بڑے حصے کو

Marfat.com

لے کر علیحدہ ہو گیا لیکن میں آپ لوگوں کے ساتھ ہی ساتھ سفر کر رہا تھا۔ لشکر کو دو حصوں میں میں نے تقسیم کر کے آپ کی نگاہوں سے اوجھل دائیں بائیں پھیلا دیا تھا اور ہمیں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ کس جگہ اندازاً مرہٹے راہ روکنے کی کوشش کریں گے۔ یہ جگہ وہی ہے۔ لہٰذا یہاں آ کر میں محتاط ہو گیا اور آپ لوگوں کے مزید قریب آ گیا تھا اور ہماری یہ احتیاط برتنے کے نتیجے میں میری بہن آپ نے دیکھا مرہٹے کیسے دُم دبا کر بھاگ گئے۔ انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا بلکہ اپنے لشکر کی اکثریت کو بھی انہوں نے موت کے گھاٹ اتروا دیا۔ اس طرح فائدہ حاصل کرنے کی بجائے ہم سے ٹکراتے ہوئے مرہٹوں کو خاصا نقصان ہی اٹھانا پڑا۔"

رن مست خان کے خاموش ہونے پر شینل تھوڑی دیر تک تیز نگاہوں سے اوغر خان کی طرف دیکھتی رہی۔ اوغر خان اس کی نگاہوں کی تاب نہیں لا رہا تھا لہٰذا مسکراتے ہوئے رن مست خان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے اس انداز کو بھی شینل نے پسند کیا تھا۔ مسکراتی ہوئی مزید قریب ہوئی، گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر اوغر خان کا بازو پکڑا اور ہلکے سے جھنجھوڑتے ہوئے کہنے لگی۔

"آپ نے یہ ساری تفصیل مجھے اور ماتا کو کیوں نہیں بتائی؟"

شینل کے اس طرح سوال کرنے پر دُرگا وتی اور رن مست خان دونوں مسکرا رہے تھے۔ اوغر خان کے چہرے پر بھی ہلکا سا تبسم نمودار ہوا پھر شینل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"دیکھو شینل! یہ احتیاط میں نے اور رن مست خان نے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد ترتیب دی تھی۔ اس طرح ہم دونوں اپنے ساتھیوں کے علاوہ تم دونوں ماں بیٹی کی سلامتی بھی چاہتے تھے۔ راستے میں اس ساری صورت حال سے میں نے تم لوگوں کو اس لئے آگاہ نہ کیا کہ تم دونوں ماں بیٹی خواہ مخواہ میں پریشانی اور فکرمندی کا شکار ہو گی اب جس خطرے کے لئے ہم نے یہ سب کچھ کیا تھا وہ خطرہ ٹل چکا ہے۔ خداوند نے چاہا تو اب پونا تک مرہٹوں کا کوئی لشکر ہماری راہ روکنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ اور اگر ایسا کرے گا تو پھر کسی لشکر کو زندہ سلامت جانا نصیب نہ ہو گا۔"

اوغر خان کے ان الفاظ پر دُرگا وتی اور شینل دونوں بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی تھیں۔ پھر شینل نے رن مست خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"بھائی! اب تو آپ دونوں بھائی پورے لشکر کے ساتھ ہمارے ساتھ پونا تک

Marfat.com

جائیں گے۔ اس موقع پر میں آپ دونوں سے یہ بھی کہوں گی کہ چند روز پونا میں ہمارے ساتھ قیام کریں اس کے بعد آپ اپنی منزل کی طرف نکل جایئے گا۔"

رن مست نے شیتل کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا تاہم وہ بڑے غور سے اوغر خان کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ رن مست خان کی آنکھوں کے تعاقب میں شیتل بھی اوغر خان کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ یہاں تک کہ اوغر خان کہنے لگا۔

"شیتل! تمہیں اور تمہاری ماتا دونوں کو پونا پہنچا کر ہم وہاں قیام نہیں کریں گے اس لئے کہ مجھے اور رن مست خان دونوں کو وقت ضائع کئے بغیر اپنی اپنی منزل پر پہنچنا ہے اور شاید تم جانتی ہو کہ میر محترم نے آج تک ہم دونوں بھائیوں کو جو بھی حکم دیا اسے بجالانے میں ہم نے کبھی تاخیر سے کام نہیں لیا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خان نے اپنے متحدہ لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور اس کا یہ اشارہ پاتے ہی لشکر نے پھر آگے بڑھتے ہوئے پونا کا رخ کیا تھا۔

❖

پونا شہر سے لگ بھگ ایک میل کے فاصلے پر راجہ جے سنگھ اپنے محافظ دستوں کے ساتھ اپنی پتنی دُرگا وتی اور بیٹی شیتل کے استقبال اور سواگت کے لئے موجود تھا۔

اپنے باپ کو دیکھتے ہی شیتل اپنے گھوڑے سے اتر کر اس کی طرف بھاگی اور جے سنگھ نے اسے گلے لگا کر پیار کیا تھا۔ اتنی دیر تک دُرگا وتی، رن مست خان اور اوغر خان بھی اپنے گھوڑوں سے اتر کھڑے ہوئے تھے۔ اوغر خان اور رن مست خان سے بھی باری باری جے سنگھ بغل گیر ہو کر ملا اس موقع پر اوغر خان نے جے سنگھ کو مخاطب کیا۔

"شاید آپ کو پہلے سے اطلاع ہو چکی ہو گی کہ رن مست خان کو اس کے حصے کے لشکر کے ساتھ دلیر خان کی طرف جانا ہے اور میں نے اعظم شاہ کا رخ کرنا ہے۔ پونا تک آنے کا مقصد خالہ اور شیتل کو آپ تک پہنچانا تھا۔ اب ہم آپ سے اجازت لیں گے اور اپنی اپنی منزل کا رخ کریں گے۔"

اوغر خان کے ان الفاظ پر شیتل پریشان ہو گئی تھی۔ چونکنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ اس کے چہرے پر پریشانیاں اور حیرانیاں بھی رقص کر گئی تھیں۔ اپنی بیٹی کی یہ حالت دیکھتے ہوئے جے سنگھ کسی قدر پریشان ہو گیا تھا۔

اس موقع پر دُرگا وتی آگے بڑھی، جے سنگھ کے کان کے قریب منہ لے گئی، تھوڑی دیر تک اس کے ساتھ کھسر پھسر کرتی رہی۔ جسے سن کر جے سنگھ مسکراتا رہا۔ پھر

Marfat.com

جب دُرگا وتی پیچھے ہٹی تو جے سنگھ نے اپنے دونوں بازو پھیلائے اور اوغر خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''بیٹے! پہلے میرے قریب آؤ اور میری بات سنو۔''

اوغر خان آگے بڑھا۔ جے سنگھ نے اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے گیا اور مسکراتے ہوئے سرگوشی میں کہنے لگا۔

''اوغر خان! تم جیسے نوجوان بہت کم ماں باپ کو نصیب ہوتے ہیں۔ شیتل کی ماں میرے کان میں سب کچھ بتا چکی ہے۔ مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ شیتل تمہیں پسند کرتی ہے اور تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ دیکھو بیٹے! میں جانتا ہوں تم اور رن مست خان یہاں رکو گے نہیں، روانگی سے پہلے میں تمہارے ذہن میں یہ بات ڈالنا چاہتا ہوں کہ آج سے شیتل میرے پاس تمہاری امانت ہے۔ بیٹے! جب بھی تم اس سے شادی کرنا چاہو گے ہم اس کے لئے تیار ہوں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد جے سنگھ نے رن مست خان کی طرف دیکھا پھر اوغر خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اوغر خان! جو کچھ میں نے تم کو کہا ہے وہ رن مست کو بھی بتا دینا۔''

اس پر رن مست قریب ہوا اور کہنے لگا۔

''خدا جھوٹ نہ بلوائے جو کچھ آپ نے کہا ہے میرا دل کہتا ہے کہ میں جان گیا ہوں۔ یقیناً آپ نے یہی کہا ہوگا کہ آپ بھائی اور شیتل کے رشتے کو منظور کرتے ہیں۔''

جے سنگھ نے ہلکی سی چپت رن مست خان کے گال پر لگائی، کہنے لگا۔

''رن مست! تمہارا اندازہ درست ہے، آج سے شیتل میرے پاس اوغر خان کی امانت ہے۔''

پھر جے سنگھ نے ہاتھ کے اشارے سے شیتل کو بلایا۔ شیتل بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے آگے بڑھی۔ شیتل کو جے سنگھ نے اپنے بازو میں لیا اب اس کے دائیں بازو کے حلقے میں اوغر تھا اور اس کے بائیں بازو کے حلقے میں شیتل تھی۔ پھر ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے جے سنگھ کہنے لگا۔

''میرے بچو! آج سے تم دونوں ایک دوسرے کے ہو۔ شیتل! میں نے اوغر

Marfat.com

خان سے جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکا۔ تمہیں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تمہاری ماتا نے مجھے بتا دیا ہے کہ تم اوغر خان کو پسند کرتی ہو۔ لہٰذا میری بچی! آج سے اوغر خان تمہاری منزل ہے اور میرے پاس تم اوغر خان کی امانت ہو گی۔ یہ جب چاہے گا تمہیں میرے پاس سے لے جائے گا۔''

جے سنگھ کے ان الفاظ پر شیتل کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ شرم و حیا کے باث گو اس کی گردن جھک گئی تھی لیکن مسکرا رہی تھی۔ اوغر خان علیحدہ ہوا، کہنے لگا۔

''ہم دونوں کو اجازت دیں، ہم رخصت ہوں گے۔''

اوغر خان کے ان الفاظ پر شیتل چونکنے کے انداز میں پھر اس کی طرف دیکھنے لگی تھی یہاں تک کہ جے سنگھ پھر بول اٹھا۔

''بیٹے! یہاں سے رخصت ہونے سے پہلے میں تم دونوں کو علیحدگی میں گفتگو کرنے کا موقع فراہم کرتا ہوں اور تمہیں ایسا کرنے کی اجازت ہے۔''

پھر جے سنگھ نے شیتل کی پیٹھ تھپتھپائی اور کہنے لگا۔

''میری بٹی! اب تم خود اوغر خان کو رخصت کرو۔ اس لئے کہ اب اوغر خان ہی تمہاری منزل اور تمہاری زندگی کا ساتھی بننے والا ہے۔''

اتنی دیر تک اوغر خان اور رن مست خان دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہو چکے تھے۔ شیتل آگے بڑھی اور اوغر خان کے قریب جا کر دھیمے لہجے اور مسکراتی آواز میں کہنے لگی۔

''میں بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار کیا کروں گی۔'' اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر اپنے باپ کے پاس آن کھڑی ہوئی تھی جبکہ اوغر خان اور رن مست خان اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔ کچھ منزلیں انہوں نے اکٹھے طے کیں، اس کے بعد دونوں بھائی اپنے اپنے لشکریوں کو لے کر علیحدہ ہوئے۔ اوغر خان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اعظم خان کی طرف چلا گیا تھا جو مارواڑ کے راجہ کے خلاف برسرِ پیکار تھا جبکہ رن مست خان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ دلیر خان سے جا ملنے کے لئے بیجاپور کی سرحدوں کا رخ کر رہا تھا۔

❖

یہ اورنگ زیب عالمگیر کے لئے انتہائی کڑا اور مشکل دور تھا۔ بیک وقت اس

Marfat.com

کے لئے جنگ کے کئی محاذ کھل چکے تھے۔ گو اس سے پہلے وہ بنگال اور بہار کے علاقوں پر اپنی گرفت مضبوط اور مستحکم کر چکا تھا۔ شمال مغرب کی طرف سے اٹھنے والی شورشوں کو بھی ختم کر کے وہاں بھی اس نے امن قائم کر دیا تھا۔ سکھوں کو بھی اس نے زیر کر لیا تھا لیکن اب دکن میں حالات ابتر تھے اور دکن میں اس وقت تین بڑے بڑے محاذ تھے۔

ایک مارواڑ کا محاذ تھا۔ دُرگا داس مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار تھا۔ دُرگا داس سے نمٹنے کے لئے اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے بیٹے اکبر کو ایک لشکر کے ساتھ بھیجا ہوا تھا اور اکبر کے ساتھ اورنگ زیب عالمگیر کا ایک بہترین سالار تہور خان بھی تھا جو اکبر کے نائب کی حیثیت سے بھی کام کر رہا تھا۔ یہ تہور خان اورنگ زیب عالمگیر کے اُس بزرگ سالار کا داماد تھا جسے اورنگ زیب عالمگیر نے میر جملہ کے ساتھ بنگال کے حالات درست کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔

دوسرا محاذ میواڑ کے راجہ کا تھا۔ میواڑ کا راجہ راج سنگھ اکثر و بیشتر مارواڑ کے لشکریوں کی مدد کرتا رہا تھا اور اب وہ کوہستانی سلسلوں میں روپوش ہو چکا تھا اور وہاں سے نکل کر مسلمانوں کے خلاف اُس نے چھاپہ مار جنگ کی ابتداء کر رکھی تھی۔ اس کا مقابلہ اورنگ زیب عالمگیر کا بیٹا اعظم خان کر رہا تھا۔

تیسرا بڑا محاذ بیجا پور کی سلطنت کا کھل گیا تھا۔ بیجا پور کے غیر ذمہ دار حکمران بھی مسلمان ہوتے ہوئے اورنگ زیب کے علاقوں پر حملہ آور ہو چکے تھے اور اندر ہی اندر ایک طرح سے اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف مرہٹوں کی طرف داری بھی کر رہے تھے۔ لہٰذا بیجا پور والوں سے نمٹنے کے لئے اورنگ زیب نے دلیر خان کو بھیجا تھا اور دلیر خان کی مدد کے لئے اب رن مست پہنچ چکا تھا۔ دوسری طرف میواڑ کے راجہ راج سنگھ کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے اوغر خان اعظم خان کے پاس پہنچ چکا تھا۔

چوتھا بڑا محاذ مرہٹوں کا تھا۔ اسے ایک محاذ نہیں سمجھنا چاہیے تھا۔ اس لئے کہ مرہٹوں کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی اور مرہٹوں کے پیشوا شیوا جی نے اپنے لشکر کو ان گنت حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد ان کے کمانداز اپنے سالار مقرر کئے تھے/اور ان سالاروں نے مختلف جگہوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے ایک طرح سے ٹڈی دل کی طرح لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ ان مرہٹوں کی راہ روکنے کے لئے اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے سالار اعتقاد خان کو بھیجا ہوا تھا۔ اعتقاد خان وہی تھا جو اس

Marfat.com

سے پہلے دلیر کے ساتھ بنگال کی مہموں میں حصہ لیتا رہا تھا۔ اب اعتقاد خان کے ذمہ صرف یہ کام تھا کہ ایک جگہ پڑاؤ کرنے کے بعد اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھے اور مرہٹوں کو آگے نہ بڑھنے دے۔ صرف ان پر نگاہ رکھے، انہیں لوٹ مار سے روکنے کی کوشش کرے تاکہ وہ جارحیت اختیار نہ کریں۔

دراصل اورنگ زیب عالمگیر چاہتا تھا کہ جب اس کا بیٹا اعظم خان اوغر خان کے ساتھ مل کر میواڑ کے راجہ راج سنگھ کو اپنے سامنے زیر کر لے گا تو ہو سکتا ہے اتنی دیر تک مارواڑ کی مہم سے اس کا بڑا بیٹا اکبر اور سالار تہور خان بھی فارغ ہو جائیں اور پھر ساری قوت کو یکجا کر کے مرہٹوں کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔

○❖○

Marfat.com

مہا دیو کی پہاڑیوں کے قریب ایک قلعہ نما حویلی کے اندر ایک نوجوان بھاگتا ہوا داخل ہوا تھا۔ اس وقت حویلی کے بائیں حصے میں جو باغ تھا وہاں تین افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک حسین و جمیل رادھیکا بائی کا باپ کرت سنگھ، دوسری اس کی ماں لال کماری اور تیسرا اس کا بھائی کشن سنگھ تھا۔

جو شخص بھاگتا ہوا حویلی میں داخل ہوا تھا وہ سیدھا ان تینوں کی طرف گیا۔ وہ تینوں اسے اس حالت میں دیکھتے ہوئے چونکے تھے۔ وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ بھاگ کر آنے والا ان کے پاس گیا پھر اپنی پھولی ہوئی سانس میں رادھیکا بائی کے باپ کرت سنگھ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ٹھاکر! رادھیکا کو یہاں سے بھگانے والی بات کرو۔ اگر تاخیر کی گئی تو یاد رکھنا شیوا جی کا سالار سنت اسے پکڑ کر لے جائے گا۔ دیکھو! سنت ایک لشکر کے ساتھ ان وادیوں کا رخ کر رہا ہے۔ عنقریب وہ یہاں وارد ہو گا۔ وہ رادھیکا کو گرفتار کرنے والے ہیں۔ رادھیکا کو وہ اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ اس لئے کہ مرہٹوں کے ہاں رادھیکا کے حُسن اور اس کی خوبصورتی کے چرچے ہو چکے ہیں۔ اس بناء پر سنت نے شیوا جی سے کہا تھا کہ وہ رادھیکا کو گرفتار کرنا چاہتا ہے اور گرفتار کر کے اس سے شادی کرنے کا خواہشمند ہے۔ تاہم شیوا جی نے اسے حکم دیا ہے کہ پہلے رادھیکا کو گرفتار کر کے اس کے پاس لایا جائے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''جہاں تک مجھے خبریں ملی ہیں، مرہٹوں کے سردار شیوا جی نے تین لڑکیوں کے خلاف اپنی مہم کی ابتدا کی ہے۔ اس لئے کہ یہ تینوں لڑکیاں ان کے قول کے مطابق ہندوستان کی انتہا درجہ کی خوبصورت لڑکیاں ہیں۔ ان میں ایک رادھیکا بائی، دوسری راجہ جے سنگھ کی بیٹی شیتل اور تیسری سورت کے انگریز اوکسنیڈن کی بیٹی زرنگار ہے۔

Marfat.com

یہ اوکسیڈن پہلے عیسائی تھا اب اسلام قبول کر چکا ہے۔ اس کی ایک ہی بیٹی ہے، وہ بھی اسلام قبول کر چکی ہے۔ اس کی بیوی نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے۔ اس طرح تینوں نے اپنے نام بھی تبدیل کر لئے ہیں۔

کہنے والوں نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ شیوا جی نے اپنے ایک سالار دھن کو راجہ جے سنگھ کی بیٹی شیتل کی طرف بھجوایا تھا لیکن شیتل مغلوں کے ایک لشکر کے ساتھ پونا کا رخ کئے ہوئے تھی اور مغلوں کے اس لشکر کے سردار اوغر خان اور رن مست خان تھے جو اورنگ زیب عالمگیر کے مانے ہوئے سالار ہیں۔ لہٰذا دھن کو تو انہوں نے مار کر بھگا دیا ہے۔ اس طرح شیوا جی کی ایک مہم تو ناکام ہو چکی ہے۔ اب شیوا جی کا سالار سنت رادھیکا کو پکڑنے اور گرفتار کرنے کے لئے آ رہا ہے۔ میں نے بروقت آپ کو مطلع کر دیا ہے۔ اس موقع پر میں آپ سے یہ کہوں گا کہ اپنی حویلی کے پشتی دروازے سے رادھیکا کو یہاں سے بھگا دیں اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا یا تاخیر سے کام لیا تو پھر یوں جانیں آپ کی بیٹی رادھیکا بائی مرہٹوں کے ہاتھ چڑھ جائے گی۔''

یہاں تک کہتے کہتے آنے والے اس شخص کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ حویلی کے اندرونی حصے سے ایک دراز قد، نوعمر اور حسین ترین لڑکی نکلی تھی۔ وہ رادھیکا بائی تھی۔

وہ رنگ بکھیرتی خوشبو کے ترانوں اور کمالِ قدرت کی صناعی جیسی حسین تھی۔ اونچی شاخوں کے تازہ پھولوں کے اندر خواہشوں کی اٹھتی تتلیوں جیسی خوبصورت تھی۔ اس کے مسکراتے لبوں، شفاف پیکر سرخ سنجیدہ چہرے، مہتاب عکس شباب اور جمال کی زیب و زینت نے اسے ایسا بنا رکھا تھا جیسے قدرت نے اُسے طلسم کے بند قفل کھولنے کے لئے پیدا کیا ہو۔

رادھیکا بائی وہاں آئی اور پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے جب اس نے معاملے کی نوعیت جاننا چاہی تو اس کے باپ نے اسے جو تفصیل آنے والے نے بتائی تھی، وہ کہہ دی۔ ساتھ ہی اس کا باپ بڑی فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میری بیٹی! وقت ضائع نہ کرو۔ فوراً اپنی ماں کے ساتھ حویلی کے اندر جاؤ۔ اپنے کپڑوں کے علاوہ نقدی، کچھ زیورات و جواہرات اور دیگر سامان اپنے ساتھ لو۔ تمہارا بھائی کشن سنگھ تمہارے ساتھ جاتا ہے اور دونوں بہن بھائی یہاں سے بھاگنے والی بات کرو۔ جتنی دیر تک تم دونوں بہن بھائی تیاری کرتے ہو اتنی دیر تک میں تم

Marfat.com

دونوں کے گھوڑوں پر زینیں ڈلواتا ہوں۔

میرے بچو! دیر نہ کرو۔ یہاں سے بھاگنے کے بعد کوشش کرنا کہ دریائے گوداوری کے کنارے گوپال سنگھ کی سرائے میں جا کر قیام کر لینا۔ گوپال سنگھ ہمارا دور کا رشتہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارا مخلص اور وفادار بھی ہے اور پھر سب سے بڑھ کر وہ تم دونوں بہن بھائی کو اچھی طرح جانتا بھی ہے۔ مرہٹوں کے بچانے کے لئے میں سمجھتا ہوں وہ تمہیں بہترین پناہ گاہ مہیا کرے گا۔"

اپنے باپ کے ان الفاظ پر حسین و جمیل رادھیکا بائی اور اس کا بھائی کشن سنگھ دونوں بھاگتے ہوئے حویلی کے اندرونی حصے کی طرف گئے تھے اور جس شخص نے آ کر سنت کے آنے کی اطلاع دی تھی اس کے ساتھ کرت سنگھ اصطبل کی طرف گیا اور دو گھوڑوں پر بڑی تیزی سے وہ زینیں ڈلوانے لگے تھے۔

کرت سنگھ کی بیوی اور رادھیکا بائی کی ماں بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر حویلی کے اندرونی حصے کی طرف چلی گئی تھی اور اپنی بیٹی رادھیکا بائی اور بیٹے کشن سنگھ کی تیاری میں ان کی مدد کرنے لگی تھی۔

تھوڑی دیر بعد رادھیکا بائی، لعل کماری اور کشن سنگھ تینوں حویلی سے نکلے۔ رادھیکا بائی اور کشن سنگھ بڑی بڑی چمڑے کی خرجینوں میں اپنا سامان اٹھائے ہوئے تھے۔ سیدھے اصطبل میں آئے۔ دونوں نے اپنے گھوڑوں کی زینوں سے اپنی خرجینیں باندھ دیں۔ اپنے باپ اور ماں سے ملے پھر حویلی کے پشتی حصے کی طرف سے وہ باہر نکلے اور حویلی سے نکل کر دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور انہیں ایڑھ لگاتے ہوئے پہلے انہوں نے اپنے گھوڑوں کو مخالف سمت سرپٹ دوڑانا شروع کر دیا تھا۔ ان کا ارادہ تھا کہ جس سمت سے شیوا جی کا سالار سنت آ رہا ہے کچھ دور تک اس کے مخالف سمت اپنے گھوڑوں کو بھگاتے رہیں اور چکر کاٹ کر وہ دریائے گوداوری کا رخ کریں گے۔

کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ شیوا جی کا سالار سنت اپنے کچھ محافظ دستوں کے ساتھ رادھیکا بائی کے باپ کرت سنگھ کی حویلی میں داخل ہوا تھا۔ اپنے لشکر کے بڑے حصے کو اس نے بستی کے باہر ہی روک دیا تھا۔ جب وہ حویلی میں داخل ہوا تو حویلی کے اندر صرف دو ہی افراد تھے۔ ایک خود کرت سنگھ دوسری اس کی بیوی لعل کماری۔ اور بستی کے جس نوجوان نے سنت سنگھ کے آنے کی اطلاع دی تھی وہ بھی وہاں سے جا

Marfat.com

چکا تھا۔ حویلی میں کام کرنے والے ملازم بھی اِدھر اُدھر ہو گئے تھے۔

کرت سنگھ اور لعل کماری نے جب سنت سنگھ کو اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ حویلی میں داخل ہوتے دیکھا تو وہ اندرونی حصے سے نکل کر باہر آئے۔ سنت تھوڑی دیر تک بڑے غور سے ان دونوں کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے سوال کیا۔

''تم دونوں کون ہو؟ رادھیکا بائی کہاں ہے اور اس سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟''

سنت کے ان الفاظ کے جواب میں کرت سنگھ بولا اور کہنے لگا۔

''میرا نام کرت سنگھ ہے۔ میرے ساتھ یہ میری بیوی لعل کماری ہے۔ میں رادھیکا بائی کا باپ اور یہ اس کی ماں ہے۔''

سنت تھوڑی دیر تک انہیں گھورنے کے انداز میں دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

''رادھیکا بائی کہاں ہے؟ اسے باہر نکالو۔''

کرت سنگھ نے چند لمحوں تک غور سے سنت کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''جو کچھ میں کہنے لگا ہوں اگر آپ اس پر اعتبار نہ کریں تو حویلی کے اندر جا کر تلاشی لے لیں۔ ہم آپ کی راہ نہیں روکیں گے۔ میں جانتا ہوں آپ کے آنے کا انداز بتاتا ہے کہ میری بیٹی رادھیکا بائی سے کوئی غلطی ہوئی ہے جس کی بناء پر آپ اسے سزا دینے آئے ہیں۔''

جواب میں سنت مسکرایا اور کہنے لگا۔

''نہیں، تمہاری بیٹی رادھیکا کو ہم سزا نہیں دیں گے۔ میں شیوا جی کا سالار ہوں۔ میرا نام سنت ہے۔ ہم رادھیکا کو اپنے پیشوا شیوا جی کے پاس لے جانے کے لئے آئے ہیں اس لئے کہ شیوا جی نے ہمیں یہی حکم دیا ہے۔''

سنت کے ان الفاظ کے جواب میں کرت سنگھ نے ایک لمبا سانس لیا، کہنے لگا۔

''ہائے افسوس! پر اس حکم کی پیروی نہ ہو سکے گی۔ اس لئے کہ رادھیکا بائی ان دنوں یہاں نہیں ہے۔ وہ پونا کی طرف گئی ہوئی ہے۔ اب جانے کب لوٹے؟''

سنت تھوڑی دیر تک مشتبہ سے انداز میں کرت سنگھ کی طرف دیکھتا رہا پھر مسلح جوانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''آگے بڑھو اور ساری حویلی کی تلاشی لو۔''

سنت سنگھ کے مسلح ساتھی آگے بڑھے اور حویلی کی تلاشی لینے لگے تھے۔ جلد ہی وہ لوٹ کر آئے پھر ان کا جو چھوٹا سالار تھا وہ سنت کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

''ان دو کے علاوہ حویلی میں کوئی اور فرد نہیں ہے۔''

سنت کے چہرے پر کسی قدر غصہ کے آثار نمودار ہوئے تھے پھر کرت سنگھ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کیا تم لوگوں کو ہمارے آنے کی خبر ہو گئی تھی کہ تم نے رادھیکا بائی کو یہاں سے بھگا دیا ہے؟''

سنت کے ان الفاظ کے جواب میں کرت سنگھ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ سنت کا ایک مسلح جوان بھاگتا ہوا حویلی میں داخل ہوا اور سنت کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اس بستی کے کچھ لوگوں نے بتایا ہے کہ تھوڑی دیر پہلے رادھیکا بائی اور اس کا بڑا بھائی کشن دونوں یہاں سے نکل کر بھاگے ہیں۔''

سنت نے یہ الفاظ سن کر کھا جانے والے انداز میں کرت سنگھ اور لعل کماری کی طرف دیکھا پھر اپنے چھوٹے سالار کو اس نے کوئی مخصوص اشارہ کیا جس کے جواب میں کچھ مسلح جوان آگے بڑھے۔ انہوں نے کرت سنگھ اور لعل کماری پر حملہ آور ہو کر دونوں کا کام تمام کر دیا تھا۔ اس کے بعد سنت اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ نکلا اور پورے لشکر کو مختلف سمتوں میں پھیلاتے ہوئے ایک طرح سے رادھیکا بائی اور کشن سنگھ کی ناکہ بندی کرنے کی کوشش کی تھی۔

رادھیکا اور اس کے بھائی کشن سنگھ دونوں کی بدقسمتی کہ پہلے وہ سنت کی مخالف سمت بھاگے تھے۔ انہوں نے یہی سمجھا کہ سنت ان کی آبادیوں میں داخل ہو کر تلاشی وغیرہ لے گا اور واپس چلا جائے گا اور اتنی دیر تک وہ مڑیں گے اور جن شاہراہوں کی طرف سے سنت آیا ہے انہی پر ہوتے ہوئے دریائے گوداوری کے کنارے گوپال سنگھ کی سرائے کی طرف چلے جائیں گے۔

لیکن سنت نے رادھیکا کے باپ کرت سنگھ اور اس کی ماں لعل کماری کا خاتمہ کرنے کے بعد جب چاروں طرف اپنے ساتھی پھیلا دیئے تب ایک طرح سے رادھیکا اور کشن دونوں بہن بھائی ان کے گھیراؤ میں آ گئے تھے اور جب یہ گھیراؤ تنگ ہوتا چلا گیا تب ایک اجاڑ سے مقام پر رادھیکا اور کشن دونوں بہن بھائی کو گرفتار کر کے سنت کے سامنے پیش کیا گیا۔

رادھیکا بائی کی گرفتاری پر سنت نے بے پناہ خوشی کا اظہار کیا۔ جب ان دونوں بہن بھائی کو اس کے سامنے پیش کیا گیا تب کچھ دیر تک بڑے غور و انہماک اور پیار

Marfat.com

سے سنت رادھیکا کی طرف دیکھتا رہا پھر اپنائیت بھرے لہجے میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''آخر تم دونوں بہن بھائی نے میرا سن کر بھاگنے کی کوشش کیوں کی؟''

اس موقع پر رادھیکا کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس کا بھائی کشن سنگھ بول اٹھا۔

''دراصل ہمارے ذہن میں کسی نے یہ بات ڈال دی تھی کہ آپ میرے اور میری بہن کے قتل کے درپے ہیں۔ اس بناء پر ہم اپنے ماں باپ کو بتا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔''

کشن سنگھ جب خاموش ہوا تب رادھیکا نے لمحہ بھر کے لئے اپنے بھائی کی طرف گھورنے کے انداز میں دیکھا پھر وہ سنت کو نفرت بھرے انداز میں مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''میرے بھائی نے جو کچھ کہا ہے وہ غلط ہے۔ اس نے تمہیں ٹالنے کی کوشش کی ہے۔ دراصل مجھے بتایا گیا تھا کہ تم مجھے حاصل کر کے مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو اور میں تم جیسے بھیڑیوں اور غلیظ انسانوں کو پسند نہیں کرتی۔ اس بناء پر بھاگ کھڑے ہوئے۔ جو کچھ تُو میرا بگاڑنا چاہتا ہے بگاڑ لے۔''

رادھیکا کی اس جرأت خیز گفتگو پر تھوڑی دیر کے لئے سنت حیرت اور تعجب سے اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ تاہم درگزر کر گیا۔ رادھیکا کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ رادھیکا پھر بول اٹھی اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''تم کیا سمجھتے ہو کہ تم مجھے حاصل کر لو گے؟ دیکھو! تم جیسے انسان اگر ہزار بار بھی اپنے گھٹنے ٹیک کر اپنا سر میرے پاؤں پر رکھیں اور مجھ سے جیون ساتھی بننے کی بھیک مانگیں تو میں ہر بار ان کے سر پر پاؤں کی ٹھوکر مار کر بھگا دوں۔''

رادھیکا کی اس گفتگو سے سنت تاؤ کھا گیا تھا، کہنے لگا۔

''یہ تو وقت بتائے گا تم ہمیں پاؤں کی ٹھوکر مار کر ہٹاتی ہو یا ہم تمہیں اپنے پاؤں کی ٹھوکر پر رکھتے ہیں۔''

پھر سنت نے مغرب کی طرف دیکھا، سورج غروب ہو رہا تھا، فضاؤں کے اندر تاریکیاں پھیلنا شروع ہو گئی تھیں۔ اپنے لشکر کو اس نے وہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا اور اس حکم کے ملتے ہی دیکھتے ہی دیکھتے وہاں خیمے نصب ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اس موقع پر سنت نے اپنے کسی نائب کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے

Marfat.com

کہنے لگا۔

''ان دونوں بہن بھائی کو ایک خیمے میں بند کر دو۔ ان کے گھوڑے بھی ان کے ساتھ رہنے دو۔ گھوڑوں کے ساتھ جو ان کا سامان ہے یہ بھی ان کے خیمے میں رکھ دو اور دونوں کے ہاتھ کس کر پشت کی طرف باندھ دینا۔ تاہم جب کھانا تیار ہو تو کچھ مسلح جوان انہیں کھانا کھلانے کے لیئے جائیں۔ کھانے کے وقت ان دونوں کے ہاتھ کھول دیئے جائیں اور کھانا کھلانے کے بعد پھر ان کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد سنت رکا ایک بار پھر غور سے رادھیکا کی طرف دیکھا اس کے بعد اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں تمہیں صبح تک سوچنے کا موقع دیتا ہوں۔ میں تم دونوں بہن بھائی کو قتل نہیں کروں گا۔ اس میں کوئی شک نہیں میں تمہیں پسند کرتا ہوں، تم سے شادی کرنے کا خواہشمند ہوں۔ اگر تم میرے ساتھ شادی کرنے کے لئے رضامند ہو جاؤ تو پھر میں آنے والے دن کو یہاں سے کوچ کروں گا، تمہیں لے کر شیوا جی کے پاس جاؤں گا۔ اور شیوا جی نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے کہ اگر میں تمہیں پکڑ کر اس کے پاس لاؤں تو وہ تمہیں مجھ سے بیاہ دے گا۔ لہٰذا تمہارے پاس صبح تک سوچنے کا وقت ہے۔ اگر تم میرے ساتھ شادی پر رضا مند ہو گی تو میں تمہیں عزت و احترام کے ساتھ شیوا جی کے پاس لے کر جاؤں گا اور وہ ہم دونوں کی شادی کا اہتمام کر دے گا۔ اگر تم اس پر رضامند نہ ہوئیں تب بھی میں تمہیں شیوا جی کے پاس لے جاؤں گا اور تم دونوں بہن بھائی سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے شیوا جی سے کہوں گا کہ تم دونوں کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے چاہے محبت بھری زندگی کا چناؤ کر لو، چاہے کٹھنائیوں بھری موت کا اپنے لئے انتخاب کر لو۔''

اس موقع پر سنت کے ان الفاظ کا رادھیکا کوئی جواب دینا ہی چاہتی تھی لیکن کچھ سوچتے ہوئے خاموش رہی۔ شاید اس نے خاموشی میں ہی اپنے لئے بہتری سمجھی ہو گی۔ دونوں بہن بھائی کے خاموش رہنے پر سنت نے اپنے نائب کو اشارہ کیا جس پر ان دونوں کو لے کر وہ ایک خیمے کی طرف چلا گیا تھا۔ دونوں کو ایک خیمے کے قریب لایا گیا۔ سنت کے نائب نے انہیں حکم دیا کہ وہ خیمے کے کھونٹوں کے ساتھ اپنے گھوڑوں کو باندھ دیں۔ کشن اور رادھیکا نے ایسا ہی کیا اور گھوڑوں کی زینوں سے لٹکتی ہوئی اپنی چرمی خرجینیں انہوں نے اپنے کندھوں سے لٹکا لی تھیں۔ پھر سنت کا نائب

Marfat.com

اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ ان دونوں بہن بھائیوں کو خیمے کے اندر لے گیا اور انہیں خیمے میں بٹھانے کے بعد دونوں کے ہاتھ کس کر پشت پر باندھ دیئے گئے تھے۔ ساتھ ہی خیمے کے دنوں طرف مسلح جوانوں کا پہرہ بٹھا دیا گیا تھا۔

کھانے کے وقت دونوں بہن بھائی کے ہاتھ کھولے گئے، انہیں کھانا کھلایا گیا اور کھانا کھلانے والے پھر ان کے ہاتھ پشت پر باندھ کر چلے گئے تھے۔ اس طرح دونوں بہن بھائی خاموشی کے ساتھ خیمے کے اندر پڑے رہے لیکن جاگتے رہے۔ جبکہ خیمے کے دونوں طرف دو مسلح جوان برہنہ تلواریں لئے ان کی نگرانی کرنے لگے تھے۔

رات جب اپنا آدھا سفر طے کرنے کے قریب پہنچی تب بھی رادھیکا اور کشن دونوں بہن بھائی جاگ رہے تھے۔ اس موقع پر انہیں مختلف آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔ رادھیکا اپنا منہ کشن کے کان کے قریب لے گئی اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میرے بھائی! یہ آوازیں کیسی آ رہی ہیں؟''

اس پر کشن کہنے لگا۔

''یہ ان مرہٹوں کا پڑاؤ ہے۔ میرے خیال میں پڑاؤ کے اطراف میں اور پڑاؤ کے اندر بھی کچھ سوار گھومتے ہوئے اپنے لشکر کی حفاظت کے لئے پہرہ دے رہے ہیں۔''

رادھیکا کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتی رہی۔ دوبارہ اس نے بڑی رازداری سے کشن کو مخاطب کیا۔

''بھائی! اس حالت سے ہم فائدہ اٹھا کر یہاں سے بھاگنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔''

کشن نے چونکنے کے انداز میں پوچھ لیا۔

''وہ کیسے میری بہن؟''

رادھیکا نے پھر بڑی رازداری سے اس کے کان میں کہا۔

''سن میرے بھائی! سنت اور اس کے مرہٹے ساتھی بے وقوف و احمق اور جاہل ہیں۔ انہوں نے ہم سے ہمارا سامان تک بھی نہیں لیا۔ جانتے ہو ہم دونوں کی خرجینوں میں انتہا درجہ کا قیمتی سامان ہے۔ خاص کر میری خرجین میں تو سونے کے سکوں کے علاوہ انتہا درجہ کے قیمتی جواہرات بھی ہیں۔ دوسری حماقت انہوں نے یہ کی

Marfat.com

ہے کہ ہم دونوں بہن بھائی کے گھوڑے بھی ہمارے خیمے کے گھونٹوں کے ساتھ باندھ کر چلے گئے ہیں۔

اب میں چاہتی ہوں جن رسیوں سے انہوں نے ہمارے ہاتھ باندھے ہیں وہ کاٹیں۔ بڑی رازداری کے ساتھ۔خیمے کے ایک طرف میں نکلوں گی دوسری طرف میرے بھائی تم نکلنا۔ ایک دم پہرے داروں پر جھپٹ کر اور ان کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے انہیں کھینچ کر خیمے کے اندر لے آئیں گے۔ ان کا گلا گھونٹ کر ان کا خاتمہ کر دیں گے پھر دونوں بہن بھائی ان کا لباس پہن کر لشکر کے اندر جو مرہٹے پہرہ دے رہے ہیں ان کے اندر شامل ہو جائیں گے، پھر موقع پاتے ہی دریائے گوداوری کی طرف بھاگ کھڑے ہوں گے۔ اس وقت رات آدھی کے قریب جانے والی ہے۔ اگر ہم صبح تک اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے دریائے گوداوری کی طرف بڑھتے رہیں تو سنت تو کیا اس کا باپ بھی ہم پر گرفت کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد رادھیکا رکی پھر کشن کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"میرے بھائی! ہم دونوں کی پیٹیوں کے ساتھ تلواریں اور خنجر اسی طرح ہیں۔ ان احمقوں نے وہ بھی ہم سے نہیں لئے۔ میرے خیال میں یہ خود چاہتے ہیں کہ ہم یہاں سے بھاگ جائیں۔تم ایسا کرو میری پشت سے پشت ملا کر اس طرح بیٹھو کے میرے دونوں ہاتھ تمہارے خنجر کے دستے کے قریب آ جائیں۔اس طرح میں تمہارا خنجر نکال کر تمہارے ہاتھوں کی رسیاں کاٹتی ہوں۔ اس کے بعد تم میری رسیاں کاٹ دینا۔"

کشن کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی، کہنے لگا۔

"رادھیکا میری بہن! تُو ہے بہت عقلمند۔ جس قدر تُو خوبصورت ہے ایسی ہی تُو دانشمند بھی ہے۔ اگر میں اکیلا ہوتا تو شاید میں یہاں سے کبھی نہ بھاگ سکتا۔ لیکن مجھے لگتا ہے تیری عقلمندی، تیری دانشمندی تیرے ساتھ میری بھی حفاظت کرتی رہے گی۔"

اس کے بعد دونوں بہن بھائی ایک دوسرے کے ساتھ پیٹھ ملا کر بیٹھ گئے۔ رادھیکا نے ٹٹولتے ہوئے کشن کا خنجر نکالا۔ پہلے پھل پر انگلیاں پھیرتے ہوئے دھار کی سمت کا جائزہ لیا پھر خنجر کو اس انداز میں اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑ لیا کہ اس کی

Marfat.com

دھار کشن کی طرف تھی۔ کشن نے بھی دھار کا اندازہ لگایا پھر دھار کے دائیں بائیں اپنے دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے رسی کو خنجر کی دھار پر رگڑنا شروع کر دیا تھا۔ خنجر نے لمحوں کے اندر رسیوں کو کاٹ دیا تھا۔

اپنے ہاتھ سے بندھی ہوئی رسیاں کھولنے کے بعد کشن سیدھا ہو کر بیٹھا، خنجر سنبھالا اور رادھیکا کے ہاتھوں کی رسیاں بھی کاٹ دیں۔ پھر دونوں بہن بھائی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ساتھ ہی رادھیکا نے پھر کشن سے سرگوشی کی۔

''کشن میرے بھائی! وقت بڑی تیزی سے گزر رہا ہے اور جسے ہم نے ضائع نہیں کرنا۔ دیکھو میں بائیں طرف جاتی ہوں تم خیمے کے دائیں طرف کا رخ کرو۔ ایک ساتھ نکلتے ہیں۔ پہرہ داروں پر جھپٹ کر ان کے منہ پر ہاتھ رکھ کر انہیں خیمے کے اندر لے آتے ہیں۔''

کشن نے اس سے اتفاق کیا پھر دونوں بہن بھائی ایک دوسرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے باہر نکلے۔ ایک دم پہرے داروں پر جھپٹے اور ان کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے انہیں کھینچ کر اندر لے آئے تھے۔ لمحوں کے اندر رادھیکا اور کشن دونوں نے پہرے داروں کے گلے گھونٹ کر ان کا کام تمام کر دیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اپنے لباس کے اوپر ان پہرے داروں کا جنگی لباس پہن لیا تھا۔ اپنی کمر سے بندھی ہوئی پٹیاں دونوں نے اتار لیں اور جنگی لباس کے اوپر پٹیاں بھی کس کر باندھ لی تھیں۔ اس موقع پر رادھیکا نے دھیمے لہجے میں کہنا شروع کیا۔

''بھائی! وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ حالات اور وقت ہم دونوں بہن بھائی کا ساتھ دے رہے ہیں۔ یہاں سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے ہم اپنا آدھا کام سرانجام دے چکے ہیں، آدھا باقی ہے۔ آؤ جس طرح آدھا مکمل کیا ہے اس طرح باقی آدھے کو بھی مکمل کر کے یہاں سے اپنی جانیں بچا کر بھاگ نکلیں۔''

کشن نے رادھیکا کی اس تجویز کو سراہا تھا۔ پھر دونوں بہن بھائی صلاح و مشورہ کرنے کے بعد خیمے کے دروازے پر آئے، وہاں زمین پر لیٹ گئے اور رینگتے ہوئے اپنے گھوڑوں کی طرف گئے۔ دونوں کے گھوڑے چونکہ دونوں سے شناسا تھے لہٰذا نہ وہ ہنہنائے تھے نہ نتھنے پھڑپھڑا کر اجنبیت کا اظہار کیا۔ دنوں نے اپنے گھوڑوں کی باگیں کھولیں پھر جست لگا کر اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ پہلے ایک طرف گئے، اس کے بعد پڑاؤ کی حفاظت کرنے والے جس قسم کی آوازیں نکال رہے تھے اس قسم

Marfat.com

کی آوازیں وہ بھی نکالنے لگے تھے۔ لہٰذا پہرے دار انہیں بھی اپنا ہی حصہ خیال کرنے لگے۔

آہستہ آہستہ دونوں بہن بھائی خیمہ گاہ سے ایک طرف ہو لئے تھے۔ پھر موقع ملتے ہی ایک دم پلٹے اور اپنے گھوڑوں کو دریائے گوداوری کی سمت سرپٹ دوڑانے لگے تھے۔

❖

سورت شہر میں ایک گھڑسوار داخل ہوا۔ یہ سورت شہر کا ایک نامور اور جانا پہچانا تاجر قنبر خان تھا۔ یہ وہی تھا جسے کچھ عرصہ پہلے شیوا جی نے ایک خاصی بڑی رقم مہیا کرنے کے لئے وقت دیا تھا لیکن اس وقت کے دوران قنبر خان نے شیوا جی کو رقم مہیا کرنے کی بجائے انگریز اوکسیڈن کے ہاں پناہ لے لی تھی۔ اوکسیڈن سورت شہر کا ایک کارخانہ دار تھا۔ پہلے عیسائی تھا۔ اُس نے اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ اسلام قبول کر لیا تھا۔ وہ نہ صرف قنبر خان کا ہمسایہ تھا بلکہ ان کے ساتھ انتہا درجہ کا مخلص اور جانثار بھی تھا۔

شہر میں داخل ہوتے کے بعد قنبر خان اپنی حویلی کے سامنے گھوڑے سے اُترا، پھر دروازے پر اس نے دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد ایک لڑکے نے دروازہ کھولا، عمر کے لحاظ سے لڑکا تیرہ، چودہ برس کے قریب ہو گا۔ وہ قنبر خان کا بیٹا کامل خان تھا۔ اس لڑکے کے پیچھے ہی پیچھے ایک انتہا درجہ کی خوبصورت و دراز قد اور پُرکشش لڑکی بھی بیرونی دروازے کی طرف آئی تھی۔ وہ انگریز اوکسیڈن جو اب سکندر خان تھا اس کی بیٹی زرنگار تھی۔ قنبر خان حویلی میں داخل ہوا، کامل خان نے باپ کے گھوڑے کی باگ لے لی۔ گھوڑے کی زین کے ساتھ جو خرجین لٹک رہی تھی وہ قنبر خان نے اتار لی۔ کامل خان گھوڑے کو اصطبل میں باندھ آیا۔ قنبر خان نے آگے بڑھ کر زرنگار کے سر پر ہاتھ پھیرا پھر انتہائی محبت میں اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

''میری بیٹی! کیسی ہو؟''

زرنگار نے کھنکتی ہوئی آواز میں پہلے قنبر خان کو سلام کیا اس کے بعد وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ حویلی کے اندرونی حصے سے قنبر خان کی بیوی عظیمہ خاتون، انگریز سکندر اور اس کی بیوی سلطانہ نکل آئے تھے۔

سکندر آگے بڑھ کر قنبر خان سے گلے ملا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

''بھائی! ہم تو بڑی بے چینی سے تمہاری آمد کا انتظار کر رہے تھے۔''
اس پر قنبر خان کہنے لگا۔

''آؤ دیوان خانے میں بیٹھتے ہیں۔ میں چند بری خبریں لے کر آیا ہوں جو خصوصیت کے ساتھ ہمارے لئے بری ہیں۔''

قنبر خان کے ان الفاظ پر سکندر، اس کی بیوی سلطان، بیٹی زرنگار، عظیمہ خاتون اور بیٹا کامل خان جو گھوڑے کو اصطبل میں باندھ کر واپس آ گیا تھا سب پریشان ہو گئے تھے۔ پھر قنبر خان کے کہنے پر سب دیوان خانے میں بیٹھ گئے۔ کچھ دیر خاموشی رہی پھر سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے قنبر خان کہنے لگا۔

''بھائی! آپ جانتے ہیں میں اپنی آسامیوں سے رقم اکٹھی کرنے گیا ہوا تھا۔ میں جلد لوٹ آیا ہوں، ساری آسامیوں سے نہ میں ملا ہوں نہ سب سے رقم لی ہے۔ اس لئے کہ سورت کے حالات اب پھر خراب ہونے کے درپے ہو گئے ہیں۔''

اس موقع پر حسین اور پُر جمال زرنگار نے فکرمندی کے انداز میں قنبر خان کی طرف دیکھا اور بولی۔

''عم! آپ کس قسم کی گفتگو کر رہے ہیں؟ کون سے خطرات ہیں جو سورت شہر کے لئے منڈلانے لگے ہیں؟''

قنبر خان دکھ بھرے انداز میں کچھ دیر خاموش رہا پھر کہنے لگا۔

''بیٹی! تُو نے جو یہ اعلان کیا تھا کہ جو شخص بھی شیوا جی کو ہلاک کرے گا تم اس سے شادی کر لو گی، بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔ میری بیٹی! یہ خبر شیوا جی تک بھی پہنچ چکی ہے۔ اس خبر کے شیوا جی تک پہنچنے کے بعد شیوا جی نے تین اقدام کا فیصلہ کیا تھا۔

پہلا اقدام اس نے مہا دیو کی کوہستانی سلسلے کی لڑکی رادھیکا کے خلاف اٹھایا۔ رادھیکا کا نام تم سب نے سن رکھا ہے، وہ لڑکی اپنی خوبصورتی اور حُسن کی وجہ سے ان علاقوں میں پہلے سے بڑی مشہور اور معروف ہے۔ اپنے سالار سنت کو شیوا جی نے رادھیکا کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اس لئے کہ رادھیکا نے تمہاری طرح شیوا جی اور مرہٹوں کے خلاف کچھ نازیبا الفاظ کہے تھے۔ اب سنت رادھیکا پر حملہ آور ہو کر اس کا کیا انجام کرتا ہے اس کی تو ابھی کسی کو خبر نہیں۔

دوسرا اقدام شیوا جی نے اورنگ زیب عالمگیر کے پونا کے حاکم جے سنگھ کی بیٹی شیتل کے خلاف اٹھایا۔ شیتل اپنی ماں دُرگا وتی کے ساتھ آگرہ سے پونا کی طرف آ

Marfat.com

رہی تھی، اس پر حملہ آور ہونے کے لئے شیوا جی نے اپنے سالار دھن کو بھیجا تھا لیکن دھن کی بدقسمتی کہ جے سنگھ کی بیٹی شینل اور اس کی بیوی دُرگا وتی کے ساتھ اورنگ زیب عالمگیر کے دو بہترین سالار اوغر خان اور رن مست بھی آ رہے تھے۔ اورنگ زیب عالمگیر نے ان دونوں کو ایک ایک لشکر دے کر ان جنوبی علاقوں میں اٹھنے والی بغاوتوں کو فرو کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ وہ دونوں دھن پر حملہ آور ہوئے اور اسے شکست دے کر مار بھگایا۔ اس طرح شیوا جی کے سالار دھن کی مہم تو ناکام ہو گئی ہے۔

سورت کی مہم شیوا جی نے اپنے ذمہ لی ہے۔ جن جن آسامیوں کے پاس میں گیا ان سے مجھے یہ خبر ملی ہے کہ شیوا جی نے خود سورت پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا ہے۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا ہے کہ اگر مسلمان ہونے والے انگریز کی بیٹی زرنگار نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ جو شیوا جی کو قتل کرے گا اگر وہ مسلمان ہُوا تو وہ اس سے بیاہ کر لے گی۔ لہٰذا شیوا جی یہ فیصلہ کر چکا ہے کہ وہ سورت پر حملہ آور ہو گا، زرنگار کو گرفتار کرے گا اور اس سے شادی کرے گا۔"

قنبر خاں کے ان الفاظ پر زرنگار کا چہرہ پیلا ہو گیا تھا۔ اُداسیاں اور افسردگیاں اس پر ہجوم کر آئی تھیں۔ اس موقع پر بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے قنبر خاں پھر کہنے لگا۔

"بیٹی! یہ وہ صورت حال ہے جو اب پیش آنے والی ہے۔ لیکن تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں بیٹی۔ ہم اپنی جان لڑا دیں گے لیکن تمہیں شیوا جی کے ہاتھ نہیں چڑھنے دیں گے۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد مجھے یہ بھی پتہ چلا کہ شیوا جی کے ان ارادوں کی خبر سورت کے مسلمان حاکم کو بھی ہو گئی ہے اور اس نے اپنے ایک سالار اعتقاد خاں کو ان حالات سے آگاہ کر دیا ہے۔ اس لئے کہ اعتقاد خاں مرہٹوں کی کارروائیوں پر نگاہ رکھنے کے لئے انہی علاقوں کے اندر سرگرداں ہے۔ میرے خیال میں اگر شیوا جی نے سورت پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو سورت کے مسلمان حاکم کے علاوہ اورنگ زیب عالمگیر کا سالار اعتقاد خاں بھی شیوا جی کے خلاف حرکت میں آئے گا اور شیوا جی یقیناً اپنے ارادوں کی تکمیل نہیں کر سکے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قنبر خاں رکا پھر دوبارہ بول اٹھا۔

"زرنگار اور کامل خان میرے دونوں بچے! تم دونوں بہن بھائی روزانہ گھڑ دوڑ

Marfat.com

کے لئے شہر سے باہر نکلتے ہو۔ آج کے بعد تم دونوں بہن بھائی اس وقت تک گھڑ دوڑ کے لئے شہر سے باہر نہیں نکلو گے جب تک حالات درست نہیں ہو جاتے۔ میرے بچو! ان دنوں سخت احتیاط برتنا۔

زرنگار میری بیٹی! کچھ دن کے لئے تم حویلی سے باہر بالکل نہیں نکلنا۔ میں دیکھتا ہوں تم کچھ پریشان اور فکرمند ہو گئی ہو۔ بیٹی! اگر تمہیں کوئی لینے کے لئے آیا تو وہ ہماری لاشوں پر سے گزرنے کے بعد آئے گا۔ ویسے ہم کسی کو تمہیں ہاتھ نہیں لگانے دیں گے۔ اور پھر میری بیٹی! یہ جنگل اور ویرانہ نہیں ہے کہ شیوا جی جب چاہے اس میں گھس کر اپنی من مانی کارروائیاں کرتا رہے۔

اب تم لوگ ایسا کرو کہ کھانے کا اہتمام کرو۔ سب مل کر آج یہیں کھانا کھائیں گے۔"

اس پر عظیمہ خاتون زرنگار اور سلطانہ تینوں اٹھ کر مطبخ کی طرف چلی گئی تھیں جبکہ سکندر، قنبر خان اور کامل خان تینوں دیوان خانے میں بیٹھ کر شیوا جی کے موضوع پر ہی گفتگو کرنے لگے تھے۔

❖

چند دن بعد شیوا جی ایک لشکر کے ساتھ سورت کی طرف بڑھا تھا۔ پہلے تو اس نے سورت کے نواحی علاقے میں لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا کام کیا اس کے بعد جب اس نے سورت کو اپنا ہدف بنانا چاہا اور شہر میں داخل ہو کر زرنگار کو لے جانا چاہا تب شیوا جی کی بدقسمتی کہ اس کے مخبروں نے اسے خبر دی کہ سورت شہر کے اندر جو مسلمانوں کا لشکر ہے وہ تو مرہٹوں کا مقابلہ کرے گا ہی، باہر سے اعتقاد خاں نے بھی اپنے لشکر کا ایک حصہ سورت والوں کی مدد کے لئے روانہ کر دیا ہے۔ یہ خبر سن کر شیوا جی ششش و پنج میں پڑ گیا تھا۔ اسے خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اگر وہ کسی طرح سورت شہر میں داخل ہو کر لوٹ مار کا بازار گرم کر دے تو اس کے لئے دو مصیبتیں اٹھ کھڑی ہوں گی۔ شہر کے اندر سے شہر کا محافظ لشکر اس سے ٹکرائے گا اور جو لشکر اعتقاد نے بھیجا ہے وہ پشت کی جانب سے حملہ آور ہو گا اور شاید ایسی صورت میں کسی مرہٹے کو بچ کر بھاگنا نصیب نہ ہو۔ اس بناء پر اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور اپنے لشکر کو لے کر ناکام اور نامراد لوٹ گیا۔

شیوا جی واپس جب اپنے مرکز کی طرف گیا تو اس وقت تک اس کا سالار دھن

Marfat.com

اور دوسرا سالار سنت بھی اپنے اپنے حصے کے لشکر کو لے کر وہاں پہنچ چکے تھے۔ شیوا جی خود تو ناکام رہا تھا اور اسے اپنی اس ناکامی کا بے حد صدمہ اور افسوس بھی تھا۔ وہ ہر صورت میں زرنگار کو حاصل کرنا چاہتا تھا جس نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ جو بھی مسلمان شیوا جی کو قتل کرے گا وہ اس سے شادی کر لے گی۔ یہ اعلان شیوا جی کے لئے بڑا تکلیف دہ تھا لیکن حالات اس کے لئے سازگار نہیں رہے اور اپنی مہم کو ترک کر کے اسے واپس جانا پڑا۔

تاہم سنت اور دھن کو وہاں دیکھنے کے بعد شیوا جی کو کسی قدر حوصلہ ہوا، اپنی ناکامی کو فراموش کر گیا۔ دونوں سالاروں کو اپنے پاس بلایا۔ وہ دونوں خود بھی بڑے شرمسار تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھتے ہوئے شیوا جی بجھ گیا تھا، اس لئے کہ ان کے چہروں سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ جس طرح وہ خود ناکام رہا ہے اسی طرح وہ دونوں بھی ناکام لوٹے ہیں۔ اس کے بعد شیوا جی نے جب ان سے ان کی مہم سے متعلق تفصیل جاننا چاہی تو ان دونوں نے یکے بعد دیگرے باری باری پوری تفصیل کہہ دی تھی۔

جواب میں کچھ دیر تک شیوا جی خاموش رہ کر سوچتا رہا، اس کے بعد اس نے پہلے دھن کی طرف دیکھا اور پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جے سنگھ کی پتنی دُرگا وتی اور اس کی بیٹی شیتل پر حملہ آور ہونے سے پہلے تم نے اپنے مخبروں سے کام نہیں لیا۔ اگر تم نے اپنے مخبر شمال کی طرف پھیلائے ہوتے تو وہ تمہیں یقیناً آ کر اطلاع دیتے کہ شیتل اور دُرگا وتی پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہ کرنا۔ اس لئے کہ وہ اورنگ زیب عالمگیر کے سالار اوغر خاں کے ساتھ آ رہی ہے۔

دھن! اوغر خاں کوئی معمولی انسان نہیں، کوہستانِ ہندوکش سے لے کر بنگال، ہمالیہ سے دکن تک اس کے نام کی شہرت کا ڈنکا بجتا ہے۔ جہاں کہیں بھی کٹھن مہم پیش آئی، جہاں کہیں بھی دور دور تک اورنگ زیب عالمگیر کو کامیابی دکھائی نہ دی وہاں اس نے اپنے اسی سالار اوغر خاں کو استعمال کیا اور اس نے لمحوں کے اندر اورنگ زیب عالمگیر کے لئے ناممکن کو ممکن بنا کر رکھ دیا اور پھر تم لوگ ایسے جاہل، ایسے احمق اور بے وقوف ہو۔ یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور تھا۔ اوغر خاں اکیلا نہیں تھا، اس کے ساتھ رن مست بھی تھا۔

رن مست بھی اوغر خاں جیسا ہے، اس کا خالہ زاد ہے، جنگ کا وسیع تجربہ رکھتا

Marfat.com

ہے۔ پلٹ کر دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ دشمن پر ضرب لگانے میں پہل کرنے والا ہے اور دشمن کو زیر کئے بغیر پیچھے ہٹنے والا نہیں۔

دھن! تم اوغر خاں کی چالاکی کا شکار ہو گئے ہو۔ میرے خیال میں اوغر خاں کو اس کے مخبروں نے اطلاع کر دی ہو گی کہ میرا ایک سالار دھن کسی مقام پر اس کی راہ روکے گا لہٰذا اس نے لشکر کے دو حصے اپنے بھائی رن مست کو دے کر اپنے سے دور ہٹا دیا لیکن ان سے دور رہتے ہوئے اس کے متوازی سفر کرتا رہا۔ خود چھوٹے سے لشکر کے ساتھ تمہارے سامنے آیا اور پھر سامنے سے خود ٹکرایا، پہلو کی طرف سے اس کا بھائی رن مست حملہ آور ہوا اور تمہاری ناکامی کے تابوت میں انہوں نے کیل ٹھونک کر رکھ دی۔

دھن! اگر تم نے دُرگا وتی اور شیتل پر حملہ آور ہونے سے پہلے منصوبہ بندی کی ہوتی، اپنے مخبروں سے کام لیا ہوتا تو تمہیں ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑتا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد شیوا جی رکا، اس کے بعد کھا جانے والے انداز میں سنت کی طرف دیکھا۔ جواب میں سنت کی گردن جھک گئی تھی۔ پھر شیوا جی اسے مخاطب کر کے کہنے لگا تھا۔

"سنت! تم نے کس قدر حماقت اور بے وقوفی کا مظاہرہ کیا۔ تمہاری یہ کارگزاری تو قابل تعریف ہے کہ تم نے ان علاقوں کا گھیراؤ کر کے رادھیکا اور اس کے بھائی کشن سنگھ کو گرفتار کر لیا لیکن تمہاری اس حماقت پر رونا آتا ہے کہ تم نے ان دونوں بہن بھائیوں کو خیمے کے اندر رکھا، صرف ان دونوں کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے۔ خیمے کے دنوں جانب پہرے دار کھڑے کر دیئے اور پھر سب سے بڑی حماقت کی کہ ان کے گھوڑے بھی خیمے کے کھونٹوں کے ساتھ باندھ دیئے گئے۔ اور اب تم کہتے ہو کہ جب اگلے روز تم صبح سویرے اٹھے اور کشن سنگھ اور رادھیکا سے ملنے کے لئے گئے تو تمہارے دو محافظوں کی لاشیں خیمے کے اندر پڑی ہوئی تھیں جبکہ وہ دونوں بہن بھائی غائب تھے اور گھوڑے بھی وہاں نہیں تھے۔

جاہل آدمی! پہلے تم اپنی کارگزاری پر تو نگاہ دوڑاؤ۔ تم نے نہ اُن دونوں بہن بھائیوں سے ان کی تلواریں اور خنجر لئے نہ ان کی پیٹیاں اتروائیں۔ ان کے گھوڑوں کے ساتھ تم کہتے ہو سامان بندھا ہوا تھا، وہ بھی بڑے احترام اور عزت کے ساتھ اتار کر ان کے خیمہ میں منتقل کر دیا گیا۔ میرے خیال میں ایسا سب کچھ تم نے رادھیکا

Marfat.com

سے محبت کی بناء پر کیا ہوگا اور تم یہ بھی کہتے ہو کہ اس نے تمہیں اپنے جیون کا ساتھی بنانے سے انکار کر دیا تھا اور انتہا درجہ کی نفرت کا اظہار کیا تھا۔ اگر ایسا تھا تو کم از کم تم ان دونوں بہن بھائی کے ہاتھ پاؤں جکڑ کر انہیں کسی خیمے سے باہر ڈال کر رکھتے۔ گھوڑے ان کے نزدیک نہ رہنے دیتے۔ پھر میں دیکھتا ہوں وہ بھاگ کر کہاں جاتے۔

اب میں تمہیں اپنی کارگزاری کا حال سناؤں گا، میں چھپاؤں گا نہیں۔ میں سورت پر حملہ آور ہو کر وہاں سے انگریز کی بیٹی زرنگار کو اٹھانا چاہتا تھا پر مسلمانوں کے سالار اعتقاد خاں کا ایک لشکر سورت شہر کی طرف پیش قدمی کر گیا تھا لہٰذا مجھے ناکام آنا پڑا۔ اب اس ساری صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں انتہا درجہ محتاط رہنا پڑے گا۔ پہلے ان علاقوں میں ہمارے خلاف صرف اعتقاد خاں اور جے سنگھ تھے، دونوں کو صرف ہم پر نگاہ رکھنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا تاکہ ہم لوٹ مار کا بازار گرم کرتے ہوئے اورنگ زیب عالمگیر کے علاقوں میں داخل نہ ہوں۔

اعتقاد خاں اور جے سنگھ کے علاوہ ان علاقوں میں اورنگ زیب عالمگیر کا سالار دلیر خان تھا۔ اب صورتِ حال یکسر تبدیل ہوگئی ہے۔ اب اورنگ زیب عالمگیر کے دو نامور اور انتہائی کڑے سالار بھی ان علاقوں کی طرف آ گئے ہیں۔ جس وقت میں سورت سے اپنے مرکز کی طرف آ رہا تھا تو راستے میں میرے مخبروں نے اطلاع دی تھی کہ رن مست اپنے حصے کا لشکر لے کر بیجا پور کی سرحدوں میں بیجا پور والوں سے مصروف جنگ دلیر خاں کی طرف جا چکا ہے جبکہ اورنگ زیب عالمگیر کے نامور سالار اوغر خاں نے فی الحال میواڑ کے راجہ راج سنگھ کا رُخ کیا ہے۔ پہلے سے اورنگ زیب عالمگیر کا بیٹا اعظم، راج سنگھ کے ساتھ برسرِ پیکار ہے۔ راج سنگھ نے کوہستانی سلسلوں کے اندر پناہ لے رکھی ہے اور وہیں سے نکل کر وہ اعظم شاہ کے ساتھ گوریلا جنگ کی ابتدا کر چکا تھا۔ لیکن اب میں سمجھتا ہوں راج سنگھ ایسا نہیں کر سکے گا۔ اور اب میں یہ بھی اندازہ لگاتا ہوں کہ اب راج سنگھ کی بدبختی کی ابتدا ہونے والی ہے اس لئے کہ اوغر خاں یہاں پہنچ گیا ہے۔ اوغر خاں جب اورنگ زیب کے بیٹے اعظم شاہ کے ساتھ مل کر راج سنگھ کے خلاف حرکت میں آئے گا تو اوغر خاں کی ماضی کی کارکردگی اس کے کارناموں کو سامنے رکھتے ہوئے میں کہہ سکتا ہوں کہ اوغر خاں کے مقابلے میں راج سنگھ کو سر چھپانے کے لئے ان علاقوں میں کوئی پناہ گاہ نہیں ملے گی۔

Marfat.com

اب ہمیں پہلے کی نسبت زیادہ محتاط رہنا ہو گا اور ساحل سمندر تک سارے علاقوں کو اپنی گرفت میں رکھنا ہو گا۔ اس لئے کہ جب دلیر خاں اور رن مست خاں بیجا پور کے محاذ سے فارغ ہوں گے تب وہ بھی اعتقاد خاں کا رخ کریں گے اور اعتقاد خاں ضرور ہمارے خلاف حرکت میں آئے گا۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ خطرہ پیدا ہو گا کہ جب اوغر خاں اور اعظم شاہ نے راج سنگھ کو اپنے سامنے زیر کر لیا تو پھر اعظم شاہ کو تو ہوسکتا ہے اس کا باپ اورنگ زیب عالمگیر واپس بلا لے لیکن اوغر خاں یقیناً ان علاقوں میں رکھا جائے گا اور اگر وہ ان علاقوں میں رہا تو پھر یاد رکھنا ہمارے لئے اس قدر کٹھنائیاں اٹھیں گی جو اس سے پہلے ہم نے کبھی نہ دیکھی ہوں گی۔

گو ان دنوں اورنگ زیب عالمگیر کے لئے بہت سے محاذ کھلے ہیں جہاں اس کے مختلف لشکر اپنے دشمنوں کے خلاف برسرِ پیکار ہیں، اعتقاد خاں اور جے سنگھ ہم پر نظر رکھے ہوئے ہیں، دلیر خاں اور رن مست خاں بیجا پور کے محاذ پر ہیں۔ اوغر خاں اور اعظم راجہ جے سنگھ سے ٹکرا رہے ہیں جبکہ اورنگ زیب عالمگیر کا بڑا بیٹا اکبر اپنے ایک سالار تہور خاں کے ساتھ مارواڑ کی حکمرانی کا دعویٰ کرنے والے دُرگا داس کے خلاف برسرِ پیکار ہے۔ اس طرح ان دنوں اورنگ زیب عالمگیر کے لئے تین بڑے بڑے محاذ کھلے ہیں جس کی بناء پر وہ ہمارے خلاف حرکت میں نہیں آ رہا۔

اعتقاد خاں اور جے سنگھ کو صرف ہم پر نگاہ رکھنے کے لئے مقرر کیا ہوا ہے۔

میرے عزیز ساتھیو! ایک بات یاد رکھنا جب وقت مارواڑ کے دُرگا داس، میواڑ کے راج سنگھ اور بیجا پور کے محاذ پر اورنگ زیب عالمگیر کے لشکریوں کو فتح حاصل ہو گی اور وہ مہمیں انہوں نے کامیابی سے سر کر لیں تو پھر اورنگ زیب عالمگیر کے سارے لشکریوں کا دباؤ ہم پر پڑے گا۔ اس وقت جو صورتِ حال ہے اسے یوں سمجھنا چاہئے کہ سیلاب کا ایک بہت بڑا ریلا ہے جسے ایک بند نے روکا ہوا ہے اور جس دن وہ بند ٹوٹا ہر چیز کو بہا کر لے جائے گا۔ تم دیکھتے ہو ان دنوں اعتقاد خاں بس اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے سست پڑا ہے اور جس دن دوسرے محاذوں پر خاموشی طاری ہو گئی، یہی اعتقاد خاں اپنے دوسرے سالاروں کے ساتھ مل کر جوالا مکھی کی طرح بھڑک اٹھے گا۔

بہر حال مسلمانوں سے ایک طویل جنگ کی طرح ڈالنے کے لئے ہمیں ہر طرح کی تیاریوں کو آخری شکل دے لینی چاہئے۔"

Marfat.com

اس کے ساتھ ہی شیواجی وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

❖

میواڑ کا راجہ مہارانا راج سنگھ جو نہ صرف اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف علمِ بغاوت کھڑا کر چکا تھا بلکہ وہ اورنگ زیب عالمگیر کے خلای مارواڑ کے ان باغی عناصر کی مدد بھی کر رہا تھا جو اورنگ زیب کے خلاف بغاوت کر چکے تھے۔

مہارانا راج سنگھ اپنے کوہستانی سلسلوں کے اندر ایک بہت بڑا لشکر لے کر گھات لگا چکا تھا۔ کوہستانی سلسلے کے اندر اس نے اپنے کھانے پینے اور ضرورت کی ہر چیز کے ذخائر جمع کر رکھے تھے۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے چھوٹے چھوٹے دستے مقرر کر رکھے تھے جو اطراف و اکناف میں اس کے حامی علاقوں سے اسے ضروریات کی ہر شے پہنچاتے تھے۔

اب میواڑ کے راجہ مہارانا راج سنگھ کے خلاف اس وقت اورنگ زیب عالمگیر کا بیٹا اعظم برسرِ پیکار تھا۔ مہارانا راج سنگھ نے یہ طریقہ اپنایا ہوا تھا کہ کبھی کبھی موقع ملتے ہی وہ کوہستانی سلسلے سے نکلتا، مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہوتا اور انہیں نقصان پہنچا کر واپس کوہستانی سلسلے کے اندر چلا جاتا۔ اس طرح اس نے تہیہ کر رکھا تھا کہ وقفہ وقفہ سے اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر پر وہ شب خون مارتے ہوئے ان کی تعداد کم کرتا رہے گا اور انہیں اس قدر مجبور کر دے گا کہ وہ اپنا بوریا بستر اٹھا کر واپس جانے پر مجبور ہو جائیں۔ اور جب ایسا ہو گا تو پھر اپنی حکومت اپنے سارے علاقوں میں بحال کر دے گا۔ اور کھل کر اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف مارواڑ کے باغیوں اور سرکشوں کی مدد بھی کرے گا۔

مارواڑ میں اُس وقت سرکردہ دُرگا داس تھا جس نے اور چند راجاؤں کو اپنے ساتھ ملا رکھا تھا اور اورنگ زیب عالمگیر کا بیٹا ان کے خلاف برسرِ پیکار تھا۔ اکبر کی مدد کے لئے اورنگ زیب عالمگیر نے اپنا ایک سرکردہ سالار تہور خاں بھی اس کی مدد کے لئے بھیجا ہوا تھا۔ اوغر خاں جب اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اعظم شاہ کے پاس پہنچا تو اعظم شاہ اس کی صلاحیتوں سے واقف تھا۔ اس نے اس کا بہترین استقبال کیا اور فیصلہ کیا کہ اوغر خاں کے مشورے کے بغیر کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔

میواڑ پہنچنے کے بعد چند دنوں تک اوغر خاں نے اپنے محافظ دستوں کے ساتھ

Marfat.com

سارے علاقے کا جائزہ لیا۔ کوہستانی سلسلے کے اندر داخل ہونے درّوں اور جہاں جہاں سے میواڑ کے راجہ راج سنگھ کو کوہستانی سلسلے کے اندر رسد اور کمک پہنچتی تھی ان کا بھی بغور جائزہ لیتا رہا۔

اس ساری کارروائی کی تکمیل کے بعد ایک روز اوغر خاں، اورنگ زیب کے بیٹے اعظم شاہ کے خیمے میں داخل ہوا۔ اس وقت اعظم شاہ کے پاس کچھ چھوٹے سالار بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اوغر خاں جب کمرے میں داخل ہوا تو سب نے اپنی جگہ سے اٹھ کر بہترین انداز میں اس کا استقبال کیا، آگے بڑھ کر سب سے اوغر خاں نے مصافحہ کیا۔ جب اعظم شاہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تب اوغر خاں بھی بیٹھا، اس کے بعد باقی چھوٹے سالار بھی نشستوں پر ہو بیٹھے۔ کچھ دیر تک خیمے میں خاموشی رہی، اس کے بعد گفتگو کا آغاز اوغر خاں نے کیا۔ اعظم شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

''میرے عزیز و محترم بھائی! ان علاقوں میں آنے کے بعد مہارانا راج سنگھ سے نمٹنے کے لئے جو کارروائی میں کرنا چاہتا تھا اب اس کی میں تکمیل کر چکا ہوں۔ مہارانا راج سنگھ سے نمٹنے کے لئے میں جس ردِ عمل کو عملی صورت دینا چاہتا ہوں اس پر پہلے میں آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں تاکہ میرا ہر عمل آپ کی نگاہ میں رہے۔''

یہاں تک کہتے کہتے اوغر خاں کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اعظم شاہ اس کی طرف غور سے دیکھتے اور کسی قدر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''اوغر خاں میرے بھائی! تم کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو؟ تمہارے آنے سے مہارانا راج سنگھ کے خلاف جو ہمارے لشکریوں کو تقویت ملی ہے اسے میں بیان نہیں کر سکتا۔ تمہاری آمد سے پہلے چھوٹے سالار تمہاری ہی تعریف کر رہے تھے کہ جب سے تم یہاں آئے ہو مہارانا راج سنگھ نے ہم پر شب خون مارنے کی جرأت نہیں کی ہے۔ میرے بھائی! مہارانا راج سنگھ سے نمٹنے کے لئے جو بھی تم عملی قدم اٹھاؤ گے یوں جانو اس سے ہم مکمل طور پر اتفاق اور تعاون کریں گے۔ بولو تم کیا کہتے ہو؟''

اوغر خاں مسکرایا، کہنے لگا۔

''سب سے پہلا قدم میں یہ اٹھا رہا ہوں کہ اپنے تیز رفتار، متحرک اور جان پر کھیل جانے والے مخبر میں ان کوہستانی سلسلوں کے اندر پھیلا رہا ہوں۔ وہ ہمیں مہارانا راج سنگھ کے ایک ایک لمحہ کی خبر دیتے رہیں گے۔ اس کے بعد میں دیکھوں گا کہ مہارانا راج سنگھ کوہستانی سلسلے سے نکل کر کیسے ہم پر شب خون مارتا ہے۔ اس نے

Marfat.com

یہ ٹھان رکھی تھی کہ آہستہ آہستہ شب خون کا کھیل کھیلتے ہوئے وہ مسلمانوں کے لشکر کی تعداد کم کرتا چلا جائے گا اور مسلمانوں کو یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دے گا۔ لیکن اب ہم جوابی کارروائی کرتے ہوئے اسے کوہستانی سلسلے سے بھاگنے پر مجبور کر دیں گے۔"

میرا پہلا قدم اپنے مخبروں اور اطلاع گروں کو متحرک کرنا ہے۔ جب اپنے مخبروں کے ذریعے مہارانا راج سنگھ اور اس کے چھوٹے چھوٹے ان لشکروں کی خبریں ہم تک پہنچنا شروع ہو جائیں گی جو اِدھر اُدھر متحرک ہو کر اپنے لئے رسد اور کمک کا سامان حاصل کرتے ہیں تب میں ان کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔ پھر میں دیکھوں گا مہارانا راج سنگھ کیسے سرکشی اور بغاوت ترک کرنے پر مجبور نہیں ہوتا۔

اب تک جو میں نے اندازہ لگایا وہ یہ ہے کہ اس کوہستانی سلسلے کے مچاروں طرف مہارانا راج سنگھ کے حامی لوگ ہیں۔ یہ علاقہ اس کا اپنا ہے لہٰذا یہ امر طے شدہ ہے کہ لوگ اس کی حمایت کریں گے۔ لیکن وہ جو آئے دن کی سرکشی اور بغاوتوں سے تنگ ہیں وہ بظاہر تو راج سنگھ کی حمایت کی بات کرتے ہیں لیکن دلی طور پر وہ اپنے شہنشاہ کی حمایت اور ہمدردی کا دَم بھرتے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

"اعظم شاہ میرے عزیز بھائی! لشکر کا وہ حصہ جو میں اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں وہ اس سے پہلے بہت سے مواقع پر میرے ساتھ کام کر چکا ہے۔ میرے حملہ آور ہونے اور جنگی طریقوں سے وہ پوری طرح واقف اور آگاہ ہے۔ جو لشکر پہلے سے آپ کے پاس ہے وہ بھی گزشتہ کئی ماہ سے آپ کے پاس کام کر رہا ہے۔ اب مہارانا راج سنگھ سے نمٹنے کا طریقہ یہ ہو گا کہ جو لشکر آپ کے پاس ہے وہ آپ کے پاس ہی رہے گا اور آپ پڑاؤ کی حفاظت کرتے رہیں۔ جس قدر لشکر آپ کے پاس ہے اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ آنے والی شب کو آپ اپنے لشکریوں کے ذریعہ اپنے پڑاؤ کے کوہستانی سلسلے کی طرف بڑے بڑے گڑھے و خندقیں اور مورچیں کھدوا لیں۔ یہاں آنے کے بعد مجھے خبر ہوئی ہے کہ مہارانا راج سنگھ کوہستانی سلسلے سے نکل کر شب خون مارنے کے علاوہ کئی بار دن کے وقت بھی اچانک حملہ آور ہوتا رہا ہے۔ پڑاؤ کے سامنے کوہستانی سلسلے کی طرف جو خندقیں اور مورچے آپ کھدوائیں

Marfat.com

گے ان سے یہ کام لیا جائے گا کہ جب آپ اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں گے تو لشکر کا ایک حصہ پڑاؤ میں رہا کرے گا دوسرا حصہ دن کے وقت مورچوں کے اندر مستعد رہا کرے گا۔ مورچوں اور خندقوں کے اندر تیروں کے ڈھیر لگا دیئے جائیں گے۔ دن کے وقت جونہی مہارانا راج سنگھ کوہستانی سلسلے سے نکل کر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے اسے اور اس کے ساتھیوں کو تیروں سے چھلنی کر دیا جائے۔

آپ کے لشکر کا دوسرا حصہ جو دن کے وقت پڑاؤ میں آرام کیا کرے گا وہ رات کے وقت ان خندقوں اور مورچوں میں جاگ کر پہرہ دے گا اور اگر مہارانا راج سنگھ شب خون مارنے کی کوشش کرے تو خندقوں اور مورچوں میں بیٹھے ہوئے ہمارے وہ تیرانداز اس کے ارادوں کو ناکام بنا دیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں پھر رکا، دوبارہ اعظم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"جہاں تک میرا اور اس لشکر کا تعلق ہے جو میرے ساتھ کام کرے گا تو میں کل صبح ہی صبح اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ یہاں سے پیچھے ہٹ جاؤں گا اور چاروں طرف یہ خبر پھیلا دی جائے گی کہ اوغر خاں جو لشکر لے کر آیا تھا اسے لے کر وہ واپس کسی دوسرے محاذ کی طرف چلا گیا ہے۔

میں پورا دن اپنے لشکر کے ساتھ ادھر اُدھر سرگرداں رہوں گا تاکہ مہارانا راج سنگھ کے مخبروں کو یقین ہو جائے کہ واقعی میں یہاں سے ہٹ گیا ہوں۔ لیکن جونہی سورج غروب ہو گا، تاریکیاں پھیلیں گی، میں پلٹوں گا اور بڑی تیزی سے واپس ان علاقوں کا رخ کروں گا۔

اب میں دن کے وقت تو اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ میں پڑا رہوں گا، کسی کو خبر تک نہ ہو گی کہ اوغر خاں یہیں ہے۔ رات کے وقت میں اپنی کارروائی پر نکلا کروں گا۔ میں کوہستانی سلسلے کے اُن درّوں پر نگاہ رکھوں گا جہاں سے رسد اور کمک کا سامان کوہستانی سلسلے کے اندر مہارانا راج سنگھ کو پہنچتا ہے۔

جونہی میں نے کوئی ایسا قافلہ دیکھا جو سامان لے کر مہارانا راج سنگھ کی طرف جا رہا ہو گا میں اس پر حملہ آور ہو کر اس سارے قافلے کا تو کام تمام کر دوں گا۔ قافلے کے لوگوں کی جگہ میرے لشکری وہ سامان لے کر کوہستانی سلسلے کے اندر داخل ہوں گے۔ مہارانا راج سنگھ کو یہی تاثر دیا جائے گا کہ اس کو ضرورت کا سامان پہنچانے

Marfat.com

والے لوگ کوہستانی سلسلے میں داخل ہوئے ہیں۔ جہاں جہاں مہارانا راج سنگھ نے اپنی پناہ گاہیں بنا رکھی ہیں میرے آدمی وہاں پہنچ جائیں گے۔ کوہستانی سلسلے کے اندر آگے بڑھتے ہوئے میرے وہ آدمی شاہراہوں کے کنارے اطراف میں مہارانا راج سنگھ کا جو بھی آدمی ملے گا اسے موت کے گھاٹ اتارتے چلے جائیں گے تاکہ مہارانا راج سنگھ کے مخبر بدلتی ہوئی صورتِ حال سے اسے آگاہ نہ کر سکیں۔

رات کے وقت جب میرے ہی آدمی سامان لے کر اس جگہ پہنچیں گے جہاں مہارانا راج سنگھ نے گھات لگا رکھی ہے پھر مہارانا کے لئے یہ مصیبت اٹھ کھڑی ہو گی۔ قافلہ والوں میں سے ایک دو کو زندہ رکھا جائے گا جو میرے لشکریوں کی رہنمائی کرتے ہوئے مہارانا راج سنگھ کی پناہ گاہوں تک رہبری کریں گے اور اپنے ان ساتھیوں کے پیچھے پیچھے میں بھی باقی لشکر کے ساتھ کوہستانی سلسلوں کے اندر داخل ہو جاؤں گا۔ میں کوشش کروں گا کہ اس انداز سے مہارانا راج سنگھ کے اڈے پر حملہ آور ہوں کہ مہارانا کو اپنی جان بچانے کے لئے کوہستانی سلسلے سے اس سمت سے باہر نکلنا پڑے جہاں آپ کے لشکر کا پڑاؤ ہو گا۔ لٰہذا جونہی آپ کے وہ لشکری جو خندقوں کے اندر بیٹھے ہوں گے وہ کوہستانی سلسلے سے نکلنے والوں پر تیراندازی کر دیں۔ اس طرح میرا اندازہ ہے کہ مہارانا راج سنگھ کو ہم اپنے سامنے بہت جلد زیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رکا، کچھ سوچا پھر وہ پہلے کی نسبت زیادہ سنجیدگی سے اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اعظم شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''اعظم میرے عزیز بھائی! جس وقت امیر محترم نے مجھے آگرہ سے روانہ کیا تھا تو ان کی سب سے پہلی نصیحت میرے لئے یہ تھی کہ ہمارے لئے جگہ جگہ بہت سے محاذ کھل چکے ہیں اور ہم نے سب سے پہلی اور اولین کوشش یہ کرنی ہے کہ اپنے ان محاذوں کو کم کریں تاکہ جگہ جگہ لشکریوں کو پھیلا کر ہم اپنی عسکری طاقت اور قوت کو کمزور نہ کریں۔

میرے بھائی! ایک محاذ وہ ہے جہاں میں اور تم ہیں، دوسرے محاذ پر بیجاپور کی سمت دلیر خان اور رن مست خاں لگے ہوئے ہیں۔ تیسرے محاذ پر جے سنگھ اور اعتقاد خاں ہیں وہ عملی طور پر متحرک نہیں لیکن وہ دونوں کم از کم مرہٹوں پر نگاہ تو رکھے ہوئے ہیں تاکہ وہ آگے بڑھ کر ہمارے علاقوں میں شکست و ریخت کی کارروائیاں نہ کر

Marfat.com

سکیں۔

چوتھا محاذ مارواڑ میں کھلا ہوا ہے جہاں آپ کا بڑا بھائی اکبر اپنے سالار تہور خاں کے ساتھ دُرگا داس اور اس کے حمایتی راجپوتوں کے خلاف برسرِ پیکار ہے۔ لہٰذا بہ یک وقت اپنے لشکر کو چار محاذوں میں تقسیم کرنا مصلحت کے خلاف ہے۔ اسی بناء پر میں مہارانا راج سنگھ کا محاذ بہت جلد ختم کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد میرے لئے امیرِ محترم کی طرف سے حکم یہ ہے کہ میں تو اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اعتقاد خاں سے جا ملوں گا جبکہ آپ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ واپس امیرِ محترم کی طرف چلے جائیں گے لیکن یہ سب کچھ اس وقت ہو سکتا ہے جب ہم مہارانا راج سنگھ کو اپنے سامنے بالکل بے ضرر کر دیں گے اور اس کا خاتمہ کر لیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں خاموش ہو گیا۔ جواب میں اعظم شاہ کچھ دیر تک توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا اور مسکراتا رہا۔ اس موقع پر اوغر خاں نے پھر اعظم شاہ کو مخاطب کیا۔

"میرے بھائی! کیا تمہیں میری یہ تجویز پسند نہیں آئی؟"

اعظم شاہ چونکا، کہنے لگا۔

"اوغر خاں میرے بھائی! کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو؟ جو کام تم کرنا چاہتے ہو یقیناً اس سے مہارانا راج سنگھ کی شکست اور ناکامی پر مُہر لگ جائے گی۔ میرے بھائی! میں تو تمہاری طرف اس لئے توصیفی انداز میں دیکھ رہا تھا کہ تم نے جو مہارانا راج سنگھ سے نمٹنے کا طریقِ کار بنایا ہے اس سے راج سنگھ بچ نہیں سکے گا۔ بھائی! میرا دل کہتا ہے جہاں تم جیسا جنگ کا وسیع تجربہ رکھنے والا سالار ہو وہاں شکست اور ناکامیاں اپنی پرواز نہیں کر سکتیں۔"

اوغر خاں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا، کہنے لگا۔

"اگر یہ بات ہے تو جو کچھ میں نے کہا ہے آپ اپنے لشکر کے ساتھ اس پر عمل کریں جبکہ میں بھی اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دیتا ہوں تاکہ آنے والی صبح کو میرا لشکر یہاں سے کوچ کر جائے۔"

اعظم شاہ نے اس سے اتفاق کیا جس کے جواب میں اوغر خاں اس کے خیمے سے نکل گیا تھا۔

O✤O

Marfat.com

اب اوغر خاں اور اعظم شاہ دونوں مارواڑ کے راجہ رانا راج سنگھ پر ضرب لگانے کے لئے اپنی تیاریوں کو آخری شکل دے چکے تھے۔

دوسرے محاذ پر بیجا پور کے خلاف دلیر خاں اور رن مست خاں بھی اپنی جگہ بالکل مستعد تھے اور اب وہ بیجا پور والوں پر حملہ آور ہو کر انہیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے پر تلے ہوئے تھے۔

جہاں تک بیجا پور کی سلطنت کا تعلق ہے تو بیجا پور جنوبی ہند میں صوبہ مہاراشٹر کا ایک مشہور قدیم شہر ہے اور اسی نام کی سابق ریاست تھی جو بمبئی سے لگ بھگ 150 میل جنوب مشرق میں واقع تھی۔

1294ء تک بیجا پور مختلف راجاؤں کے دورِ حکومت میں صدر مقام رہا یہاں تک کہ 1294ء میں علاؤ الدین خلجی نے زوردار حملے کرتے ہوئے بیجا پور کو فتح کر لیا۔ 1494ء میں یوسف نامی شخص نے جو سلطان مراد ثانی کا بیٹا سمجھا جاتا تھا، بیجاپور کی مسلم حکومت کی بنیاد ڈالی اور یہاں ایک قلعہ بھی تعمیر کروایا۔ یوسف نے گوا پر بھی قبضہ کر کے اس کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اور عادل شاہ کا لقب اختیار کیا۔ یہ لقب اس کا خاندانی لقب بن گیا بعد میں یہ خاندان عادلِ شاہی خاندان کہلانے لگا۔

1557ء میں عادل شاہ تخت پر بیٹھا۔ اس نے رفاہِ عامہ کے بہت سے کام کئے۔ 1565ء میں بیجا پور، احمد نگر اور گولکنڈہ کے متحدہ لشکر نے وجیہ نگر کی عسکری طاقت کو شکست دی۔

عادل شاہ کی وفات کے بعد 1589ء میں اس کا بھتیجا ابراہیم عادل شاہ تخت پر بیٹھا۔ 1626ء میں ابراہیم کے انتقال کے بعد محمد عادل شاہ مسند نشین ہوا۔ اس کے دورِ حکومت میں مرہٹوں نے شیوا جی کی سرکردگی میں بیجا پور پر حملہ کر دیا اور بہت سے اہم قلعوں پر قبضہ کر لیا۔

Marfat.com

1656ء میں اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے زمانۂ شہزادگی میں بیجاپور پر حملہ کر کے اس کا محاصرہ کر لیا اور وہ اس کو فتح کرنے کے قریب تھا لیکن اس کے باپ شاہجہاں کی بیماری کی خبر آئی جسے سن کر اس نے محاصرہ اٹھا لیا۔

اور اب دلیر خاں اور رن مست خاں نے بیجاپور کے علاقوں کے سامنے پڑاؤ کر لیا تھا اس لئے کہ بیجاپور والوں نے اورنگ زیب عالمگیر اور اس کی سلطنت کے خلاف کچھ زیادتیاں کرنی شروع کر دی تھیں۔ اب بیجاپور کی سلطنت کا حکمران سکندر عادل شاہ تھا۔

اسی سکندر عادل شاہ کے دورِ حکومت میں بیجاپور کا لشکر اور اورنگ زیب عالمگیر کا لشکر ایک دوسرے سے ٹکرانے کے لئے آمنے سامنے صفیں درست کئے کھڑے تھے۔

دراصل بیجاپور والوں نے مغلوں سے جنگ کرنے کے لئے غلط وقت کا انتخاب کیا تھا۔ اگر وہ اس وقت اورنگ زیب عالمگیر پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتے جس وقت ان کی سرحدوں پر اکیلا دلیر خاں ایک لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا تب ان کی کسی قدر کامیابی اور کامرانی کی امید بھی تھی۔ اب تو رن مست خاں جیسا جانباز و فدا کار اور موت کے روبرو کھڑے ہو کر گفتگو کرنے والا سالار اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پہنچ گیا ہوا تھا۔ رن مست کا وہاں موجود ہونا ہی بیجاپور والوں کی شکست اور مغلوں کی کامیابی کی ضمانت خیال کیا جاتا تھا۔

اس کے باوجود بھی صورتِ حال کو نظر انداز کرتے ہوئے بیجاپور والوں کا لشکر دلیر خاں اور رن مست خاں کے لشکر پر ویران کر دینے والے انتقام کے منہ زور جھکڑوں، خونی تحریریں رقم کرتے خود سر انجانے سرکش جذبوں اور دور تک قتال کر دینے والے اوہام کے کالے بادلوں کی وحشی یادوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ بیجاپور والوں کے ان حملوں کے جواب میں دلیر خاں اور رن مست خاں نے بھی اپنا آپ دکھانا شروع کیا۔ جوابی کارروائی کرتے ہوئے وہ بھی مقدرات کو اپنی ٹھوکر پر رکھنے والے تشنگیوں کے بگولوں، گردشِ لوح کی ہر تہہ میں غم کی آتش، سانسوں کی ہر سلوٹ میں دکھ کے استعارے بھر دینے والے انجانے عذابوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

بیجاپور کی سرحدوں پر دونوں لشکروں کے اس طرح ٹکرانے سے ہر لفظ طوفان، ہر سانس زلزلے کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ اسم و جسم اور نبض و نفس پر عذاب و کرب کی بے انت یلغار شروع ہو گئی تھی۔ موت سیال آتش اور آگ کے بگولوں کی طرح

Marfat.com

میدانِ جنگ کے اندر رقص کرتی ہوئی ہر شے کو شکن شکن کرنے لگی تھی۔

بیجا پور کے لشکر نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ حملہ آور دلیر خاں اور رن مست خاں کو کسی نہ کسی طرح پیچھے ہٹانے میں کامیاب ہو جائیں لیکن ایسا نہ ہو سکا اور ان دونوں کے مقابلے میں بیجا پور کے لشکریوں کی حالت اب بڑی تیزی سے کرم خوردہ اہراموں، سناٹوں میں پھیلتی بدبختی، ٹوٹے بکھرے اُجڑے دیاروں سے بھی زیادہ ہولناک ہونا شروع ہو گئی تھی۔

دوسری طرف دلیر خاں اور رن مست خاں دونوں نے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد بیجا پور کے لشکریوں پر حملہ آور ہونے کی اپنی حالت بھی تبدیل کر لی تھی۔ پہلے وہ دونوں یکجا ہو کر سامنے سے حملہ کر رہے تھے اور بیجا پور کے لشکریوں کی انہوں نے صفوں کی صفیں الٹ کر رکھ دی تھیں۔ اب ایک طرح سے ان کا لشکر دو حصوں میں تقسیم ہونے لگا تھا۔ بیچ میں خلاء پیدا کر دیا گیا تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے بیجاپور کے لشکر پر دائیں جانب سے رگوں میں لہو کی گردش روک دینے والی عداوتوں کی گھاتوں کی طرح رن مست خاں حملہ آور ہو گیا جبکہ دوسری طرف سے دلیر خاں ذہن کے آکاش پر منڈلاتی درد کی نئی سوغاتوں کی طرح بیجا پور کے لشکر پر ضربیں لگانے لگا تھا۔

رن مست خاں اور دلیر خاں کے ان دو طرفہ حملوں کو بیجا پور کے لشکری اور سالار برداشت نہ کر سکے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس طرح بیجا پور کے خلاف یہ دلیر خاں اور رن مست کی شاندار فتح اور کامیابی تھی۔

دلیر خاں اور رن مست خاں کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد بیجا پور کا لشکر پیچھے ہٹ گیا۔ ایک جگہ انہوں نے پڑاؤ کر لیا۔ یہ جگہ بڑی محفوظ تھی۔ تین اطراف سے وہاں لشکر بالکل محفوظ رہ سکتا تھا۔ سامنے کی طرف سے آتے دشمن پر نگاہ بھی رکھی جا سکتی تھی۔

اس جگہ بیجا پور کی سلطنت کے حکمران سکندر عادل شاہ کا مختارِ کار سدی مسعود لشکر گاہ میں پہنچا۔ اس نے سارے سالاروں کو ایک جگہ جمع کیا، کچھ دیر تک اپنی اُس شکست کی وجہ سالاروں سے دریافت کرتا رہا اور اس شکست کے اسباب مختلف سالار مختلف انداز میں بیان کرتے رہے۔ جب سارے سالار اپنی اپنی رائے دے چکے تب کچھ دیر تک سدی مسعود خاموش کھڑا رہا اس کے بعد اپنے سالاروں سے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

Marfat.com

''میرے عزیزو! اس سلسلے میں، میں سکندر عادل شاہ سے گفتگو کر کے آیا ہوں۔ مغلوں کے ہاتھوں ہماری یہ شکست ہمارے لئے بدنامی اور لعنت کا ایک داغ ہے اور ہم نے ہر صورت میں اسے دھونا ہے۔ اپنے حکمران سے جو مشورہ میں نے کیا ہے وہ بھی میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں اگر تم اس سے اتفاق کرو تو اسے عملی صورت دی جائے گی۔

ہم نے جو فیصلہ کیا ہے وہ یہ کہ تیز رفتار قاصد شیوا جی کی طرف روانہ کئے جائیں۔ ان قاصدوں کے ذریعہ شیوا جی کو یہ ترغیب دی جائے کہ وہ ہمارے ساتھ مغلوں کے خلاف معاہدہ کر لے۔ اگر مغل شیوا جی پر حملہ آور ہوں گے تو ہم مغلوں کے خلاف شیوا جی کی مدد کریں گے اور اپنے لشکریوں کے ساتھ شیوا جی کے پہلو سے پہلو ملا کر مغلوں سے اس کی حفاظت کریں گے اور اگر مغل ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں تو شیوا جی اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ ہم سے آن ملے گا اور ہمارے ایک حلیف کی حیثیت سے مغلوں کے خلاف جنگ کرے گا۔''

بیجاپور کے سارے سالاروں نے سدی مسعود کی اس تجویز سے اتفاق کیا اور اس اتفاقِ رائے پر سدی مسعود بڑا خوش ہوا تھا۔ اسی وقت اس نے مغلوں کے خلاف مرہٹوں سے معاہدہ کرنے کے لئے تیز رفتار قاصد شیوا جی کی طرف روانہ کر دیا تھا۔

منزل پر منزل مارتے ہوئے یہ قاصد ایک روز شیوا جی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب صورتِ حال سے شیوا جی کو آگاہ کیا تو شیوا جی نے اپنے سارے سالاروں کو اپنے پاس بلا لیا، اس کے بعد جو قاصد سدی مسعود نے بھیجا تھا اس نے اپنا مدعا بیان کیا۔

اس قاصد کی زبان سے سدی مسعود کی پیش کش کو سن کر شیوا جی بڑا خوش ہوا۔ وہ تو پہلے ہی یہ چاہتا تھا کہ مسلمان آپس میں تقسیم ہو جائیں اور اس طرح ان کی طاقت و قوت کمزور ہو اور وہ ایک ایک پر ضرب لگا کر ہندوستان کے اندر اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

اس موقع پر شیوا جی کچھ دیر تک اپنے سالاروں سے مشورہ کرتا رہا اس کے بعد جو قاصد سدی مسعود نے بھیجا تھا اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جو پیش کش تم ہمارے لئے لے کر آئے ہو اسے ہم بخوشی قبول کرتے ہیں۔ مغل اس وقت صرف بیجاپور کی سلطنت کے خلاف ہی حرکت میں نہیں آئے ہوئے،

Marfat.com

ان کی ترک تاز کا شکار مارواڑ کا راجہ مہارانا راج سنگھ بھی بنا ہوا ہے۔ میواڑ کے حکمران بھی ان کے حملوں کا ہدف بنے ہوئے ہیں۔ وہاں اورنگ زیب کا بیٹا اکبر حرکت میں آیا ہوا ہے اور دو خونخوار درندوں کی طرح اعتقاد خان اور جے سنگھ ہم پر نگاہیں جمائے ہوئے ہیں۔ جونہی ان دونوں کو موقع ملا ہم پر چڑھ دوڑیں گے۔ فی الحال ہم انہیں ایسا کرنے کا موقع ہی فراہم نہیں کر رہے۔ ہم اس وقت تک ان کے خلاف نہیں اٹھیں گے جب تک ہمیں یقین نہیں ہو جاتا کہ ہماری طاقت اور قوت ایسی ہو گئی ہے کہ ہم بہ یک وقت اعتقاد خان اور جے سنگھ کو شکست دے سکتے ہیں۔

بہر حال تمہارے سدی مسعود نے جو پیشکش ہمیں کی ہے اسے ہم قبول کرتے ہیں۔ تم چند روز تک ہمارے ہاں قیام کرو، ستاؤ اور آرام کرو اس کے بعد واپس جا کر اپنے حکمرانوں سے کہنا کہ جو پیش کش انہوں نے ہم سے کی ہے وہ ہمارے اور ان کے درمیان ایک مقدس عہد نامہ ہو گا۔ آج کے بعد جب کبھی مغل بیجا پور والوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے تو ہم اپنے لشکر کو لے کر نکلیں گے اور مغلوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے بیجا پور والوں کی مدد کریں گے۔ اور جب کبھی مغل ہمیں اپنا ہدف بنائیں گے تو پھر بیجا پور والوں پر بھی یہ فرض عائد ہو جائے گا کہ وہ مغلوں کے خلاف فوراً ہماری مدد کے لئے نکلیں۔''

شیوا جی کا یہ جواب سن کر بیجا پور کی سلطنت کا قاصد خوش ہو گیا تھا اور شیوا جی کے کہنے پر اس نے دو دن وہاں قیام کیا، اس کے بعد وہ بیجا پور کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ اب ایک عہد نامے کے ذریعے شیوا جی اور بیجا پور کی سلطنت کا مغلوں کے خلاف اتحاد ہو گیا تھا۔

❖

رادھیکا اور اس کا بھائی کشن سنگھ دونوں اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے ایک روز دریائے گوداوری کے کنارے ایک سرائے میں داخل ہوئے۔ سرائے کا مالک گوپال سنگھ اس وقت سرائے کے صحن میں تھا اور اس نے رادھیکا اور کشن سنگھ دونوں کو سرائے میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا اور انہیں دیکھتے ہی اس کے چہرے پر مسرت اور حیرت کے ملے جلے جذبات بکھر گئے تھے۔ اپنے کچھ کارندوں کو اس نے حکم دیا جو بھاگتے ہوئے آگے بڑھے اور انہوں نے رادھیکا اور کشن سنگھ سے ان کے گھوڑوں کی باگیں لے لیں۔ رادھیکا اور کشن سنگھ نے اپنے گھوڑوں سے لٹکتی ہوئی خرجینیں اتار

Marfat.com

لیں۔ اتنی دیر تک گوپال سنگھ آگے بڑھا، پہلے پُرجوش انداز میں کشن سنگھ سے بغل گیر ہو کر ملا پھر رادھیکا کا گال تھپتھپایا، اس کے سر پر ہاتھ پھیرا پھر کسی قدر تعجب سے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے عزیز بچو! تم دنوں بہن بھائی کا یوں میری طرف آنا بغیر کسی وجہ کے نہیں ہے۔ دیکھو! پہلے میرے ساتھ آؤ پھر میں تمہارے ساتھ تفصیل کے ساتھ گفتگو کرتا ہوں۔''

رادھیکا اور کشن سنگھ کو گوپال سرائے میں اپنے ذاتی کمرے میں لے گیا۔ تینوں جب نشستوں پر بیٹھ گئے تب گوپال سنگھ کے پوچھنے پر کشن سنگھ نے اس کے پاس آنے کی وجہ تفصیل کے ساتھ کہہ دی تھی۔

تفصیل جاننے کے بعد گوپال سنگھ تھوڑی دیر تک سوچوں میں ڈوبا رہا پھر کہنے لگا۔

''شیوا جی کے سالار سنت کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ کسی کو زبردستی اپنا جیون ساتھی بنانا زیب نہیں دیتا۔ اور پھر رادھیکا کو اپنی زندگی کا ساتھی بناتے وقت کم از کم سنت کو یہ بھی سوچنا چاہئے تھا کہ وہ رادھیکا جیسی لڑکی کے قابل ہے؟

بہرحال میرے بچو! تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ......''

یہاں تک کہنے کے بعد گوپال سنگھ کو رک جانا پڑا کیونکہ کشن سنگھ بول اٹھا تھا۔

''چچا! جو کچھ آپ کہنا چاہتے ہیں وہ تو بعد میں کہیے گا، جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ سنیں۔ ہمارے یہاں آنے کی اطلاع آپ کے اہلِ خانہ کو بھی نہیں ہونی چاہئے۔ میں جانتا ہوں آپ کہیں گے کہ ہم بہن بھائی آپ کے گھر میں قیام کریں لیکن ہم ایسا نہیں کریں گے۔ آپ مہربانی کر کے ہم دونوں بہن بھائی کو سرائے کا ایک کمرہ دے دیں، وہاں ہم قیام کریں گے اور دن کے وقت ہم دونوں میں سے کوئی باہر نہیں نکلے گا، اس لئے کہ سنت شکاری کتوں کی طرح اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہماری تلاش میں نکلے گا۔ وہ ہرصورت میں میری بہن رادھیکا کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور میں ہرصورت میں ان بھیڑیوں سے اسے بچا کر کسی محفوظ جگہ لے جانا چاہتا ہوں۔ جس وقت سنت نے ہم دونوں بہن بھائی کو گرفتار کر لیا تھا اور اس کے مسلح جوان ہمیں خیموں کی طرف لے گئے تھے اس وقت سنت کے آدمیوں کی آپس کی گفتگو سے میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ سنت نے ہمارے باپ اور ہماری ماں دونوں کو قتل کروا دیا تھا۔ اب سنت سے

Marfat.com

اپنے ماں باپ کا انتقام لینا میرا اور میری بہن کی زندگی کا مقصد ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد کشن رکا، کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

”چچا! بات یہ ہے کہ آپ کے جن دو کارندوں نے ہمارے گھوڑوں کی باگیں پکڑ کر ہمارا استقبال کیا اور پھر گھوڑوں کو اصطبل کی طرف لے گئے انہیں خاص طور پر بتا دیجئے گا کہ وہ میرے اور رادھیکا کے یہاں آنے کی اطلاع اور خبر نہ کریں۔ اگر ایسا ہوا تو سنت یہاں پہنچے گا اور ہمیں پکڑنے کے بعد ہم دونوں کا جو حشر کرے گا وہ بڑا عبرت خیز ہوگا۔“

کشن سنگھ جب خاموش ہوا تب گوپال کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگا۔

”میرے وہ دونوں کارندے جو تم دونوں کے گھوڑوں کو اصطبل کی طرف لے گئے ہیں ان سے متعلق تم فکرمند نہ ہو۔ وہ میرے خاص آدمی ہیں۔ میں انہیں سمجھا دوں گا، وہ کسی سے بھی تمہاری آمد کا ذکر نہیں کریں گے۔ لیکن میرے بیٹے لو یہ جو تم پابندی لگا رہے ہو کہ میرے اہلِ خانہ کو بھی تمہاری آمد کی خبر نہیں ہونی چاہئے تو جب میرے گھر والوں کو پتہ چلے گا کہ تم لوگ یہاں آئے ہو اور اجنبیوں کی طرح سرائے میں قیام کئے ہوئے ہو تو یاد رکھنا میرے گھر میں میری عزت خاک کے برابر نہیں رہے گی۔“

اس بار رادھیکا، گوپال سنگھ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

”چچا! جب آپ اپنے اہلِ خانہ سے ہم دونوں کی آمد کا ذکر ہی نہیں کریں گے تو پھر کسی کو کیا پتہ چلے گا؟ اگر ہم آپ کے ہاں قیام کرتے ہیں تو ہماری وجہ سے آپ کے اہل خانہ بھی مصیبت کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اور ہم دونوں بہن بھائی ایسا ہرگز پسند نہیں کریں گے۔“

رادھیکا کے ان الفاظ سے گوپال سنگھ کسی قدر مطمئن ہو گیا تھا۔ اس موقع پر کشن سنگھ نے پھر اسے مخاطب کیا۔

”چچا! اس کے علاوہ بھی میری آپ سے ایک گزارش ہے۔ ہم سرائے میں زیادہ عرصہ قیام نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ ایک نہ ایک دن شیوا جی یا اس کے سالار سنت کو خبر ہو جائے گی کہ ہم نے یہاں قیام کیا ہوا ہے اور انہیں خبر ہو گئی تو پھر ہماری بدبختی کا دور شروع ہو جائے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں قیام کے دوران ہم یہ سوچیں، یہ فیصلہ کریں کہ شیوا جی اور مرہٹوں کی قوت کے خلاف ہم کہاں پناہ لیں؟ تو ہم دونوں

Marfat.com

بہن بھائی محفوظ رہ سکتے ہیں اور پھر وہ کون سی قوت ہے جس سے ہم مدد کی درخواست کریں اور سنت سے اپنا انتقام لے سکیں؟''

کشن سنگھ جب خاموش ہوا تب کچھ سوچتے ہوئے گوپال کہنے لگا۔

''میرے بچو! اس سلسلے میں، میں کچھ نہیں کہوں گا۔ اگر کہوں گا تو تم شاید یہ تاثر لو کہ میں نہیں چاہتا کہ تم زیادہ عرصہ میرے سرای میں قیام کرو۔ لہٰذا میں تو یہ چاہوں گا جب تک تمہارے حالات ٹھیک نہیں ہوتے یہاں میری سرائے میں قیام کرو۔''

اس پر رادھیکا نے احتجاجی انداز میں گوپال سنگھ کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔

''چچا! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم آپ کی سرائے میں زیادہ دن نہ قیام کریں گے نہ کر سکتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر ہم زیادہ دن یہاں قیام کریں گے تو ہمارے ساتھ مرہٹے آپ کو بھی اپنا ہدف بنائیں گے اور ہم کسی بھی صورت ایسا پسند نہیں کریں گے۔ آپ کا تجربہ ہم سے زیادہ ہے۔ اِردگرد کے حالات پر بھی سرائے کے مالک کی حیثیت سے نگاہ رکھتے ہیں۔ آپ صرف ہمیں یہ اشارہ دے دیں کہ ان علاقوں میں ایسی کون سی قوت ہے جس سے ہم مدد کی درخواست کریں اور وہ ہماری مدد پر آمادہ ہو جائے اور مرہٹوں سے ٹکرانے کی ہمت بھی کر لے۔''

رادھیکا کے ان الفاظ کے جواب میں گوپال سنگھ چند لمحے خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر خوش کن آواز میں کہنے لگا۔

''رادھیکا میری بیٹی! اس وقت میرے ذہن میں ایک ایسی شخصیت کا نام آتا ہے جو تم دونوں بہن بھائی کی بہترین پناہ گاہ ثابت ہو سکتا ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ مرہٹوں کی پوری طاقت اور قوت کے سامنے چھاتی تان کر کھڑا ہو سکتا ہے، نہ صرف تمہاری حفاظت کر سکتا ہے بلکہ اگر تم صحیح معنوں میں اس کے سامنے اپنی عرضداشت پیش کرو اور اس سے تعاون کرو تو وہ سنت سے تمہارا انتقام بھی لے سکتا ہے۔''

گوپال سنگھ کے ان الفاظ پر رادھیکا اور اس کے بھائی کشن سنگھ دونوں کی آنکھوں میں امید کی روشنی چمک اٹھی، پھر بڑی بے چینی اور بے تابی کا اظہار کرتے ہوئے رادھیکا نے پوچھ لیا۔

''اچھا...... وہ کون سی قوت ہے؟ وہ کون سا شخص ہے جس کی طرف آپ کا اشارہ ہے؟ آپ اس کا نام تو لیں۔ وہ کون ہے؟ کیسا ہے؟ کہاں اس کا قیام ہے؟ اس کے پاس کیا قوت ہے؟ اس کے ذاتی اوصاف کیا ہیں؟''

Marfat.com

رادھیکا کے ان الفاظ کے جواب میں گوپال سنگھ کے چہرے پر تبسم نمودار ہوا، وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

''جس شخص کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ اپنی ذات میں سکرومستی پر آیا ہوا موت کا رقص کرتا اندھیاؤ ہے۔ اپنی جرأت مندی میں وہ صداؤں کے آثار توڑ دینے والا طلسمی تابکاری کا فتنہ ہے۔ اپنی دلیری میں وہ سرکش و بے زنجیر قضاء کی دوام شورش کی مانند ہے۔ جب وہ اپنے دشمنوں کے خلاف حرکت میں آتا ہے تو آفاق تنگ کر دینے والی گردشِ رطلِ گراں، تقدیر کو مات دے دینے والے ولولوں کے احتراز کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

جہاں تک میں اس سے متعلق جانتا ہوں، کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی خاک میں شہامت و دلیری، اپنی ذات میں شجاعت و جرأت مندی، اپنی سرشت میں فتح مندی کا عرفان، وجدان، اپنی فطرت میں سیال آندھیوں، سرخ طوفانوں کی مانند ہے۔ اپنی طاقت میں وہ زمانے کی دوریوں کو سمیٹتی بے روک یلغار اور اپنی قوت میں وہ خون اور اشکوں کے بگولے کھڑے کرتا درد و کرب کا ایک باب ہے۔''

گوپال سنگھ کی اس گفتگو نے رادھیکا اور کشن سنگھ دونوں بہن بھائی کے اشتیاق اور جذبوں میں ایک عجیب سا جوش اور ولولہ پیدا کر دیا تھا۔ پھر بڑی بے چینی اور بے تابی کا اظہار کرتے ہوئے رادھیکا کہنے لگی۔

''چچا! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ یہ چیدہ چیدہ الفاظ استعمال کر کے کیا آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جو شخص آپ کی نگاہوں میں ہے وہ کوئی دیوتا ہے؟ کوئی بیابانی غول کا نمائندہ ہے یا فطرت کے عناصر کا کوئی ایسا فرد ہے جو صرف حاوی ہونا جانتا ہے۔ آپ اس کی تعریف ایسے کر رہے ہیں جیسے وہ کوئی انسان نہیں دیوتا ہو۔''

گوپال سنگھ کے چہرے پر تبسم نمودار ہوا، کہنے لگا۔

''بیٹی! تیرا اندازہ درست ہے۔ حقیقت میں وہ دیوتا ہی ہے۔ جدھر رخ کرتا ہے اپنے مدِمقابل کی جھولی میں شکست و ذلت ڈالتا چلا جاتا ہے، اپنے دامن میں کامیابیاں اور فتح مندیاں بھرتا چلا جاتا ہے۔''

رادھیکا نے اس بار گوپال سنگھ کا بازو پکڑ لیا اور اسے زور سے جھنجھوڑتے ہوئے کہنے لگی۔

''چچا! آپ ہم دونوں بہن بھائی کو زیادہ ہی اشتیاق میں ڈال رہے ہیں۔ آپ

Marfat.com

اس کا نام تو کہیں، وہ کون ہے؟ کہاں رہتا ہے؟ کس حکومت، کس ریاست، کس قوت سے اس کا تعلق ہے؟''

رادھیکا کو رُک جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے گوپال سنگھ بول اٹھا تھا۔

''جس دیوتا کا میں ذکر کر رہا ہوں اس کا نام اوغر خان ہے اور وہ ہندوستان کے شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے بہترین سالاروں میں سے ایک ہے۔ اس سے پہلے وہ شمال کی مہموں میں مصروف رہا ہے، ان علاقوں کی طرف پہلے کبھی نہیں آیا۔ شمال میں اس نے اورنگ زیب کے لئے ایسی مہموں کو سر کیا جو نا قابل تسخیر خیال کی جاتی تھیں۔ اپنے ایسے ایسے دشمنوں کو اپنے سامنے زیر کیا جنہیں زیر کرنا کسی کے بس کا روگ ہی نہ تھا۔ اب وہ دکن کی طرف آیا ہوا ہے اور اس وقت وہ میواڑ کے مہارانا راج سنگھ کے خلاف حرکت میں ہے۔''

گوپال سنگھ یہاں تک کہنے کے بعد رکا، کچھ سوچا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''رادھیکا میری بیٹی! جو کچھ میں نے سرائے میں آنے جانے والے لوگوں سے سنا ہے اس کے مطابق یہ اوغر خان پہلے میواڑ کے راجہ مہارانا راج سنگھ کو اپنے سامنے زیر کرے گا، اسے اورنگ زیب عالمگیر کا مطیع اور فرمانبردار بنائے گا۔ ایسا کرنے کے بعد بتانے والوں نے مجھے بتایا ہے کہ شاید وہ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اپنے ایک دوسرے سالار اعتقاد خاں سے جا ملے گا۔ اعتقاد خاں ابھی سرحدں پر پڑاؤ کئے مرہٹوں پر نگاہ رکھے ہوئے ہے۔ جونہی اوغر خان اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ اعتقاد خان سے آن ملے گا تو سنا ہے یہ دونوں سالار پھر مل کر مرہٹوں کے خلاف حرکت میں آئیں گے۔ بیٹی! میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ اگر کسی بھی موقع پر یہ اوغر خان مرہٹوں کے خلاف حرکت میں آ گیا تو مرہٹوں کو ساحل سمندر تک اوغر خان کے سامنے چھپنے کی کوئی جگہ اور کوئی پناہ گاہ دکھائی نہ دے گی۔

بیٹی! اس بناء پر میں تم دونوں سے یہ کہوں گا کہ فی الحال میری سرائے میں قیام رکھو۔ ان دنوں ویسے بھی تم دونوں بہن بھائی کا سرائے سے باہر نکل کر کہیں جانا تمہارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے اس لئے کہ مرہٹوں نے تم دونوں بہن بھائی کو پکڑنے کے لئے چاروں طرف اپنے مخبر، اپنے جاسوس پھیلا رکھے ہوں گے۔ لہٰذا

Marfat.com

جونہی تم باہر نکلے تمہاری یہاں موجودگی کی اطلاع کر دی جائے گی۔ اس کے بعد مرہٹے تمہیں کہیں جانے نہیں دیں گے۔

میرے بچو! یہ سرائے ہے، یہاں بھانت بھانت کے آدمی آتے ہیں، چاروں طرف کی خبریں یہاں ہر روز پہنچتی ہیں۔ جب ہمیں پتہ چلے گا کہ اوغر خاں مہارانا راج سنگھ کی مہم کو سر کرنے کے بعد اعتقاد خاں کی طرف آ گیا ہے تو تم دونوں بہن بھائی بھی یہاں سے نکل کر اوغر خاں کی طرف چلے جانا۔ جو کچھ میں نے اس سے متعلق سن رکھا ہے اس کو اگر میں سامنے رکھ کر کہوں تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ نہ صرف تم دنوں بہن بھائی کو اپنے ہاں پناہ دینے پر رضامند ہو جائے گا بلکہ تمہارے کہنے پر وہ سنت سے تمہارا انتقام بھی لے گا۔ اب بولو تم دونوں بہن بھائی کیا کہتے ہو؟''

گوپال سنگھ جب خاموش ہوا تو دونون بہن بھائی کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتے رہے پھر کشن سنگھ نے اسے مخاطب کیا۔

''چچا! تم نے نشان دہی تو بڑے اچھے شخص کی کی ہے۔ جو صفات تم نے اس کی بیان کی ہیں اگر وہ واقعی ان صفات پر اترتا ہے تو مجھے امید ہے کہ وہ نہ صرف ہماری بہترین پناہ گاہ ثابت ہو گا بلکہ سنت کے مقابلے میں ہماری مدد بھی کرے گا۔ اب آپ یہ بتائیں کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ کون ہے؟''

جواب میں گوپال سنگھ مسکرایا اور کہنے لگا۔

''وہ ذات کا ترک ہے۔ جب وہ اپنے دشمنوں کے مقابل آتا ہے تو مدمقابل کو شکست دیئے اور اپنے سامنے رگیدے بغیر لوٹنے کا نام نہیں لیتا۔''

اس بار گوپال سنگھ کی بجائے اس کی بہن رادھیکا بول اٹھی۔

''محترم گوپال سنگھ! جو باتیں آپ نے کہی ہیں وہ میرے دل میں اتر چکی ہیں۔ آپ کی تجویز کے مطابق ہم دونوں بہن بھائی کچھ دن آپ کی سرائے میں قیام کریں گے اور جب ہمیں اطلاع ملے گی کہ اوغر خاں مہارانا راج سنگھ کی مہم سے فارغ ہونے کے بعد دوسرے سالار اعتقاد خاں کی طرف آیا ہے تو ہم بھی کسی مناسب موقع پر نکل کر اوغر خاں کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔''

رادھیکا کے ان الفاظ سے گوپال سنگھ بھی خوش ہو گیا تھا۔ پھر اپنی جگہ پر اٹھا اور ان دونوں بہن بھائی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

''میں جانتا ہوں تم دونوں بہن بھائی خاصا سفر کر کے آئے ہو، تھکے ہوئے بھی ہو، بھوک بھی محسوس کر رہے ہو۔ میرے ساتھ آؤ، پہلے میں تم دونوں کو تمہارا کمرہ دکھاتا ہوں، ساتھ ہی وہیں تمہارے کھانے کا اہتمام بھی کراتا ہوں۔''

گوپال سنگھ کے کہنے پر رادھیکا اور کشن سنگھ دونوں بہن بھائی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ پھر گوپال سنگھ انہیں اپنی سرائے کے اوپر والے حصے میں ایک علیحدہ اور کونے والے کمرے کی طرف لے جا رہا تھا۔

❖

اوغر خاں نے اب ان کوہستانی سلسلوں پر رات کے وقت کڑی نگاہ رکھنی شروع کر دی تھی جن کے اندر مہارانا راج سنگھ نے اپنا مسکن بنا رکھا تھا جہاں سے نکل کر وہ مسلمانوں کے خلاف گوریلا جنگ کی ابتدا کرتا تھا یا رات کے وقت شب خون مارنے کی کوشش کرتا تھا۔ اب اوغر خاں خود اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ کوہستانی سلسلے کے اطراف میں سرگرداں رہتا تھا۔ وہاں اُس نے طلایہ گر اور مخبر بھی پھیلا رکھے تھے جو لمحے لمحے کی خبریں اس تک پہنچاتے تھے۔

ایک روز جبکہ رات کہر آلود سمندر کی طرح گہری ہو رہی تھی، نیند کی سحر آفریں قوت نے ہر چیز پر غنودگی طاری کر رکھی تھی، اندھیرے جھوم کر اٹھتے سحاب کی طرح چاروں طرف پھیل بکھر چکے تھے ایسے میں کوہستانی سلسلے کے ایک حصے میں اوغر خاں اپنے لشکر کے ساتھ قیام کئے ہوئے تھا کہ اس کے کچھ مخبر اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے اس کے لشکر میں داخل ہوئے، سیدھے اوغر خاں کے پاس گئے۔

رات کے وقت اپنے ان مخبروں کو اس طرح آتے دیکھ کر اوغر خاں سمجھ گیا تھا کہ اس کے لئے کوئی انتہائی اہم خبر لائے ہوں گے۔ لہٰذا جونہی وہ مخبر اس کے قریب گئے اوغر خاں نے فوراً انہیں مخاطب کیا۔

''عزیز بھائیو! رات کے اس وقت تمہارا اس طرح لشکر میں داخل ہونا کسی وجہ کے بغیر نہیں ہے۔ کیا تم میرے لئے کوئی اچھی خبر لے کر آئے ہو؟''

آنے والوں میں سے ایک خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اوغر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''امیر! آپ کا کہنا درست ہے۔ ہم اچھی ہی خبر لے کر آئے ہیں۔ یہاں سے لگ بھگ ایک فرسنگ آگے ایک درّہ ہے۔ اس درّے سے بھی ایک میل آگے ایک

Marfat.com

خاصا بڑا قافلہ حرکت میں ہے۔ یہ قافلہ راجہ جے سنگھ کے لئے رسد کا سامان لے کر آ رہا ہے اور جو درّہ یہاں سے تین فرسنگ کے فاصلے پر ہے وہ قافلہ اس درّے میں داخل ہوگا اور سیدھا کوہستانی سلسلے کے اندر مہارانا راج سنگھ کے مسکن کی طرف جائے گا۔''

یہ خبر سن کر اوغر خاں بے حد خوش ہوا۔ سارے مخبروں کو باری باری اپنے ساتھ لپٹا کر انہیں شاباش دی۔ اس موقع پر انہیں انعام و اکرام سے بھی نوازا، اس کے بعد انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرا لشکر اس وقت کوچ کے لئے بالکل تیار ہے۔ اب اس درّے تک میری رہنمائی کرو تاکہ میں مہارانا راج سنگھ پر ثابت کر سکوں کہ کوہستانی سلسلے کے اندر اپنا مسکن بنا کر ہمارے خلاف شب خون مارنا یا ہمارے ساتھ گوریلا جنگ کی ابتداء کرنا اتنا آسان نہیں جتنا اس نے سمجھ رکھا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں جب رکا تب دوسرا مخبر بول اٹھا۔

''امیر! اس قافلے کی خبر کوہستانی سلسلے کے اندر مہارانا راج سنگھ کو ہو چکی ہے لہٰذا وہ بڑی بے چینی سے سامان سے لدے اس قافلے کی آمد کا منتظر ہے۔''

اس موقع پر اوغر خاں کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی، کہنے لگا۔

''اب مہارانا راج سنگھ کو سامان سے لدے اس قافلے کا نہیں بلکہ میرا انتظار کرنا پڑے گا۔ اب تم اس درّے تک میری رہنمائی کرو۔''

اس کے ساتھ ہی اوغر خاں اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور ان مخبروں کی رہنمائی میں رات کی گہری تاریکی میں بڑی تیزی کے ساتھ وہ اُس درّے کا رُخ کر رہا تھا۔

اوغر خاں جب اپنے لشکر کے ساتھ اُس درّے کے نزدیک پہنچا اس وقت تک مہارانا راج سنگھ کے لئے رسد لانے والا قافلہ بھی وہاں پہنچ گیا تھا۔ اوغر خاں آن کی آن میں ان پر حملہ آور ہوا، ان میں سے کسی کو بھی بچ کر بھاگنے کا موقع نہ دیا۔ سب کا خاتمہ کر دیا۔ جس قدر وہ سامان لے جا رہے تھے اس پر اس نے قبضہ کر لیا۔ اب مرنے والوں کی لاشوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد اوغر خاں نے پہلے اُس درّے کے اندر اپنے آگے آگے اپنے کچھ مسلح جوان روانہ کئے اور انہیں یہ تاکید کی کہ وہ کوہستانی سلسلے کی طرف آگے بڑھتے جائیں۔ جہاں کہیں بھی انہیں مہارانا راج سنگھ کے مخبر

Marfat.com

دکھائی دیں پہلے ان پر یہ ظاہر کریں کہ وہ رسد لانے والے قافلے کے رہبر ہیں، جونہی موقع ملے ان کا خاتمہ بھی کرتے چلے جائیں۔''

ایسا کرنے کے بعد اوغر خاں نے اپنے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کیا۔ جو سامان وہ قافلے والے لے کر آئے تھے وہ سارا سامان اپنے لشکر کے اس حصے کے حوالے کرنے کے بعد اسے اپنے آگے آگے روانہ کیا اور پھر کچھ فاصلہ رکھ کر باقی لشکر کے ساتھ وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے درّے میں داخل ہو گیا تھا۔ اس طرح رات کے وقت کوہستانی سلسلے کے اندر مہارانا راج سنگھ کے لئے موت اور قضا داخل ہو گئی تھی۔ ساتھ ہی ان حالات کی اطلاع اوغر خاں نے قاصد کے ذریعے اعظم شاہ کو بھی کر دی تھی۔

اوغر خاں کے وہ لشکری جو رسد کا سامان لے جا رہے تھے جب وہ اس جگہ پہنچے جہاں مہارانا راج سنگھ کا مسکن تھا تو مہارانا اور اس کے لشکری بے حد خوش ہوئے کہ ان کے لئے ضروریات کا سارا سامان بحفاظت پہنچ گیا ہے لیکن مہارانا راج سنگھ اور اس کے لشکری ابھی اسی تاثر میں تھے کہ ان کے قریب ہی جسموں کو ریزہ ریزہ اور روحوں کو لخت لخت زوال اور فنا طاری کر دینے والے انداز میں تکبیریں بلند ہوئی تھیں۔ تکبیروں کی یہ آوازیں سن کر مہارانا راج سنگھ اور اس کے لشکریوں کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ان کے قریب اوغر خاں نمودار ہوا۔ اس کے لشکر کا وہ حصہ جو سامانِ رسد لے کر آیا تھا وہ بھی سامانِ رسد کو چھوڑ کر اوغر خاں کے ساتھ مل گیا۔ اس طرح اوغر خاں اپنے لشکر کے ساتھ کوہستانی سلسلے کے اندر مہارانا راج سنگھ اور اس کے لشکریوں پر ابدی آرزوؤں سے اٹھتے غیر فانی جذبوں، خاردار فصیلیں کھڑی کرتے دُکھوں کے عمیق جھکڑوں اور وقت کے منجدھار میں تغیرات کا باعث بنتی ہیبت ناک صداؤں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

راجپوتوں نے مہارانا راج سنگھ کی سرکردگی میں اپنے آپ کو سنبھال کر اوغر خاں کے خلاف کارروائی کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اوغر خاں کے حملے ایسے بے باکانہ اور جان لیوا تھے کہ اس وقت تک اوغر خاں اپنے حملوں کے باعث ان کی حریم ذات میں درد کی جوئے رواں طاری کر چکا تھا۔ بڑی تیزی سے اس نے ان پر زخم خوردہ تصورات، بے چینی، بے زاری اور اُکتاہٹ کی کیفیت طاری کرتے ہوئے انہیں خاک و خون میں نہلانا شروع کر دیا تھا۔

Marfat.com

اپنے مسکن کے اندر مہارانا راج سنگھ نے بار بار کوشش کی کہ اپنے لشکر کو سنبھال کر حملہ آوروں کے خلاف جوابی کارروائی کرے لیکن اس کی کوئی پیش نہیں جا رہی تھی، اس کا کوئی جتن کامیاب نہیں ہو رہا تھا اس لئے کہ اوغر خاں فطرت کے جلال، ستم کی آندھیوں، غموں کی بارش اور گونجتی اعتبار کی برق کی طرح جس سمت بھی حملہ آور ہوتا اس طرف اپنے پیچھے لاشوں کے انبار لگاتا چلا گیا تھا۔

اب رات کی گہری تاریکی میں اوغر خاں کے اس طرح حملہ آور ہونے کے باعث مہارانا راج سنگھ کے لشکر کی حالت زیست کی بے ثباتی کے قصوں، مرگ کی راتوں کے نوحوں، نفرت کی آندھیوں میں کراہتی روحوں اور بجھتے دیوں سے بھی زیادہ ابتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

اسی دوران جب راجپوتوں کو یہ خبر ہوئی کہ ان پر حملہ آور ہونے والا اورنگ زیب عالمگیر کا بے مثال سالار اوغر خاں ہے تب ایک زبان سے دوسری زبان، ایک کان سے دوسرے کان تک اوغر خاں کا نام پہنچتا چلا گیا اور جس جس نے بھی اوغر خاں کا نام سنا اس پر وحشت اور خوف طاری ہونا شروع ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ اس کوہستانی سلسلے میں اوغر خاں نے راجپوتوں کے لشکر کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ خود مہارانا راج سنگھ بھی اس ٹکراؤ کے نتیجہ میں زخمی ہوا اور پھر فوت ہو گیا۔ تاہم مہارانا راج سنگھ کا بیٹا جے سنگھ بچے کھچے لشکریوں کو لے کر کوہستانی سلسلے کے اندر روپوش ہو گیا تھا۔ جے سنگھ جانتا تھا کہ وہ اگر انہی کوہستانی سلسلوں کے اندر رہا تو اوغر خاں اس کا تعاقب کرتے ہوئے اسے ختم کئے بغیر نہیں رہے گا لہٰذا اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر وہ میواڑ سے مارواڑ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ اوغر خاں کے ہاتھوں راجپوتوں کی یہ انتہا درجہ کی بدترین شکست تھی۔ کثیر تعداد میں راجپوت اوغر خاں کے ہاتھوں مارے گئے، باقی مہارانا راج سنگھ کے بیٹے جے سنگھ کی سرکردگی میں میواڑ کی طرف بھاگ گئے تھے اور اپنے پیچھے ضروریاتِ زندگی کے علاوہ ہتھیاروں کے ڈھیر چھوڑ گئے تھے۔

اوغر خاں نے دشمن کو بدترین شکست دینے کے بعد وہاں نہ پڑاؤ کیا نہ وہاں اس نے قیام کرنے کی کوشش کی۔ دشمن کے پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹتا ہوا وہ کوہستانی سلسلے سے نکلا اور اپنے پڑاؤ کی طرف چلا گیا تھا۔

❖

Marfat.com

اوغر خاں کے ہاتھوں شکست کے بعد مہارانا راج سنگھ کا بیٹا جے سنگھ مارواڑ کی طرف بھاگا۔ اب جے سنگھ نام کے دو اشخاص ہو گئے تھے۔ ایک مہارانا راج سنگھ کا بیٹا جو اب مارواڑ کی طرف بھاگا تھا اور دوسرا راجہ جے سنگھ جو اورنگ زیب عالمگیر کا حامی اور وفادار تھا اور ان دنوں پونا شہر کا حاکم تھا۔

جے سنگھ مارواڑ کی طرف اس لئے بھاگا تھا تاکہ وہ اپنے لئے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ ساتھ ہی اپنی طاقت اور قوت میں بھی اضافہ کرے۔ اس لئے کہ وہاں پہلے ہی بے شمار باغی عناصر تھے۔

جس طرح میواڑ کے راجہ مہارانا راج سنگھ نے اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف گوریلا جنگ کی ابتداء کر دی تھی اسی طرح دُرگا داس نے بھی اپنے کچھ دوسرے حمایتیوں کے ساتھ کوہستانی سلسلے میں گھات لگا کر اورنگ زیب عالمگیر کے لشکریوں کے خلاف گوریلا جنگ کی ابتدا کی تھی اور اکثر و بیشتر وہ کوہستانی سلسلے سے نکل کر مسلمانوں کے لشکر پر شب خون مارتا اور اپنے لئے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرتا تھا۔

میواڑ کے راجہ مہارانا راج سنگھ نے جب یہ دیکھا کہ اس نے میواڑ اور دُرگا داس نے مارواڑ میں مسلمانوں کے خلاف گوریلا جنگ کی ابتداء کر دی ہے، شب خون مارنے کا سلسلہ بھی شروع کر دیا ہے اور اسے کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہو رہی تب اس نے تیز رفتار قاصد دُرگا داس کی طرف بھجوائے اور اسے یہ مشورہ دیا کہ وہ اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اکبر سے رابطہ قائم کرے، کسی نہ کسی طرح اس سے ملنے کی خواہش کا اظہار کرے اور جب اکبر اس سے ملاقات کرنے پر رضامند ہو جائے تو وہ شہزادہ اکبر کو کچھ اس طرح بہلائے پھسلائے کہ اسے اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف بغاوت کرنے پر آمادہ کر لے۔

مہارانا راج سنگھ نے دُرگا داس کو یہ بھی مشورہ دیا تھا کہ اگر اورنگ زیب عالمگیر کا بڑا بیٹا اکبر اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف بغاوت کھڑی کرنے میں کامیاب ہو گیا تو یہ جاننا کہ ہندوستان میں مغلوں کی حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا۔

مہارانا راج سنگھ نے دُرگا داس کو یہ بھی کہا تھا کہ ان دنوں اورنگ زیب عالمگیر کے مختلف لشکر بہت سے محاذوں پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ایک لشکر پونا میں راجہ جے سنگھ کے پاس ہے، دوسرا لشکر اعتقاد خاں لئے بیٹھا ہے۔ تیسرا اور کافی بڑا لشکر بیجاپور کے

Marfat.com

محاذ پر دلیر خاں اور رن مست خاں کے پاس ہے۔ چوتھا لشکر میواڑ کی سرزمینوں میں اورنگ زیب کے بیٹے اعظم اور اوغر خاں کے پاس ہے۔ لشکر کا پانچواں حصہ اکبر، تہور خاں اور دوسرے سالاروں کی سرکردگی میں مارواڑ کے خلاف برسرِ پیکار ہے۔ اس طرح اورنگ زیب عالمگیر کے پانچ بڑے بڑے لشکر اس کے مرکز سے باہر ہیں جبکہ عالمگیر نے اس وقت اجمیر میں قیام کر رکھا ہے اور اس کے ساتھ صرف چند محافظ دستے ہیں۔

دُرگا داس کو مہارانا راج سنگھ نے یہ بھی مشورہ دیا کہ اگر وہ اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اکبر کو اپنے باپ اورنگ زیب کے خلاف بغاوت کھڑی کرنے پر آمادہ کر لے پھر وہ اپنے لشکر کو لے کر سیدھا اجمیر کا رخ کرے۔ اس لئے کہ اورنگ زیب عالمگیر اجمیر میں قیام کیئے ہوئے ہے۔ اس کے پاس صرف چند دستے ہیں جو شہزادہ اکبر کے لشکر کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اس طرح اکبر اجمیر پر حملہ آور ہو کر اورنگ زیب عالمگیر کو اپنے سامنے بے بس اور لاچار کر کے رکھ دے گا اور اورنگ زیب کی جگہ اکبر ہندوستان کا شہنشاہ بن جائے گا۔ اور جب ایسا ہوا تو ہندوستان کے راجپوت اکبر کے ساتھ مل کر اپنی من مانیاں کرتے رہیں گے۔

دُرگا داس کو جب میواڑ کے راجہ راج سنگھ کا یہ پیغام پہنچا تو دُرگا داس نے راج سنگھ کی اس تجویز سے نہ صرف اتفاق کیا بلکہ اس تجویز کو جان کر وہ بے حد خوش ہوا۔ اس وقت دُرگا داس اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اکبر اور اورنگ زیب کے ایک نامور سالار تہور خاں کے خلاف گوریلا جنگ میں مصروف تھا۔ راج سنگھ کا پیغام ملتے ہی اس نے اورنگ زیب کے بیٹے اکبر سے رابطہ کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔

میواڑ کے راجہ مہارانا راج سنگھ کی اس انگیخت پر دُرگا داس نے اپنے کچھ خاص آدمی اورنگ زیب کے بیٹے اکبر کی طرف روانہ کیئے اور اس سے ملاقات کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

چونکہ ان لوگوں نے اکبر سے یہ کہا تھا کہ اس بات چیت کا مقصد لڑائی ترک کر کے صلح کا کوئی راستہ نکالنا ہے لہٰذا اورنگ زیب کے بیٹے اکبر نے دُرگا داس سے اس موضوع پر گفتگو کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی تھی۔

آخر طے شدہ وقت پر دُرگا داس اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ اکبر سے ملنے کے لئے گیا۔ اکبر کے پاس اس وقت تہور خاں بھی موجود تھا۔ دُرگا داس جب اکبر کے

Marfat.com

خیمے میں داخل ہوا اور وہاں اس نے اکبر کے ساتھ تہور خاں کو بھی بیٹھے دیکھا تو اس نے اشاروں کنائیوں سے اکبر پر یہ واضح کرنے کی کوشش کی کہ وہ تنہائی میں گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ جس پر اکبر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''یہ تہور خاں ہے، میرا دست راست جو فیصلہ میں کروں گا یہ اس کے لئے بھی قابل قبول ہوگا۔''

دُرگا داس کو کچھ حوصلہ ہوا اس پر وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر اکبر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہ جو ہمارے اور آپ کے درمیان جنگوں کا سلسلہ جاری ہے کیا آپ اسے اچھا خیال کرتے ہیں؟''

اکبر نے نفی میں گردن ہلائی اور کہنے لگا۔

''میں اسے اچھا خیال نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ تم لوگوں نے مملکت کے خلاف بغاوت اور سرکشی کر رکھی ہے لہٰذا تمہارے خلاف حرکت میں آنا ہمارا حق بنتا ہے۔''

اکبر کے ان الفاظ پر دُرگا داس نے کچھ سوچا پھر بڑی عیاری سے کام لیتے ہوئے اس نے اکبر کو مخاطب کیا۔

''آپ کے والد محترم کے خلاف تو بھانت بھانت اور طرح طرح کے لوگ ہیں۔ اس طرح آپ کس کس کے خلاف حرکت میں آئیں گے؟ کسے کسے مخالفت کرنے پر سزا دیں گے؟''

یہاں تک کہنے کے بعد دُرگا داس رُکا، پھر بڑی عیاری اور مکاری سے کن انکھیوں میں اکبر کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ اکبر نے کچھ سوچا پھر پوچھا۔

''کون کون سے لوگ، کون کون سے طبقے اور کیوں میرے والد محترم کے خلاف ہیں؟''

دُرگا داس نے کچھ سوچا پھر دوبارہ بڑی عیاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''ہندوستان کے سارے نجومی آپ کے باپ کے خلاف ہیں۔ ہندوستان کے سارے گویے آپ کے باپ کے خلاف ہیں۔ ہندوستان کے سارے موسیقار آپ کے باپ کے خلاف ہیں۔ ہندوستان کے اکثر ہندو آپ کے باپ کے خلاف ہیں۔ اس لئے کہ آپ کا باپ اورنگ زیب عالمگیر مندر گرانے کا بڑا شوقین ہے۔ یہی نہیں بلکہ گانے بجانے والے، طوائفیں یا اسے یوں کہہ لیں کہ ہندوستان بھر کی ساری

Marfat.com

طوائفیں آپ کے باپ کے خلاف ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد دُرگا داس رُکا پھر کہنے لگا۔

"میں آپ کے باپ کے کن کن عیوب کا ذکر کروں گا؟ اس کے لئے خاصا وقت چاہئے۔ آپ اورنگ زیب عالمگیر کے بڑے بیٹے ہیں۔ اگر آپ کے باپ اورنگ زیب عالمگیر کی یہی حالت رہی تو میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں ہندوستان میں مغلوں کی سلطنت کا خاتمہ ہو جائے گا اور اگر آپ اپنی سلطنت کو بچانا چاہتے ہیں تو اپنے باپ اورنگ زیب عالمگیر کو تخت و تاج سے علیحدہ کر کے آپ خود ہندوستان کے شہنشاہ بن جائیں۔ میں آپ کو ضمانت دیتا ہوں کہ اگر آپ اپنے باپ کو علیحدہ کر کے خود شہنشاہ بنتے ہیں تو ہندوستان کے سارے ہندو، بڑے بڑے سرکش، بڑے بڑے جانباز راجپوت آپ کے سامنے اپنی گردن کو خم کر دیں گے اور ہندوستان کی آبادی کے وہ سارے طبقے جو اس وقت آپ کے باپ کے خلاف اور اس سے ناراض ہیں وہ آپ کے گُن گاتے دکھائی دیں گے۔"

دُرگا داس کے ان الفاظ پر اکبر گہری سوچوں میں ڈوب گیا تھا اور اس موقع پر اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے تہور خاں کی طرف دیکھا۔ تہور خاں نے پہلے کچھ دیر اکبر کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اس کے ذہنی رجحان کو پہچاننے کی کوشش کی پھر عجیب سے انداز میں اس نے اپنی گردن اثبات میں ہلا دی تھی۔ گویا تہور خاں اکبر کو مشورہ دے رہا تھا کہ اگر وہ اپنے باپ کے خلاف بغاوت کھڑی کر کے اورنگ زیب عالمگیر کو ایک طرف کر دے تو وہ ہندوستان کا ایک بہترین اور کامیاب شہنشاہ ثابت ہو سکتا ہے۔

اکبر گہری سوچوں میں ڈوب کر کوئی فیصلہ کر رہا تھا، اس موقع پر دُرگا داس نے پھر اس کے ذہن پر چوٹ لگائی۔

"آپ کن سوچوں میں ڈوب گئے ہیں؟ اگر ابھی آپ ہمارے ساتھ وعدہ کرتے ہیں کہ آپ اپنے باپ کو تخت و تاج سے علیحدہ کر کے خود ہندوستان کا شہنشاہ بننے کا فیصلہ کرتے ہیں تو میں ابھی اور اسی وقت آپ کو ضمانت دیتا ہوں کہ نہ صرف مارواڑ میں ہماری طرف سے اٹھنے والی بغاوت ختم ہو جائے گی بلکہ میواڑ میں مہارانا راج سنگھ نے جو گوریلا جنگ کی ابتدا کر رکھی ہے وہ بھی اپنے انجام کو پہنچ جائے گی۔"

اس موقع پر اکبر نے انتہائی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا، دُرگا داس کو مخاطب

Marfat.com

کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں تمہاری اس پیشکش کو قبول کرتا ہوں، میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اپنے باپ اورنگ زیب عالمگیر کو تاج و تخت سے علیحدہ کر کے خود ہندوستان کا شہنشاہ بن جاؤں گی۔''

اکبر کی اس گفتگو سے دُرگا داس ایسا خوش ہوا کہ آگے بڑھ کر اس نے اکبر کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور کہنے لگا۔

''بس آج سے ہم آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں، آپ کے ساتھی ہیں، آپ کے لشکر کا ایک حصہ ہیں۔ اب یہ بتائیں کہ اورنگ زیب عالمگیر کو تخت و تاج سے علیحدہ کرنے کے لئے ہمیں کیا لائحۂ عمل اختیار کرنا چاہئے اس سلسلے میں ہمیں میواڑ کے مہارانا راج سنگھ سے بھی مشورہ کرنا ہوگا۔''

اس پر اکبر کہنے لگا۔

''مجھے کچھ دن کی مہلت دیں، پھر فیصلہ کرتے ہیں کہ کیسے ہم نے سلطنت اور حکومت پر قبضہ کرنا ہے۔''

دُرگا داس پہلے کی نسبت زیادہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''آپ نے میرے دل کی بات کی۔ آپ ہمیں بھی کچھ دن کی مہلت دیں، اس سلسلے میں، میں میواڑ کے راجہ مہارانا راج سنگھ سے بھی مشورہ کرلوں گا۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں جو لشکر اس وقت آپ کے ساتھ ہے اس میں وہ لشکر بھی شامل ہو جائے گا جو میرے پاس ہے۔ میواڑ کے راجہ مہارانا راج سنگھ کا لشکر بھی یہاں پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد یہ متحدہ لشکر اجمیر کا رخ کرے گا جہاں اس وقت آپ کے باپ اورنگ زیب عالمگیر نے قیام کیا ہوا ہے اور مجھے امید ہے کہ جب ہمارا لشکر اورنگ زیب کی طرف پیش قدمی کرے گا تو ہم بڑی آسانی کے ساتھ اورنگ زیب عالمگیر کو تخت و تاج سے علیحدہ کر کے اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔''

اس کے ساتھ ہی دُرگا داس اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا اس طرح اکبر اور تہور خاں نے گویا اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف علمِ بغاوت کھڑا کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔

اکبر کے روبرو جو الزامات دُرگا داس نے اورنگ زیب عالمگیر پر لگائے تھے وہ سراسر بے بنیاد تھے۔ دراصل اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے دور حکومت میں موسیقی کو

Marfat.com

ختم کر دیا تھا۔ جو موسیقار دربار سے وابستہ تھے انہیں الگ کر دیا گیا تھا۔ آئندہ سال اورنگ زیب عالمگیر نے تخت نشینی کے موقع پر بادشاہ کو سونے کے وزن کرنے کی جو رسم تھی وہ بھی ختم کر دی تھی۔ اس بناء پر کچھ لوگ اورنگ زیب کے مخالف تھے، اس کے علاوہ اورنگ زیب عالمگیر نے دربار سے وابستہ تمام نجومیوں کو بھی دربار کی ملازمت سے الگ کر دیا تھا کیونکہ وہ اسے شرک سمجھتا تھا۔ اپنی سادہ طبیعت کے تحت اس نے قیمتی دھاتوں کے بنے ہوئے قلم دان دربار سے اٹھوا دیئے تھے۔ علاوہ ازیں سونے اور چاندی کے تاروں سے شاہی ملبوسات کی تیاری بھی ممنوع قرار دے دی تھی۔ تمام منشیات پر سخت پابندی عائد کر دی تھی۔ جسم فروشی کا کاروبار ممنوع قرار دے کر طوائفوں اور ناچنے والیوں کی شادی کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس بناء پر یہ طبقے عارضی طور پر بے چینی کا اظہار کر رہے تھے۔ جہاں تک ہندوؤں کے عالمگیر کے خلاف ہونے کا تعلق ہے کہ عالمگیر نے ہندوؤں میں ستی کی رسم پر پابندی عائد کر دی جس کی بناء پر برہمن اور پروہت قسم کے لوگ اس کے مخالف ہو گئے۔ اس نے کسی ہندو مندر کو نہیں گرایا بلکہ اس نے ہندوؤں کے مندروں کے تحفظ کے لئے اقدامات کئے۔ اورنگ زیب عالمگیر پر جن مندروں کو منہدم کرانے کا الزام عائد کیا جاتا ہے دراصل یہ وہ مندر تھے جو یا تو مساجد گرا کر تعمیر کئے گئے تھے یا جو حکومت کے خلاف ہندوؤں کی سازش کا مرکز بنے ہوئے تھے۔

کچھ ہندو اورنگ زیب عالمگیر کے اس لئے بھی خلاف تھے کہ اورنگ زیب عالمگیر نے کچھ وجوہات کی بناء پر ہندوؤں کے چند تہواروں پر بھی پابندی لگائی تھی مثلاً ہولی اور دیوالی وغیرہ گھروں کے اندر منانے کا حکم دیا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہندو ہولی اور دیوالی کے تہواروں کے موقع پر گلیوں اور بازاروں میں بے پناہ شور کرتے تھے۔ نہایت غلیظ اور فحش زبان استعمال کی جاتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس تہوار کے موقع پر وہ آگ کے الاؤ روشن کرتے تھے اور آگ کے الاؤ روشن کرنے کے لئے لوگوں کی چیزیں بھی چھین کر نذرِ آتش کر دیا کرتے تھے۔ نیز اس نوع کے دیگر اقدام بھی کرتے تھے۔ لہٰذا عالمگیر نے حکم دیا کہ یہ تہوار گھروں کے اندر منایا جائے۔ ورنہ اورنگ زیب عالمگیر کی حالت یہ تھی کہ ان تہواروں کے موقع پر اورنگ زیب عالمگیر انہیں تحفے و تحائف اور انعامات سے بھی نوازتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر نے کسی مذہب یا کسی گروہ کے لوگوں سے کبھی ناروا سلوک نہ کیا۔ وہ شروع

Marfat.com

سے ہی انصاف پسند اور نیک طبع حکمران تھا۔ اس کی تمام زندگی اسلامی شریعت کی پیروی میں گزری۔ وہ رزقِ حلال پر یقین رکھتا تھا، یہی وجہ تھی کہ اس کی زندگی شہنشاہ ہونے کے باوجود سادگی کے ساتھ گزری۔ اس نے تمام عمر محنت کر کے اپنی روزی کمائی۔ اسے عیش و عشرت سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ اس کی تمام زندگی امورِ سلطنت اور حکومت کے استحکام پر مرکوز رہی۔ دروغ گوئی سے نفرت اور انصاف سے محبت اس کی طبیعت کا خاصہ تھے کیونکہ سادہ طبع اور نیک طینت لوگوں میں اپنی سچائی اور راستی کے باعث خوف بالکل نہیں ہوتا لہٰذا یہی وہ خواص تھے جنہوں نے اورنگ زیب عالمگیر کو انتہائی ہمت اور جرأت کے جوہر سے نوازا تھا۔

اورنگ زیب عالمگیر میں تحمل اور بُردباری کمال درجہ کی تھی۔ اس نے ابتدائی زندگی سے ہی اپنے آپ کو حکومت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کا اہل بنا لیا تھا۔ یہی وہ خواص تھے جنہیں اس نے اپنایا۔ علم سے اس کے عشق کا عالم یہ تھا کہ موت کے دن تک اور شدید علالت کے باوجود وہ مطالعہ میں مصروف رہا۔ اس کی خط و کتابت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے ہمیشہ لوگوں سے نرمی اور عمدگی کے ساتھ سلوک کیا۔

اورنگ زیب عالمگیر کو خوشامد اور غیبت سے سخت نفرت تھی اور وہ ان باتوں کو برداشت نہیں کرتا تھا۔ وہ بلاشبہ اپنے دور کا ایک وسیع النظر اور زیورِ تعلیم سے آراستہ اور ذہین حکمران تھا۔ اس نے عوام کے معیارِ زندگی کو بلند کرنے اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے میں کوئی کسر کبھی اٹھا نہ رکھی۔

اس نے شاہی خزانے سے ایک پائی بھی اپنے مصرف میں لانا حرام سمجھی۔ اس کا معمول تھا کہ علی الصبح بیدار ہونے کے بعد نماز ادا کرتا، قرآنِ کریم کی تلاوت کرتا اور پھر قرآنِ مقدس کی کتابت کرتا۔ اس نے متعدد نسخے اپنے ہاتھ سے تحریر کئے۔ اس کے فارغ اوقات عبادت میں گزرتے یا وہ کلاوہ تیار کر کے انہیں فروخت کر دیتا اس طرح اپنی گزر بسر کرتا تھا۔

شریعت ہی اورنگ زیب کی زندگی تھی اور شریعت ہی اس کا ملبوس تھا۔ اس نے اپنی تمام زندگی ایک دیندار اور پاک باز مسلمان کی طرح گزاری۔ عام بادشاہوں کے برعکس اس کا تصورِ بادشاہت انتہائی بلند معیار کا حامل تھا۔ امورِ مملکت پر اس کی کڑی نظر تھی اور ایک ایک بات سے باخبر رہتا تھا۔ اس کے انصاف کا عالم یہ تھا کہ اگر اس کے بیٹے بھی کوئی غلطی کرتے تو انہیں عام لوگوں کی طرح سزا دی جاتی تھی۔ اورنگ

Marfat.com

زیب بلاشبہ ایک بے مثال حکمران تھا اور اس کے دل میں انصاف اور قانون کی بڑی جگہ تھی۔ اس کا قول تھا کہ اگر ایک ضابطہ کی خلاف ورزی ہوئی تو تمام ضابطے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ ایک موقع پر اس نے مزید کہا تھا کہ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ میں نے کبھی یہ اجازت نہیں دی کہ کوئی شخص قانون یا ضابطوں کی خلاف ورزی کرے لیکن اس کے باوجود کچھ لوگوں کی جرأت کا یہ عالم ہے کہ وہ مجھ سے اس نوع کی حرکات کا ارتکاب کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔

اورنگ زیب عالمگیر جس طرح خود محنتی تھا اس طرح وہ دیگر حکام سے بھی محنت کی توقع رکھتا تھا۔ بعض مؤرخوں کے مطابق اورنگ زیب بہ نفسِ نفیس محنت و دیانت کا سرچشمہ تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر پر دمِ آخر تک خوفِ خدا غالب رہا۔ اپنی موت سے پہلے اس نے اپنے ایک بیٹے کے نام جو خط لکھا وہ بڑا عبرت خیز تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر نے لکھا تھا۔

> ''میری پیدائش پر لاتعداد لوگوں نے جشن منائے مگر بوقتِ رخصت میں تنہا ہوں۔ زندگی کے مقاصد عظیم ہوتے ہیں اور مجھے ان لمحات کے زیاں کا شدید صدمہ ہے جو کہ خدا کی عبادت اور اس کی یاد کے بغیر گزرے۔ کاش! میں لوگوں کی خدمت اپنے حسبِ منشاء کر سکتا۔ اس لئے بعض اوقات احساس ہوتا ہے کہ میری زندگی بے مقصد اور بے کار ہی گزری۔ لیکن اب سوائے تاسف کے اور کیا ہو سکتا ہے وقت اپنی یادوں کے نقوش ثبت کر جاتا ہے۔ میں بے حد کمزور ہو چکا ہوں اور اس دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے اپنے گناہوں کا ایک بارِ عظیم موجود ہے۔ خدا برتر، رحیم و کریم ہے۔ شاید وہ میری بخشش کا سامان کر دے۔''

❖

بہرحال دُرگا داس نے جو الزامات اکبر کے سامنے اس کے باپ پر لگائے تھے، اکبر جانتا تھا کہ سب بے بنیاد ہیں لیکن اس کے باوجود اکبر کی بدقسمتی کہ دُرگا داس کے کہنے پر اس نے اپنے باپ کے خلاف بغاوت کھڑی کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اب تہور خاں اور اکبر خاں یہ فیصلہ کرنے لگے تھے کہ بغاوت کس طرح کی جائے؟ اور تخت و تاج کس طرح حاصل کیا جائے۔ دوسری طرف درگا داس نے میواڑ کے راجہ مہارانا راج سنگھ کی طرف اپنے قاصد بھجوائے تھے۔ اُن قاصدوں کے ذریعہ وہ مہارانا

Marfat.com

راج سنگھ کو اس گفتگو سے آگاہ کرنا چاہتا تھا جو اکبر سے ہوئی تھی۔ اُسے یہ خوشخبری دینا چاہتا تھا کہ اس نے اکبر اور تہور خاں دونوں کو اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف قدم اٹھانے پر آمادہ کر لیا ہے اور عنقریب ایک لشکر اجمیر کی طرف بڑھے گا۔ قاصد کے ذریعہ دُرگا داس نے میواڑ کے راجہ مہارانا راج سنگھ سے یہ بھی دریافت کر لیا تھا کہ جب ایک لشکر اورنگ زیب عالمگیر کو تخت و تاج سے محروم کرنے لئے اجمیر کا رخ کرے گا تو اس میں اس کا کس قدر کردار ہو گا۔ لیکن دُرگا داس کی بدقسمتی کہ جس وقت اس نے اپنے قاصد مہارانا راج سنگھ کی طرف بھجوائے تھے اس وقت تک اوغر خاں نے کوہستانی سلسلوں کے اندر حملہ آور ہو کر مہارانا راج سنگھ کا خاتمہ کر دیا تھا اور بچے کھچے لشکریوں کو لے کر اس کا بیٹا جے سنگھ میواڑ سے بھاگ کر مارواڑ میں دُرگا داس کی طرف کوچ کر چکا تھا۔

دوسری طرف اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اعظم خاں نے احتیاطاً اپنا پڑاؤ انہی کوہستانی سلسلوں کے پاس قائم رکھا جن کوہستانوں کے اندر مہارانا راج سنگھ اپنا مسکن بنانے کے بعد ان کے ساتھ گوریلا جنگ کرتا رہا تھا جبکہ اوغر خاں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اعتقاد خاں کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○❖○

Marfat.com

دلیر خان اور رن مست خان نے ایک بار بیجا پور کے لشکر کو بدترین شکست دینے کے بعد سرحدوں پر ہی اپنے لشکر کا پڑاؤ کر لیا تھا اور اب وہ اپنے اگلے لائحۂ عمل سے متعلق سوچنے لگے تھے جس کے تحت وہ بیجا پور والوں کو اپنے سامنے مطیع اور فرمانبردار بنا کر رکھیں۔

ایک روز دلیر خان اور رن مست خان دونوں جب مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد فارغ ہوئے تو اپنے لشکر کے اطراف میں جو انہوں نے مخبر پھیلائے تھے ان میں سے تین مخبر ان کے سامنے آئے۔ انہیں دیکھتے ہوئے دلیر خان اور رن مست خان دونوں رک گئے۔ ان تین مخبروں میں سے ایک ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ہم آپ کے لئے ایک نئی خبر لے کر آئے ہیں۔ ہمارے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد بیجا پور والوں نے مرہٹوں کے پیشوا شیوا جی کے ساتھ معاہدہ کر لیا ہے۔ بیجا پور والوں کے مختارِ کار سدی مسعود نے اپنا ایک قاصد اس کی طرف بھجوایا تھا جس کے تحت یہ معاہدہ ہوا ہے کہ اگر مغلوں کا لشکر بیجا پور والوں پر حملہ آور ہو گا تو پشت کی جانب سے شیوا جی مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر بیجا پور والوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کرے گا اور اگر آپ دونوں اپنے لشکر کے ساتھ کسی موقع پر نکل کر شیوا جی کے خلاف ضرب لگاتے ہیں تو بیجا پور والوں کا لشکر آپ کے خلاف شیوا جی کی مدد کو نکل کھڑا ہو گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ قاصد رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

''اس معاہدے کے بعد شیوا جی نے اپنے لشکریوں کو اپنے مختلف سالاروں کی سرکردگی میں دیتے ہوئے انہیں اِدھر اُدھر پھیلا رکھا ہے جبکہ اپنے لشکر کا ایک بڑا حصہ اس نے اپنی سرکردگی میں رکھا ہے۔ اب وہ اپنے ٹھکانوں سے بیجا پور کی طرف جا چکا ہے۔ وہ کہیں محفوظ جگہ قیام کرے گا اور جب کبھی بھی آپ بیجا پور والوں پر حملہ آور

Marfat.com

ہوں گے تو شیوا جی ہمارے لشکر کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر بیجا پور والوں کی فتح اور کامیابی کو یقینی بنائے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر جب خاموش ہوا تب دلیر خاں نے ذو معنی انداز میں رن مست کی طرف دیکھا، اس کے ساتھ ہی دونوں نے مخبروں کو ان کی کارگزاری پر شاباش دی۔ انہیں کھانا کھانے کے بعد پھر اپنے کام میں لگ جانے کے لئے کہا۔ مخبر جب پیچھے ہٹ گئے تب دلیر خان رن مست خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے عزیز بھائی! اب بولو تمہارا کیا خیال ہے؟"

رن مست خان کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا، کہنے لگا۔

"محترم بھائی! خیال بہت اچھا ہے۔ پہلے ہم نے اگر بیجا پور والوں پر حملہ آور ہونے میں کچھ دن کی تاخیر کرنی تھی تو اب ہم یہ تاخیر نہیں کریں گے اور فی الفور بیجا پور والوں پر حملہ آور ہوں گے۔ میں دیکھتا ہوں یہ شیوا جی ہمارا کیا بگاڑتا ہے۔

دلیر خان میرے بھائی! کل سے ہم بیجا پور والوں کے خلاف اپنی پیش قدمی شروع کریں گے اور ان پر حملہ آور ہونے کی ابتداء کریں گے۔ جس طرح مخبروں نے بتایا ہے اس کے مطابق شیوا جی یقیناً ہم پر اس وقت حملہ آور ہو گا جب ہم بیجا پور والوں کے لشکر کے ساتھ جنگ میں مصروف ہوں گے اور وہ پشت کی جانب سے حملہ آور ہو کر بیجا پور والوں کو فوائد پہنچانے کی کوشش کرے گا لیکن میں اس کی اس سازش کو کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔

کل جب ہم بیجا پور والوں کے خلاف پیش قدمی شروع کریں گے، بیجا پور والوں کے لشکر کے ساتھ ہمارا ٹکراؤ ہو گا تو میرے بھائی لشکر پہلے کی طرح دو حصوں میں تقسیم رہے گا۔ جو لشکر پہلے تمہاری کمانداری میں تھا وہ پوری طاقت و قوت سے بیجا پور والوں کے لشکر سے ٹکرا جائے گا جبکہ میں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پشت کی جانب رہوں گا۔ تم بیجا پور والوں پر اپنا دباؤ بڑھاتے رہنا۔ بیجا پور والوں کے خلاف جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے اطراف میں ہم اپنے مخبر پھیلا دیں گے اور جب مخبر اطلاع دیں گے کہ ہماری پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے کے لئے شیوا جی نزدیک آ رہا ہے تب میں اپنے لشکر کی تنظیم کو پلٹ دوں گا۔ میں لشکر کی پشت کی طرف چلا جاؤں گا اور جونہی شیوا جی قریب آئے گا میں شیوا جی پر حملہ آور ہو جاؤں گا۔ مجھے امید ہے کہ شیوا جی کی میں وہ حالت کروں گا جو اس سے پہلے کسی حملہ آور نے اس

Marfat.com

کی نہ کی ہو۔ دلیر خان نے رن مست خان کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا پھر دونوں کھانا کھانے کے لئے اپنی خیمہ گاہ کی طرف جا رہے تھے۔

❖

دریائے گوداوری کے کنارے سرائے میں ایک روز کشن سنگھ اور رادھیکا دونوں بہن بھائی بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ دروازے پر سرائے کا مالک گوپال سنگھ نمودار ہوا۔ اسے دیکھتے ہی دونوں بہن بھائی کھڑے ہو گئے۔ گوپال سنگھ کمرے میں داخل ہوا، آگے بڑھ کر ان دونوں کے قریب بیٹھ گیا۔ اس موقع پر دونوں بہن بھائی تھوڑی دیر تک غور سے اس کی طرف دیکھتے رہے پھر بڑی سنجیدگی میں رادھیکا اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''چچا! آپ کے چہرے کے تاثرات بتاتے ہیں کہ آپ ہمیں بہت کچھ کہنے کے لئے آئے ہیں۔''

کھنکارتے ہوئے گوپال سنگھ نے گلا صاف کیا پھر کہنے لگا۔

''بیٹی! کہنا تو میں واقعی بہت کچھ چاہتا ہوں لیکن ڈرتا ہوں کہیں تم دونوں بہن بھائی برا ہی نہ مان جاؤ۔ اس لئے کہ میری سرائے سے نکل کر اوغر خاں کی طرف جانے کے لئے یہ بہترین موقع ہے۔ یہ بات میں تم سے کہتے ہوئے اس لئے ہچکچا رہا تھا کہ کہیں تم دونوں بہن بھائی یہ خیال نہ کرنے لگ جاؤ کہ میں تم دونوں کو سرائے سے فارغ کرنا چاہتا ہوں اور تمہیں اپنے اوپر بوجھ سمجھتا ہوں۔ میرے بچو! میری زندگی کا سب سے بڑا مدعا تم دونوں کی حفاظت کرنا ہے۔ تمہارا میری سرائے میں زیادہ دن قیام کرنا بھی مصلحت کے خلاف ہے اس لئے کہ شیوا جی کے کارندے کتوں کی طرح اِدھر اُدھر گھومتے پھرتے ہیں۔ کسی نہ کسی روز وہ تم دونوں کی خوشبو پا لیں گے اور پھر تم پر ہاتھ ڈالنے میں دیر نہیں کریں گے۔ دراصل میں چاہتا ہوں کہ تم بحفاظت اور انتہائی احتیاط کے ساتھ یہ سفر کرو۔ آج صبح ایک قافلہ سرائے کے باہر اُترا ہے۔ وہ قافلہ شام کے وقت یہاں سے کوچ کرے گا۔ اس کا رخ پونا شہر کی طرف ہو گا۔ میں چاہتا ہوں تم دونوں بھی اس قافلے کے ساتھ ہو لو اور اس قافلے کے اندر رہتے ہوئے اوغر خاں کے پاس پہنچ جاؤ۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایک بار تم اوغر خاں کے پاس پہنچ گئے تو وہ نہ صرف تمہارے تحفظ کا بہترین انتظام کرے گا بلکہ تمہارے کہنے پر وہ سنت کو بھی کیفرِ کردار تک پہنچانے پر رضامند ہو جائے گا۔ اس

Marfat.com

کے علاوہ آج کچھ مسافر سرائے میں ایک نئی خبر بھی لے کر آئے ہیں۔"

گوپال کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ رادھیکا اس کی بات کاٹتے ہوئے بول اٹھی۔

"کیسی نئی خبر؟"

"بیٹا! کچھ لوگ سورت شہر کی طرف سے آئے ہیں۔ انہوں نے یہاں سرائے میں قیام کیا ہے۔ وہ مزید جنوب کی طرف اپنے کسی کام کے سلسلے میں جائیں گے۔ میرے ساتھ گفتگو کے دوران انہوں نے مجھ پر انکشاف کیا کہ راجہ جے سنگھ کی بیٹی شیتل، اورنگ زیب عالمگیر کے سالار اوغر خاں کو جنون کی حد تک پیار کرتی ہے، اس کی محبت کی اسیر ہے اور اسے اپنا جیون ساتھی بنانے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ اس کی ماتا دُرگا وتی اور اس کا پِتا راجہ جے سنگھ بھی اس رشتے پر رضامند ہیں۔"

گوپال کے اس انکشاف پر رادھیکا نے بے زاری اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"یہ راجہ جے سنگھ کی بیٹی شیتل پاگل تو نہیں ہو گئی؟ ہندو ہو کر وہ ایک مسلمان سے کیسے محبت کرنے لگ گئی؟ اسے اپنے جیون کا ساتھی بنانے کے لئے رضامند ہو گئی ہے؟ ایسی لڑکیاں اپنے ہاتھوں سے اپنا مستقبل اور اپنا جیون تباہ کرنے پر تُل جاتی ہیں۔ چند دن پہلے ہم نے یہ بھی خبر سنی تھی کہ سورت کے انگریز تاجر اوکسیڈن کی بیٹی جو اپنے ماں باپ کے ساتھ اسلام قبول کر چکی ہے اس نے بھی یہ اعلان کر رکھا ہے کہ جو کوئی بھی شیوا جی کو قتل کرے گا وہ اس سے شادی کر لے گی بشرطیکہ شیوا جی کو قتل کرنے والا مسلمان ہو۔ میں اُس لڑکی کے اس اعلان کی داد دیتی ہوں۔ شیوا جی کے قتل کے ساتھ ساتھ اس نے یہ بھی شرط عائد کی ہے کہ شادی وہ اس سے ہی کرے گی جو مسلمان ہو۔ اب یہ پونا کے والی راجہ جے سنگھ کی بیٹی پاگل اور دیوانی تو نہیں ہو گئی کہ وہ اوغر خاں کو اپنی زندگی کا ساتھی اور اپنے جیون کی منزل بنا چکی ہے۔ کیا اوغر خاں پونا میں راجہ جے سنگھ کے ساتھ رہتا رہا ہے جو شیتل اور اس کے درمیان یہ رابطہ اور تعلق پیدا ہوا ہے؟"

جواب میں گوپال سنگھ کہنے لگا۔

"نہیں ...... یہ محبت دہلی شہر میں پروان چڑھی تھی۔ راجہ جے سنگھ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ دہلی میں رہتا تھا۔ وہاں سے اورنگ زیب عالمگیر نے اُسے پونا کا والی بنا

Marfat.com

کر بھیجا۔ پہلے وہ اکیلا آیا تھا، اپنی پتنی دُرگا وتی اور بیٹی شیتل کو وہیں چھوڑ کر آیا تھا اور جب اوغر خاں اپنے لشکر کے ساتھ جنوب کے ان علاقوں کی طرف آیا تو اوغر خاں کے ساتھ شیتل اور دُرگا وتی بھی آئیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد گوپال سنگھ جب رُکا تب رادھیکا کہنے لگی۔

''یہ اس شیتل کا ذکر خواہ مخواہ ہی بیچ میں آ گیا۔ ہمیں اس سے کوئی غرض و غایت نہیں، وہ کسی مسلمان سے پریم کرتی رہے یا کسی صلیب پرست سے۔ ہم نے تو اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے کوئی قدم اٹھانا ہے۔ اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ وہ قافلہ جو آپ کی سرائے سے باہر اترا ہے جو آج شام تک یہاں سے کوچ کرے گا وہ قافلہ کس کا ہے؟ اور کس مقصد کے تحت وہ قافلہ پونا شہر کا رخ کر رہا ہے۔''

رادھیکا کے خاموش ہونے پر گوپال سنگھ نے کہنا شروع کیا۔

''بیٹی! یہ ایک تجارتی کاررواں ہے، دم لینے کے لئے یہاں رُکا ہوا ہے اور آج شام یہاں سے پونا کی طرف کوچ کر جائے گا۔ اگر تم دونوں بہن بھائی اس قافلے کے ساتھ سفر کرو تو میں سمجھتا ہوں بحفاظت پونا پہنچ جاؤ گے اور پھر پونا سے تم لوگ آسانی سے اوغر خاں کی طرف جا سکو گے۔ ان دنوں ویسے بھی مرہٹوں کی طرف سے تم دونوں بہن بھائی کے لئے خطرہ کم ہے۔''

رادھیکا نے سوالیہ انداز میں گوپال سنگھ کی طرف دیکھا اور پوچھ لیا۔

''وہ کیسے......؟''

گوپال سنگھ مسکرایا اور کہنے لگا:

''وہ اس طرح کہ بیجاپور والوں کے ساتھ شیوا جی کا ایک معاہدہ ہوا ہے کہ اگر مغلوں کا لشکر بیجاپور والوں پر حملہ آور ہوگا تو شیوا جی ان کی مدد کرے گا اور اگر مغل شیوا جی پر حملہ آور ہوں گے تو بیجاپور والے شیوا جی کی مدد کے لئے نکلیں گے۔ اب اورنگ زیب عالمگیر کے دو سالار دلیر خان اور رن مست خان بیجاپور والوں پر حملہ آور ہونے لگے ہیں۔ لہٰذا شیوا جی اپنے لشکر کے ساتھ بیجاپور کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔ جونہی مغلوں کا لشکر بیجاپور والوں پر حملہ آور ہوگا شیوا جی پشت کی جانب سے مغلوں پر حملہ آور ہو کر بیجاپور والوں کی فتح کو یقینی بنائے گا چونکہ مرہٹوں کی توجہ اس وقت بیجاپور کی طرف ہے لہٰذا میں سمجھتا ہوں اس تجارتی کارروان کے ساتھ تم بحفاظت پونا اور پھر وہاں سے اوغر خان کی طرف جا سکتے ہو۔''

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد گوپال سنگھ رکا پھر چونکا۔ شاید وہ رادھیکا اور کشن سنگھ پر مزید کچھ انکشاف کرنا چاہتا تھا پھر بڑے غور سے رادھیکا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''بیٹا! میں ایک بات کا انکشاف کرنا بھول گیا، میں نے ابھی ابھی تمہارے سامنے اورنگ زیب عالمگیر کے دو سالاروں کے نام لئے تھے، ایک کا نام دلیر سنگھ دوسرے کا نام رن مست خان۔ میں یہ کہنا بھول گیا کہ یہ رن مست خان اوغر خان کا خالہ زاد ہے۔ دونوں کے ماں باپ مر چکے ہیں اور دونوں اپنی نانی کے پاس رہتے ہیں۔''

گوپال سنگھ کے خاموش ہونے پر رادھیکا نے کہنا شروع کیا۔

''چچا! میں اور میرا بھائی آپ کی تجویز پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم ابھی سے اپنی تیاری مکمل کر لیتے ہیں۔ شام کا کھانا کھانے کے بعد اور زادِ راہ اپنے ساتھ رکھنے کے بعد ہم اس قافلے کے ساتھ کوچ کر جائیں گے۔ میرے خیال میں جو حالات آپ نے بتائے ہیں ان کو دیکھتے ہوئے یہاں سے شمال کی طرف کوچ کرنے کا بہترین موقع ہے۔ اس لئے کہ شیوا جی کے بیجاپور والوں کے ساتھ مصروف ہونے کی وجہ سے مرہٹے ہم دونوں کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکیں گے۔''

رادھیکا کے ان الفاظ پر گوپال سنگھ خوش ہو گیا تھا، پھر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

''میرے بچو! میں اب جاتا ہوں، میں جا کر تمہارے لئے زادِ راہ تیار کرتا ہوں۔ اتنی دیر تک تم اپنی تیاری کر لو پھر نیچے آ جانا۔ میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا۔ اتنی دیر تک اس تجارتی قافلے کے کوچ کا وقت بھی ہو جائے گا پھر تم اپنا زادِ راہ لے کر ان کے ساتھ ہو لینا۔''

گوپال سنگھ کی اس تجویز سے رادھیکا اور کشن دونوں بہن بھائی نے اتفاق کیا تھا۔ پھر گوپال سنگھ وہاں سے نکل گیا۔ دونوں بہن بھائی نے اپنی تیاری مکمل کی، نیچے گئے، شام کا کھانا گوپال سنگھ کے ساتھ کھایا۔ اس سے زادِ راہ بھی لیا پھر وہ اس تجارتی کارروان کے ساتھ دریائے گوداوری کے کنارے سے پونا کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

❖

Marfat.com

بیجا پور کے علاقوں میں دلیر خان اور رن مست خان ایک بار پھر بیجا پور کے لشکر کے خلاف صف آراء ہوئے۔ بیجا پور کے لشکر اس بار بڑے مطمئن اور آسودہ تھے اس لئے کہ انہیں امید تھی کہ جب دلیر خان اور رن مست خان کے ساتھ ان کی جنگ اپنے عروج پر آئے گی تو اچانک ان دونوں کی پشت کی طرف سے شیوا جی نمودار ہو کر حملہ کر دے گا اور بیجا پور والوں کی فتح مندی اور کامیابی کو یقینی بنا دے گا۔ لیکن بیجا پور والوں کی بدقسمتی کہ انہیں یہ خبر نہ تھی کہ ان کے ساتھ جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے دلیر خان اور رن مست خان شیوا جی کا بندوبست کر چکے تھے لہٰذا جونہی دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے تو بیجا پور والوں نے جنگ کی ابتدا کی۔

بیجا پور کا لشکر ستم کی آندھیوں میں لپکتے نفرت کے سنگ سوچوں کے سمندر کو طوفان آشنا کر دینے والے منافقت کے وارثوں اور مفارقت اور برہمی پر اترتی گرم ہواؤں کی سلگتی لہروں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

دلیر خان اور رن مست خان پر بیجا پور والوں کا بڑا سخت ترین حملہ تھا لیکن ان دونوں نے کمال جرأت مندی کا اظہار کرتے ہوئے ان کے حملوں کو روکا پھر جوابی کارروائی کے طور پر وہ وقت کے بکھرے اوراق میں قسمت کے حروف خواں کی طرح حرکت میں آئے۔ پہلے اپنے لشکریوں کے ساتھ انہوں نے اس زوردار انداز میں تکبیریں بلند کی تھیں کہ پورا رن لرز اور کانپ اٹھا تھا، اس کے بعد دلیر خان اور رن مست خان شکست و ریخت کرتے ساحلوں کے نقیبوں، آگ اگلتی ہجر کی لمبی راتوں میں دکھ کے موسم کھڑے کرتے عذابوں اور زیست کے تسلسل اور نفس نفس میں زہر گھول دینے والی آندھیوں کے رہنماؤں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

جس وقت دلیر خان اور رن مست خان دونوں اپنی پوری طاقت وقوت کو حرکت میں لاتے ہوئے بیجا پور والوں پر حملہ آور ہو رہے تھے اور بیجا پور والے اپنے لشکر میں دور دور تک شکست اور پسپائی کے آثار دیکھ رہے تھے اس موقع پر بیجا پور والے لشکری کچھ مایوس بھی تھے۔ وہ یہ خیال کر رہے تھے کہ اگر تھوڑی دیر تک دلیر خان اور رن مست خان کی پشت کی طرف سے شیوا جی حملہ آور نہ ہوا تو دلیر خان اور رن مست خان دونوں ان کے لشکر کو روند کر ان کا قتلِ عام کر دیں گے لیکن حالات کے اندر اسی لمحہ ایک تبدیلی پیدا ہوئی۔

اس لئے کہ شیوا جی اپنے کافی بڑے لشکر کے ساتھ بڑی برق رفتاری سے دلیر

Marfat.com

خان اور رن مست خان کے لشکر کی پشت کی طرف بڑھا تھا۔ دلیر خان اور رن مست خان کے مخبروں نے انہیں بروقت اطلاع کر دی تھی کہ ان کے لشکر کی پشت کی طرف حملہ آور ہونے کے لئے شیوا جی قریب آتا جا رہا ہے لہٰذا بیجا پور والوں کے لشکر کا مقابلہ دلیر خان کرتا رہا۔ اب دلیر خان نے اپنے حملوں میں پہلے کی نسبت اور زیادہ تیزی پیدا کر لی تھی جس کی وجہ سے بیجا پور والوں پر اس نے پہلے کی نسبت زیادہ دباؤ ڈالنا شروع کر دیا تھا۔ جبکہ دوسری طرف رن مست خان اپنے لشکر کے اگلے حصے سے بڑی تیزی کے ساتھ اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا لشکر کے پچھلے حصے کی طرف آ گیا تھا۔ اس کے حصے کا لشکر جو پہلے ہی پشت کی جانب تھا انہوں نے رخ موڑا، پہلے وہ بیجا پور والوں کی جانب رخ کر کے لڑ رہے تھے اب بیجا پور والوں کی طرف ان کی پشت تھی اور وہ بڑی بے چینی سے شیوا جی کی آمد کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد شیوا جی جب اپنے لشکر کے قریب آیا تو رن مست خان اور اس کے لشکریوں نے ایک بار پھر زوردار انداز میں تکبیریں بلند کیں۔ شیوا جی کو حملہ آور ہونے کا موقع ہی نہیں ملا اس لئے کہ رن مست خان نے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا پھر وہ شیوا جی پر تباہی کی آگ، مایوسی کا اندھیرا پھیلاتے قہرِ گمنامی کے آسیبوں، جسم و جان کے رشتوں کو زنجیر کرتے جرأت مندی کے بے روک عناصر اور سینوں میں طوفانی طلاطم کھڑا کر دینے والے آتش و آہن کے سیلاب کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

حالات اب یکسر شیوا جی کی امیدوں کے خلاف حرکت میں آ گئے تھے۔ شیوا جی تو یہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ وہ اچانک دلیر خان اور رن مست خان کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر ان کے پورے لشکر کو الٹ کر رکھ دے گا۔ اس طرح اورنگ زیب عالمگیر کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائے گا۔ لیکن شیوا جی کی بدقسمتی کہ جونہی وہ قریب آیا، رن مست خان نے اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ اس پر حملہ کر دیا تھا۔ شیوا جی رن مست کے جان لیوا حملوں کو زیادہ دیر برداشت نہ کر سکا۔ اس نے جب دیکھا کہ اس کے لشکری دبنے لگے ہیں تب اپنے لشکر کے وسطی حصے سے وہ تھوڑا سا آگے آیا اور اپنے لشکریوں کو للکارتے ہوئے انہیں پہلے کی نسبت زوردار انداز میں حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔ شیوا جی کے ان الفاظ کے جواب میں مرہٹے ایک بار پھر طوفانی صورت اختیار کرتے ہوئے رن مست کے لشکر پر حملہ آور ہوئے لیکن رن

Marfat.com

مست اور اس کے ساتھی مرہٹوں کے سامنے لوہے کی دیوار اور نہ سرکنے والی چٹان ثابت ہوئے تھے۔ اچانک رن مست کی نگاہ اپنے لشکر کے اگلے حصے میں شیوا جی پر پڑی اور اس نے شیوا جی کو اپنا ہدف بنانے کا تہیہ کر لیا۔ اپنے کچھ دستوں کو لے کر وہ مرہٹوں کے لشکریوں میں گھس گیا۔ اپنے سامنے آنے والے ہر مرہٹے کو موت کے گھاٹ اتارتا ہوا وہ شیوا جی کے قریب پہنچ گیا۔ شیوا جی نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کا سالار اس پر حملہ آور ہونے کے لئے اس پر اُمڈ رہا ہے تو اس نے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی۔ اسی دوران رن مست خان نے اسے آلیا تھا۔ رن مست اس پر حملہ آور ہوا۔ اس پر تلوار برسائی۔ تلوار شیوا جی پر گری بھی لیکن شیوا جی چونکہ بھاری زرّہ پہنے ہوئے تھا لہٰذا وہ عین موقع پر ہلاک تو نہ ہوا پر اسے رن مست خاں نے مہلک زخم لگا دیئے تھے۔

اس موقع پر شیوا جی اپنے گھوڑے سے گرتا گرتا بچا تھا۔ وہ اپنے گھوڑے کی زین پر جھک گیا تھا۔ اس لئے کہ رن مست خان نے جو اسے زخم لگائے تھے وہ اس کے لئے ناقابل برداشت ہو رہے تھے۔ اب رن مست کے لشکری چاروں طرف مرہٹوں کا قتل عام شروع کر چکے تھے۔ تب زخمی شیوا جی نے اپنے لشکر کے اندر شکست اور پسپائی کے بگل بجوا دیئے تھے۔ یہ بگل بجتے ہی شیوا جی اپنے لشکر کو لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔

لیکن اب بھاگنا بھی آسان نہ تھا اس لئے کہ رن مست خاں نے شیوا جی کو ٹھکانے لگانے کا تہیہ کر رکھا تھا۔

کہتے ہیں رن مست خاں شیوا جی کے پیچھے لگ گیا تھا۔ لگاتار تین دن شیوا جی اپنے شکست خوردہ لشکر کے ساتھ اِدھر اُدھر بھٹکتا رہا اور رن مست خان سائے کی طرح اس کے تعاقب میں لگا رہا۔ رن مست خان اسے اپنے مسکن کی طرف جانے نہیں دے رہا تھا۔

جونہی شیوا جی کوشش کرتا کہ اپنے مسکن کی طرف جائے تاکہ وہاں جا کر اپنا علاج کروائے اور دوبارہ طاقت اور قوت پکڑ کر اپنی شکست کا بدلہ لے لیکن جونہی وہ ایسا کرنے کی کوشش کرتا رن مست اس کی راہ روک دیتا اور اسے دوسری سمت جانے پر مجبور کر دیتا۔ اس طرح رن مست خان نے لگاتار تین دن تک شیوا جی کو اپنے سامنے سرگرداں رکھا اور خود سائے کی طرح اس کے پیچھے لگا رہا۔ یہاں تک کہ شیوا

Marfat.com

جی ان زخموں سے جو رن مست نے اسے لگائے تھے ہلاک ہو گیا۔ اس کے ساتھی مرہٹے اِدھر اُدھر بکھرتے ہوئے واپس اپنے مسکن کی طرف چلے گئے تھے۔ اس طرح اورنگ زیب عالمگیر کے بہترین سالار رن مست خاں کے ہاتھوں شیوا جی کا کام تمام ہوا تھا۔

❖

سورت شہر کا تاجر قنبر خان بازار سے اپنے گھر آیا۔ اپنی حویلی کے دروازے پر ہی کھڑے ہو کر اس نے اپنی بیوی عظیمہ خاتون اور اپنے بیٹے کامل خان کو پکارا۔ جب وہ دونوں حویلی کے صحن میں آئے تو ہاتھ کے اشارے سے قنبر خان نے ان دونوں کو باہر آنے کے لئے کہا۔ اس پر عظیمہ خاتون اور کامل خان دونوں ماں بیٹا باہر آ گئے تھے۔ اس موقع پر مسکراتے ہوئے قنبر خان دونوں ماں بیٹوں کو مخاطب کر کے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ عظیمہ خاتون اپنے شوہر کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''آپ کا چہرہ بتاتا ہے کہ آپ ہمارے لئے کوئی بہت اچھی خبر لے کر آئے ہیں۔''

قنبر خان پہلے کی نسبت کھل کر مسکرانے لگا۔ کہنے لگا۔

''تمہارا اندازہ درست ہے ..... میں تم لوگوں کے لئے اچھی نہیں بلکہ بہت ہی اچھی خبر لے کر آیا ہوں۔ پہلے تم دونوں ماں بیٹا میرے ساتھ آؤ۔ سکندر کے ہاں چلتے ہیں۔ جو خوشخبری میں لے کر آیا ہوں وہ میں تم دونوں کے علاوہ سکندر، سلطانہ اور زرنگار کے سامنے کہنا چاہتا ہوں۔''

اس پر عظیمہ خاتون اور کامل خان دونوں قنبر خان کے ساتھ ہو لئے تھے۔ پھر تینوں ساتھ والی حویلی کے دروازے پر آئے۔ قنبر خان نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی تھی۔ دروازہ کھولنے والا خود انگریز سکندر تھا۔ تینوں کو خوش و خرم اپنی حویلی کے دروازے پر دیکھتے ہوئے وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اتنی دیر تک اس کی بیوی سلطانہ اور حسین و جمیل بیٹی زرنگار بھی دروازے پر آ گئی تھیں۔ گفتگو کا آغاز زرنگار نے کیا اور عظیمہ خاتون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''خالہ! خدا جھوٹ نہ بلوائے آپ تینوں کے چہرے بتاتے ہیں کہ آپ ہمارے لئے کوئی اچھی خبر لے کر آئے ہیں۔''

اس پر عظیمہ خاتون مسکرائی اور کہنے لگی۔

Marfat.com

''بیٹا! پہلے مجھے اندر آنے دو، پھر تمہارے خالو بتائیں گے کہ یہ کیا اچھی خبر لے کر آئے ہیں؟ ابھی تک ہمیں بھی پتہ نہیں کہ یہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ یہ تو ہم دونوں کو یہاں لائے اور کہہ رہے تھے کہ سب کی موجودگی میں اچھی خبر کہوں گا۔''

اس کے ساتھ ہی قنبر خان، کامل خان اور عظیمہ خاتون تینوں سکندر کی حویلی میں داخل ہوئے پھر سب جا کر دیوان خانے میں بیٹھ گئے۔ اس موقع پر سلطانہ، اس کی بیٹی زرنگار اور سلطانہ کا شوہر سکندر، کامل خان اور عظیمہ خاتون سب بڑے غور اور جستجو بھرے انداز میں قنبر خان کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

اس موقع پر قنبر خان نے بھی ان سب کی نگاہوں کا اندازہ لگا لیا تھا پھر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''جو خبر میں لے کر آیا ہوں وہ عمومی طور پر سب کے لئے اچھی ہے۔ اور خصوصی طور پر میری بیٹی زرنگار کے لئے بہت ہی اچھی ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قنبر خان جب خاموش ہوا تب زرنگار بڑی بے چینی اور بے تابی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''خالو! اگر آپ کے پاس کوئی میرے لئے بہت ہی اچھی خبر ہے تو پھر اسے کہنے میں آپ تاخیر سے کیوں کام لے رہے ہیں؟''

اس پر قنبر خان کہنے لگا۔

''بیٹی! اچھی خبر یہ ہے کہ شیوا جی کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔''

قنبر خان کے ان الفاظ پر خوشی اور مسرت میں سلطانہ، زرنگار، سکندر، کامل خان اور عظیمہ خاتون ایک طرح سے اپنی جگہوں پر اچھل پڑے تھے۔ پھر سکندر خان نے قنبر خان کو مخاطب کیا۔

''بھائی! یہ یقیناً بہت ہی اچھی خبر ہے کہ شیوا جی کا خاتمہ ہوا۔ لیکن یہ تو آپ نے بتایا ہی نہیں کہ شیوا جی کا خاتمہ کس نے کیا؟ کون اس پر حملہ آور ہوا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا؟ اس لئے کہ آپ جانتے ہیں میری بیٹی نے اعلان کر رکھا تھا کہ جو بھی شیوا جی کو ہلاک کرے گا وہ اس سے شادی کر لے گی۔ بشرطیکہ ہلاک ہونے والا مسلمان ہو۔''

سکندر کے ان الفاظ کے جواب میں قنبر خاں مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''شیوا جی کی ہلاکت کا باعث بننے والا یقیناً ایک مسلمان سالار ہی ہے اور نام

Marfat.com

اس کا رن مست خان ہے۔''

قنبر خان جب خاموش ہوا تب پہلے کی نسبت زیادہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے سکندر کہنے لگا۔

''رن مست خان تو بڑا مشہور و معروف نام ہے اور یہ اورنگ زیب عالمگیر کے بہترین سالاروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ میرے خیال میں یہ رن مست خان اوغر خان کا خالہ زاد بھی ہے۔''

سکندر خان کے ان الفاظ کے جواب میں قنبر خان کہنے لگا۔

''آپ کا اندازہ درست ہے۔ ان دنوں اوغر خاں اور رن مست خاں دونوں ہی دکن کے علاقوں میں دشمنوں کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ اوغر خاں نے میواڑ کے راجہ مہارانا راج سنگھ کو بدترین شکست دی اور اس کے کوہستانی سلسلے میں گھس کر نہ صرف اس کے مسکن کو تباہ و برباد کر دیا بلکہ راج سنگھ کو بھی ہلاک کر دیا۔ اب راج سنگھ کا بیٹا جے سنگھ مارواڑ کی طرف بھاگ چکا ہے جبکہ رن مست خان نے اپنے دوسرے ساتھی سالار دلیر خان کے ساتھ مل کر بیجاپور اور شیوا جی کے لشکر کو شکست دی ہے۔ کہتے ہیں جس وقت دلیر خان اور رن مست خان بیجاپور والوں کے ساتھ برسرِ پیکار تھے تو شیوا جی نے ان کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے کی کوشش کی لیکن رن مست خان طوفانی انداز میں مرہٹوں پر حملہ آور ہوا۔ مرہٹوں کی اکثریت کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور شیوا جی کو زخمی کرنے کے بعد لگاتار تین روز تک اس کا تعاقب کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اسے موت کی گہری نیند سلا دیا۔ دوسری طرف رن مست خان کے ساتھی سالار دلیر خان نے بیجاپور کے لشکر کو بدترین شکست دی اور بیجاپور والے اپنے مرکزی شہر کی طرف بھاگ چکے ہیں۔''

قنبر خان جب خاموش ہوا تب زرنگار پہلی بار بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''خالو! میں نے جو اعلان کیا تھا اس کے مطابق اب رن مست خان میرا حقدار ہے۔ اس نے شیوا جی کو چونکہ ہلاک کیا ہے لہٰذا میں اسے اپنی زندگی کا ساتھی بناؤں گی۔ کیا آپ مجھے اس سے متعلق تھوڑی تفصیل بتائیں گے وہ کون ہے؟ اس کے ماں باپ اور اہل خانہ کہاں رہتے ہیں؟ اس کے علاوہ ...''

زرنگار کو رک جانا پڑا۔ اس کی بات کاٹتے ہوئے قنبر خان بول اٹھا تھا۔

Marfat.com

''میری بچی! جیسا کہ اس سے پہلے ہم کہہ چکے ہیں کہ اوغر خان اور رن مست خان دونوں خالہ زاد ہیں۔ دونوں کے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں۔ دونوں کا نہ کوئی بہن ہے نہ بھائی اور دونوں اپنی نانی کے پاس رہتے ہیں۔ ان کی نانی آگرہ میں قیام کئے ہوئے ہے۔ یہ دونوں ذات کے ترک ہیں۔

اورنگ زیب عالمگیر کی یہ صفت ہے کہ اس نے حرب وضرب کا ایک مکتب کھول رکھا ہے۔ وہ ابھرتے ہوئے بچوں کا جائزہ لیتا ہے اور جنہیں دیکھتا ہے کہ وہ آنے والے دور میں اچھے سالار، اچھے جنگ جو اور بہترین تیغ زن ثابت ہوں گے، اس دارالحرب میں وہ ان کی تربیت کا کام سرانجام دیتا ہے اور اس مکتب اور دارالحرب سے وہ لڑکے بہترین سالار اور تیغ زن بن کر نکلتے ہیں۔ اوغر خان اور رن مست خان بھی اسی مکتب اور دارالحرب کے تربیت یافتہ ہیں۔''

قنبر خان کے خاموش ہونے پر زرنگار نے پھر کہنا شروع کیا۔

''اس کا مطلب ہے وہ گھر کے صرف تین ہی افراد ہیں، ایک رن مست خان، دوسرا اوغر خان اور تیسری ان کی نانی۔ پر ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ جیسا کہ آپ تفصیل بتا چکے ہیں ان دنوں اوغر خان اور رن مست خان دونوں دکن میں دشمنوں کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ اوغر خان میواڑ میں ہے، رن مست خان بیجاپور کی سرحدوں پر تھا تو پھر ان دونوں کی غیر موجودگی میں ان کی نانی کی دیکھ بھال کون کرتا ہوگا؟ ظاہر ہے جب وہ خود جوان ہیں تو ان کی نانی تو بالکل بوڑھی اور لاغر ہوگی۔ تو کیا یہ دونوں بھائی اپنی نانی کو اپنے گھر میں تنہا اور اکیلا چھوڑ کر آتے ہیں؟ کوئی تو ہونا چاہئے جو اس کی دیکھ بھال کرے، اس کی نگہبانی، اس کی نگرانی، اس کی خدمت کرے۔''

زرنگار جب خاموش ہوئی تب مسکرا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے عظیمہ خاتون کہنے لگی۔

''میری بچی! اب تو تمہیں ہی اوغر خان اور رن مست خان کی نانی کی دیکھ بھال اور اس کی خدمت کرنا ہوگی اس لئے کہ رن مست، شیوا جی کا کام تمام کرنے کے بعد اب تمہیں حاصل کرنے کا حقدار ہے۔ میرے خیال میں اب ہمیں اس سلسلے میں رن مست خان سے رابطہ قائم کرنا چاہئے۔''

عظیمہ خاتون کے خاموش ہونے پر زرنگار کی ماں سلطانہ بول اٹھی۔

Marfat.com

''عظیمہ بہن ٹھیک کہتی ہے قنبر میرے بھائی! اب میں آپ کے ذمہ یہ کام لگانے لگی ہوں کہ آپ کسی نہ کسی طرح یہ پتہ لگانے کی کوشش کریں کہ رن مست خان نے ان دنوں کہاں قیام کر رکھا ہے؟ کس جگہ اس کے لشکر کا پڑاؤ ہے؟ جب یہ پتہ چلے گا تو پھر ہم سب اس سے ملنے کے لئے جائیں گے۔ میری بیٹی زرنگار نے شیوا جی سے متعلق جو اعلان کیا تھا اس سے رن مست خان کو آگاہ کریں گے اور پھر دیکھیں گے کہ وہ کس ردِعمل کا اظہار کرتا ہے۔ وہ زرنگار کو اپنی زندگی کی ساتھی کے طور پر اپنانے کے لئے ہاں کرتا ہے یا نہ؟ میرے بھائی وہ اگر پہلے سے شادی شدہ ہوا تو پھر......''

سلطانہ اپنی بات مکمل نہ کر سکی، بیچ میں زرنگار بول اٹھی۔

''اماں! اگر وہ پہلے سے شادی شدہ ہوا پھر بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس لئے کہ میں یہ اعلان کر چکی ہوں کہ جو بھی شیوا جی کو ہلاک کرے گا، اسے اپنی زندگی کا ساتھی بناؤں گی۔ اس میں، میں نے صرف ایک ہی شرط رکھی تھی کہ ہلاک کرنے والا مسلمان ہو، تب میں اس سے شادی کروں گی۔ اس میں یہ نہیں کہا گیا تھا کہ اگر ہلاک کرنے والا پہلے سے شادی شدہ ہوا تو پھر میں اسے اپنی زندگی کا ساتھی نہیں بناؤں گی۔ لہٰذا اماں! میرا فیصلہ یہ ہے کہ ہم سب یقیناً رن مست خان سے ملنے کے لئے جائیں گے۔ لیکن اگر وہ پہلے سے شادی شدہ ہوا تب بھی میں اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانا پسند کروں گی۔ اس لئے کہ ایسے دلیر، ایسے جرأت مند اور ایسے بے باک سالار خوش قسمت لڑکیوں ہی کے مقدر کا ایک حصہ بنتے ہیں۔''

زرنگار جب خاموش ہوئی تب قنبر خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''اس سلسلے میں تم دونوں ماں بیٹی کو اس موضوع پر بحث کرنے یا گفتگو کو طول دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس لئے کہ رن مست خان اور اوغر خان دونوں بھائی غیر شادی شدہ ہیں اور ابھی تک کنوارے ہیں۔ جہاں تک اوغر خان سے متعلق ہم نے سن رکھا ہے تو اس سے تو پونا کے موجودہ حاکم راجہ جے سنگھ کی بیٹی شیتل محبت کرتی ہے۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ راجہ جے سنگھ کو جب پونا کا حاکم مقرر کیا گیا تھا تو وہ دہلی سے اکیلا ہی پونا آیا تھا، اس کی پتنی دُرگا وتی اور بیٹی شیتل دہلی میں رہی تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اوغر خان اور شیتل کی محبت دہلی ہی میں پروان چڑھی اور جس وقت اوغر خان اور رن مست خان دونوں اپنے حصے کے لشکروں کو لے کر دکن کی طرف

Marfat.com

آئے تب راجہ جے سنگھ کی پتنی دُرگا وتی اور اس کی بیٹی شیتل بھی دونوں کے ساتھ آئی تھیں اور ان دونوں ماں بیٹی کو اوغر خان اور رن مست خان پونا شہر میں چھوڑنے کے بعد پھر اپنے اپنے محاذ کی طرف گئے تھے۔''

اس کے ساتھ ہی قنبر خان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں اب دُکان پر جاتا ہوں۔ آپ سب کو یہی خبر سنانے کے لئے میں دُکان کارندوں کے حوالے کر کے آیا ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے واپس جا کر......''

یہاں تک کہتے کہتے قنبر خان کو رک جانا پڑا اس لئے کہ زرنگار کی ماں سلطانہ مسکراتے ہوئے بول اٹھی۔

''بھائی! آج جلدی آ جایئے گا۔ آپ چونکہ میری بیٹی زرنگار کے لیے ایک اچھی خبر لے کر آئے ہیں لہٰذا آج ہمارے ہاں بہترین دعوت ہو گی اور سب کھانا مل کر ہمارے ہاں ہی کھائیں گے۔''

سلطانہ کے ان الفاظ پر قنبر خان خوش ہو گیا تھا۔ پھر وہ اٹھ کر اپنی دکان پر جانے کے لئے حویلی سے نکل گیا تھا جبکہ عظیمہ خاتون، کامل خان، سکندر، سلطانہ اور زرنگار وہیں دیوان خانے میں بیٹھ کر گفتگو کرنے لگے تھے۔ گفتگو کا موضوع شیوا جی اور رن مست خان ہی تھے۔

❖

اُدھر ریاست مارواڑ میں راجپوتوں نے اورنگ زیب عالمگیر کے بڑے بیٹے اکبر کو اپنے ساتھ ملا کر اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف سازش کو آخری شکل دے دی تھی۔

راجپوتوں اور اکبر کے درمیان اس سازش میں اورنگ زیب عالمگیر کا ایک سالار تہور خان بھی شامل تھا۔ سازش تیار کرنے والے مہارانا راج سنگھ اور دُرگا داس تھے۔ اکبر شاید اس سازش کا مہرہ نہ بنتا مگر مہارانا راج سنگھ اور دُرگا داس نے اکبر کو متنبہ کیا کہ اگر وہ مغل سلطنت کی سلامتی اور اپنا حقِ وراثت محفوظ رکھنا چاہتا ہے تو نہ صرف اپنے اجداد کی پالیسی پر عمل کرے بلکہ راجپوتوں کو دبانے کا خیال ترک کر دے اور تخت پر قبضہ کر کے اورنگ زیب کو علیحدہ کر دے۔

اس موقع پر اکبر کو مہارانا راج سنگھ اور دُرگا داس نے یہ بھی یقین دلایا تھا کہ

Marfat.com

راجپوتوں کی طرف سے بالخصوص دو قبیلوں یعنی سودیہ اور راٹھوروں کی اکبر کو مکمل حمایت حاصل ہو گی۔

اس سازش پر عمل کرنے میں کچھ تاخیر ہو گئی۔ اس لئے کہ میواڑ کا راجہ مہارانا راج سنگھ مارا گیا جس کی بناء پر سازش کی تکمیل میں تقریباً ایک ماہ کی تاخیر ہو گئی کیونکہ سازش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مہارانا راج سنگھ کے بیٹے جے سنگھ کو بھی اعتماد میں لینا ضروری تھا۔

آخر مہارانا راج سنگھ کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے سے گفت و شنید کی گئی مہارانا جے سنگھ نے اس سازش میں پوری طاقت و قوت کے ساتھ حصہ لینے کا وعدہ کیا۔ ساتھ ہی اس نے سازشیوں سے یہ بھی کہا کہ وہ اورنگ زیب عالمگیر پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے بھائی کی قیادت میں ایک خاصا بڑا لشکر بھی مہیا کرے گا۔

اب راجپوتوں اور اکبر اور سالار تہور خاں کے درمیان یہ طے پایا تھا کہ اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف اعلانیہ بغاوت کرتے ہوئے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اس کی طرف پیش قدمی کی جائے گی۔ راجپوت اس سازش میں پیش پیش تھے۔ انہوں نے تہیہ کیا ہوا تھا کہ 12 جنوری کو راجپوتوں کا لشکر اجمیر میں داخل ہو گا اور اورنگ زیب عالمگیر کو گرفتار کر کے اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

لیکن 12 جنوری سے پہلے لگ بھگ 10 جنوری کو اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اکبر نے اپنے باپ اورنگ زیب کے نام ایک خط لکھا جس میں اس نے اورنگ زیب کو بتایا کہ میواڑ کے راجے اور راجکمار، اس کے علاوہ ہندوستان کے راٹھور ہنما اس کے پاس اس غرض سے آئے ہیں کہ آپ سے معافی طلب کریں۔ لہٰذا میری خواہش ہے کہ میں انہیں اپنے ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔

یہ خط روانہ کرنے کے بعد اکبر انتظار کرنا چاہتا تھا کہ دیکھیں اس خط کا جواب اس کا باپ کیا دیتا ہے لیکن راجپوت سازش کو بہت جلد اپنے انجام پر پہنچانا چاہتے تھے لہٰذا انہوں نے اکبر کو اُکسایا کہ اورنگ زیب عالمگیر کے جواب کا انتظار نہ کیا جائے بلکہ اعلانیہ بغاوت کر دی جائے۔

اکبر راجپوتوں کے جھانسے میں آ گیا لہٰذا جلد ہی اس نے نقاب اتار پھینکا اور اورنگ زیب پر الزام عائد کیا کہ اس نے تخت و تاج پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اور وہ اس کا حقدار نہیں ہے۔ یہ اعلان کرنے کے بعد 11 جنوری کو اس نے اپنے شہنشاہ

Marfat.com

ہونے کا اعلان کر دیا۔ ساتھ ہی وہ اس لشکر کے ساتھ جو پہلے سے اس کے پاس تھا اپنے راجپوت اتحادیوں کے ساتھ اجمیر کی طرف بڑھا تھا۔

اس بغاوت میں اکبر نے بہت سے شاہی اُمراء کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا۔

اب صورتِ حال بڑی گمبھیر ہو گئی تھی۔ اورنگ زیب عالمگیر صرف چند ہزار محافظوں کے ساتھ اجمیر میں قیام کئے ہوئے تھا۔ اس کا بڑا بیٹا معظم علی مغرب کی طرف تھا، ایک بیٹا اعظم میواڑ میں تھا۔ بڑے بڑے سالار بھی اس کے پاس نہیں تھے۔ دلیر خان اور رن مست خان بیجا پور کی طرف تھے۔ اوغر خان گو میواڑ کے راجہ جے سنگھ کا خاتمہ کر چکا تھا لیکن اپنے لشکر کے ساتھ وہ اعتقاد خان کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا اور ابھی وہ اعتقاد خان کے پاس پہنچا نہ تھا۔ اس طرح اورنگ زیب عالمگیر کے نہ صرف بڑے بڑے سالار اور اس کے بیٹے تک باہر تھے بلکہ اس کی عسکری قوت جگہ جگہ بکھری ہوئی تھی۔ اس بناء پر اجمیر میں اس کے پاس چند ہزار محافظوں پر مشتمل ایک لشکر کے سوا کچھ نہ تھا۔

اب راجپوت اورنگ زیب عالمگیرؒ کے بیٹے اکبر کو بغاوت پر اُکسانے کے بعد خوش تھے۔ ایک تو اکبر اور مغل سالار تہور خان کے پاس اپنا ایک بہت بڑا لشکر تھا، دوسرے ان گنت راجپوت ان کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے اور اس لشکر کی تعداد ایک طرح سے ان گنت ہو کر رہ گئی تھی۔ آخر اس متحدہ لشکر کے ساتھ اکبر اور تہور خان بڑے بڑے راجاؤں اور راجپوت سورماؤں کے ساتھ اجمیر کی طرف بڑھے تھے۔

یہ صورتِ حال جان کر اورنگ زیب عالمگیر کو بے حد دُکھ اور رنج ہوا۔ اسے دکھ اس بات کا نہ ہوا تھا کہ اس کے پاس چھوٹا سا لشکر ہے اور وہ اجمیر میں تنہا ہے اور اس کے دوسرے وفادار بیٹے حتیٰ کہ اس کی ذاتی اور وفادار عسکری قوت مختلف مہموں میں بٹی ہوئی ہے اور اجمیر میں اس کے پاس صرف چند ہزار لشکری ہیں بلکہ اورنگ زیب عالمگیر کو اپنے بیٹے اکبر کے رویے کی وجہ سے سخت رنج اور دکھ پہنچا تھا کیونکہ اسے اپنی تمام اولاد میں سب سے زیادہ محبت اکبر ہی سے تھی۔

اکبر بھی اپنے باپ سے بے پناہ محبت کرتا تھا لیکن راجپوتوں کے اُکسانے میں آ گیا تھا۔ راجپوتوں نے اسے یہ یقین دلا دیا تھا کہ اس کے لئے اس سے بہتر اور کوئی نہیں آئے گا کہ وہ بلا تاخیر آگے بڑھ کر اور ایک لمحہ ضائع کئے بغیر تاج و

Marfat.com

تخت پر قبضہ کر سکتا ہے کیونکہ اورنگ زیب عالمگیر کے پاس دفاع کی کوئی قوت نہیں۔

اس طرح اکبر متحدہ لشکر کے ساتھ سیر و تفریح کرتا ہوا پندرہ دن میں اجمیر پہنچا۔

ان پندرہ دنوں کے اندر کافی تبدیلیاں رونما ہو گئیں۔ اس لئے کہ راجپوتوں اور اکبر کے اجمیر کی طرف پیش قدمی کی خبریں پھیل گئیں۔ یہ خبر سن کر سب سے پہلے اورنگ زیب عالمگیر کا بیٹا معظم علی حرکت میں آیا۔ یہ وہی معظم علی تھا جو بعد میں شاہ عالم کے نام سے ہندوستان کا شہنشاہ بنا۔

معظم علی اس وقت جمرود میں اپنے لشکر کے ساتھ قیام کیے ہوئے تھا۔ اسے جب خبر ہوئی کہ اس کے بھائی اکبر نے راجپوتوں کے ساتھ مل کر اس کے باپ کے خلاف بغاوت کھڑی کر دی ہے تب اس نے ایک لمحہ ضائع نہ کیا، جمرود سے وہ روانہ ہوا اور برق رفتاری سے سفر کرتے ہوئے اجمیر میں اپنے باپ اورنگ زیب عالمگیر کے پاس پہنچ گیا۔

دوسری طرف اوغر خان جو مہارانا راج سنگھ کا خاتمہ تو کر چکا تھا اور چند دن میواڑ میں شہزادہ اعظم شاہ کے پاس گزارنے کے بعد وہ ابھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اعتقاد کی طرف جا رہا تھا کہ راستے ہی میں اسے اکبر اور راجپوتوں کی بغاوت کی خبر ملی۔ وہ بھی اس موقع پر بڑی برق رفتاری سے حرکت میں آیا۔ اعتقاد خاں کی طرف جانے کی بجائے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پلٹا۔ دن رات سفر کرتے ہوئے راجپوتوں اور اکبر کے اجمیر پہنچنے سے پہلے پہلے وہ اورنگ زیب عالمگیر کے پاس اجمیر پہنچ گیا۔ اس طرح اجمیر میں اورنگ زیب عالمگیر کے پاس اس کا بیٹا معظم علی یعنی شاہ عالم اور اوغر خان دونوں پہنچ گئے تھے اور اب اجمیر میں اورنگ زیب عالمگیر کے پاس خاصی طاقت و قوت ہو گئی تھی۔ اس کے باوجود راجپوت یہ اندازہ لگائے ہوئے تھے کہ جو لشکر وہ لے کر آ رہے ہیں اس لشکر کے مقابلے میں اوغر خان، معظم علی دونوں کے لشکر کے مقابلے میں ان کے اپنے لشکر کی تعداد کئی گنا زیادہ ہے لہٰذا فتح اور کامیابی انہی کا مقدر بنے گی۔

اورنگ زیب عالمگیر ایک راست باز انسان تھا۔ انتہا درجہ کا جرأت مند، دلیر اور شجاع تھا۔ اکبر اور راجپوتوں کے متحدہ لشکر کی عددی فوقیت کو اس نے کوئی اہمیت نہ دی اور ان کے مقابلے میں اس نے اجمیر میں محصور ہو کر بیٹھنا اچھا نہ سمجھا بلکہ اپنے لشکر کے ساتھ وہ اجمیر سے نکلا اور اجمیر سے لگ بھگ 10 میل کے فاصلے پر دوراہا کے

Marfat.com

مقام پر اس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا اور اب وہ بڑی بے چینی سے اکبر اور راجپوتوں کے لشکر کی آمد کا انتظار کرنے لگا تھا۔

دوسری طرف اکبر اور راجپوت بھی اپنے لشکر کے ساتھ اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر سے ذرا دور ہی پڑاؤ کر گئے تھے۔ دراصل اورنگ زیب عالمگیر سے ٹکرانے سے پہلے وہ حالات کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ اورنگ زیب کی طاقت و قوت کا بھی اندازہ لگانا چاہتے تھے۔

اجمیر کے قریب پہنچ کر اکبر کے لشکر میں ایک تبدیلی رونما ہوئی۔ دراصل وہ مغل لشکری جو اکبر اور تہور خاں کے تحت کام کر رہے تھے جس وقت تہور خاں اور اکبر نے اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف بغاوت کھڑی کی تھی اس وقت وہ سارے لشکری خاموش رہے اس لئے کہ وہ اورنگ زیب عالمگیر کے مخلص سالاروں سے دور تھے جس کی بناء پر انہوں نے کسی ردِ عمل کا اظہار نہ کیا۔ جونہی یہ لشکری جو دراصل اورنگ زیب عالمگیر کے مخلص اور وفادار تھے، اجمیر کے قریب پہنچے تو راتوں رات وہ اکبر اور تہور خاں کے لشکر سے نکل کر اورنگ زیب عالمگیر سے جا ملے۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اکبر و تہور خاں اور راجپوتوں نے کسی ردِ عمل کا اظہار نہ کیا۔ اس لئے کہ ان لشکریوں کے جانے کے باوجود بھی ان کے لشکریوں کی تعداد اورنگ زیب کے لشکر سے کہیں زیادہ تھی۔

جس روز اورنگ زیب عالمگیر نے اجمیر سے دس میل دور دوراہا کے مقام پر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا تھا اس روز مغرب کی نماز کے بعد جس وقت اورنگ زیب عالمگیر اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا تھا خیمے کے دروازے پر اس کے بیٹے معظم علی، اوغر خان کے علاوہ اورنگ زیب عالمگیر کا پرانا انتہائی مخلص اور جانباز سالار عنایت خان نمودار ہوا۔ خیمے کے دروازے پر ان تینوں کے نمودار ہونے پر اورنگ زیب عالمگیر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ ان تینوں کو اندر آنے کے لئے کہا۔ تینوں آگے بڑھ کر اورنگ زیب عالمگیر کے سامنے بیٹھ گئے۔ اس موقع پر عنایت خان، اورنگ زیب عالمگیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرِ محترم! میں دراصل ایک انتہائی اہم موضوع پر آپ سے گفتگو کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اس موضوع پر اس سے پہلے میں اپنے عزیز معظم علی اور اوغر خان سے بات کر چکا ہوں اور یہ دونوں میری تجویز سے متفق ہیں۔ لیکن جو کام میں کرنا چاہتا

Marfat.com

ہوں اسے عملی جامہ پہنانے سے پہلے میں آپ سے اجازت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔‘‘

عنایت خان جب خاموش ہوا تو اس کی طرف بڑے غور سے دیکھتے ہوئے اورنگ زیب عالمگیر کہنے لگا۔

’’عنایت خان میرے عزیز! کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ جو تجویز تمہارے پاس ہے اگر وہ قابل عمل ہوئی تو میں ضرور تمہیں اس پر عمل کرنے کی اجازت دوں گا۔ کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟‘‘

اورنگ زیب عالمگیر کے اس استفسار پر عنایت خان نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

’’میرِ محترم! آپ جانتے ہیں اکبر کے ساتھ تہور خان بھی راجپوتوں کے اکسانے پر بغاوت میں شامل ہو چکا ہے۔ تہور خان میرا داماد ہے، میری بیٹی کے علاوہ اس کی اور بھی بہت سی بیویاں ہیں اور ان سب سے اس کے بچے بھی ہیں۔ ان سب نے میرے ساتھ ہی اجمیر میں قیام کر رکھا ہے۔

میرِ محترم! میں ایک قاصد تہور خان کی طرف بھجوانے لگا ہوں اور اسے یہ تنبیہ کرنے لگا ہوں کہ میرا خط ملتے ہی وہ میرِ محترم کی خدمت میں حاضر ہو، اپنی غلطیوں کی، اپنی کوتاہیوں، اپنی بغاوت اور سرکشی کی اگر وہ معافی مانگ لے تو اسے معاف کر دیا جائے گا اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس کی بیویوں اور اس کے بچوں کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ میرا یہ پیغام سنتے ہی تہور خان راجپوتوں کے لشکر سے نکل کر بھاگا بھاگا ہمارے پاس آ کر معافی مانگنے پر مجبور ہو جائے گا۔‘‘

عنایت خان جب خاموش ہوا تو اورنگ زیب عالمگیر کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا پھر عنایت خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

’’عنایت خان! تمہاری ترکیب اچھی ہے اور تمہیں اس پر عمل کرنے کی اجازت بھی ہے۔ تم تینوں کی آمد سے پہلے میں بھی ایک موضوع پر سوچ و بچار کر رہا تھا اور مجھے امید ہے کہ جو تجویز اس وقت میرے ذہن میں ہے اس پر عمل کیا جائے تو ہم راجپوتوں کو لڑے بغیر ہی اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔‘‘

اورنگ زیب عالمگیر جب خاموش ہوا تو اس کا بیٹا معظم علی انتہائی ارادت مندی اور عقیدت میں اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

’’پدرِ محترم! وہ کون سی تجویز ہے جس پر آپ عمل کرنا چاہتے ہیں؟ ایسی اگر کوئی تجویز آپ کے پاس ہے تو ہمیں بھی اس سے مطلع کریں تا کہ اس پر عمل کرتے

Marfat.com

ہوئے باغیوں کو زیر کیا جا سکے۔"

اس پر اورنگ زیب عالمگیر تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"جہاں تک میرے مخبروں نے اطلاع دی ہے اس کے مطابق راجپوت کل ہمارے ساتھ جنگ کی ابتداء کریں گے اور میں نے فیصلہ اور تہیہ کر رکھا ہے کہ جنگ کی ابتداء سے پہلے ہی انہیں اپنے سامنے زیر کر کے میدانِ جنگ سے بھاگنے پر مجبور کر دوں گا۔

جو تجویز اس وقت میرے ذہن میں ہے اسے غور سے سنو۔ اگر اس میں تم تینوں میں سے کوئی تبدیلی کرنا چاہے گا تو اسے ایسا کرنے کی اجازت ہوگی۔

میں چاہتا ہوں کہ ایک خط اپنے بیٹے اکبر کے نام لکھوں۔ اس خط پہ باقاعدہ اپنی مُہر لگاؤں، اس خط میں اکبر کے نام لکھوں کہ میں تمہارا انتہا درجہ کا شکر گزار اور ممنون ہوں کہ تم ان باغی راجپوتوں کو چکمہ دے کر میرے اس قدر قریب لے آئے ہو کہ اب میں انہیں نیست و نابود کر سکتا ہوں۔"

اورنگ زیب عالمگیر رُکا، پھر وہ اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"اس خط میں اکبر کے نام یہ بھی لکھا جائے گا کہ اب جبکہ تم راجپوتوں کو چکمہ دے کر میرے قریب لانے میں کامیاب ہو گئے ہو تو کل جب جنگ کی ابتدا ہو تو تم جنگ کے دوران راجپوتوں کو اپنے آگے رکھنا اور اپنے حصے کے لشکر کو راجپوتوں کے پیچھے رہنے دینا۔ جب جنگ شروع ہو جائے گی تو میں اور میرے سالار سامنے کی طرف سے حملہ آور ہو جائیں گے۔ پشت کی طرف سے تم راجپوتوں پر ٹوٹ پڑنا۔ اس دوطرفہ حملے سے راجپوتوں کے گرد و نواح میں مکمل طور پر نیست و نابود کر کے رکھ دیا جائے گا اور ایسا کرنے کے بعد آئندہ راجپوتوں میں سے کوئی بغاوت کھڑی کرنے کی جرأت و جسارت نہیں کرے گا۔

یہ خط دے کر آج سورج غروب ہونے کے بعد کسی قاصد کو اکبر اور راجپوتوں کے لشکر کی طرف روانہ کیا جائے اور قاصد اکبر کی طرف جانے کی بجائے سیدھا راجپوتوں کے سربراہ سردار دُرگا داس کے خیمے کا رُخ کرے۔ اپنے لباس کے اندر سے خط نکال کر باہر رکھے اور وہ خط دُرگا داس کو دکھاتے ہوئے کہے کہ وہ قاصد میری طرف سے آیا ہے اور میرا ایک خط اکبر کو دینا چاہتا ہے۔ دُرگا داس سے پھر یہ بھی

Marfat.com

پوچھے گا کہ وہ اکبر سے کہاں مل سکتا ہے؟ اب خط دیکھ کر یقیناً دُرگا داس کو تجسس ہو گا کہ آخر میں نے اس خط میں کیا لکھا ہے؟ مجھے یقین ہے اس قاصد سے دُرگا داس وہ خط لے لے گا اور جب وہ خط کا مضمون پڑھے گا تو لرز کانپ جائے گا۔ وہ یہ جانے گا کہ میں اور میرا بیٹا اکبر دونوں مل کر راجپوتوں کے خلاف ان کا خاتمہ کرنے کے لئے گٹھ جوڑ کر چکے ہیں۔ جب وہ خط پڑھے گا تو میرے خیال میں اس کے دو ردِ عمل سامنے آ سکتے ہیں۔ پہلا یہ کہ میرا وہ خط پڑھتے ہی دُرگا داس اور اس کے تحت کام کرنے والے راجپوت سالار اور لشکری اکبر سے بدظن اور منحرف ہو جائیں گے اور میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

اگر ایسا نہیں کریں گے تو اس خط کی وضاحت طلب کرنے کے لئے دُرگا داس اکبر کی طرف جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ اس خط کی جو وضاحت اکبر پیش کرے گا، دُرگا داس اسے قبول نہیں کرے گا۔ اکبر کی طرف سے وہ شک و شبہات میں مبتلا ہو جائے گا اور ایسی صورت میں بھی میرے خیال میں راجپوت اپنے لشکر کو لے کر بھاگنے ہی میں اپنی عافیت جانیں گے۔ اس طرح میرا اندازہ ہے کہ ہم لڑے بغیر ہی دشمن پر قابو پا سکتے ہیں۔ اب میں تم تینوں کو اجازت دیتا ہوں کہ اس تجویز سے متعلق اگر تم میں سے کوئی اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہے تو اسے ایسا کرنے کی اجازت ہے۔

جب ان تینوں نے اورنگ زیب عالمگیر کی اس تجویز سے اتفاق کیا تب اورنگ زیب بڑا خوش ہوا، وہیں بیٹھے بیٹھے اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے ہاتھ سے خط لکھا، اس پر مہر لگائی، وہ خط اوغر خان کو تھمایا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اوغر خان میرے بیٹے! اب یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ کسی تیز رفتار قاصد کو راجپوتوں کے لشکر کی طرف روانہ کرو اور جس طرح میں نے تم لوگوں کو سمجھایا ہے ایسے ہی قاصد کو بھی سمجھاؤ کہ یہ خط گو اکبر کے نام ہے لیکن پہنچانا دُرگا داس کو ہے۔''

اوغر خان نے وہ خط اورنگ زیب عالمگیر سے لے لیا پھر کہنے لگا۔

میرِ محترم! آپ فکر ہی نہ کریں۔ جو قاصد میں راجپوتوں کے لشکر کی طرف بھجواؤں گا وہ بڑے احسن طریقے سے اس کام کو سرانجام دے گا اور مجھے امید ہے کہ کل دن کا سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی پہلے راجپوتوں کا لشکر منتشر ہو چکا ہو گا اور کل کا طلوع ہونے والا سورج راجپوتوں کو جنوب کی طرف بھاگتے ہوئے دیکھے گا۔''

Marfat.com

اوغر خان جب خاموش ہوا تب اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے بزرگ سالار عنایت خان کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''عنایت خاں! جو قاصد تم اپنے داماد تہور خاں کی طرف بھجوانا چاہتے ہو اسے بھی بھجوا دو اور پھر دیکھو کیسے ردِعمل کا اظہار ہوتا ہے؟''

اس کے ساتھ ہی عنایت خان، اوغر خان اور معظم علی تینوں اپنی جگہ پر اٹھے اور اورنگ زیب عالمگیر کے خیمے سے نکل گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ایک قاصد عنایت خان نے، دوسرا قاصد اوغر خان نے راجپوتوں کے لشکر کی طرف بھجوا دیا تھا۔

○❖○

Marfat.com

سورج غروب ہونے کے بعد کروٹیں لیتے اندھیرے چاروں طرف پھیل گئے تھے۔ وقت کی ڈھول میں صداؤں اور شور کی جگہ چپ نے لے لی تھی۔ کبھی کبھی قریبی غاروں سے بھیڑیوں کے چیخنے کی آوازیں آتی تھیں جن کی وجہ سے دھرتی کے سینے پر ایک ہلچل سی بپا ہو جاتی تھی۔ ایسے میں عنایت خان کے داماد تہور خان نے راجپوتوں کے لشکر کے اندر ایک خیمے میں قیام کر رکھا تھا۔

شام کا کھانا کھانے کے بعد وہ اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا نہ جانے کن سوچوں میں غرق تھا کہ اس کے سسر عنایت خان کا بھیجا ہوا قاصد اس کے خیمے کے دروازے پر نمودار ہوا۔

اسے دیکھتے ہی تہور خان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟''

اس پر خیمے کے دروازے پر ہی کھڑے ہو کر وہ قاصد کہنے لگا۔

''مجھے آپ کے سسر عنایت خان نے ایک خط دے کر آپ کی طرف روانہ کیا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں خیمے میں داخل ہوں۔''

تہور خان نے اسے فوراً خیمے میں آنے کے لئے کہا جس پر وہ قاصد آگے بڑھا۔ تہور خان ایک نشست پر بیٹھ گیا، قاصد کو بھی جب اس نے بیٹھنے کے لئے کہا تو قاصد نشست پر بیٹھ گیا، ساتھ ہی اپنے لباس کے اندر سے عنایت خان کا خط اس نے نکال کر تہور خان کو تھما دیا تھا۔ تہور خاں نے جب وہ خط پڑھا تو خط کا مضمون جاننے کے بعد تہور خاں کی حالت ایک دم رنج کی پرانی یادوں، غم کے خونی سایوں اور گرم ہواؤں کی سلگتی حدت جیسی ہو گئی تھی۔ اس کے چہرے پر بے چہرگی کی مار مارتے سرگرداں بے کراں طوفانوں اور ناتمام خواہشوں کے تلاطم رقص کر گئے تھے۔ اس کی آنکھوں کے اندر اس خط کے مضمون کی وجہ سے بند گلیوں کی سی تاریکی، مایوسی کے

Marfat.com

بھنور، دکھ بھری حکایتوں اور روایتوں کے ساتھ پرانی دُکھتی کتھائیں بھی ناچ اٹھی تھیں۔
کچھ دیر تک تہور خاں شکستہ کواڑوں، بکھرے حروف اور پرانے وقتوں کے قصوں کی طرح بالکل خاموش اور چپ رہ کر سوچتا رہا پھر اس خط کو تہہ کر کے اپنے لباس کے اندر محفوظ کر لیا اور اس قاصد کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''تم جاؤ...... میں اس خط کا مناسب جواب دے دوں گا۔ تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

تہور خان کا یہ جواب سن کر قاصد وہاں سے نکل کر واپس اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر کی طرف چلا گیا تھا۔

تہور خان کچھ دیر خیمے میں بیٹھ کر گہری سوچوں میں ڈوبا رہا۔ آخر اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنی بیویوں اور اپنے بچوں کی زندگی بچانے کے لئے راجپوتوں کا ساتھ ترک کر کے اورنگ زیب عالمگیر کی خدمت میں حاضر ہو گا اور اپنے کئے کی معافی مانگ لے گا۔

یہ فیصلہ کرنے کے بعد تہور خان اس سلسلے میں اکبر خان اور دُرگا داس کو بتائے بغیر اور ان سے اس موضوع پر گفتگو کئے بغیر ہی خیمے سے نکل کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر کی طرف گیا تھا۔

اب تہور خان کی بدقسمتی کہ اورنگ زیب عالمگیر کے علاوہ اوغر خان اور معظم علی کے ہر لشکری کو خبر ہو چکی تھی کہ اکبر کے ساتھ ساتھ تہور خان نے بھی راجپوتوں کے ساتھ مل کر بغاوت کھڑی کر دی ہے۔ چونکہ تہور خان ایک نامور سالار تھا لہٰذا سارے لشکری اسے جانتے اور پہچانتے تھے۔

تہور خان جس وقت اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر میں داخل ہوا اور کچھ لشکریوں نے اسے اپنے لشکر میں داخل ہوتے دیکھا تو اس موقع پر کچھ زندہ دل لشکری حرکت میں آئے۔ وہ جانتے تھے کہ تہور خان باغی ہے، راجپوتوں کا ساتھ دینے کا تہیہ کر چکا ہے لہٰذا ان لشکریوں نے تہور خان کا گھوڑا روک لیا پھر تہور خان کو گھوڑے سے کھینچ کر زمین پر گرا دیا اور اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی اس طرح تہور خان اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

اسی رات اوغر خان کا بھیجا ہوا ایک اور قاصد راجپوتوں کے لشکر میں داخل ہوا اور وہ سیدھا دُرگا داس کے خیمے کے دروازے پر نمودار ہوا۔ اس وقت دُرگا داس اپنے

Marfat.com

خیمے میں تھا۔ دروازے پر نمودار ہونے والے قاصد کو مخاطب کر کے وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ وہ قاصد اسے مخاطب کرتے ہوئے پہلے ہی بول اٹھا۔

''میں نے اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اکبر سے ملنا ہے۔ میرے پاس اس کے نام اورنگ زیب عالمگیر کا ایک نامہ ہے اور وہ میں اسے پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا اس کا خیمہ کدھر ہے؟ مجھے بتایا گیا ہے کہ قریب ہی آپ کا خیمہ ہے اور آپ راجپوتوں کے لشکر کے سالارِ اعلیٰ ہیں۔ لہٰذا میں نے سوچا شاید اورنگ زیب کا بیٹا اکبر بھی آپ کے پاس ہی اس خیمے میں موجود ہو۔''

اس کے ساتھ ہی اس قاصد نے اپنے لباس کے اندر سے خط نکال لیا تھا۔

دُرگا داس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ خیمے کے دروازے پر آیا اور اس قاصد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جو خط تم اورنگ زیب عالمگیر کی طرف سے اس کے بیٹے اکبر کے نام لے کر آئے ہو وہ مجھے دے دو۔ میں خود ہی اسے پہنچا دوں گا۔''

قاصد تو یہی چاہتا تھا۔ وہ خط اس نے دُرگا داس کو تھما دیا۔ خود پیچھے ہٹ گیا۔ ذرا فاصلے پر اس کا گھوڑا کھڑا تھا۔ جست لگا کر وہ اپنے گھوڑے پر بیٹھا اور وہاں سے چلا گیا تھا۔

دُرگا داس خیمے میں جلتی مشعل کی روشنی میں گیا۔ خط کھولا۔ خط کھول کر جب اس نے پڑھا تو اورنگ زیب کی اس تحریر سے اسے یوں لگا جیسے اس کی زندگی کے اُفق پر بربادیاں رقص کر رہی ہوں۔ جیسے وہ اپنی آخری پونجی لٹا چکنے کے بعد زندہ رہنے کی آخری امید بھی کھو چکا ہو۔ خط پڑھنے کے بعد دُرگا داس گہری سوچوں میں کھو گیا تھا اور اس کی حالت ایسے تھی جیسے کسی اسیر اور قیدی کو خون آشام تلواروں اور سنسناتے تیروں کے طوفانوں کے اندر کھڑا کر دیا گیا ہو اور وہ اپنے سامنے مایوسی کے اندھیروں میں فنا کی تحریروں کے علاوہ کچھ نہ دیکھ سکتا ہو۔

اورنگ زیب عالمگیر کا خط پڑھ کر دُرگا داس عجیب سے شش و پنج میں پڑ گیا تھا۔ اس کا چہرہ اتر گیا تھا، آنکھوں کے اندر مایوسیاں رقص کرنے لگی تھیں۔ خط اس نے کئی بار پڑھا پھر خط تہہ کر کے خیمے سے نکلا۔ جب وہ خیمے کے دروازے پر آیا تب ایک گھڑ سوار اس کے قریب آ کر اترا۔ دُرگا داس پہچان گیا۔ وہ اس کے چند نامور جاسوسوں میں سے ایک تھا جسے اس نے اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر پر نگاہ رکھنے کے

Marfat.com

لئے مقرر کیا تھا۔ اسے دیکھ کر دُرگا داس رک گیا۔ آنے والا وہ مخبر اپنے گھوڑے سے اترا، دُرگا داس بھی اس کی طرف بڑھا، اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کیا تم اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر کی طرف سے میرے لئے کوئی اہم خبر لے کر آئے ہو؟''

جواب میں اس مخبر نے ایک لمبا سانس لیا پھر دُرگا داس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مالک! پہلے آپ میرے ایک سوال کا جواب دیجئے اس کے بعد میں بتاتا ہوں کہ اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر کے اندر کیا تبدیلی اور انقلاب برپا ہوا ہے۔''

دُرگا داس نے بڑے غور سے اس مخبر کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''پوچھو...... تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟''

اس پر آنے والا وہ مخبر دُرگا داس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''آپ اورنگ زیب عالمگیر کے سالار اوغر خاں کو کیسا سمجھتے ہیں؟ میرا مطلب ہے وہ کس قسم کا سالار ہے؟ کیسا تیغ زن ہے اور جنگ کرنے کی اس کی کیا صلاحیت ہے؟''

اس موقع پر دُرگا داس نے عجیب سے انداز میں اس مخبر کی طرف دیکھا تاہم کہنے لگا۔

''میں سچائی کو چھپاؤں گا نہیں، جو حقیقت ہے اسے بیان کروں گا۔ اوغر خان وقت کی آندھیوں کے غبار میں بے چین شراروں کا خروش اور تباہی کی آگ پھیلا دینے والا ایک سالار ہے۔ قضا بن کر مسافتِ زندگی میں فنا کی تحریریں رقم کرنا بھی جانتا ہے اور جس پر حملہ آور ہوتا ہے اس کا گریباں چاک کر کے اسے لوہے کی لگامیں چڑھانے کا ہنر بھی جانتا ہے۔ ہم نے اسی لئے اوغر خان کی غیر موجودگی ہی میں اورنگ زیب سے ٹکرانے کا عزم کر لیا ہے۔ اوغر خان جیسا ہی اس کا خالہ زاد رن مست خان بھی ہے۔ وہ دونوں چونکہ اس وقت جنوب کی مہموں میں مصروف ہیں اس لئے ہمارے لئے اورنگ زیب عالمگیر پر ضرب لگانے کا یہ بہترین موقع ہے۔ اوغر خاں ایسا بدبخت انسان ہے کہ ہم راجپوت میواڑ کے راجہ مہارانا راج سنگھ کو ناقابلِ تسخیر خیال کرتے تھے لیکن اس بدبخت نے اپنے پہلے ہی حملے میں نہ صرف ان گنت راجپوتوں کو کاٹ کر رکھ دیا بلکہ مہارانا راج سنگھ کا بھی قصہ تمام کر دیا۔ اب مہارانا

Marfat.com

راج سنگھ کا بیٹا جے سنگھ اِدھر اُدھر بھٹکتا پھر رہا ہے لیکن اب جو خبریں آئی ہیں ان کے مطابق میواڑ کے علاقوں میں صرف اورنگ زیب عالمگیر کا بیٹا اعظم رہ گیا ہے جبکہ اوغر خان اپنے دوسرے سالار اعتقاد خاں کی طرف چلا گیا ہے۔ اس بناء پر مہارانا راج سنگھ کے بیٹے جے سنگھ نے اپنے لشکر کا ایک حصہ تو ہماری ماتحتی میں دے دیا ہے اور خود اپنے انہی کوہستانی سلسلوں کی طرف لوٹ گیا ہے جہاں اس سے پہلے اس کا باپ مہارانا راج سنگھ اورنگ زیب کے بیٹے اعظم کے خلاف گوریلا جنگ کرتا رہا ہے۔ اس لئے کہ اوغر خان کے وہاں سے ہٹ جانے کے بعد جے سنگھ کو حوصلہ ہوا کہ اپنے باپ کی طرح وہ پھر کوہستانی سلسلوں کے اندر اپنی طاقت و قوت مضبوط و مستحکم کر کے اورنگ زیب کے بیٹے اعظم کے خلاف برسرِ پیکار ہو جائے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد دُرگا داس رکا پھر آنے والے مخبر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اگر اوغر خان یا رن مست خان میں سے کوئی بھی یہاں اورنگ زیب عالمگیر کے پاس ہوتا تو شاید ہم اورنگ زیب عالمگیر پر حملہ آور ہونے کا منصوبہ نہ بناتے۔ اگر بناتے بھی تو پہلے کافی سوچ و بچار سے کام لیتے اور جو لشکر اس وقت ہمارے پاس ہے اس پر بھروسہ نہ کرتے بلکہ اس سے بڑا لشکر لے کر اجمیر کا رخ کرتے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد دُرگا داس جب رکا تب مخبر بولا اور کہنے لگا۔

''اگر حقیقت یہ ہے، اگر سچائی یہی ہے جو آپ نے بیان کی ہے پھر میرے پاس آپ کے لئے ایک بری خبر ہے۔''

دُرگا داس نے چونکنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

''تمہارے پاس میرے لئے کیسی بری خبر ہے؟''

مخبر بھی اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے پاس بری خبر یہ ہے کہ اوغر خان بڑی برق رفتاری سے جنوب کی طرف سے سفر کرتا ہوا اورنگ زیب عالمگیر کے پاس پہنچ چکا ہے اور اس وقت وہ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اورنگ زیب کے پڑاؤ میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ اورنگ زیب عالمگیر کا بیٹا معظم علی بھی جمرود کی طرف سے ایک خاصا بڑا لشکر لے کر اورنگ زیب کے پاس پہنچ چکا ہے۔ بس یہی وہ خبریں ہیں جو میں آپ سے کہنے کے لئے آیا ہوں۔''

Marfat.com

یہ خبر سن کر دُرگا داس کو یوں لگا کہ اس کے دل کے پیمانوں میں لہو کی ندیاں، اس کی آنکھوں کے دو آبے میں آگ کے دریا اور اس کے جسم کے خدوخال میں غم کے قلزم جاری کر دیئے گئے ہوں۔ وہ پہلے ہی اورنگ زیب عالمگیر کے خط کی وجہ سے پریشان اور فکرمند تھا اب اس مخبر نے اورنگ زیب عالمگیر کے پڑاؤ میں اوغر خان کی آمد کی خبر دے کر اس کے سارے خیالات، اس کے سارے جذبات اور اس کے سارے ولولوں کو منتشر کر کے رکھ دیا تھا تاہم کچھ دیر اپنے خیمے کے دروازے پر وہ رک کر کچھ سوچتا رہا پھر اورنگ زیب عالمگیر کے اس خط کی وضاحت حاصل کرنے کے لئے وہ اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اکبر کے خیمے کا رخ کر رہا تھا۔

دُرگا داس جب اکبر کے خیمے کے دروازے پر گیا تو خیمے کے دونوں جانب کڑا پہرہ تھا۔ مسلح جوانوں کے پاس دُرگا داس رُکا پھر ایک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اکبر کہاں ہے؟''

اس پر وہ مسلح جوان کہنے لگا۔

''وہ تو گہری نیند سو چکے ہیں۔''

دُرگا داس نے فکرمندی میں اسے مخاطب کیا۔ کہنے لگا۔

''یہ بات ہے تو اسے جگا دو، مین ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں اس سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔''

دُرگا داس کی اس گفتگو کے جواب میں خیمے کے اردگرد جو مسلح جوان تھے ان کا سرخیل دُرگا داس کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''دُرگا داس! اس وقت مالک گہری نیند سو چکے ہیں۔ اگر ہم نے اس وقت انہیں جگایا تو وہ بڑے برہم ہوں گے۔ اس لئے کہ اگر نیند کی حالت میں انہیں جگا دیا جائے تو وہ ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسا کوئی اہم معاملہ نہیں ہے جسے ان کی نیند پر فوقیت دے دی جائے۔ جس موضوع پر آپ ان سے بات کرنا چاہتے ہیں اس موضوع پر بات صبح کے وقت بھی ہو سکتی ہے۔''

دُرگا داس نے اپنی طرف سے بڑی کوشش کی کہ اکبر کو جگا دے اور جو خط اس کے باپ کی طرف سے آیا ہے اس سے متعلق اس سے وضاحت طلب کرے لیکن ان مسلح جوانوں نے اکبر کو جگانے سے انکار کر دیا۔ مایوسی کی حالت میں دُرگا داس تہور خاں کے خیمے کی طرف بڑھا۔ اس کا خیال تھا کہ پہلے اس خط سے متعلق تہور خاں

Marfat.com

سے گفتگو کرے پھر تہور خاں کو اپنے ساتھ لا کر وہ اس سلسلے میں اکبر سے بات کرے گا۔

دُرگا داس کی بدقسمتی کہ جب وہ تہور خاں کے خیمے کے دروازے پر آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کے خیمے کے اطراف میں کوئی پہرے دار نہیں تھا۔ اس نے خیمے میں جب جھانک کر دیکھا تو خیمہ خالی تھا۔ اتنی دیر تک کچھ مسلح جوان اس کے قریب آئے۔ دُرگا داس نے انہیں مخاطب کیا۔

''تہور خان کہاں گیا؟''

اس پر ایک لشکری دُرگا داس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تھوڑی دیر پہلے ایک قاصد اس کے سسر عنایت خاں کی طرف سے آیا تھا۔ وہ کوئی پیغام لایا تھا اور وہ پیغام ملنے کے بعد تہور خان تو اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر میں چلا گیا ہے۔''

دُرگا داس کو جب خبر ہوئی کہ تہور خاں بھی اورنگ زیب کے پاس جا پہنچا ہے تو یہ جان کر اسے بڑا دکھ ہوا۔ ساتھ ہی وہ اپنے لئے خطرات بھی محسوس کرنے لگا۔ دُرگا داس کو تہور خاں کی عدم موجودگی اور اورنگ زیب کے خط کی روشنی میں یقین ہو گیا کہ راجپوت یقیناً شدید خطرے سے دوچار ہیں۔ اس نے یہ بھی خیال کیا اگر اسی رات راجپوتوں نے اپنے آپ کو بچانے کے لئے کوئی عملی قدم نہ اٹھایا تو اگلے روز اورنگ زیب عالمگیر ایک طرف سے، دوسری طرف سے اس کا بیٹا اکبر ان پر حملہ آور ہو کر مکمل طور پر ان کا خاتمہ کر کے رکھ دیں گے۔

ان حالات کے تحت دُرگا داس نے لشکر میں شامل سارے راجپوت سالاروں کو جمع کیا اور انہیں صورت حال سے آگاہ کیا۔ دُرگا داس کے ان انکشافات پر سارے راجپوت سالار لرز اور کانپ اٹھے تھے۔ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ کل کا دن ان کی موت کا دن ہو گا۔ لہٰذا راتوں رات انہیں بھاگ جانا چاہئے۔ چنانچہ اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اکبر کو وہیں چھوڑ کر دُرگا داس اور دوسرے راجپوت سالار اپنے لشکر کو لے کر میواڑ کی طرف بھاگے۔

راستے میں دُرگا داس کو اصل صورت حال سے آگاہی ہوئی اور اسے پتہ چلا کہ تہور خان کو اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر میں قتل کیا جا چکا ہے۔ اور جو خط دُرگا داس کے ہاتھ لگا اس میں اکبر کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ تب دُرگا داس پلٹا۔ دراصل وہ

Marfat.com

اکبر کو تنہا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ راجپوت اکبر کو اپنے ساتھ رکھ کر ایک طرح سے اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف شہنشاہیت کا امیدوار اپنے پاس رکھنا چاہتے تھے۔

راجپوتوں کا لشکر ایک بار پلٹا۔ اس وقت سورج طلوع ہو چکا تھا۔ سورج طلوع ہونے کے بعد اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اکبر کی جب آنکھ کھلی تو اس وقت اس کے ساتھ صرف 350 وفادار گھڑ سوار رہ گئے تھے۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر وہ بھی لرز کانپ گیا تھا۔

جب اُسے حقیقت کا علم ہوا تو اپنے ان سواروں کے ساتھ وہ بھی بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کی چند بیویاں اور بچے بھی اس کے ساتھ تھے۔ اس بھاگ دوڑ میں اکبر کو اپنے بیوی بچوں کا بھی کوئی ہوش نہ رہا اس لئے کہ اورنگ زیب عالمگیر کا ایک لشکر اس کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔ اس تعاقب کی وجہ سے اکبر کی ایک بیوی، دو لڑکے اور تین لڑکیاں گرفتار کر لی گئیں اور انہیں اورنگ زیب کے پاس بحفاظت پہنچا دیا گیا تھا۔

اب دُرگا داس شہزادہ اکبر کو لے کر میواڑ کی طرف بھاگا۔ ان کے ساتھ راجپوتوں کا سارا لشکر تھا۔ راجپوتوں نے اپنے علاقے مارواڑ کا رخ نہیں کیا تھا۔ انہوں نے یہ سوچا تھا کہ اگر وہ مارواڑ کا رخ کریں گے تو اورنگ زیب عالمگیر ان کا تعاقب کر کے اور ان کا گھیراؤ کرتے ہوئے ان کا خاتمہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ لہٰذا انہوں نے مہارانا راج سنگھ کے بیٹے مہارانا جے سنگھ کے علاقے میواڑ کا رخ کیا تھا۔

میواڑ کا رخ کرنے کی ایک اور وجہ بھی تھی، اس لئے کہ ان دنوں شیوا جی کا بیٹا شمبھو جی ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ میواڑ کے کوہستانی سلسلوں میں میواڑ کے راجہ جے سنگھ کے پاس قیام کئے ہوئے تھا۔

دراصل مہارانا راج سنگھ کے مارے جانے کے بعد اب جے سنگھ ہی میواڑ کا راجہ تھا۔ شمبھو جی اور جے سنگھ نے آپس میں اتحاد کر لیا تھا اور فیصلہ کیا تھا کہ متحد ہو کر مغلوں کے لشکر پر حملہ آور ہوں گے اور انہیں نقصان پہنچائیں گے۔ جے سنگھ اور شمبھو جی اس لئے بھی شیر ہو گئے تھے کہ اب ان کے علاقے میں صرف اورنگ زیب عالمگیر کا بیٹا اعظم رہ گیا تھا۔ اوغر خان تو اورنگ زیب عالمگیر کے پاس جا چکا تھا۔ اس بنا پر انہوں نے آپس میں اتحاد قائم کر لیا کہ متحد ہو کر اورنگ زیب عالمگیر کے

Marfat.com

لشکریوں کا مقابلہ کریں گے۔

اس کے علاوہ شیوا جی کے مارے جانے کے بعد اب مرہٹے انتقام پر اتر آئے تھے۔ شیوا جی کے بعد مرہٹوں نے اپنے شہر رتنا گری میں شمبھو جی کو شیوا جی کا جانشین مقرر کیا تھا اور اب شمبھو جی نے اپنے لشکر کے کئی حصے کرنے کے بعد انہیں مسلمانوں کے علاقوں میں لوٹ مار کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ تخت نشین ہونے کے بعد شمبھو جی نے یہ اعلان کیا کہ کم از کم دسہرہ کے ہر تہوار کے بعد مرہٹے اپنے لشکر کو کئی حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد مختلف علاقوں پر حملہ آور ہوں اور ان علاقوں کو تباہ و برباد کرنے کے بعد وہاں سے ضرورت کا سارا سامان سمیٹتے ہوئے ان علاقوں کو تباہ و برباد کرتے چلے جائیں۔

شیوا جی کے بعد گو شمبھو مرہٹوں کا پیشوا بن گیا تھا لیکن مرہٹوں کے اندر اس کے لئے ایک مخالف گروہ بھی پیدا ہو چکا تھا اور یہ مخالف گروہ شمبھو جی کے چھوٹے اور سوتیلے بھائی راجہ رام کے حق میں تھا۔ دراصل تخت نشین ہونے کے بعد شمبو جی نے تمام معاملات میں اپنے سالار کوی کیلاش سے مشورہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ ہر بات کا فیصلہ وہ کوی کیلاش سے مشورہ کرنے کے بعد کرتا، اس کے کسی مشورے کو رد نہ کرتا۔ گویا کوی کیلاش شمبھو جی پر پوری طرح حاوی ہو چکا تھا جبکہ مرہٹوں کی اکثریت کوی کیلاش کو پسند نہیں کرتی تھی۔ شمبھو جی کے بہت سے سالار بھی کوی کیلاش کے خلاف تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کوی کیلاش مرہٹہ نہیں تھا بلکہ وہ قنوج کا ایک برہمن تھا۔ برہمن چونکہ مرہٹوں کو اچھوت خیال کرتے تھے اس بناء پر مرہٹے کوی کیلاش کے خلاف تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوی کیلاش ان کے اندر رہ کر ایک سالار کی حیثیت سے مرہٹوں کی کمانداری کرتا پھرے۔

❖

دُرگا داس اور دوسرے راجپوت سالار جب اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اکبر کو لے کر میواڑ کے علاقے میں داخل ہوئے تو میواڑ کے راجہ مہارانا جے سنگھ اور اس کے ساتھ شیوا جی کے بیٹے شمبھو نے راجپوتوں کے علاوہ شہزادہ اکبر اور دُرگا داس کا بہترین استقبال کیا تھا۔ میواڑ میں ان کی آمد پر جشن کا سماں برپا کر دیا گیا تھا۔ ہر طرف خوشی اور مسرت کا اظہار ہونے لگا تھا۔ دراصل اب راجپوتوں اور مرہٹوں نے مل کر یہ طے کر لیا تھا کہ وہ اورنگ زیب کے بیٹے اکبر کو اپنے پاس رکھیں گے۔ اسے ہندوستان

Marfat.com

کے جنوبی علاقوں میں شہنشاہ کی حیثیت حاصل ہو گی اور وہ شہنشاہ ہی کی حیثیت سے فرمان جاری کرتا رہے گا۔

جب دُرگا داس اور دوسرے راجپوت سالار مہارانا جے سنگھ کی حدود میں داخل ہوئے اور ان کا استقبال شمبھو جی اور جے سنگھ نے کیا تب شمبھو جی اور جے سنگھ نے اکبر کو ایسی تعظیم دی جیسی ایک رعایا اپنے شہنشاہ کو دیتی ہے۔ اس موقع پر جے سنگھ اور شمبھو جی نے اپنے سر کو زمین کی طرف خم کرتے ہوئے تعظیم دی، آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ چومے۔ اس موقع پر شمبھو جی نے اورنگ زیب کے بیٹے اکبر کو مخاطب کر کے کہا۔

''آپ اب محفوظ جگہ اور محفوظ ہاتھوں میں ہیں۔ اگر دہلی کا کوئی لشکر آپ کے تعاقب میں بھی ان علاقوں کی طرف آتا ہے تو آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ اس لئے کہ اب ہم صرف آپ کے محافظ ہی نہیں آپ کی رعایا بھی ہیں۔ ہمارے لئے آپ کی ہر بات حکم کا درجہ رکھے گی اور ہم ہر کام میں آپ کے مددگار اور معاون بن کر رہیں گے۔

شمبھو جی جب خاموش ہوا تب مہارانا جے سنگھ بول اٹھا۔

''دنیا کی کوئی طاقت آپ کو شہنشاہیت کے حق سے محروم نہیں کر سکتی۔ اب آپ کے پاس دو بڑی قوتیں ہیں، راجپوت اور مرہٹے۔ یہ دونوں قوتیں جمع ہو کر جب طوفان کی صورت اختیار کریں گی تو دہلی تک اس طوفان کی کوئی راہ نہیں روک سکے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مہارانا جے سنگھ خاموش ہوا، کچھ سوچا پھر اکبر کو مخاطب کرتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

''آپ کی آمد سے پہلے آپ سے متعلق میں اور شمبھو جی نے تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جنوب کے ان علاقوں کے شہنشاہ کی حیثیت سے آپ مرہٹوں اور راجپوتوں کے لشکر کی پشت پر رہ کر احکامات جاری کرتے رہیں اور ان احکامات کی روشنی میں ہم مغل لشکروں پر حملہ آور ہو کر ان سے علاقے چھینتے رہیں اور آپ کی شہنشاہیت میں اضافہ کرتے رہیں۔''

اکبر ایسا نادان تھا کہ وہ مہارانا جے سنگھ اور شمبھو جی کی چکنی چپڑی باتوں میں آ گیا۔ اس موقع پر مہارانا جے سنگھ نے پھر اسے مخاطب کیا۔

''آپ کی آمد سے پہلے شمبھو جی کے ساتھ جو میری گفتگو ہوئی ہے اس گفتگو کے

Marfat.com

دوران ہم نے یہ طے کیا کہ آپ کا قیام کسی محفوظ جگہ ہونا چاہیے۔ اس مقصد کے لئے شمبھو جی نے پالی کے علاقے کا انتخاب کیا ہے۔ پالی بہترین علاقہ ہے۔ سرسبز ہے، شاداب ہے اور پالی کا قلعہ بڑا محفوظ ہے۔ لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنے کچھ جانثار دستوں کے ساتھ پالی کے قلعے میں قیام کئے رکھیں اور ہم آپ کو ہندوستان کا شہنشاہ بنانے کے لئے مغلوں کے خلاف جدوجہد جاری رکھیں۔''

نادان اکبر نے مہارانا جے سنگھ اور شمبھو جی کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ لہٰذا اکبر کو چند محافظ دستوں کے ساتھ پالی کے قلعے میں پہنچا دیا گیا تھا جہاں اس نے رہائش اختیار کر لی تھی۔ اب راجپوت اور مرہٹے دو بڑی قوتیں بن کر اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف چھاپہ مار جنگ جاری رکھنے کو آخری شکل دے چکے تھے۔

شمبھو جی نے اپنے مختلف سالاروں کی سرکردگی میں کئی لشکری مقرر کر دیئے تھے جنہوں نے شیوا جی کی موت کا انتقام لینے کے لئے جگہ جگہ تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا تھا۔ ساتھ ہی اب جنوب میں راجپوتوں کی طاقت اور قوت میں بھی اضافہ ہوا تھا۔ پہلے مہارانا جے سنگھ اپنے باپ مہارانا راج سنگھ کی موت کے بعد اپنے آپ کو تنہا محسوس کرتا تھا، اب جہاں مرہٹے اس کے اتحادی تھے وہاں مارواڑ کے سارے جنگجو راجپوت بھی اس کے پاس پہنچ گئے تھے لہٰذا اس کی طاقت اور قوت میں خوب اضافہ ہوا تھا۔ اب اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف راجپوتوں اور مرہٹوں نے دو بڑے بڑے محاذ قائم کر لئے تھے اس کے ساتھ ہی راجپوتوں اور مرہٹوں نے اپنے قاصد بیجاپور کی سلطنت کی طرف بھجوائے اور بیجاپور کے حکمران سکندر کو یہ ترغیب دی کہ اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف مرہٹے اور راجپوت اتحاد کر چکے ہیں لہٰذا وہ بھی اس اتحاد میں شامل ہو جائے۔ اس موقع پر بیجاپور کا حکمران سکندر، اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اکبر کی طرح حماقت کا ثبوت دیتے ہوئے اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف مرہٹوں اور راجپوتوں سے مل گیا تھا۔

❖

میدانِ جنگ سے اکبر اور دُرگا داس کے بھاگ جانے کے بعد اورنگ زیب عالمگیر، اوغر خان اور معظم علی نے اپنے لشکر کے ساتھ وہیں پڑاؤ رکھا۔ ایسا انہوں نے احتیاطاً کیا تھا۔ ایک روز اورنگ زیب عالمگیر، اوغر خان، معظم علی اور اپنے کچھ دیگر سالاروں کے ساتھ اپنے لشکریوں کے کھانے کے انتظامات کا جائزہ لے رہا تھا کہ کچھ

Marfat.com

مغل مخبر پڑاؤ میں داخل ہوئے جہاں اورنگ زیب عالمگیر اپنے سالاروں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔

وہ مخبر جن کی تعداد تین تھی اپنے گھوڑوں سے اتر گئے تھے۔ پھر آگے بڑھ کر انہوں نے بڑی عقیدت کے ساتھ اورنگ زیب عالمگیر کو تعظیم دی۔ اس موقع پر ان تینوں میں سے ایک اورنگ زیب عالمگیر کو مخاطب کر کے کہنا چاہتا تھا کہ اورنگ زیب نے انہیں مخاطب کرنے میں پہل کی تھی۔

''میرے عزیزو! کہاں سے آئے ہو؟ اور ہمارے لئے کیسی خبر لائے ہو؟''

اس پر ان تینوں نے آپس میں نگاہوں ہی نگاہوں میں کوئی مشورہ کیا پھر ایک اورنگ زیب عالمگیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''امیرِ محترم! ہم دکن کی طرف سے آئے ہیں اور اچھی خبر لے کر آئے ہیں۔ امیرِ محترم! جس وقت ہمارے سالار دلیر خان اور رن مست خان نے بیجا پور والوں کی طرف پیش قدمی شروع کی تھی تو بیجا پور کا لشکر ان کے مقابل آیا۔ بیجا پور والوں نے اندر ہی اندر شیوا جی سے ایک معاہدہ کر لیا تھا جس کے تحت دونوں نے ایک دوسرے کی مدد کرنے کا عزم کیا تھا لہٰذا جب ہمارا لشکر بیجا پور والوں سے ٹکرایا تو پشت کی طرف سے شیوا جی نے حملہ کر دیا لیکن پشت کی طرف رن مست خان تھا اس لئے کہ رن مست خان اور دلیر خان دونوں کو اس اتحاد کی پہلے خبر ہو چکی تھی اس بناء پر جب شیوا جی حملہ آور ہوا تو رن مست خان نے پلٹ کر اس کے خلاف جوابی کارروائی کی جس کے نتیجہ میں ان گنت مرہٹوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ رن مست خان کے اس حملے کے دوران خود شیوا جی بھی بری طرح زخمی ہوا۔ اس کے بعد رن مست خان شیوا جی کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔ یہ تعاقب تین دن تک جاری رہا۔ شیوا جی اِدھر اُدھر بھٹکتے ہوئے پناہ گاہ تلاش کرتا رہا جبکہ رن مست خان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سائے کی طرح اس کے پیچھے پڑا رہا حتیٰ کہ شیوا جی کا خاتمہ ہو گیا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر رکا پھر سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''امیرِ محترم! سورت شہر میں اوکسیڈن نام کا ایک انگریز ہوا کرتا تھا، اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس کی ایک بیوی اور ایک بیٹی ہے وہ بھی اسلام قبول کر چکی ہیں۔ اب اس انگریز کا نام سکندر، بیوی کا نام سلطانہ اور بیٹی کا نام زرنگار ہے۔

اس زرنگار نے بھی اعلان کیا تھا کہ جو شخص شیوا جی کو قتل کرے گا بشرطیکہ وہ

Marfat.com

مسلمان ہو وہ اس سے شادی کر لے گی۔ زرنگار نام کی یہ لڑکی انتہا درجہ کی خوبصورت ہے۔ اب چونکہ رن مست خان نے شیوا جی کا خاتمہ کر دیا ہے لہٰذا زرنگار کا باپ اوکسیڈن اور اس کا ایک ہمسایہ جو تاجر ہے جس کا نام قنبر خان ہے دونوں اب یہ جاننے کی کوشش کر رہے ہیں کہ رن مست خاں نے کہاں قیام کیا ہوا ہے تاکہ اس سے ملاقات کریں اور اسے اس اعلان سے آگاہ کریں جو سکندر کی بیٹی زرنگار نے شیوا جی سے متعلق کیا ہے۔ میرے خیال میں رن مست خان نے چونکہ شیوا جی کا کام تمام کیا ہے لہٰذا وہ انگریز اپنی بیٹی زرنگار کی شادی رن مست خان سے کرنا پسند کرے گا۔''

مخبر رکا، کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

''امیرِ محترم! ادھر آتے ہی ہم نے کچھ خبریں حاصل کی ہیں۔ درگا داس آپ کے سامنے سے بھاگ کر میواڑ کی طرف چلا گیا ہے۔ جس وقت دُرگا داس وہاں پہنچا اس وقت شیوا جی کا بیٹا شمبھو جی بھی وہیں تھا اس لئے کہ اب شیوا جی کی جگہ شمبھو جی کا بیٹا مرہٹوں کا پیشوا ہے اور مرہٹوں نے رتنا گری کے مقام پر اس کی تخت نشینی کی رسم بھی ادا کر دی ہے۔ اب ہمارے خلاف تین قوتیں ایک اتحاد قائم کر چکی ہیں۔ پہلی قوت مرہٹوں کی، دوسری قوت راجپوتوں کی اور تیسری قوت بیجا پور کی سلطنت کی ہے۔

جہاں تک راجپوتوں کا تعلق ہے تو اب میواڑ میں راجپوتوں کی طاقت پہلے سے کئی گنا زیادہ ہوگئی ہے۔ اس لئے کہ مارواڑ کے سارے راجپوت بھی میواڑ پہنچ گئے ہیں۔ میواڑ کا راجہ مہارانا راج سنگھ تو پہلے ہی محترم اوغر خاں کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ اب اس کا بیٹا جے سنگھ اور دُرگا داس دونوں مل کر سارے راجپوتوں کی کمانداری کر رہے ہیں اور کچھ اور راجپوت بھی جوق در جوق ان کے لشکر میں شامل ہو کر انہیں دن بدن اور روز بروز تقویت پہنچاتے چلے جا رہے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر جب رُکا تب تھوڑی دیر اورنگ زیب عالمگیر خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر اسی مخبر کو اس نے مخاطب کیا۔

''کیا تمہیں یہ بھی خبر ہے کہ میرے بیٹے اکبر نے یہاں سے بھاگ کر کن علاقوں کا رخ کیا ہے؟''

اس پر وہ مخبر کہنے لگا۔

Marfat.com

''میرِ محترم! اکبر یہاں سے پہلے اکیلا بھاگا تھا اس لئے کہ جو خط آپ نے لکھا تھا اس خط کی وجہ سے پہلے دُرگا داس بھاگ گیا تھا لیکن جب دُرگا داس کو خط کی حقیقت کا علم ہوا تو وہ پلٹا، اکبر کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ اکبر کو پہلے میواڑ کی طرف لے جایا گیا، وہاں شمبھو جی اور جے سنگھ سے اس کا تعارف کرایا گیا۔ اب ان ساری باغی قوتوں نے اکبر کو اپنا شہنشاہ تسلیم کر لیا ہے۔ مرہٹوں کے علاقے میں پالی نام کا ایک شہر ہے وہاں ایک مضبوط اور مستحکم قلعہ ہے، اسی قلعہ کے اندر اپنے محافظ دستوں کے ساتھ اکبر نے قیام کر رکھا ہے اور وہیں سے وہ جنوب کے شہنشاہ کی حیثیت سے احکامات جاری کر رہا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مخبر رکا پھر دوبارہ بول اٹھا۔

''میرِ محترم! اس کے علاوہ بھی ہمارے پاس دو خبریں ہیں۔ پہلی یہ کہ شیوا جی کے مرنے کے بعد مرہٹے اس کے بیٹے شمبھو جی کی سرکردگی میں انتقامی ہو چکے ہیں اور وہ جگہ جگہ حملہ آور ہو کر لوٹ مار کا بازار گرم کرنے لگے ہیں۔ شمبھو جی نے مرہٹوں کے سارے لشکروں کو کچھ حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ہر حصے کی کمانداری اس نے اپنے سرکردہ سالاروں کو سونپی ہے اور مرہٹوں کے یہ حصے جگہ جگہ حملہ آور ہو کر نہ صرف دہشت پھیلانے لگے ہیں بلکہ اپنے لئے ضروریات کا سامان بھی جمع کرنے لگے ہیں۔ اس طرح انہوں نے خوراک اور اسلحہ کے ڈھیر رتنا گری میں لگانے شروع کر دیئے ہیں۔

اس کے علاوہ جب محترم اوغر خاں جنوب کی طرف گئے تھے تو شیوا جی کے ایک سالار دھن نے ان کی راہ روکی تھی۔ دراصل شیوا جی کے حکم کے مطابق دھن اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جو اوغر خاں کی راہ روک کھڑا ہوا تھا تو اس کا مقصد جے سنگھ کی بیٹی شیتل پر گرفت کرنا تھا۔ شیوا جی نے اپنے آخری دور میں تین فیصلے کئے تھے۔ دھن کو شیتل کی طرف روانہ کیا تھا۔ اپنے ایک اور سالار سنت کو راڈھیکا بائی کی طرف اور خود شیوا جی نے فیصلہ کیا تھا کہ چونکہ سورت کے انگریز کی بیٹی زرنگار نے اعلان کیا تھا کہ جو شخص شیوا جی کو قتل کرے گا وہ اس سے شادی کرلے گی لہٰذا شیوا جی نے عہد کیا تھا کہ وہ سورت پر حملہ آور ہو کر زرنگار کو وہاں سے اٹھائے گا اور اسے اپنی بیوی بنا کر رکھے گا۔ لیکن شیوا جی کی بدقسمتی کہ وہ ایسا نہ کر سکا۔ اس لئے کہ جس وقت وہ سورت پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا اعتقاد خاں کے لشکر کا ایک حصہ سورت کے آس پاس سرگرداں

Marfat.com

تھا جس کی بناء پر شیوا جی کو پیچھے ہٹ جانا پڑا۔

میرِ محترم! جہاں تک رادھیکا بائی کا تعلق ہے ہم نے اسے دیکھا تو نہیں۔ کہا جاتا ہے اپنی خوبصورتی، اپنے جمال، اپنی شخصیت، اپنے قد کاٹھ میں وہ ہندوستان کی سب سے حسین لڑکی کہلاتی ہے۔ وہ مہا دیو کے پہاڑی سلسلوں کی رہنے والی ہے اور شیوا جی نے اپنے سالار سنت کو اجازت دے دی تھی کہ وہ رادھیکا بائی کو گرفتار کر کے اپنے عقد میں لے آئے۔

لیکن رادھیکا بائی کو ان ارادوں کا علم ہو گیا۔ وہ اپنے بھائی کے ساتھ بھاگ کھڑی ہوئی۔ سنت اس کے تمام علاقوں پر حملہ آور ہوا، اس کے ماں باپ کا کام تمام کر دیا جبکہ رادھیکا بھاگ کھڑی ہوئی۔ ایک بار سنت نے اس کے بھائی اور اس کو گرفتار بھی کر لیا لیکن ان کی قسمت اچھی تھی کہ دوبارہ بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ پھر انہوں نے کہیں پناہ لے لی تھی۔ بعد میں ان دونوں بہن بھائی کا کچھ پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں ہیں تاہم جو خبریں ہمیں ملی ہیں ان کے مطابق رادھیکا اور اس کے بھائی کشن سنگھ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ محترم اوغر خاں کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور سنت کے خلاف ان سے مدد طلب کریں گے۔ اس لئے کہ ان دنوں محترم اوغر خاں نے انہی علاقوں میں قیام کیا ہوا تھا۔ اب دیکھیں رادھیکا اور اس کا بھائی کہاں پناہ لئے ہوئے ہیں اور کہاں سے نکل کر وہ مسلمانوں کے علاقوں میں داخل ہو کر شیوا جی کے سالار سنت کے خلاف مدد کے طالب ہوتے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر خاموش ہو گیا۔ ان سے یہ ساری خبریں جاننے کے بعد اورنگ زیب بے حد خوش ہوا۔ انہیں نہ صرف شاباش دی بلکہ انعام و اکرام سے بھی نوازا اور ایک دن انہیں لشکر اور پڑاؤ میں قیام کرنے کے بعد اپنے فرائض سنبھالنے کا حکم دے دیا تھا۔ ان مخبروں کے جانے کے بعد اورنگ زیب عالمگیر تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اوغر خاں میرے بیٹے! لگتا ہے جنوب میں ہمارے لئے کچھ دشواریاں پیدا ہوں گی۔''

اورنگ زیب عالمگیر یہیں تک کہنے پایا تھا کہ اوغر خاں مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرِ محترم! مصیبتوں و ابتلاؤں کا سامنا کرتے ہوئے اور ان پر قابو پانا ہی زندگی اور ضمیر کا سکون ہے۔ یہ جو وقتی طور پر بغاوت کے چھوٹے چھوٹے بگولے

Marfat.com

کھڑے کرنے والے اٹھے ہیں خداوند نے چاہا تو بہت جلد ہم انہیں سیلاب کے ریلے کی جھاگ کی طرح بٹھا کر رکھ دیں گے۔ ان حالات میں ہمارے لئے سب سے بڑا مسئلہ شہزادہ اکبر کا ہے۔ اس کی وجہ سے باغی قوتوں کو ایک طرح کی شہ ہے اور سرکشی کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اکبر تخت و تاج کا حقدار ہے۔ لہٰذا ہم ایک حقدار کی مدد کر رہے ہیں۔ اب ہم نے یہ ثابت کرنا ہے کہ یہ ساری باغی قوتیں حق کا نہیں بلکہ منفی سوچوں کا ساتھ دے رہی ہیں۔ خداوند نے چاہا تو بہت جلد ہم ساری قوتوں پر قابو پالیں گے۔''

اوغر خاں جب خاموش ہوا تب اورنگ زیب عالمگیر کہنے لگا۔

''بیٹے! کیا تم یہاں سے نکل کر اپنی نانی سے ملنے آگرہ کی طرف جانا پسند کرو گے؟''

اوغر خاں مسکرایا، کہنے لگا۔

''میر محترم! حالات ہمارے لئے جنوب میں تشویش ناک ہیں۔ ایسی صورت میں، میں آگرہ کی طرف نہیں جاؤں گا، جنوب کا رخ کرنے کا عزم کروں گا۔ اگر ہم نے ان باغی قوتوں کے خلاف جوابی کارروائی کرنے میں تاخیر سے کام لیا تو یہ قوتیں دن بدن طاقت اور زور پکڑتی چلی جائیں گی۔ ہم نے ہر صورت میں مرہٹوں و راجپوتوں اور بیجا پور والوں کا یہ اتحاد توڑ کر باری باری تینوں طاقتوں پر ضرب لگا کر انہیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانا ہے۔''

جب تک اوغر خاں بولتا رہا اورنگ زیب اور اس کا بیٹا معظم علی خاموش رہ کر سنتے رہے پھر اورنگ زیب اوغر خاں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''بیٹے! راجہ جے سنگھ نے پونا سے کچھ رسد اور ضروریات کا سامان طلب کیا تھا۔ یہ سارا سامان اس وقت اجمیر میں پہنچ چکا ہے۔ میں آج ہی اپنے بیٹے معظم علی کو چند دستوں کے ساتھ اجمیر کی طرف بھجواؤں گا اور جو سامان پونا میں راجہ جے سنگھ کی طرف بھجوانا ہے وہ یہاں پہنچ جائے گا۔ اب جب تم اپنے لشکر کے ساتھ جنوب کا رخ کرو گے تو راجہ جے سنگھ کا سامان بھی اپنے ساتھ لے جانا۔ پہلے پونا کا رخ کرنا۔ پونا پہنچ کر راجہ جے سنگھ کو سارا سامان پہنچانے کے بعد پھر اپنی کارروائیوں کی ابتدا کرنا۔ اگر تم وہاں ضرورت محسوس کرو گے تو میں اپنے بیٹے معظم علی کو بھی ادھر بھیج دوں گا بلکہ وہاں دوسرے سالاروں کی ضرورت ہوئی تو انہیں بھی بھیجوں گا۔ اگر مجھے خود بھی دکن

Marfat.com

کی طرف آنا پڑا تو میں خود بھی دکن کا رخ کروں گا۔

وہاں پہنچ کر جے سنگھ کو میرا یہ پیغام دینا کہ وہ پونا کی حفاظت کا فرض انجام دیتا رہے۔ اس کے پاس جو لشکر ہے وہ اس قابل ہی ہے کہ اسے کام میں لاتے ہوئے وہ صرف پونا شہر کی حفاظت کر سکے۔

بیٹے! وہاں اعتقاد خان ہے، تمہارا بھائی رن مست خان ہے، دلیر خان ہے اور میرا بیٹا اعظم ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم پونا سے نکل کر اعتقاد خاں کا رخ کرو۔ اعتقاد خاں سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد پھر کوئی جوابی کارروائی کرنا۔ گو دلیر خان اور رن مست خان نے شیوا جی اور بیجا پور والوں کو شکست دے دی ہے لیکن ابھی تک بیجا پور پر نہ ہم نے قبضہ کیا ہے اور نہ اسے فیصلہ کن شکست دی گئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ بیجا پور کے والی پر ایسی ضرب لگائی جائے کہ بیجا پور کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا جائے۔ پھر بیجا پور کے حکمران سکندر کو پکڑ کر میں چاہتا ہوں اسے یہاں نظر بند کر کے اس کی پنشن مقرر کر دی جائے تا کہ وہ اپنی زندگی کے باقی دن آرام و سکون سے گزار سکے۔ اور آئندہ ہمارے خلاف راجپوتوں اور مرہٹوں سے اتحاد نہ کر سکے۔

فی الحال میں یہی چاہوں گا کہ دلیر خان بیجا پور والوں کے ساتھ ہی اُلجھا رہے۔ انہیں اپنے ساتھ مصروف رکھے۔

میرے بیٹے! تمہارے سامنے جو سب سے کڑی مہم ہو گی وہ راجپوتوں کی ہو گی۔ میں مانتا ہوں اس سے پہلے تم راجپوتوں کو اپنے سامنے زیر کر چکے ہو اور مہارانا راج سنگھ کا خاتمہ بھی کر چکے ہو۔ لیکن اب راجپوتوں کی طاقت اور قوت میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ اس لئے کہ مارواڑ کے سارے راجپوت بھی وہاں پہنچ چکے ہیں۔ دُرگا داس جو بغاوت اور سرکشی کرنے کا بڑا ماہر ہے وہ بھی مہارانا راج سنگھ کے بیٹے جے سنگھ سے مل چکا ہے اور جس طرح مخبر بتا چکے ہیں ہندوستان کے دوسرے علاقوں کے راجپوت بھی ان کے پاس جمع ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ اس بناء پر میں یہ کہنا پسند کروں گا کہ پہلے راجپوتوں پر ضرب لگانی چاہئے۔ اس دوران مرہٹوں پر بھی نظر رکھی جائے۔ بیجا پور والوں کو بھی اپنی نگاہ میں رکھا جائے۔ اس لئے کہ جب راجپوتوں پر ضرب لگائی جائے گی تو جس طرح ان تینوں قوتوں نے آپس میں اتحاد کیا ہے اس کے مطابق مرہٹے اور بیجا پور کی سلطنت والے راجپوتوں کی مدد کرنے کی کوشش کریں

Marfat.com

گے۔

بیٹے! میں آج ہی ایک تیز رفتار قاصد اعتقاد خاں کی طرف روانہ کروں گا اور اس کے لئے یہ حکم جاری کروں گا کہ گو وہ اور دلیر خان دونوں سب سے زیادہ تجربہ کار سالار ہونے کے ساتھ ساتھ عمر میں بھی بڑے ہیں لیکن مرہٹوں، راجپوتوں اور بیجا پور والوں کے خلاف اوغر خاں کے مشوروں کو فوقیت دی جائے گی۔ مجھے امید ہے کہ اعتقاد خان، دلیر خان اور میرے بیٹے اعظم کے ساتھ تم اور رن مست خان مل کر حالات کو اپنی گرفت میں کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔''

اورنگ زیب جب خاموش ہوا تب اوغر خان بول اٹھا۔

''میرِ محترم! خداوند نے چاہا تو ہر کام آپ کی مرضی، آپ کی خواہش کے مطابق اپنے انجام کو پہنچے گا۔ جو مخبر ابھی یہاں سے گئے ہیں تھوڑی دیر تک میں ان سے رابطہ قائم کرتا ہوں اور انہیں کہوں گا کہ وہ یہاں سے روانہ ہونے کے بعد سیدھے رن مست کی طرف جائیں۔ اسے میرا یہ پیغام دیں کہ وہ مجھے سورت شہر میں ملے۔ اس لئے کہ میں یہاں سے سورت کا رخ کروں گا۔ سورت سے پونا پہنچوں گا۔ میں سب سے پہلے رن مست خان اور اس لڑکی کا معاملہ نمٹانا چاہتا ہوں جس نے اعلان کیا تھا کہ جو شیوا جی کو قتل کرے گا اس سے وہ شادی کر لے گی۔

میرِ محترم! میں پونا کا رخ کروں گا۔ جو سامان یہاں سے روانہ ہونا ہے وہ سامان راجہ جے سنگھ کو پہنچانے کے بعد میں اعتقاد خان سے جا ملوں گا۔ اس کے بعد ہم سب مل کر لائحہ عمل بھی طے کریں گے کہ اپنی تینوں مخالف قوتوں سے ہمیں کیسے نمٹنا ہے؟''

اوغر خاں جب خاموش ہوا تب اس بار اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے بیٹے معظم علی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''معظم علی میرے بیٹے! تم تھوڑی دیر تک اپنے کچھ لشکریوں کو لے کر اجمیر کی طرف جانا۔ وہاں وہ سارا سامان گوداموں میں رکھا ہوا ہے جو جے سنگھ کے پاس پونا جانا ہے۔ میں تمہارے ساتھ کچھ ایسے آدمی بھجوا دوں گا جن کے پاس اس سامان کی فہرستیں ہیں۔ وہ سارا سامان اپنے آدمیوں کے ساتھ اجمیر سے نکال کر یہاں پڑاؤ میں منتقل کر دینا اور یہ کام آنے والی شب کے اندر ہی ہو جانا چاہئے۔ میں چاہتا ہوں کہ اگلے روز صبح سویرے اوغر خاں اس سامان کو لے کر اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ

Marfat.com

یہاں سے پونا کی طرف کوچ کر جائے اوغر خان کا جنوبی علاقوں کی طرف فی الفور جانا انتہائی ضروری ہے۔ اس لئے کہ اکبر کے اعلانِ بغاوت کے علاوہ مارواڑ کے راجپوتوں کا میواڑ کی طرف چلے جانا حالات کو ہمارے خلاف مزید خراب کر سکتا ہے۔ اس بناء پر میں چاہوں گا کہ اوغر خاں وقت ضائع کئے بغیر جنوب کی طرف جائے اور اپنے باقی سالاروں کے ساتھ صلاح مشورہ کرنے کے بعد تین مخالف قوتوں کے خلاف حرکت میں آ جائے۔"

اورنگ زیب عالمگیر مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسی وقت پڑاؤ میں مغرب کی اذان سنائی دی۔ لہٰذا وہ خاموش رہا۔ اپنے سالاروں سے ہٹ کر وہ مغرب کی نماز ادا کرنے کے لئے چل دیا تھا۔

اسی شب اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے معظم علی نے راجہ جے سنگھ کی طرف بھجوائے جانے والے سامان کو اجمیر شہر سے پڑاؤ میں منتقل کر دیا تھا اور اس سے اگلے روز اوغر خاں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سارے سامان کو لے کر پونا کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

❖

رادھیکا اور کشن سنگھ دونوں بہن بھائی ایک روز تجارتی کاررواں کے ساتھ پونا پہنچے تھے۔ جس وقت وہ تجارتی کاررواں شہر سے باہر پڑاؤ کرنے لگا تاکہ اگلے روز شہر میں مال کا لین دین کریں تب رادھیکا اور کشن سنگھ دونوں بہن بھائی اپنے گھوڑوں کو ایک دوسرے کے قریب لائے پھر کسی قدر خدشات کا اظہار کرتے ہوئے رادھیکا کہنے لگی۔

"کشن میرے بھائی! اس تجارتی کاررواں نے تو پونا شہر سے باہر پڑاؤ کر لیا ہے۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ میں سمجھتی ہوں کہ اگر ہم نے اس تجارتی کاررواں کے اندر ہی قیام کر لیا تو پھر ہم غیر محفوظ ہو جائیں گے۔ سنت کے آدمی یقیناً شکاری کتوں کی طرح ہمارا کھوج لگانے کے لئے سرگرداں ہوں گے اور وہ کسی نہ کسی طرح جان جائیں گے کہ ہم نے اس کاررواں کے اندر قیام کر رکھا ہے اور اگر انہیں اس حقیقت کا علم ہو گیا تو اس کاررواں پر حملہ آور ہو کر بڑی آسانی سے ہم دونوں بہن بھائی کو گرفتار کر کے لے جائیں گے۔ اس لئے کہ یہ کاررواں ہے کوئی لشکر نہیں ہے۔ دوسرا راستہ ہمارے سامنے یہ ہے کہ اس کاررواں سے نکل کر اوغر خاں کا رخ

Marfat.com

کریں اور اس سے خونخوار مرہٹوں کے سامنے پناہ کرنے کی التجاء کرنے کے ساتھ ساتھ سنت سے انتقام لینے کے لئے بھی کہیں۔ پر ایسا کرنا بھی ہمارے لئے خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ اس لئے کہ اگر ہم نے یہاں سے نکل کر اوغر خاں کے لشکر کا رخ کرنا شروع کیا تو نہ جانے ہمیں کن کن راستوں پر بھٹکنا پڑے۔ ہمارے اس سفر کی اطلاع سنت کو بھی ہوسکتی ہے اور اس کے آدمی بڑی آسانی سے ہمیں پکڑ کر سنت کے سامنے پیش کر دیں گے۔ اس کے بعد سنت جو ہمارا حشر کرے گا میرے خیال میں اس کا اندازہ ہم دونوں بہن بھائی پہلے سے لگا سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ دونوں صورتیں ہمارے لئے خطرناک ہیں۔ نہ ہم اس تجارتی کاررواں کے اندر قیام کر سکتے ہیں نہ دونوں بہن بھائی اکیلے سفر کر سکتے ہیں۔''

رادھیکا جب خاموش ہوئی تب کچھ دیر کی سوچ بچار کے بعد اس کا بھائی کشن سنگھ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میری عزیز بہن! ان دو راستوں کے علاوہ ایک تیسرا راستہ بھی ہے۔''

کشن سنگھ کے ان الفاظ پر حسین اور خوبصورت رادھیکا کے پُرکشش لبوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا، کہنے لگی۔

''میرے بھائی! تیسرا راستہ کون سا ہے؟ ذرا اس کی نشاندہی تو کرو۔''

جواب میں کشن سنگھ مسکرایا پھر کہنے لگا۔

''میری بہن بات یہ ہے کہ نہ ہم اس پڑاؤ میں قیام کریں گے نہ ہی دونوں بہن بھائی اوغر خاں کی طرف جانے کے لئے اکیلے سفر کریں گے۔ ابھی اسی وقت پونا شہر میں داخل ہوتے ہیں، شہر کے حاکم راج جے سنگھ سے ملتے ہیں، اپنی صورتِ حال سے اسے آگاہ کرتے ہیں اور آئندہ کے ارادے بھی اس پر ظاہر کرتے ہیں۔ میرے خیال میں اس سلسلے میں وہ ہماری مدد کرنے پر تیار ہو جائے گا۔ میں اس سے گزارش کروں گا کہ وہ ہمیں مسلح لشکریوں کے ساتھ اوغر خاں تک پہنچا دے۔ اور میرا دل کہتا ہے کہ جے سنگھ اس سے انکار نہیں کرے گا۔

میری بہن! ایک بار ہم اوغر خاں کے پاس پہنچ گئے تو میرا دل کہتا ہے کہ ہم دونوں بہن بھائی وہاں نہ صرف محفوظ ہو جائیں گے بلکہ مجھے امید ہے کہ ہمارے کہنے پر اوغر خاں سنت سے انتقام لینے پر بھی تیار ہو جائے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کشن سنگھ جب خاموش ہوا تب احتیاطاً رادھیکا پھر اسے

Marfat.com

مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میرے بھائی! دو راستے تو ختم ہو چکے، تیسرے راستے کی نشاندہی آپ نے کی ہے۔ اگر پونا کے حاکم جے سنگھ نے بھی ہماری کوئی خاص مدد نہ کی تو پھر چوتھا راستہ ہمارے سامنے کون سا ہو گا؟''

جواب میں کشن سنگھ مسکرایا، کہنے لگا۔

''میری بہن! زیادہ دور کی نہ سوچو۔ پہلے تیسرے حربے کو آزما تو لیں اور دیکھیں اس کی وجہ سے ہم محفوظ ہوتے ہیں کہ نہیں۔ میری بہن! اگر جے سنگھ نے ہم دونوں بہن بھائی کی مدد کرنے سے انکار کر دیا تو پھر چوتھے راستے سے متعلق بھی سوچیں گے۔''

جواب میں رادھیکا کہنے لگی۔

''بھائی! مجھے خدشہ ہے کہ جے سنگھ مرہٹوں سے ڈرتے ہوئے کہیں ہمیں پناہ دینے سے انکار ہی نہ کر دے۔''

کشن جواب میں تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اپنی بہن رادھیکا کی طرف دیکھتا رہا پھر اس کی تسلی اور تشفی کے لئے کہنے لگا۔

''ہمیں پہلے سے اپنے ذہن میں تخمینے نہیں باندھنے چاہئیں۔ مجھے امید ہے کہ جے سنگھ اس سلسلے میں ہماری مدد ضرور کرے گا۔ اور اگر اس نے ہمیں اپنے ہاں ٹھہرانے سے پس و پیش کیا تو ہم یہ کہیں گے کہ ہمیں کم از کم حفاظت کے ساتھ اوغر خاں کے پاس پہنچانے کا انتظام کر دے۔ میری بہن! یہاں کھڑے ہو کر وقت ضائع نہ کرو، آؤ شہر میں داخل ہوں اور دیکھیں حالات ہمارے سامنے کس صورت میں نمودار ہوتے ہیں؟''

رادھیکا نے کشن سنگھ کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا پھر دونوں بہن بھائی نے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اس طرح وہ پونا شہر میں داخل ہوئے تھے۔

پونا شہر میں داخل ہونے کے بعد رادھیکا اور کشن سنگھ تھوڑا سا آگے گئے ہوں گے کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک مندر کے سامنے کچھ لوگوں کا ہجوم ہو رہا تھا اور مندر کے اندر سے کچھ لوگ نکل رہے تھے۔ ان میں تین بڑے نمایاں تھے جو ان لوگوں کے آگے آگے تھے۔

Marfat.com

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے کشن اور رادھیکا نے بھی ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے ان لوگوں کے قریب جا کر اپنے گھوڑوں کو روک دیا پھر ایک شخص کو مخاطب کر کے کشن سنگھ نے اس سے پوچھا۔

''بھائی! یہاں کیا ہو رہا ہے؟ کیا کوئی......''

جسے مخاطب کر کے کشن سنگھ نے سوال کیا تھا اس نے کشن سنگھ کی بات کاٹ دی، کہنے لگا۔

''میرے بھائی! کچھ نہیں ہو رہا۔ بس لوگ مندر سے نکل رہے ہیں۔ مندر سے نکلنے والوں میں کچھ لوگ نمایاں ہیں لہٰذا انہیں دیکھنے کے لئے لوگ کھڑے ہو گئے ہیں۔''

اس بار رادھیکا نے اسے مخاطب کیا۔

''نمایاں افراد کون ہیں؟''

جسے مخاطب کیا گیا تھا وہ پھر بول اٹھا۔

''نمایاں تین افراد میں سے ایک راجہ جے سنگھ ہے، دوسری اس کی پتنی دُرگا وتی اور تیسری ان دونوں کی بیٹی شیتل ہے جس کے حُسن کے چرچے ان دنوں پونا شہر کے گلی کوچے میں بکھرے ہوئے ہیں۔''

اس بار رادھیکا نے پھر اس شخص کو مخاطب کیا۔

''کیا شیتل بہت خوبصورت ہے؟''

وہ شخص جو ڈھلی ہوئی عمر کا تھا اس بار غور سے رادھیکا کی طرف دیکھنے لگا پھر کہنے لگا۔

''تیری حیثیت میرے ہاں ایک بیٹی کی سی ہے۔ بیٹی! اگر تُو بُرا نہ مانے تو تمہارے متعلق بھی میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ حُسن و خوبصورتی اور جمال میں تم خود بھی شیتل سے کم نہیں ہو بلکہ زیادہ ہی ہو گی۔ میرے خیال میں اگر تم کھل کر لوگوں کے سامنے آئیں تو لوگ شیتل کو فراموش کر کے تمہیں دیکھنا شروع کر دیں گے۔''

اس شخص کے ان الفاظ پر رادھیکا کے لبوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا۔ کشن سنگھ بھی مسکرا رہا تھا۔ اتنی دیر تک راجہ جے سنگھ، اس کی پتنی دُرگا وتی اور بیٹی شیتل مندر کی سیڑھیاں اتر کر اس سمت آ رہے تھے جہاں رادھیکا اور کشن سنگھ کھڑے ہوئے تھے۔ دونوں بہن بھائی اپنے گھوڑوں سے اتر کر کھڑے ہوئے۔ جب راجہ جے سنگھ اپنی

Marfat.com

بیوی دُرگا وتی اور بیٹی شیتل کے ساتھ قریب آیا تب رادھیکا آگے بڑھی اور جے سنگھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ مندر سے نکل رہے ہیں، اس موقع پر آپ کی راہ روکنا انتہائی معیوب ہے لیکن......''

رادھیکا اپنی بات مکمل نہ کر سکی، جے سنگھ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کوئی بات نہیں بیٹی! اگر تُو کچھ کہنا چاہتی ہے تو کہہ لے۔ میں برا نہیں مانوں گا۔''

اس موقع پر دُرگا وتی اور شیتل دونوں ماں بیٹی بڑے غور سے رادھیکا کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ پھر دُرگا وتی اپنی بیٹی شیتل کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''یہ لڑکی جو تمہارے پتا جی سے مخاطب ہوئی ہے کوئی غیر معمولی لڑکی ہے۔ اس کی خوبصورتی، اس کا قد و کاٹھ، اس کی جسمانی ساخت، اس کے اعضاء و جوارح کی کشش تو دیکھو۔''

دُرگا وتی کو خاموش ہو جانا پڑا۔ شیتل بھی بڑے غور سے رادھیکا کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ اس موقع پر رادھیکا نے جے سنگھ کو مخاطب کیا۔

''میرا نام رادھیکا بائی ہے ...... میرے ساتھ میرا بھائی کشن سنگھ ہے۔''

رادھیکا کو یہیں تک کہنا پڑا، بات مکمل نہ کر سکی۔ اس لئے کہ جے سنگھ بول اٹھا۔

''بیٹی! اچھا ہوا تم نے اپنا نام بتا دیا۔ اس سے پہلے تمہیں شکل سے تو نہیں دیکھا تھا لیکن تمہاری خوبصورتی اور تمہارے حُسن کے چرچے ان علاقوں میں تھے اور پھر یہ بھی سنا تھا کہ شیوا جی کا سالار سنت تمہیں اپنانا چاہتا ہے اور تم کہیں بھاگ گئی ہو۔''

جے سنگھ جب خاموش ہوا تو رادھیکا اپنے گھر سے بھاگنے، سنت کے اس کے ماں باپ کو قتل کرنے، سنت کے ہاتھوں گرفتار ہونے پھر بھاگ نکلنے اور اوغر خاں کے پاس جانے کی خواہش تک پوری تفصیل کہہ دی تھی۔

ساری تفصیل جاننے کے بعد جے سنگھ نے آگے بڑھ کر بڑے پیار اور شفیقانہ انداز میں رادھیکا بائی کا سر تھپتھپایا اور تسلی دیتے ہوئے کہنے لگا۔

''میری بیٹی! تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں تک اوغر خاں کا تعلق ہے تو پہلے وہ انہی علاقوں میں تھا لیکن کچھ غیر معمولی صورتِ حال پیش آئی تھی جس کی بناء پر وہ اجمیر کی طرف گیا تھا۔ اب صرف دو دن پہلے ایک قاصد ان علاقوں

Marfat.com

کی طرف آیا ہے اور اس نے یہ انکشاف کیا ہے کہ جس مہم کے سلسلے میں اوغر خاں جمیر گیا تھا وہ مہم سر ہو چکی ہے اور اب اوغر خاں پونا کی طرف آ رہا ہے۔ اس لئے کہ میں نے اپنے شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر سے رسد کا کچھ سامان طلب کیا تھا اور میرے لئے رسد کا وہ سامان اوغر خان ہی لے کر آ رہا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد راجہ جے سنگھ جب خاموش ہوا تب بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے شیتل آگے بڑھی۔ رادھیکا کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر کہنے لگی۔

''تمہارے حالات سن کر مجھے بے حد دکھ اور صدمہ ہوا ہے ...... اگر شیوا جی کے سالار سنت کے خلاف تم اوغر خاں سے مدد حاصل کرنا چاہتی ہو تو پھر مطمئن رہو۔ اوغر خاں تمہاری مدد ضرور کرے گا۔''

اس موقع پر رادھیکا مسکرا دی۔ اپنا منہ شیتل کے کان کے قریب لے گئی پھر مسکراتی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔

''میں جانتی ہوں میرا کام ہو جائے گا۔ اس لئے کہ تم اوغر خان سے محبت کرتی ہو۔''

شیتل شرما سی گئی تھی۔ جب وہ علیحدہ ہوئی تب دُرگا وتی نے آگے بڑھ کر رادھیکا کو اپنے ساتھ لپٹا کر پیار کیا تھا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''تم دونوں بہن بھائی ہمارے ساتھ چلو۔ جس احاطہ میں ہماری رہائش گاہ ہے اسی احاطہ کے اندر مہمانوں کے لئے قیام گاہیں بنی ہوئی ہیں۔ مردوں کے لئے علیحدہ ہے اور عورتوں کے لئے علیحدہ۔ جب تک اوغر خان سے تم دونوں بہن بھائی کی ملاقات نہیں ہو جاتی اس وقت تک تم دونوں بہن بھائی وہاں قیام کرو اور وہاں قیام کے دوران تمہاری ہر آسائش، تمہاری ہر ضرورت کا خیال رکھا جائے گا۔''

اس موقع پر رادھیکا اور کشن دونوں بہن بھائی نے عجیب سے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ گویا ایک دوسرے سے کہہ رہے ہوں کہ حالات ان کی مرضی کے مطابق پلٹا کھا رہے ہیں۔ پھر جے سنگھ کے کہنے پر دونوں بہن بھائی ان کے ساتھ ہو لئے تھے۔

جے سنگھ جب اپنی رہائش گاہ کے احاطے میں داخل ہوا تب شیتل اپنی ماتا دُرگا وتی کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

Marfat.com

''ماتا! جہاں تک کشن بھائی کا تعلق ہے تو ان کا قیام مہمان خانے میں ہو گا۔ جہاں تک رادھیکا کا تعلق ہے تو میں چاہتی ہوں کہ یہ میری خوابگاہ میں میرے ساتھ رہے۔''

دُرگا وتی اور اس کے شوہر راجہ جے سنگھ نے اپنی بیٹی شیتل کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اسے اجازت دے دی تھی کہ وہ رادھیکا کو اپنے ساتھ رکھ لے جبکہ کشن سنگھ کی رہائش کا اہتمام مہمان خانے میں کر دیا گیا تھا۔

○✣○

Marfat.com

اسی رات کھانا کھانے کے بعد شیتل اور رادھیکا دونوں جب خوابگاہ میں بیٹھیں تب کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر رادھیکا چند لمحوں تک شیتل کی طرف دیکھتی رہی اس کے بعد اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''شیتل! اگر تم برا نہ مانو تو ایک بات کہوں؟''

شیتل مسکرائی اور کہنے لگی۔

''جس وقت میری تمہاری ملاقات مندر کے سامنے ہوئی تھی اسی وقت میں نے تمہیں بہن کہہ کر پکارا تھا۔ بہن کی حیثیت سے تم جو بھی کہو گی میں برا نہیں مانوں گی۔''

رادھیکا مسکرائی پھر کہنے لگی۔

''یہ تو میں جانتی ہوں تم اوغر خاں سے محبت کرتی ہو۔ کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ اوغر خاں نے تمہیں چاہنے کی ابتداء کی تھی یا محبت اور چاہت کا اظہار تمہاری طرف سے ہوا تھا؟''

''یہ اظہار میری طرف سے ہوا تھا۔'' شیتل نے مسکراتے ہوئے کہا۔''جہاں تک اوغر خاں کا تعلق ہے انہوں نے آج تک اپنی زبان یا اپنے الفاظ میں مجھ سے محبت کا اظہار نہیں کیا۔''

''تو کیا میں یہ سمجھوں یا جانوں کہ محبت یکطرفہ ہے؟'' غور سے شیتل کی طرف دیکھتے ہوئے رادھیکا کہہ اٹھی تھی۔

''نہیں یکطرفہ نہیں ہے۔ اب وہ بھی مجھے پسند کرنے لگے ہیں۔ گو کبھی انہوں نے الفاظ میں اپنی پسند اور چاہت کا اظہار نہیں کیا لیکن جب وہ پونا آئے تھے اور یہاں سے رخصت ہونے لگے تھے تب ان کے چہرے کے تاثرات بتاتے تھے کہ میں ان کی پسند ہوں۔ اس کے علاوہ میرے پتا جی نے صاف کہہ دیا تھا کہ میں اپنے ماں

Marfat.com

باپ کے ہاں اوغر خاں کی امانت ہوں۔‘‘

شیتل کی اس گفتگو کے جواب میں رادھیکا پھر کچھ دیر تک خاموش رہ کر سوچتی رہی اس کے بعد بول اٹھی۔

’’کیا محبت کرنے اور چاہنے کے لئے تمہیں کوئی اپنے دھرم کا جوان نہیں ملا تھا؟‘‘

چونکنے کے انداز میں شیتل نے رادھیکا کی طرف دیکھا پھر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

’’رادھیکا! کھل کر کہو، میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی۔‘‘

رادھیکا نے کندھے اچکائے پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

’’میں ایسی محبت اور ایسی شادیوں کے سخت خلاف ہوں جہاں ہندو لڑکیاں مسلمان نوجوانوں کے ساتھ بیاہ دی جائیں۔ دھرم دین کا کچھ تو فرق ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ......‘‘

رادھیکا اپنی بات مکمل نہ کر سکی۔ اس لئے کہ شیتل اس کی گفتگو کا جواب دیتے ہوئے بول اٹھی تھی۔

’’رادھیکا! لگتا ہے تم نے اپنی زندگی میں ابھی تک کسی سے محبت نہیں کی۔ اگر ایسا کیا ہوتا تو جو اعتراض تم کھڑا کر رہی ہو وہ ہرگز نہ کرتیں۔

دیکھو میری بہن! محبت اور چاہت دین دھرم، اونچ نیچ، امارت غربت، خوبصورتی بدصورتی اور گروہی و طبقاتی فرق اور تفریق کو روندتی ہوئی نکل جاتی ہے۔

میری بہن! جب کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو وہ محبت ان پابندیوں، ان قیود سے ماورا ہو جاتی ہے۔‘‘

یہاں تک کہنے کے بعد شیتل رکی، غور سے رادھیکا کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

’’رادھیکا! تم نے جو پوچھنا چاہا پوچھ لیا۔ ایک بہن کی حیثیت سے میں نے تمہیں پوچھنے کی اجازت بھی دے دی۔ اب اگر تم برا نہ مانو تو ایک بات میں بھی تم سے پوچھوں؟‘‘

رادھیکا مسکرائی، کہنے لگی۔

’’جو چاہے پوچھو...... اس لئے کہ نہ میں نے آج تک کسی کو چاہا ہے نہ کسی کو پسند کیا ہے۔ ہاں اگر کسی کو چاہوں گی، کسی کو پسند کروں گی، کسی کو اپنے جیون کا

Marfat.com

ساتھی بنانا چاہوں گی تو میری اس محبت و چاہت اور میرے اس پریم کا مرکز کوئی ہندو نوجوان ہی ہوگا۔''

رادھیکا کے ان الفاظ پر شیتل مسکرائی اس کے بعد وہ دوبارہ بول اٹھی۔

''رادھیکا! جو کچھ تم نے کہا ہے فی الحال تو وہ درست ہے۔ اس لئے کہ تم عملی طور پر اس جھنجٹ میں نہیں پڑیں۔ لیکن میں تم سے یہ پوچھتی ہوں کہ اگر تم دین دھرم، اونچ نیچ، اعلیٰ و کم ذات پر اتنا ہی اعتقاد رکھتی ہو تو پھر جب سنت تمہارے پیچھے پڑ گیا ہے اس کے خلاف تم مدد حاصل کرنے کے لئے کسی ہندو نوجوان یا سپہ سالار کے پاس کیوں نہیں گئیں؟ سنت کے خلاف پناہ حاصل کرنے اور اس سے انتقام لینے کے لئے آخر تم نے مسلمان سپہ سالار اوغر خاں کا انتخاب ہی کیوں کیا؟''

شیتل کے اس سوال پر رادھیکا دنگ رہ گئی تھی۔ کچھ دیر تک وہ تعجب خیز انداز میں شیتل کی طرف دیکھتی رہی پھر چونک جانے والے انداز میں شیتل کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''شیتل! میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم اس قسم کا سوال پوچھ بیٹھو گی جو سوال تم نے کیا ہے فی الحال تو واقعی میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ ساتھ میں یہ بھی تسلیم کرتی ہوں کہ سنت کے خلاف مدد حاصل کرنے کے لئے میرے سامنے اس وقت کوئی ہندو نوجوان نہیں۔ میری اور میرے بھائی کی نگاہوں کا مرکز اس وقت واقعی اوغر خاں ہی ہے۔

بہرحال تم نے بڑا چبھتا ہوا سوال کیا ہے اور فی الحال میرے پاس اس کا جواب نہیں۔ اس موضوع پر میں سوچوں گی ضرور۔ میں آج تھکاوٹ کے باعث نیند محسوس کر رہی ہوں۔ اگر تم برا نہ مانو تو میں بستر پر دراز ہونے لگی ہوں۔''

اس پر شیتل خود بھی بستر پر دراز ہو گئی۔ دوسری طرف رادھیکا بھی اپنی مسہری پر لیٹ کر نیند سے بغل گیر ہونے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

❖

سورت شہر میں سکندر کے ہاں اس کی بیٹی زرنگار، بیوی سلطانہ اور ہمسائے تاجر قنبر خاں کی بیوی عظیمہ خاتون اور اس کا بیٹا کامل خاں پانچوں دیوان خانے میں بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ اتنے میں قنبر خاں سکندر کی حویلی کے دیوان خانے میں داخل ہوا داخل ہوتے ہوئے اس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ تھی۔

Marfat.com

سب اس کی اس حالت کا جائزہ لیتے رہے پھر سکندر نے قنبر خاں کو مخاطب کیا۔

''قنبر خاں میرے بھائی! تمہاری حالت سے لگتا ہے تم کوئی اچھی بلکہ بہت اچھی خبر لے کر آئے ہو۔ تمہارے چہرے پر پھیلا ہوا تبسم اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے۔''

قنبر خاں آگے بڑھ کر سکندر کے پہلو میں بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔

''تم لوگوں کا اندازہ درست ہے...... میں واقعی ایک بہت اچھی خبر لے کر آ رہا ہوں۔ خبر یہ ہے کہ پہلے تو ہم اس کوشش میں تھے کہ جانے رن مست خاں نے کہاں قیام کر رکھا ہے تاکہ اس سے ملاقات کر سکیں۔ اب قدرت حالات کو خود بخود ہی ہمارے حق میں کر رہی ہے۔ رن مست خاں کا خالہ زاد اوغر خاں دکن کے علاقوں سے نکل کر ایک دم کسی مہم کے سلسلے میں اجمیر کی طرف گیا تھا۔ اب خبر آئی ہے کہ اوغر خاں اپنے لشکر کے ساتھ سورت کا رخ کر رہا ہے۔ وہ چند روز سورت شہر کے باہر اپنے لشکر کے ساتھ قیام کرے گا، اس کے بعد کچھ سامان راجہ جے سنگھ کو پہنچانے کے لئے وہ پونا جائے گا۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ اوغر خاں نے کچھ قاصد اپنے خالہ زاد رن مست کی طرف بھجوائے ہیں اور اسے یہ پیغام دیا ہے کہ وہ بھی سورت پہنچے۔ ساتھ ہی اورنگ زیب عالمگیر کے مخبروں کے ذریعہ یہ خبریں بھی گشت کر رہی ہیں کہ اوغر خاں آپ کے پاس آئے گا۔ چونکہ زرنگار نے اعلان کیا تھا کہ جو شیوا جی کو قتل کرے گا اس سے وہ شادی کر لے گی لہٰذا میرے خیال میں اوغر خاں، زرنگار اور رن مست کی شادی کے سلسلے میں ہی آپ سے بات کرے گا۔''

قنبر خاں جب خاموش ہوا تب بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے سکندر کہنے لگا۔

''اگر حالات ایسا موڑ کھا گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری خوش قسمتی ہے۔ ہمیں خود جا کر صورتِ حال سے رن مست کو آگاہ نہیں کرنا پڑے گا بلکہ یہ سارا معاملہ اوغر خاں اپنے بھائی رن مست کے لئے خود ہی حل کر لے گا۔''

اس موقع پر زرنگار اور اس کی ماں سلطانہ کے چہرے پر بھی دور دور تک خوشیاں اور مسکراہٹیں کھیل رہی تھیں۔ سکندر نے پھر قنبر خاں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

Marfat.com

''بھائی! یہ خبر سنا کر یقیناً تم نے ہمارے دامن کو خوشیوں سے بھر دیا ہے۔ اب میں بڑی بے چینی سے اوغر اور رن مست خاں کا انتظار کروں گا۔ اسی خوشی میں آؤ سب اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔''

اس پر سب اٹھ کر دوسرے کمرے میں گئے۔ سلطانہ، عظیمہ خاتون اور زرنگار نے وہاں کھانے کے برتن لگائے اور سب اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

❖

اس واقعہ کے چند دن بعد ایک روز جبکہ سکندر، اس کی بیوی سلطانہ اور بیٹی زرنگار تینوں اپنی حویلی میں موجود تھے کہ دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تھی۔

دستک سننے کے بعد سکندر، سلطانہ اور زرنگار تینوں حویلی کے صحن میں نکل آئے تھے۔ سکندر آگے بڑھا، اس نے دروازہ کھولا۔ دروازے پر اس وقت قنبر خاں اور اس کا بیٹا کامل خاں اور بیٹی عظیمہ خاتون کھڑے تھے۔

سکندر خاں دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹ گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ تینوں اندر آئیں لیکن تینوں باہر ہی کھڑے رہے۔ اتنی دیر تک سلطانہ اور زرنگار بھی سکندر کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی تھیں۔ اس موقع پر سکندر نے قنبر خاں کو مخاطب کیا۔

''بھائی! کیا بات ہے؟ آپ اندر آئیں نا، آپ خود بھی نہیں اندر آ رہے اور عظیمہ خاتون اور کامل خاں کو بھی نہیں اندر آنے دے رہے۔ کیا بات ہے؟''

اس موقع پر قنبر خاں کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ پھر سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بھائی! ہم گھر کے تین افراد ہیں اور تینوں ہی آپ تینوں کے لئے ایک بہت اچھی خبر لے کر آئے ہیں۔''

قنبر کے ان الفاظ پر سکندر، سلطانہ اور زرنگار مسکرانے لگے تھے کہ اس پر سکندر نے تجسس بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''اگر تمہارے پاس ہمارے لئے کوئی اچھی خبر ہے تو جس نے تمہیں یہ خبر سنائی ہے کیا اس نے یہ بھی تاکید کی تھی کہ ہمیں یہ خبر حویلی کے صدر درواز سے باہر ہی کھڑے ہو کر سنانا اور اندر داخل ہونے کی کوشش نہ کرنا۔''

سکندر کے ان الفاظ پر جہاں قنبر خاں، کامل خاں اور عظیمہ خاتون مسکرا دیئے تھے وہاں سلطانہ اور زرنگار بھی ہنس دی تھیں۔ یہاں تک کہ قنبر خاں نے پھر سکندر کو

Marfat.com

مخاطب کیا۔

''بھائی! میرے ساتھ دو انتہائی معزز قسم کے مہمان بھی ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں انہیں اندر لے کر آؤں؟''

قنبر خاں کے ان الفاظ پر سکندر چونکا تھا۔ سلطانہ اور زرنگار بھی تجسس بھرے انداز میں قنبر خاں کی طرف دیکھنے لگی تھیں۔ یہاں تک کہ قنبر خاں پھر بول اٹھا۔

''دیکھو تم تینوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں دیکھتا ہوں مہمانوں کی آمد کا سن کر تینوں کے چہروں پر تجسس پھیل گیا ہے۔ میں تم تینوں کو زیادہ پریشان نہیں کرنا چاہتا۔ میرے ساتھ اس وقت محترم اوغر خاں اور رن مست خاں ہیں۔''

اوغر خاں اور رن مست خاں کا نام سن کر سکندر، زرنگار اور سلطانہ کی خوشی اور طمانیت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ تینوں کے چہروں پر خوشیاں بکھر گئی تھیں۔ پھر سکندر فوراً حرکت میں آیا، حویلی سے باہر نکلا۔ جب اس نے دیکھا تو قنبر خاں، کامل خاں، عظیمہ خاتون کے پیچھے اوغر خاں اور رن مست خاں دونوں بھائی کھڑے تھے۔

سکندر آگے بڑھا۔ پہلے ان دونوں سے اپنا تعارف کرایا پھر ان دونوں کو بڑے پُرجوش انداز میں گلے لگایا۔ دونوں کو اپنے ساتھ لپٹا کر حویلی میں داخل ہوا۔ جب وہ حویلی کے صحن میں آئے تب جھجکتے ہوئے زرنگار اور سلطانہ دونوں ماں بیٹی نے انہیں سلام کیا تھا۔ اتنی دیر تک قنبر خاں، کامل خاں اور عظیمہ خاتون بھی حویلی میں داخل ہونے کے بعد حویلی کا صدر دروازہ بند کر چکے تھے پھر سب جا کر دیوان خانے میں بیٹھ گئے تھے۔

دیوان خانے میں بیٹھنے کے بعد سب سے پہلے گفتگو کا آغاز سکندر نے کیا۔ اوغر خاں اور رن مست خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں آپ دونوں کو اپنی حویلی میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ یقیناً مجھے اور میرے اہلِ خانہ کو آپ کی آمد کا انتہا درجہ کا انتظار تھا۔ اس لئے کہ ہمیں خبر ہو چکی تھی کہ آپ دونوں بھائی سورت میں اکٹھے ہونا چاہتے ہیں اور پھر ہمارے ہاں بھی آئیں گے۔''

اس کے بعد اس نے اوغر خاں اور رن مست خاں سے سلطانہ اور زرنگار کا بھی تعارف کرا دیا تھا۔ اس کے بعد قنبر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے سکندر کہنے لگا۔

''بھائی! آپ نے ہمارے ساتھ ایک ظلم کیا۔ آپ حویلی کے دروازے پر کھڑے رہے اور ہمارے معزز مہمانوں کو آپ نے اپنے پیچھے حویلی کے دروازے

Marfat.com

سے باہر ہی کھڑا کیے رکھا۔ یہ کیا سوچیں گے؟''

سکندر خاں کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اس موقع پر اوغز خاں بول اٹھا۔ سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''آپ فکر مند نہ ہوں ...... ہم کچھ نہیں سوچیں گے۔ دراصل میں گزشتہ شب اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سورت پہنچا تھا اور اس کے تھوڑی دیر بعد میرا بھائی رن مست بھی یہاں پہنچ گیا تھا۔ میں نے اسے یہاں آنے کے لئے کہا تھا۔ آج ہم شہر میں داخل ہوئے، بازار سے گزرتے ہوئے ہم نے آپ کا پوچھا۔ وہ جس سے ہم نے پوچھا اس نے محترم قنبر خاں کی دکان کی نشاندہی کر دی اور ساتھ ہی یہ بھی انکشاف کیا کہ یہ آپ کے ہمسائے ہیں۔ لہٰذا میں اور رن مست خاں ان کے پاس گئے۔ ان کی مہربانی یہ اسی وقت ہمارے ساتھ ہو لیے۔ ہماری آمد پر جو انہوں نے خوشی کا اظہار کیا وہ میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ پہلے یہ ہمیں اپنی حویلی میں لے کر گئے وہاں ہمارے گھوڑے بندھوائے، ہماری خاطر مدارت بھی کی اس کے بعد آپ کے پاس لے کر آئے ہیں۔ اس لیے نہ ہمیں نہ آپ کو ان سے کوئی شکوہ ہونا چاہیے۔''

اوغز خاں جب خاموش ہوا تب بڑی تیزی سے سکندر خاں کہنے لگا۔

''پہلے کوئی شکوہ نہیں تھا لیکن اب تو ہے۔ خاطر و مدارت تو ہمیں کرنی چاہیے تھی۔ اس میں پہل قنبر خاں نے کیسے کر لی؟''

سکندر کے خاموش ہونے پر قنبر خاں کی بیوی عظیمہ خاتون بول اٹھی۔

''بھائی! کیا آپ اور ہم میں فرق ہے؟''

اس موقع پر سکندر نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا، کہنے لگا۔

''میری بہن! یہ جملہ کہہ کر آپ نے سارا معاملہ ہی ختم کر دیا ہے۔''

اس موقع پر اوغز خاں نے سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''اگر آپ برا نہ مانیں تو جس موضوع پر میں آپ سے گفتگو کرنے کے لئے آیا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ اس پر گفتگو کروں۔ اس لئے کہ ہم دونوں بھائیوں کا قیام یہاں صرف آج کے دن کے لئے ہے۔ آج مغرب کی نماز کے بعد میں پونا کی طرف کوچ کر جاؤں گا۔ رن مست خاں بیجا پور کی سرحدوں کا رخ کرے گا۔ میں نے آپ کی بیٹی کا ایک اعلان سنا تھا اور اسی اعلان کی روشنی میں، میں آج اپنے بھائی

Marfat.com

رن مست کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ میں چاہتا ہوں......''

یہاں تک کہتے کہتے اوغر خاں کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے سکندر خاں ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگا۔

''بیٹے! اب تم دونوں کی حیثیت ہمارے ہاں بیٹوں کی سی ہے۔ یقیناً میری بیٹی نے اعلان کیا تھا کہ جو شخص بھی شیوا جی کی موت کا باعث بنے گا بشرطیکہ وہ مسلمان ہو میری بیٹی اس سے شادی کر لے گی۔ اب رن مست خاں چونکہ اس کے قتل اور اس کی موت کا باعث بن چکا ہے لہٰذا یہ میری بیٹی زرنگار کا حق دار ہے۔ میری بیٹی بھی اس وقت سامنے بیٹھی ہوئی ہے۔ رن مست خاں بھی یہیں ہے لہٰذا ان کی موجودگی میں ان دونوں کے سامنے کہتا ہوں کہ اب رن مست خاں ہی میری بیٹی کا حق دار ہے۔''

سکندر خاں جب رکا تب اوغر خاں خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''جو بات میں کہنا چاہتا تھا آپ کی بڑی مہربانی، آپ کا بڑا شکریہ کہ آپ نے خود ہی وہ بات کہہ دی ہے۔ میں مزید یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم دونوں خالہ زاد ہیں۔ ہم دونوں کے ماں باپ مر چکے ہیں۔ زندگی کا یہ حصہ ہم نے اپنی نانی کے ساتھ گزارا ہے۔ اس نے ایک ماں کی طرح ہم دونوں کی پرورش کی ہے۔ نانی کے علاوہ ہمارا کوئی عزیز و اقارب نہ ہی رشتہ دار ہے۔ میں رن مست خاں سے چند دن بڑا ہوں، اس کی مہربانی کہ چند دن چھوٹا ہونے کے باوجود یہ میرا ایسا ہی احترام کرتا ہے جیسے ایک بیٹا اپنے باپ کا کرتا ہے۔ اس کا مجھ پر احسان ہے، اس کی مہربانی ہے اس لئے کہ......''

اوغر خاں اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکا۔ اس لئے کہ ایک دم رن مست خاں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا، پھر دھیمے سے لہجے میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بھائی! یہ آپ کیسے الفاظ ادا کر رہے ہیں؟ ایسا کر کے تو آپ مجھے گناہ گار کر رہے ہیں۔ آپ کے ساتھ جو میرا رشتہ ہے وہ انتہا درجہ کا قابل احترام ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی سے صرف ایک لفظ ہی سیکھا ہو وہ اس کا استاد کہلائے گا۔ اور باپ کی طرح عزت و احترام کا حقدار ہوگا۔ آپ بے شک مجھ سے چند دن بڑے ہیں لیکن مجھ سے پہلے آپ نے گھر کی کفالت کا کام انجام دینا شروع کیا تھا۔ میرے اور نانی کے اخراجات آپ ہی نے برداشت کرنا شروع کئے تھے۔ میری تعلیم و تربیت پر جو

Marfat.com

کچھ خرچ ہوا وہ آپ نے برداشت کیا پھر آپ یہ الفاظ کیوں استعمال کرتے ہیں کہ آپ میرے شکر گزار اور ممنون ہیں۔ شکر گزار اور ممنون تو میں ہوں آپ کا بھائی......''

اوغر خاں نے اپنے منہ پر رکھا رن مست کا ہاتھ ہٹا دیا پھر بڑے پیار میں اسے کہنے لگا۔

''اب تم بھی آگے کچھ مت کہنا۔ میں جانتا ہوں تم مزید شکر گزاری کے الفاظ کہو گے، میں سننا نہیں چاہتا۔ بس چپ رہو۔ اب میں جو کام کرنے لگا ہوں اسے خاموشی کے ساتھ دیکھتے رہو۔''

پھر اوغر خاں نے اپنے کندھے سے لٹکتی ہوئی چرمی خرجین اُتاری، جس تسمے سے اس کا منہ بند تھا وہ تسمہ ڈھیلا کر کے خرجین کا منہ کھولا۔ خرجین میں جھانکتے ہوئے وہ کوئی چیز تلاش کرتا رہا۔ پھر اس نے سونے کی دو انگوٹھیاں نکالی تھیں۔ وہ انگوٹھیاں اس نے سکندر خاں کو دکھاتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

''اجمیر شہر کے نواح میں مجھے زرنگار کے اس اعلان سے متعلق ہمارے ایک اطلاع گر نے خبر دی تھی۔ یہ خبر سننے کے بعد پہلے تو میں نے ایک قاصد رن مست خاں کی طرف بھجوایا اور اسے یہ پیغام دیا کہ میں اجمیر سے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پونا کا رخ کر رہا ہوں۔ تھوڑی دیر کے لئے سورت شہر کے نواح میں رکوں گا۔ لہٰذا یہ سورت شہر میں آ کر مجھ سے ملے۔

میں نے اجمیر کے نواح سے ہی ان دو انگشتریوں کا اہتمام کر لیا تھا۔ اب میری آپ سے گزارش ہے کہ ان میں سے ایک انگشتری میری بہن زرنگار کو پہنا دی جائے دوسری میرے بھائی رن مست کو۔ اس طرح میں چاہتا ہوں ان کی منگنی ہو جائے اور ان دونوں کو بھی احساس ہو کہ انہیں ایک دوسرے کی زندگی کا ساتھی بنا دیا گیا ہے۔ پھر جونہی حالات درست ہوں گے میں چاہوں گا کہ ان دونوں کی شادی کا اہتمام کر دیا جائے۔

ہمیں دکن کے ان علاقوں میں میرے خیال میں کافی عرصہ رہنا پڑے گا۔ مرہٹوں، راجپوتوں اور بیجا پور والوں کو اپنے سامنے زیر کر کے یہاں امن و امان قائم کرنا وقت طلب کام ہے۔ اس بناء پر اگر حالات کچھ درست ہوئے اور شمال کی طرف سے کوئی لشکر ادھر آیا تو میں اپنی نانی اماں کو یہاں بلوا لوں گا۔ ہمارے پاس آگرہ میں چھوٹی سی ایک حویلی ہے جس کے اندر ہم تینوں رہتے ہیں۔ میرے پاس کچھ رقم

Marfat.com

ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ جہاں یہ دونوں میاں بیوی رہنا چاہیں وہاں ان کے لئے مکان خرید کر ان کی رہائش کا اہتمام کر دوں گا۔ وہیں میں نانی اماں کو بھی بلا لوں گا۔ اس کے بعد ان دونوں کی شادی کا اہتمام کر دیا جائے گا۔''

اوغر خاں جب خاموش ہوا تب اس بار زرنگار کی ماں سلطانہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''بیٹے! تم رن مست کی شادی کے لئے اس قدر اہتمام کر رہے ہو۔ اس قدر انتظامات کرنے کی خواہش کا اظہار کر رہے ہو لیکن تم نے اپنی شادی سے متعلق ذکر نہیں کیا بیٹے! اگر تمہاری بات ابھی تک کہیں طے نہیں ہوئی تو ہم تمہارے لئے بھی سورت شہر میں کوئی اچھا سا رشتہ تلاش کر سکتے ہیں۔''

اوغر خاں جواب میں کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ اس سے پہلے ہی رن مست خاں بول اٹھا۔

''ان کے لئے آپ کو رشتہ تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پونا شہر میں ایک ایسی لڑکی ہے جو اپنا سب کچھ ان پر نچھاور کر چکی ہے اور ان سے بے پناہ محبت کرتی ہے۔ یہ بھی اسے پسند کرتے ہیں۔''

رن مست خاں کے ان الفاظ پر سلطانہ اور زرنگار دونوں مسکرا رہی تھیں۔ اس موقع پر قنبر خاں بول اٹھا۔

''رن مست خاں! بیٹے ہم بھی تو جانیں وہ لڑکی کون ہے؟ اور کیسے اس کی ملاقات اوغر خاں سے ہوگئی؟''

جواب میں رن مست خاں مسکرایا، کہنے لگا۔

''وہ لڑکی پونا شہر کے حاکم راجہ جے سنگھ کی بیٹی شیتل ہے۔ جے سنگھ پہلے اپنی پتنی دُرگا وتی اور بیٹی شیتل کے ساتھ دہلی میں رہتا تھا۔ دہلی کے قیام کے دوران ہی شیتل بھائی کو پسند کرنے لگی تھی اور محبت میں پہل بھی اس نے کی۔ بھائی جی شمال مغرب کی مہم سے فارغ ہو کر ایک بار دہلی شہر میں داخل ہوئے تو اس نے نہ صرف بھائی کا بہترین سواگت کیا بلکہ اسی سواگت اور استقبال کے دوران اس نے بھائی سے اپنی محبت کا اظہار بھی کر دیا تھا۔ وہ ہماری نانی اماں سے بھی مل چکی ہے۔ وہ اور اس کی ماتا دُرگا وتی بھی چند دن ہماری نانی کے پاس قیام کر چکی ہیں۔''

رن مست خاں جب خاموش ہوا تب سلطانہ اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے

Marfat.com

کہنے لگی۔

''بیٹے! اب تم یہ کہو کہ تم شیتل سے کب تک شادی کرنا چاہتے ہو؟''

جواب میں اوغر خاں نے ایک گہری نگاہ اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے رن مست پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

''اماں! بات یہ ہے کہ پہلے شادی رن مست خاں کی ہو گی۔ یہ چھوٹا ہے۔ میرا بڑا خیال کرتا ہے۔ بڑے سمجھتے ہوئے باپ کی طرح میرا احترام کرتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کی شادی کا اہتمام مجھے پہلے کرنا ہے بعد میں، میں اپنی شادی سے متعلق سوچوں گا۔

اب میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ میں اور رن مست خاں دونوں لشکر میں جانا چاہتے ہیں۔ یہ انگوٹھیاں لیں اور میرے خیال میں اس رسم کی انجام دہی کریں۔''

سلطانہ چونکہ اس وقت زرنگار کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی لہٰذا وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور رن مست کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''بیٹے! تم یہاں زرنگار کے پاس آ کر بیٹھو۔''

اس موقع پر سوالیہ سے انداز میں رن مست خاں اوغر خاں کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ جواب میں اوغر خاں مسکرایا، کہنے لگا۔

''میری طرف کیا دیکھتے ہو؟ اماں جو کچھ کہہ رہی ہیں ٹھیک ہی ہے۔ وہاں جا کر بیٹھو۔ وہ لڑکی اب پرائی نہیں ہے، میری بہن اور تمہاری ہونے والی بیوی ہے۔ اب اس سے شرمانا کیسا؟''

اوغر خاں کے ان الفاظ پر زرنگار گردن جھکا کر مسکرا رہی تھی۔ رن مست خاں اپنی جگہ سے اٹھا اور زرنگار کے پاس جا بیٹھا تھا۔ اس موقع پر زرنگار بیچاری ہلکے ہلکے کپکپا رہی تھی۔ پھر دونوں انگوٹھیاں سلطانہ نے اوغر خاں سے لے لیں۔ زرنگار اور رن مست خاں دونوں کو ایک ایک انگوٹھی تھمائی اور وہ انگوٹھیاں ایک دوسرے کو پہنانے کے لئے کہا۔ رن مست خاں نے زرنگار کو، زرنگار نے رن مست خاں کو انگوٹھی پہنا دی تھی۔

اس موقع پر سب نے خوشی کا اظہار کیا پھر اوغر خاں سکندر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے محترم! جس کام کے لئے میں آیا تھا وہ انجام ہو چکا۔ اس رشتہ پر میں

Marfat.com

آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں جب رکا تب سلطانہ اپنے شوہر سکندر کے قریب بیٹھ گئی تھی پھر اوغر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''بیٹے! اب ہمارے اور تمہارے درمیان ایک رشتہ ہے۔ تھوڑی دیر پہلے اپنی گفتگو کے دوران تم کہہ رہے تھے کہ تم ان دونوں کی رہائش کے لئے کوئی مکان خرید لو گے۔ بیٹے! تمہیں ایسا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں یہ چاہوں گی کہ آپ کی نانی کو یہاں بلایا جائے اور وہ ہمارے ہاں قیام کریں تاکہ ہمیں بھی ان کی خدمت کا موقع ملے۔ بیٹے! تم نے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ جب تم گھر کے تین ہی افراد ہو تو پھر تمہاری نانی اماں کو کون سنبھالتا ہے؟''

اوغر خاں گلا صاف کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''دراصل ہمارے ہمسائے بہت اچھے ہیں۔ شروع سے ہی وہ میری نانی اماں کا خیال رکھتے ہیں۔ ہمارے ہمسایوں کی دو بیٹیاں ہیں جو شادی کے بعد بھی ہماری حویلی کے دائیں بائیں رہتی ہیں۔ وہی ہماری نانی اماں کو سنبھالتی ہیں اور انہوں نے کبھی ہم دونوں بھائیوں کو نانی اماں کی خدمت کا موقع ہی نہیں دیا۔ نانی اماں بھی ان پر پورا اعتماد اور بھروسہ کرتی ہیں۔ ہماری غیر موجودگی میں وہی ہماری نانی اماں کی دیکھ بھال کرتی ہیں۔''

اوغر خاں جب خاموش ہوا تب سلطانہ پھر بول اٹھی۔

''جب بھی تمہیں موقع ملے نانی اماں کو یہاں بلاؤ۔ وہ ہمارے پاس قیام کریں گی۔ میں اور زرنگار ان کی دیکھ بھال کریں گی۔''

سلطانہ جب خاموش ہوئی تب زرنگار پہلی بار اوغر خاں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''بھائی! اماں ٹھیک کہتی ہیں۔ آپ نانی اماں کو یہاں بلائیں، میں خود انہیں سنبھالوں گی، ان کی خدمت کروں گی، ان کی دیکھ بھال کروں گی۔''

زرنگار کے ان الفاظ پر اوغر خاں خوش ہو گیا تھا۔ پھر سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اب آپ ہم دونوں بھائیوں کو اجازت دیں۔ جس مقصد کے لئے ہم آئے تھے خدا کا شکر کہ بڑے احسن طریقے سے اسے انجام دے چکے ہیں۔ اب ہم دونوں

Marfat.com

بھائی لشکر میں جائیں گے۔ مغرب کے بعد میں پونا کا رخ کر جاؤں گا، رن مست بیجا پور کی طرف چلا جائے گا۔“

اوغر خاں کے ان الفاظ کے جواب میں سکندر خاں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ قنبر خاں پہلے ہی بول اٹھا۔

”اوغر خاں بیٹے! یہ کیسے ممکن ہے؟ ابھی ابھی منگنی کی رسم ادا کی گئی ہے اور ابھی تم دونوں بھائی اٹھ کر چلے جاؤ گے۔ بیٹے! ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ ابھی تھوڑی دیر تک کھانے کا اہتمام کریں گے اس منگنی کی خوشی میں سارے بیٹھ کر کھانا کھائیں گے اس کے بعد سوچیں گے کہ کیا کرنا ہے؟“

جواب میں اوغر خاں کہنے لگا۔

”قنبر خاں میرے محترم! آپ کا کہنا درست ہے لیکن مجھے وقت ضائع کئے بغیر پونا پہنچنا ہے۔ اس کے بعد مجھے مرہٹوں کے خلاف اپنا لائحہ عمل بھی تیار کرنا ہے کہ کس طرح ان سے نمٹنا ہے اس لئے کہ مرہٹوں نے اپنے لشکر کو کئی حصوں میں تقسیم کر لیا ہے۔ یہ طریقہ کار شیوا جی کے بیٹے شمبھو جی نے اپنایا ہے۔

دراصل شمبھو جی نے اپنے لشکر کا ایک حصہ تو اپنے ساتھ رکھا ہے۔ یہ حصہ کافی بڑا ہے، باقی لشکر کو اس نے اپنے دوسرے سالاروں کے تحت کر کے مختلف اطراف میں پھیلا دیا ہے جو لوٹ مار، ڈاکہ زنی اور شکست و ریخت کا کام انجام دیتے ہیں اور اپنے لئے ضروریات کا سامان حاصل کرتے ہیں۔

ایسا کرنے سے شمبھو جی یہ بھی ارادہ رکھتا ہے کہ اس طرح وہ ہمارے لئے ان علاقوں میں ان گنت محاذ کھولے گا، جگہ جگہ اس کے سالار مختلف علاقوں میں کارروائیوں میں مصروف رہیں گے اور ہمارے لئے ان گنت محاذ کھول کر پریشانی اور ناکامیوں کا باعث بنتے رہیں گے۔ لیکن میں انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ میں بہت جلد مرہٹوں کے علاوہ راجپوتوں کو بھی اپنے سامنے زیر کر کے میرِ محترم اورنگ زیب عالمگیر کی نگاہوں میں سرخرو ہونا چاہتا ہوں۔“

اوغر خاں جب خاموش ہوا تب سکندر بول اٹھا۔

”بیٹے! جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ بالکل درست ہے۔ ہم تمہاری بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ پر بیٹے! ہم تم دونوں بھائیوں کو زیادہ دیر نہیں روکیں گے۔ ابھی تھوڑی دیر تک کھانا تیار کرتے ہیں۔ ہمارے ساتھ کھانا کھا کر خوشی کا اظہار کر کے پھر تم

Marfat.com

دونوں بھائی رخصت ہونا چاہو گے تو ہم تمہاری راہ نہیں روکیں گے۔''

اس کے ساتھ ہی سکندر خاں کے کہنے پر سلطانہ، زرنگار اور عظیمہ خاتون کھانا تیار کرنے لگ گئی تھیں۔

سب کے ساتھ اوغر خاں اور رن مست خاں نے کھانا کھایا پھر وہ وہاں سے رخصت ہو گئے تھے۔ اسی روز مغرب کی نماز کے بعد رن مست خاں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بیجا پور کی طرف چلا گیا تھا جبکہ اوغر خاں اپنے لشکر کو لے کر پونا کا رُخ کر رہا تھا۔

❖

میواڑ کا راجہ مہارانا جے سنگھ اور دُرگا داس میواڑ کے ایک مستقر میں کچھ راجپوت سالاروں کے ساتھ ایک جگہ جمع ہوئے۔ جب بہت سے راجپوت سالار ان دونوں کے گرد جمع ہو گئے تب مہارانا جے سنگھ اپنے ان سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے عزیزو! اورنگ زیب عالمگیر کا سالار اوغر خاں میرے باپ کی موت کا سبب بنا تھا جبکہ مرہٹوں کے موجودہ پیشوا شمبھو جی کے باپ شیوا جی کی موت کا سبب اسی اوغر خاں کا بھائی رن مست خاں بنا تھا۔ اب ہمارے لئے بہترین موقع ہے کہ ہم اپنی شکست کا انتقام اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر سے لیں۔

اس سے قبل ہمارے علاقوں میں اوغر خاں، اورنگ زیب عالمگیر کا بیٹا اعظم دونوں اپنے اپنے لشکر کے ساتھ موجود تھے۔ لہٰذا ان کے مقابلے میں ہم حرکت میں آتے ہوئے پس و پیش کر رہے تھے لیکن اب حالات نے ایک دم ہمارے حق میں تبدیلی کر دی ہے۔

میرے ساتھیو! اوغر خاں جنوب کے ان علاقوں سے پہلے اجمیر کی طرف چلا گیا تھا اور اب سنا ہے وہ اپنے لشکر کے ساتھ سورت میں قیام کئے ہوئے ہے۔ اس موقع پر اس نے حماقت یہ بھی کی ہے کہ اپنے بھائی رن مست خاں کو بھی اس کے حصے کے لشکر کے ساتھ اس نے سورت میں بلا لیا ہے۔ اب اورنگ زیب عالمگیر کے دو بہترین سالار اوغر خاں اور رن مست خاں سورت شہر میں پڑاؤ کئے ہوئے ہیں۔ ہمارے مقابلے میں اس وقت اورنگ زیب عالمگیر کا بیٹا اعظم اکیلا ہے جبکہ بیجا پور والوں کے مقابلے میں دلیر خاں اکیلا ہے۔

Marfat.com

تم سب کو یہاں جمع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ میں اور دُرگا داس دونوں اورنگ زیب عالمگیر کے لشکریوں کے خلاف حرکت میں آنا چاہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آج تم سب سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد کچھ تیز رفتار قاصد بیجا پور کی طرف روانہ کریں اور انہیں اطلاع دیں کہ ان کے مقابلے میں اس وقت دلیر خاں اکیلا ہے اور رن مست خاں سورت جا چکا ہے۔ لہٰذا وہ اپنی پوری عسکری قوت کو حرکت میں لاتے ہوئے دلیر خاں پر حملہ آور ہوں اور اسے تباہ و برباد کر کے رکھ دیں۔

جبکہ میں اور دُرگا داس بھی اپنے لشکر کے ساتھ نکل کر اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اعظم پر ضرب لگانا چاہتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ اعظم کو بدترین شکست دے کر ان علاقوں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے۔

اس کے علاوہ تیز رفتار قاصد میں نے مرہٹوں کے پیشوا شمبھو جی کی طرف رتنا گری بھجوائے ہیں اور اس سے میں نے یہ التماس کی ہے کہ ہم چونکہ اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اعظم کے خلاف بیجا پور والے دلیر خاں کے خلاف حرکت میں آنے لگے ہیں لہٰذا وہ بھی اپنے سارے لشکریوں کو حرکت میں لائے اور اورنگ زیب عالمگیر کے علاقوں پر حملہ آور ہو جائے۔ اس طرح اوغر خاں اور رن مست خاں سورت شہر سے ہماری طرف آنے کی بجائے مرہٹوں کی راہ روکنے کے لئے اعتقاد خاں اور اس کے لشکریوں کی مدد سے مرہٹوں کی راہ روکیں گے جبکہ اس دوران ہم اعظم خاں اور بیجا پور والے دلیر خاں پر حملہ آور ہو کر اپنی اپنی فتح کو یقینی بنا لیں گے اور ان علاقوں سے مغلوں کے لشکریوں کو بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے۔"

مہارانا جے سنگھ کی اس تجویز سے اس کے سارے راجپوت سالاروں نے اتفاق کیا تھا لہٰذا تیز رفتار قاصد بیجا پور اور رتنا گری کی طرف روانہ کئے گئے۔ بیجا پور کے حکمرانوں کے علاوہ مرہٹوں کے پیشوا شمبھو جی سے کہا گیا کہ وہ اپنی پوری طاقت اور قوت سے مغل سلطنت پر حملہ آور ہو جائیں۔ دوسری طرف خود جے سنگھ اور دُرگا داس اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اعظم خاں پر ضرب لگانے کے لئے اپنی تیاریوں کو آخری شکل دینے لگے تھے۔

لیکن مہاراجہ جے سنگھ اور دُرگا داس دونوں کی بدقسمتی کہ ان علاقوں میں اورنگ زیب عالمگیر کے مخبر بھی بڑی تیزی سے کام کر رہے تھے۔

مہارانا جے سنگھ نے جو قاصد رتنا گری شمبھو جی کی طرف بھجوائے تھے انہیں

Marfat.com

راستے ہی میں اورنگ زیب عالمگیر کے مخبروں نے پکڑ لیا اور ان کا کام تمام کر دیا۔ تاہم جو قاصد بیجا پور کی طرف بھجوائے گئے تھے وہ وہاں پہنچ گئے اور جے سنگھ کا پیغام انہیں پہنچا دیا گیا۔ لیکن یہاں بھی اورنگ زیب عالمگیر کے مخبروں نے بہترین کارگزاری کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے نئی صورتِ حال سے ایک طرف دلیر خاں دوسری طرف اعظم خاں کو مطلع کر دیا۔ للہذا فوراً جوابی کارروائی کرتے ہوئے دلیر خاں اور اعظم خاں دونوں اپنے اپنے لشکریوں کو لے کر پیچھے ہٹ گئے تھے۔ وہ ایسی محفوظ جگہ چلے گئے تھے جہاں پشت کی طرف سے ان پر حملہ آور نہیں ہوا جا سکتا تھا اور سامنے کی طرف سے وہ دشمن سے نمٹنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ اس طرح ان دونوں کے پیچھے ہٹنے کی وجہ سے جہاں مہارانا جے سنگھ اور دُرگا داس اعظم پر حملہ آور نہ ہو سکے دوسری طرف بیجا پور کا لشکر دلیر خاں پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہ کر سکا۔

❖

راجہ جے سنگھ ایک روز پونا شہر میں اپنی بیوی دُرگا وتی اور بیٹی شیتل کے علاوہ رادھیکا بائی کے ساتھ اپنے دیوان خانے میں بیٹھا کسی موضوع پر گفتگو کر رہا تھا کہ جے سنگھ کے محافظ دستوں کا سالار دیوان خانے کے دروازے پر نمودار ہوا اور جے سنگھ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''رانا! دو قاصد آپ سے ملاقات کرنے کے لئے حویلی سے باہر کھڑے ہیں اور وہ......''

جے سنگھ کے ان مسلح دستوں کے سالار کو رک جانا پڑا اس لئے کہ جے سنگھ بول اٹھا۔

''پہلے یہ بتاؤ جو قاصد مجھ سے ملنا چاہتے ہیں وہ کہاں کہاں سے آئے ہیں؟''

اس پر مسلح دستوں کا وہ سالار پھر بول اٹھا۔

''ایک قاصد تو شیوا جی کے سالار سنت کی طرف سے آیا ہے۔ میں نے اسے بہت کریدنے کی کوشش کی لیکن وہ کچھ بتاتا نہیں۔ اسکا کہنا ہے کہ جو کچھ وہ کہنا چاہتا ہے آپ سے ہی کہے گا للہذا میں نے مزید اسے نہیں کریدا۔

دوسرا قاصد محترم اوغر خاں کی طرف سے آیا ہے۔ اس سے میں نے کچھ نہیں پوچھا۔ میں نے دونوں کو مہمان خانے میں بیٹھنے کی دعوت دی۔ اوغر خاں کا قاصد تو ایسا کرنے پر تیار ہو جاتا لیکن جو قاصد سنت کی طرف سے آیا تھا اس کا کہنا تھا کہ

Marfat.com

میں فی الفور واپس جانا چاہتا ہوں لہٰذا میری ملاقات فوراً رانا سے کرا دو۔ جب وہ مہمان خانے کی طرف نہیں گیا تو اوغر خاں کا قاصد بھی کہہ رہا ہے کہ جو پیغام وہ رانا کو پہنچانا چاہتا ہے وہ فوراً پہنچا کر اوغر خاں کے پاس چلا جائے گا۔ مہمان خانے میں قیام نہیں کرے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد جب وہ خاموش ہوا تب بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے جے سنگھ کہنے لگا۔

''پہلے اوغر خاں کے قاصد کو میرے پاس لے کر آؤ تاکہ کم از کم میں یہ تو جان سکوں اوغر خاں کا کیا پیغام آیا ہے۔ اوغر خاں اس وقت ہے کہاں؟ جہاں تک سنت کے قاصد کا تعلق ہے میرا دل کہتا ہے سنت کا قاصد یقیناً رادھیکا کا مطالبہ کرنے آیا ہے۔ وہ یہی کہے گا کہ ہم رادھیکا کو واپس کر دیں۔ رادھیکا اور اس کے بھائی کو چونکہ ہم نے اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے لہٰذا ہم کیسے انہیں سنت کے حوالے کر دیں۔ ان حالات میں اگر سنت نے رادھیکا کو حاصل کرنے کے لئے پونا کا رخ کر کے کوئی ناکام کوشش کرنا چاہی تو وہ ایسا بھی نہیں کرے گا اس لئے کہ جب اسے خبر ہو گی کہ اوغر خاں بھی پونا کے نواح میں ہے تب وہ پونا کی طرف دیکھنے کی جرأت اور جسارت بھی نہیں کرے گا۔ بہرحال تم پہلے اوغر خاں کے قاصد کو لاؤ تاکہ میں جانوں وہ کیا پیغام لے کر آیا ہے۔''

محافظ دستوں کا سالار وہاں سے ہٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک مسلح جوان کو اپنے ساتھ لایا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر رانا جے سنگھ نے اس سے مصافحہ کیا، اپنے قریب بٹھایا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز! بتا اوغر خاں نے تمہیں کیا پیغام دے کر میری طرف روانہ کیا ہے؟''

جواب میں وہ قاصد بول اٹھا۔

''میرے پاس آپ کے لئے کوئی لمبا چوڑا پیغام نہیں ہے۔ میں تو صرف آپ سے یہی کہنا چاہتا ہوں کہ اوغر خاں اپنے لشکر کے ساتھ برق رفتاری سے پونا کا رخ کئے ہوئے ہے۔ میں اور میرے چند ساتھی لشکر کے آگے آگے پونا شہر میں داخل ہوئے ہیں تاکہ اوغر خاں کی آمد سے آپ کو اطلاع کریں۔ اوغر خاں نے ہم سے یہ بھی کہا ہے کہ آپ کو یہ بھی بتا دیا جائے کہ رسد اور ضرورت کا جو سامان آپ نے

Marfat.com

امیرِ محترم سے مانگا تھا وہ بھی آپ کے لئے اوغر خاں لے کر آ رہا ہے۔ اوغر خاں جس رفتار سے سورت سے پونا کی طرف آنے والی شاہراہ پر سفر کر رہا ہے اگر اسی رفتار سے وہ پونا کی طرف آتا رہا تو آج شام سے پہلے پہلے وہ اپنے لشکر کے ساتھ پونا پہنچ کر شہر کے نواح میں پڑاؤ کر لے گا۔ بس میں یہی اطلاع آپ کو کرنا چاہتا تھا۔ اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔''

مخبر جب خاموش ہوا تو اس کی اس اطلاع پر جہاں شیتل بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی تھی وہاں رادھیکا بھی مطمئن تھی۔ دُرگا وتی اور خود راجہ جے سنگھ بھی بے پناہ طمانیت کا اظہار کر رہے تھے۔ اس مخبر کے خاموش ہونے پر جے سنگھ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تمہارے ساتھی اس وقت کہاں ہیں؟ تم انہیں اپنے ساتھ کیوں نہیں لے کر آئے؟ میں تم سب کے قیام کا اہتمام مہمان خانے میں کرتا ہوں۔''

اس پر مخبر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا، کہنے لگا۔

''نہیں...... میرے ساتھی شہر سے باہر ہی ہیں۔ میں واپس جاؤں گا۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ لوٹوں گا۔ شہر سے باہر نکل کر ہم انتظار کریں گے اور جب اوغر خاں اپنے لشکر کے ساتھ یہاں پہنچے گا تو ہم بھی لشکر میں شامل ہو جائیں گے۔''

اس کے ساتھ ہی مخبر نے راجہ جے سنگھ سے اجازت لی۔ اس کے بعد وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔

جے سنگھ نے اب اپنے اس سالار کو سنت کے قاصد کو لانے کے لئے کہا۔ اس پر وہ سالار باہر نکل گیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد اپنی بیوی دُرگا وتی، بیٹی شیتل اور رادھیکا کی طرف دیکھتے ہوئے جے سنگھ کہنے لگا۔

''اوغر خاں کی آمد کی اس اطلاع نے مجھے ایک تقویت اور قوت پہنچائی ہے۔''

پھر وہ رادھیکا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''بیٹی! یہ جو سنت کا قاصد آیا ہے یقیناً وہ تمہاری واپسی کا مطالبہ کرے گا لیکن اب ان مرہٹوں کی ایسی تیسی۔ بیٹی! تمہاری خوش قسمتی ہے۔ شام تک اوغر خاں یہاں ہو گا۔ اب شام میں دیر ہی کتنی ہے؟ عصر ہو چکی ہے، سورج ڈھلنا شروع ہو چکا ہے۔ بہت جلد اوغر خاں اپنے لشکر کے ساتھ یہاں ہو گا۔ اس کے بعد تم دونوں بہن بھائی سے متعلق اوغر خاں سے بات چیت کریں گے۔ تمہیں اس کے لشکر میں منتقل کر دیں

Marfat.com

گے۔ پھر دیکھیں گے سنت تم دونوں بہن بھائی کو حاصل کرنے کے لئے کیا کوشش کرتا ہے؟''

یہاں تک کہتے کہتے جے سنگھ کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ وہ سالار سنت کے قاصد کو لے کر آیا تھا۔ جے سنگھ نے اسے بیٹھنے کے لئے نہیں کہا۔ وہ کھڑا ہی رہا اور کھڑے ہی کھڑے جے سنگھ کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ جے سنگھ نے اسے مخاطب کرنے میں پہل کر دی۔

''مجھے بتایا گیا ہے کہ تم مرہٹوں کے سالار سنت کی طرف سے آئے ہو۔ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو؟''

اس پر آنے والا وہ مرہٹہ جے سنگھ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے پاس آپ کے نام سنت کا یہ پیغام ہے کہ آپ رادھیکا اور اس کے بھائی کشن سنگھ دونوں کو سنت کے حوالے کر دیں۔ اس طرح آپ اور مرہٹوں کے درمیان ٹکراؤ نہیں ہو گا۔ سنت نے آپ کے نام مجھے یہ بھی پیغام دے کر بھیجا ہے کہ آپ نے رادھیکا اور کشن سنگھ کو اپنے ہاں پناہ دے کر غلطی کی ہے۔ یہ دونوں بہن بھائی آپ کے لئے سود مند نہیں لیکن ہمارے مجرم ہیں اور آپ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ مرہٹوں کے مجرموں کو اپنے ہاں پناہ دیں۔ اس بناء پر سنت کا مطالبہ ہے کہ رادھیکا اور کشن سنگھ دونوں بہن بھائیوں کو آپ سنت کی طرف روانہ کر دیں۔''

آنے والا مرہٹہ جب خاموش ہوا تب اسے مخاطب کر کے جے سنگھ کہنے لگا۔

''کیا تم رادھیکا کو اس کی شکل سے پہچانتے ہو؟''

مرہٹے نے پہلے نفی میں سر ہلایا پھر کہنے لگا۔

''میں نے آج تک رادھیکا کو دیکھا ہی نہیں ہے لیکن اس کی خوبصورتی، اس کے حُسن، اس کے جمال کے چرچے ان سارے علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر میرا اندازہ درست ہے اور میں غلطی پر نہیں تو میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ جو آپ کے ساتھ دو لڑکیاں بیٹھی ہوئی ہیں ان دونوں میں سے ایک ضرور رادھیکا اور دوسری آپ کی بیٹی شیتل ہو سکتی ہے اس لئے کہ رادھیکا اور شیتل ان علاقوں میں انتہا درجہ کی خوبصورت لڑکیاں خیال کی جاتی ہیں۔ لہٰذا ان دو لڑکیوں میں سے ایک ضرور رادھیکا ہے۔''

جواب میں جے سنگھ مسکرایا پھر رادھیکا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

Marfat.com

''یہ سامنے رادھیکا بیٹھی ہوئی ہے، اس سے پوچھو کیا یہ تمہارے ساتھ سنت کے پاس جانے کے لئے تیار ہے؟''

جواب میں وہ مرہٹہ سوالیہ سے انداز میں رادھیکا کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ منہ سے کچھ نہ بولا تھا۔ اس پر جے سنگھ نے رادھیکا کو مخاطب کیا۔

''بیٹی! سنت کا یہ قاصد تمہاری طرف سوالیہ انداز میں دیکھ رہا ہے۔ تم خود ہی اسے جواب دے دو۔''

اس پر رادھیکا چند لمحوں تک کھا جانے والے انداز اس مرہٹے کی طرف دیکھتی رہی پھر بے پناہ غصے اور غضب کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''مرہٹوں کی طرف جانا تو بہت دور کی بات میں سنت اور اس کے مرہٹے ساتھیوں پر لعنت بھی نہیں بھیجتی۔''

رادھیکا کے خاموش ہونے پر جے سنگھ نے چند لمحوں تک بڑے غور سے سنت کے قاصد کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''تم نے اپنے کانوں سے رادھیکا کا جواب سن لیا ہے۔ جب رادھیکا سنت کی طرف جانا ہی نہیں چاہتی تو تم کیوں دونوں بہن بھائی کو زبردستی سنت کے پاس لے جانا چاہتے ہو؟''

جے سنگھ جب خاموش ہوا تب سنت کا وہ قاصد کچھ دیر خاموش رہا، سرسری سی ایک نگاہ اس نے رادھیکا پر ڈالی اس کے بعد جے سنگھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''جہاں تک مجھے بتایا گیا ہے دونوں بہن بھائی معصوم نہیں ہیں، مجرم ہیں۔ سنت کے ہاں سے بھاگ کر اس طرف آئے ہیں۔ دونوں سنت کے قیدی تھے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ایک قیدی بھاگ جائے تو معصوم کہلاتا ہے؟ اس موقع پر میں آپ سے یہ بھی کہوں گا کہ اگر آپ نے رادھیکا اور اس کے بھائی کشن سنگھ دونوں کو سنت کے حوالے نہ کیا تو سنت آپ کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی بھی کر سکتا ہے۔''

اس مرہٹے کے ان الفاظ پر جے سنگھ کسی قدر تاؤ کھا گیا تھا، برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''تم مرہٹے ہو مرہٹوں کو ہم اچھوت خیال کرتے ہیں لہٰذا ایک اچھوت کی حیثیت سے اپنی حدود کے اندر رہ کر مجھ سے گفتگو کرو۔ واپس جا کر میری طرف سے

Marfat.com

سنت کو یہ پیغام دینا کہ وہ جب اور جس وقت چاہے انتقامی کارروائی کر لے لیکن رادھیکا اور اس کے بھائی کشن سنگھ کو کسی بھی صورت اس کے حوالے نہیں کیا جا سکتا۔''

جے سنگھ رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''سنت کے قاصد! میری دو باتیں جا کر سنت سے کہنا۔ پہلی یہ کہ اس کے کان میں جا کر یہ کہنا کہ رادھیکا اور کشن کا خیال چھوڑ دے۔ ان دونوں کو کسی بھی صورت اس کے حوالے نہیں کیا جا سکتا اور اگر وہ ان دونوں کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی کرے گا تو نقصان اٹھائے گا۔

دوسری بات میری طرف سے سنت کو یہ بھی جا کر بتا دینا کہ آج شام تک رادھیکا اور کشن دونوں بہن بھائی اورنگ زیب عالمگیر کے نامور سالار اوغر خاں کے لشکر میں منتقل ہو جائیں گے۔ اوغر خاں آج شام تک پونا پہنچ رہا ہے اور اس کے یہاں پہنچتے ہی رادھیکا اور کشن دونوں ہی اس کے لشکر میں چلے جائیں گے۔ سنت سے جا کر کہنا اگر اس میں ہمت و جرأت اور طاقت ہے تو ان دونوں بہن بھائی کو اوغر خاں سے جا کر لے لے۔''

جے سنگھ جب خاموش ہوا تب سنت کا قاصد بول اٹھا۔

''یہ اوغر خاں کون ہے؟ اور آپ رادھیکا اور کشن دونوں بہن بھائی کو اس کے حوالے کیوں کر رہے ہیں؟''

جواب میں جے سنگھ مسکرایا، کہنے لگا۔

''دیکھ مرے بیٹا! تو نے بہ یک وقت دو سوال کر دیئے ہیں۔ پہلا سوال تم نے یہ کیا ہے کہ اوغر خاں کون ہے؟ اور دوسرا سوال یہ داغ دیا ہے کہ میں رادھیکا بائی اور کشن سنگھ دونوں کو اوغر خاں کے حوالے کیوں کر رہا ہوں؟

تمہارے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ اوغر خاں اورنگ زیب عالمگیر کے بہترین سالاروں میں سے ایک ہے۔ یوں جانو وہ اپنے دشمنوں کے لئے چلتی پھرتی موت اور زہر سے بھرا ہوا ایک جام ہے۔ جو اسے ہاتھ لگائے گا ہلاکت اور مرگ کے غاروں میں گر جائے گا۔

سنت سے جا کر کہنا کہ اوغر خاں سے بچ کر رہے۔ اگر اوغر خاں اس کے خلاف حرکت میں آ گیا تو اس کے جسم کی چمڑی الٹا لٹکا کر اتار کر رکھ دے گا۔

تمہارے دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ جس وقت رادھیکا اور کشن سنگھ دونوں

Marfat.com

بہن بھائی سنت کے پڑاؤ سے بھاگے تھے تو وہاں سے بھاگنے کے بعد ان کی منزل پونا شہر نہیں تھا نہ ہی یہ میرے ہاں پناہ لینا چاہتے تھے۔ ان کی منزل پہلے ہی اوغر خاں تھا اس لئے کہ ان دونوں بہن بھائی کے ذہن میں کسی نے یہ بات ڈال دی تھی کہ مرہٹوں سے انہیں کہیں پناہ اور تحفظ مل سکتا ہے تو وہ اوغر خاں کے پاس ہی مل سکتا ہے۔ میرے پاس تو یہ صرف مہمان کی حیثیت سے چند دن کے لئے ٹھہرے ہوئے ہیں تاکہ جب اوغر خاں ان سرزمینوں کی طرف آئے تو یہ اس کی حفاظت میں چلے جائیں۔ اس لئے کہ اوغر خاں ان دنوں دکن سے نکل کر اجمیر کی طرف گیا ہوا تھا اور آج شام تک یہاں پہنچ رہا ہے۔ اس بناء پر میرے یہ دونوں معزز مہمان میرے ہاں سے نکل کر اوغر خاں کے پاس چلے جائیں گے۔''

جے سنگھ کے ان الفاظ کے جواب میں سنت کا وہ قاصد کچھ نہ کہہ پایا تھا۔ شرمسار سا ہو گیا تھا۔ جے سنگھ نے پھر اسے مخاطب کیا۔

''اب تم جا سکتے ہو۔ میں مزید تمہارے ساتھ کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔ جو کچھ میں نے کہا ہے یہی جا کر سنت سے کہہ دینا۔ اوغر خاں میں ہمت ہوئی تو اس سے نمٹ لے گا۔''

اس کے ساتھ ہی سنت کا وہ قاصد وہاں سے چلا گیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد جے سنگھ کی پتنی دُرگا وتی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور بے پناہ خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''میرے خیال میں ہمیں اٹھ کر اوغر خاں کے سواگت اور استقبال کی تیاریاں کرنی چاہئیں۔ وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔ اس کے قاصد نے کہا تھا کہ وہ مغرب تک یہاں پہنچ جائے گا اور مغرب ہونے میں اب کوئی زیادہ دیر تو نہیں ہے۔''

جے سنگھ کے علاوہ شینل اور رادھیکا تینوں نے دُرگا وتی کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ پھر وہ اوغر خاں کا استقبال کرنے کے لئے اپنی تیاریوں کو آخری شکل دینے کی خاطر دیوان خانے سے نکل کر اپنے اپنے کمروں کی طرف ہو لئے تھے۔

○❖○

Marfat.com

اوغر خاں اپنے لشکر کے ساتھ منزل پہ منزل مارتا ہوا مغرب کے قریب پونا شہر کے نواح میں نمودار ہوا تھا۔ پونا شہر کے شمال میں جو کھلے اور وسیع میدان تھے وہاں اس نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ یہ حکم ملتے ہی پونا شہر کے شمال میں جو کھلا میدان تھا وہاں خیموں کا ایک شہر آباد ہونا شروع ہو گیا تھا۔

جب خیمہ گاہ قائم کر دی گئی تب اوغر خاں اپنے چند چھوٹے سالاروں کے ساتھ اپنے پڑاؤ کا جائزہ لے رہا تھا کہ پونا شہر کی طرف سے پانچ گھڑ سوار آتے دکھائی دیئے۔ ان میں سے ایک گھوڑے پر جے سنگھ، دوسرے پر اس کی پتنی دُرگا وتی، تیسرے گھوڑے پر شیتل، چوتھے پر رادھیکا بائی اور پانچویں گھوڑے پر کشن سنگھ سوار تھا۔ پانچوں اپنے گھوڑوں کو درمیانہ روی سے ہانکتے ہوئے جب اوغر خاں کے لشکر کے قریب گئے تب اوغر خاں نے انہیں دیکھا۔ پڑاؤ کا جائزہ اس نے ترک کر دیا اور ان کی طرف بڑھا۔

اوغر خاں کے قریب آ کر پانچوں اپنے گھوڑوں پر سے اتر گئے۔ رادھیکا نے شیتل کو کہنی مار کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''یہ جو سامنے دراز قد اور شہہ زور قسم کا جوان کھڑا ہے کیا یہی اوغر خاں ہے جو تمہاری منزل اور تمہاری محبت کا اِرتکاز اور تمہاری چاہت کا آدرش ہے؟''

جواب میں شیتل مسکرائی، کہنے لگی۔

''تمہارا اندازہ درست ہے۔ یہی اوغر خاں ہے۔''

اس موقع پر بڑی رازداری سے رادھیکا پھر شیتل کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''دیکھو اس سے میری سفارش ضرور کرنا کہ یہ ہمیں اپنے ہاں پناہ دینے پر رضامند ہو جائے۔''

شیتل منہ سے کچھ نہ بولی۔ اتنی دیر تک چونکہ اوغر خاں قریب آ گیا تھا لہٰذا وہ مسکراتے ہوئے صرف اثبات میں گردن ہلا سکی تھی۔ اتنی دیر تک جے سنگھ آگے بڑھ

Marfat.com

کر اوغر خاں سے بغل گیر ہو چکا تھا۔ جے سنگھ نے ناموں کی حد تک رادھیکا اور کشن سنگھ کا تعارف کرایا جس پر اوغر خاں آگے بڑھ کر کشن سنگھ سے بھی گلے ملا تھا۔ پھر اوغر خاں ان سب کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس موقع پر شیتل نے اسے مخاطب کیا۔

''آپ کیسے ہیں؟''

اس موقع پر مسکراتے ہوئے اوغر خاں نے سر سے پاؤں تک اپنا جائزہ لیا پھر کہنے لگا۔

''میرے خیال میں تو ٹھیک ہی ہوں۔''

اس کے اس جواب پر شیتل ہنس دی تھی۔ پھر اوغر خاں ان سب کو لے کر اپنے خیمے کی طرف بڑھا تھا۔ خیمے کی طرف جاتے ہوئے شیتل اوغر خاں کے قریب ہوئی پھر بڑی رازداری سے اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''آپ میرا ایک کام کریں گے؟ اگر آپ نے کرنا ہے تو پھر کہوں ورنہ چپ رہوں۔''

رادھیکا بھی چونکہ شیتل کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی لہٰذا شیتل کے وہ الفاظ اس نے بھی سن لئے تھے۔ اس بناء پر وہ بڑی بے چینی سے اوغر خاں کے جواب کا انتظار کرنے لگی تھی۔

شیتل کے ان الفاظ کے جواب میں اوغر خاں بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''شیتل! یہ تم کس قسم کی گفتگو کر رہی ہو؟ اوغر خاں کو کوئی کام کرنے کے لئے شیتل کہے اور اوغر خاں نہ کرے تو میرے خیال میں یہ معاملہ کچھ ناممکن سا ہے۔ کھل کر کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو؟''

اوغر خاں کے ان الفاظ پر شیتل خوش ہو گئی تھی۔ پھر مسکرا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''اگر آپ میرا کام کرنے کی حامی بھرتے ہیں تو اس کام کی تفصیل تو بابا آپ کو آپ کے خیمے میں جا کر بتائیں گے۔''

اوغر خاں ایک بار پھر شیتل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''شیتل! اب تم میری ذات کا ایک حصہ ہو۔ حالات اور وقت ہی نہیں تمہارے

Marfat.com

ماں باپ بھی ہمارے درمیان ایک رشتہ قائم کر چکے ہیں لہٰذا اس رشتے، اس تعلق اور اس محبت اور چاہت کو جو میرے اور تمہارے درمیان ہے سامنے رکھتے ہوئے میں تمہارے لئے کٹھن سے کٹھن ناممکن سے ناممکن اور مشکل سے مشکل کام کرنے کے لئے بھی تیار ہوں۔"

اوغر خاں کے ان الفاظ پر شیتل خوش ہوگئی تھی۔ دوسری طرف رادھیکا بھی مسکرا رہی تھی۔ پھر ان سب کو لے کر اوغر خاں اپنے خیمے میں داخل ہوا۔ جب سب وہاں بیٹھ گئے تب جے سنگھ کی طرف دیکھتے ہوئے اوغر خاں کہنے لگا۔

"راستے میں شیتل نے مجھ سے کہا ہے کہ یہ مجھ سے کوئی کام لینا چاہتی ہے اور اس کام کی تفصیل آپ بتائیں گے۔ اس لئے......"

اوغر خاں کو رک جانا پڑا کیونکہ جے سنگھ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"بیٹے! شیتل ٹھیک ہی کہتی ہے۔"

اس کے بعد جے سنگھ نے رادھیکا اور کشن کا معاملہ تفصیل کے ساتھ اوغر خاں کے سامنے پیش کر دیا تھا۔

یہ سب کچھ سننے کے بعد باری باری ایک گہری نگاہ اوغر خاں نے رادھیکا اور کشن سنگھ پر ڈالی پھر ایک عزم اور انتہائی جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"اگر یہ معاملہ ہے تو پھر ان دونوں بہن بھائی کو سنت کی طرف سے بالکل بے فکر ہو جانا چاہئے۔ مرہٹوں کے سالار سنت کی ایسی تیسی جو ان دونوں کی طرف ٹیڑھی نگاہ سے دیکھ بھی لے۔ آپ سب کے سامنے میں ان دونوں بہن بھائی سے وعدہ کرتا ہوں کہ ان دونوں کو نہ صرف اپنے لشکر میں تحفظ فراہم کروں گا بلکہ جونہی مجھے موقع ملا میں مرہٹوں کے سردار سنت سے ان کا انتقام بھی لوں گا۔ خوبصورت ہونا کوئی جرم نہیں ہے۔ اگر رادھیکا خوبصورت ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی زبردستی اس پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے نہ ہی یہ کس کی املاک ہے نہ ہی کسی کی دبیل۔ اس بناء پر اسے ہر کام اپنی مرضی، اپنی منشاء کے مطابق کرنے کا حق حاصل ہے اور اسے کوئی اس حق سے محروم نہیں کر سکتا۔"

اس موقع پر چند لمحوں کے لئے اوغر نے مسکرا کر اپنے قریب بیٹھے کشن سنگھ کی طرف دیکھا پھر اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا۔

Marfat.com

''ایسے حالات کے سامنے ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔ میں جانتا ہوں تم دونوں بہن بھائی پر بہت افتاد گزری ہے۔ سنت کے ہاتھوں تمہارے ماں باپ کا مارا جانا ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ لیکن تمہارے اس المیے کا انتقام سنت سے ضرور لیا جائے گا۔ تم دونوں بہن بھائی کا قیام اب میرے لشکر میں ہو گا۔ میں دیکھتا ہوں سنت تمہیں کیسے حاصل کرتا ہے اور پھر میں یہ بھی دیکھوں گا کہ وہ ہمارے انتقام سے بچتا کیسے ہے؟''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر جے سنگھ اور دُرگا وتی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں آپ سے ایک اچھی بات کہنا بھول گیا تھا۔ اجمیر کی طرف آتے ہوئے میں راستے میں سورت شہر کے نواح میں رکا تھا۔ اجمیر سے روانگی کے وقت ایک قاصد کے ذریعہ میں نے اپنے بھائی رن مست خاں سے کہا تھا کہ وہ مجھے سورت میں آکر ملے۔ لہٰذا ہم دونوں بھائی سورت میں اکٹھے ہوئے اور وہاں میں نے سورت شہر میں رن مست خاں کی منگنی طے کر دی ہے۔''

اوغر خاں کے ان الفاظ کے جواب میں جے سنگھ اور دُرگا وتی میں سے کوئی کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ چونکنے کے انداز میں شیتل بول پڑی۔

''کیا کہا آپ نے...... رن مست کی منگنی کی رسم ادا کر دی گئی اور ہمیں خبر تک نہ ہوئی؟''

جواب میں مسکراتے ہوئے اوغر خاں کہنے لگا۔

''میرے خیال میں آپ تک یہ بات تو پہنچی ہو گی کہ سورت شہر کی ایک لڑکی جس کا نام زرنگار تھا، نے اعلان کیا تھا کہ جو بھی کوئی شیوا جی کو قتل کرے گا یا اس کی موت کا باعث بنے گا وہ اس سے شادی کر لے گی۔ اب رن مست خاں کے ہاتھوں شیوا جی اس وقت مارا گیا جب شیوا جی، رن مست خاں اور ہمارے ایک ساتھی دلیر خاں پر حملہ آور ہونے کے لئے گیا۔ ایسا اس نے بیجا پور والوں کی مدد کے لئے کیا تھا۔ اس لئے کہ رن مست خاں اور دلیر خاں ان دنوں بیجا پور کے خلاف برسرِ پیکار تھے۔ رن مست کے ہاتھوں شیوا جی کے مرنے کے بعد اب زرنگار نام کی اس لڑکی کو حاصل کرنے کا رن مست حق دار تھا۔ لہٰذا میں اور رن مست خاں نے اس لڑکی کے ماں باپ سے رابطہ قائم کیا۔ وہ ہم دونوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ ہماری بڑی آؤ

Marfat.com

بھگت کی اور اسی دوران انگوٹھیوں کا تبادلہ کرتے ہوئے رن مست خاں اور زرنگار کی منگنی کی رسم بڑی سادگی سے ادا کر دی گئی۔ اس رسم کے بعد رن مست خاں بیجا پور کی طرف چلا آیا اور میں سورت سے کوچ کرنے کے بعد پونا کی طرف چلا آیا ہوں۔''

اس کے بعد اوغر خاں نے زرنگار کے ماں باپ کے علاوہ ہمسائے قنبر اور اس کے اہلِ خانہ سے متعلق بھی تفصیل کہہ دی تھی۔

اوغر خاں جب خاموش ہوا تب بڑی اپنائیت میں اسے مخاطب کرتے ہوئے درگا وتی کہنے لگی۔

''بیٹے! کیا تم ہمیں لے کر اسی خیمے میں بیٹھے رہو گے یا ہمارے ساتھ شہر بھی چلو گے؟''

جواب میں اوغر مسکرایا اور کہنے لگا۔

''آپ برا نہ مانئے گا، میں شہر نہیں جا سکتا۔ آپ لوگوں سے ملنا تھا سو اب سب سے ملاقات ہو چکی ہے۔ میں کچھ سامان لایا ہوں وہ میرے کچھ لشکری باربرداری کے جانوروں سمیت شہر میں منتقل کر دیتے ہیں۔ میں صرف آج رات کے لئے اپنے لشکریوں کو ستانے کا موقع فراہم کروں گا اور صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد میں یہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔

لشکر نے ابھی ابھی پڑاؤ کیا ہے لہٰذا اس کے سارے انتظامات میں نے دیکھنے ہیں۔ اس بناء پر میرا لشکر میں رہنا ہی انتہائی ضروری ہے۔ آپ برا نہ مانئے گا۔ میں تو چاہتا ہوں ابھی آپ آئے ہوئے ہیں تو آج کھانا اس خیمہ گاہ میں بھی کھا کر دیکھیں۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ آج رات بھی یہیں بسر کریں۔ جہاں تک محترم جے سنگھ کا تعلق ہے تو یہ تو خیمہ گاہ کی زندگی کے عادی ہیں۔ آپ اور شیتل کا مجھے پتہ نہیں کہ......''

اوغر خاں اپنی بات مکمل نہ کر سکا اس لئے کہ اس سے پہلے ہی شیتل بول اٹھی۔

''آپ بے فکر رہیں۔ میں اور ماتا بھی خیمہ گاہ کی زندگی کی اچھی طرح عادی ہیں۔ اگر آپ آج ہمارے ساتھ شہر میں داخل نہیں ہونا چاہتے تو آج ہم آپ کے خیموں کے اس شہر میں ہی رات بسر کریں گے۔ صبح سویرے آپ کو الوداع کہنے کے بعد ہم واپس چلے جائیں گے۔''

Marfat.com

شیتل کی اس تجویز سے دُرگا وتی اور جے سنگھ نے بھی اتفاق کیا تھا۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد دُرگا وتی اوغر خاں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''اوغر خاں میرے بیٹے! گو رادھیکا اور اس کے بھائی کشن سنگھ نے ہمارے ہاں چند دن ہی گزارے ہیں لیکن ان چند دنوں کے دوران ہی رادھیکا مجھے اپنی بیٹی شیتل جیسی لگنے لگی ہے۔ کشن سنگھ بھی بہت اچھا وفادار بیٹا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ انہیں سنت کے انتقام سے محفوظ رکھنے کے لئے ان کی حفاظت، ان کے تحفظ کا کوئی اچھا انتظام کرنا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد دُرگا وتی رکی، کچھ سوچا پھر دوبارہ وہ اوغر خاں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''اس کے علاوہ یہ دونوں بہن بھائی بڑے دُکھی اور غمزدہ بھی ہیں۔ مرہٹوں کے سالار نے بربریت اور حیوانیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے ہاتھ نہ آنے پر انتقامی کارروائی کے طور پر دونوں کے ماں باپ کو ہلاک کر دیا۔ یہ ان دونوں کے ساتھ سخت زیادتی ہے۔ ان دونوں نے سنت کا کچھ نہیں بگاڑا تھا بلکہ ان دونوں بہن بھائی نے بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑا۔ اب اگر رادھیکا حد سے زیادہ خوبصورت و پُرکشش اور اعلیٰ شخصیت کی مالک ہے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ جو چاہے اٹھ کر اس کی ملکیت کا حق جمانا شروع کر دے۔ ان مرہٹوں نے چاروں طرف جنگل کا قانون نافذ کر رکھا ہے، کسی کی نہیں سنتے۔ من مانی کرتے ہیں۔ چاروں طرف لوٹ مار، بربریت، شکست و ریخت اور تباہی و بربادی کا کھیل کھیلنا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔''

دُرگا وتی جب خاموش ہوئی تب اوغر خاں مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''آپ بالکل بے فکر رہیں۔ مرہٹوں کے جو محبوب مشغلے ہیں میں انہیں ان سے خوب محروم کروں گا۔ فی الحال مجھے واپس جانے میں جلدی ہے۔ اس لئے کہ یہاں سے میں سیدھا میواڑ کا رخ کروں گا۔ پہلے وہاں کے حالات درست کروں گا۔ اگر وہاں کے حالات خراب نہ ہوئے ہوتے تو میں یہاں سے اپنے محترم سالار اعتقاد خاں کا رخ کرتا۔ اس کے ساتھ مل کر سب سے پہلے ان مرہٹوں ہی کے خلاف حرکت میں آتا۔ اب میں یہاں سے کوچ کرنے کے بعد پہلے تو اعتقاد خاں ہی کا رخ کروں گا اور اس سے ملنے کے بعد اور اس سے سارا معاملہ طے کرنے کے بعد میں راجپوتوں کا رخ کروں گا۔ راجپوتوں کی طاقت اور قوت میں خوب اضافہ ہو گیا

Marfat.com

ہے۔ مارواڑ اور میواڑ دونوں علاقوں کے جنگجو اکٹھے ہو گئے ہیں اور سب سے بڑی بات کہ دُرگا داس اور جے سنگھ دونوں نے انگیخت کر کے اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اکبر کو بھی اس کے خلاف کرتے ہوئے ایک نیا محاذ کھول دیا ہے۔ اس طرح اکبر نے اپنے باپ اورنگ زیب کے خلاف علمِ بغاوت کھڑا کر دیا ہے اور ان جنوبی علاقوں میں اس نے اپنے شہنشاہ ہونے کا اعلان کرتے ہوئے مرہٹوں کے مشہور و مضبوط اور مستحکم قلعے پالی میں ایک لشکر کے ساتھ قیام کیا ہوا ہے اور وہیں قیام کے دوران وہ شہنشاہ کی حیثیت سے احکامات جاری کر رہا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رُکا، باری باری ایک نگاہ اس نے کشن سنگھ اور رادھیکا پر ڈالی پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تم دونوں بہن بھائی ایک تو بے صبر مت ہونا، دوسرے مجھ پر اعتماد اور بھروسہ رکھنا۔ میں آج شیتل اور اس کے ماتا پتا کے سامنے تم دونوں سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں نہ صرف سنت سے تمہارے ماتا پتا کا انتقام لوں گا بلکہ کوشش کروں گا کہ سنت کو زندہ گرفتار کر کے تم دونوں کے سامنے پیش کر دوں۔ اس کے بعد تم دونوں جو چاہو گے وہی سلوک سنت کے ساتھ ہو گا۔ جب تک میں سنت کے خلاف حرکت میں نہیں آتا میں تم سے یہی کہوں گا کہ تحمل کے ساتھ میرے ساتھ رہنا۔ اس لئے کہ مرہٹوں سے ہمیں کسی طریقے، کسی جتن کے ساتھ نمٹنا ہو گا۔ ایسا اس لئے کرنا پڑے گا کہ دکن کے علاقوں میں امیرِ محترم کے جس قدر لشکری ہیں ان سب کو اگر یکجا کر لیا جائے تو مرہٹوں کے لشکر کی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔ بہرحال حالات کچھ بھی ہوں میرا تم دونوں بہن بھائی سے یہ وعدہ ہے کہ میں نہ صرف سنت بلکہ اس کے ساتھیوں کے خلاف بھی تمہیں تحفظ فراہم کروں گا بلکہ سنت سے تمہارا انتقام بھی لوں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں جب رُکا تب اس بار رادھیکا اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"آپ بالکل بے فکر رہیں۔ ہم کبھی کسی بھی موقع پر بے صبری کا اظہار نہیں کریں گے۔ فی الوقت ہمارے سامنے سب سے بڑا مسئلہ اپنی حفاظت کا ہے۔ آپ مجھے اور میرے بھائی کو جو پناہ دینے کا عہد کر رہے ہیں اس کے لئے میں آپ کی بے حد ممنون اور شکر گزار ہوں۔ اس کے بعد جب بھی آپ مناسب موقع سمجھیں گے تب سنت کے خلاف حرکت میں آئیے گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ سنت سے ہماری حفاظت

Marfat.com

کا اہتمام کرنا بھی آپ کا ہم پر وہ احسان ہو گا جسے میں اور میرا بھائی زندگی بھر فراموش کر سکیں گے نہ اتار سکیں گے۔"

اوغر خاں کے خاموش ہونے پر دُرگا وتی اس کی طرف دیکھتے ہوئے پھر بول اٹھی۔

"بیٹے! مرہٹوں کی چالبازیوں اور مکاریوں سے تم واقف ہو۔ اس سے پہلے بھی انہوں نے تم جانتے ہو پونا شہر میں اچانک گھستے ہوئے اور شب خون مارتے ہوئے اورنگ زیب عالمگیر کے ماموں شائستہ خاں کے اہل خانہ اور کچھ محافظوں کو زبردست نقصان پہنچایا تھا۔ اس صورتِ حال کو سامنے رکھتے ہوئے بیٹے میں تم سے یہ کہوں گی کہ جب رادھیکا اور کشن سنگھ دونوں تمہارے لشکر میں قیام کریں تو کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ سنت کے طلایہ گر مخبر یا ان کے خفیہ قاتل بھیس بدل کر تمہارے لشکر میں شامل ہو جائیں اور رادھیکا اور کشن سنگھ پر حملہ آور ہو کر دونوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں۔"

اوغر خاں مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"آپ بالکل بے فکر رہیں۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ اس قسم کا جو کوئی بھی آدمی لشکر گاہ میں شامل ہو گا زندہ بچ کر نہیں جائے گا۔ اس لئے کہ میں ان دونوں کی حفاظت کے ایسے ہی انتظامات کروں گا۔ میرے خیال میں آپ لوگ بیٹھیں میں آپ کے لئے قریب ہی ایک خیمے کا اہتمام کرتا ہوں اس کے بعد کھانا کھاتے ہیں اور آپ لوگ وہاں آرام کرنا۔"

اوغر خاں اپنی جگہ سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ اسے مخاطب کرتے ہوئے شیتل کہنے لگی۔

"کسی اور خیمے کا اہتمام کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ میں دیکھتی ہوں آپ کا خیمہ کافی بڑا ہے۔ یہیں فرش پر بستر لگائیں گے۔ ایک طرف آپ، ابا اور کشن سنگھ آرام کر لیں گے دوسری طرف میں، ماتا اور رادھیکا ہو لیں گی۔"

شیتل کی اس تجویز کا جواب اوغر خاں دینا ہی چاہتا تھا کہ رادھیکا بول اٹھی۔

"شیتل ٹھیک کہتی ہے۔ آپ کو دوسرے خیمے کا اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں ہم بہترین اور آرام دہ حالت میں شب بسری کر سکتے ہیں۔"

رادھیکا اور شیتل کے ان الفاظ پر اوغر خاں خوش ہو گیا تھا۔ پھر کہنے لگا۔

Marfat.com

''اگر یہ بات ہے تو میں مزید بستر منگواتا ہوں۔ ساتھ ہی کھانے کے لئے کہہ کر آتا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی اوغر خاں اٹھ کر باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا۔ اس کے ساتھ کچھ لشکری تھے جو بستر اٹھائے ہوئے تھے۔ بستر انہوں نے خیمے کے اندر رکھ دیئے اور خود چلے گئے تھے۔ شیتل اور رادھیکا دونوں نے اٹھ کر خیمے کے اندر بستر لگا دیئے تھے۔

اتنی دیر تک کچھ اور نوجوان خیمے میں داخل ہوئے اور کھانے کے برتن رکھ کر چلے گئے تھے۔ خیمے کے اندر ہی سب نے مل کر کھانا کھایا۔ کافی رات گئے تک سارے اکٹھے بیٹھ کر باتیں کرتے رہے اس کے بعد خیمے ہی میں آرام کرنے لگے تھے۔

اگلے روز فجر کی نماز کے بعد اوغر خاں نے اپنے لشکر کے ساتھ پونا کے نواح سے کوچ کیا تھا۔ کشن سنگھ اور رادھیکا اس کے ساتھ تھے جبکہ شیتل اور اس کے ماتا پتا پونا شہر کی طرف چلے گئے تھے۔

❖

اوغر خاں ایک روز اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اعتقاد خاں کے پڑاؤ میں داخل ہوا۔ وہ مخبر جو ان علاقوں میں سرگرداں تھے وہ اعتقاد خاں کو اوغر خاں کے آنے کی اطلاع کر چکے تھے لہٰذا اعتقاد خاں نے اپنے پڑاؤ سے باہر نکل کر اوغر خاں کا استقبال کیا تھا۔ دونوں سالار پُرجوش انداز میں ایک دوسرے سے گلے ملے تھے اس کے بعد اعتقاد خاں کے کہنے پر اس کے پڑاؤ کے ساتھ ہی اوغر خاں نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

جس وقت اوغر خاں کا لشکر وہاں پڑاؤ کر رہا تھا اس وقت اشارے سے اوغر خاں نے اپنے ایک چھوٹے سالار کو اپنے قریب بلایا۔ وہ جب اوغر خاں کے قریب آیا تو بڑی آہستگی اور دھیمے لہجے میں اسے مخاطب کرکے اوغر خاں کہنے لگا۔

''لشکر کے اندر رادھیکا اور کشن سنگھ دونوں ہمارے مہمان ہیں۔ میرے خیمے کے قریب ہی ان کے لئے ایک خیمہ نصب کرانا اور ان دونوں بہن بھائی کے خیمے کے دائیں بائیں پہرے دار مقرر کر دینا اور انہیں تاکید کرنا کہ دونوں کی کڑی حفاظت اور نگرانی کریں۔ حفاظت اس لئے کہ کہیں مرہٹے بھیس بدل کر پڑاؤ میں داخل ہوں اور

Marfat.com

ان دونوں بہن بھائی کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اور نگرانی اس لئے کہ کہیں یہ دونوں بہن بھائی جے سنگھ، اس کی بیوی دُرگا وتی اور بیٹی شیتل کو چکر دے کر کسی خاص مقصد کے تحت ہی میرے لشکر میں شامل نہ ہو چکے ہوں۔ اس بناء پر ان کی حفاظت کے علاوہ ان کی نگرانی کا بھی اہتمام کرنا۔''

جواب میں اس سالار نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی۔ تب اوغر خاں نے اسے جانے کے لئے کہا۔ اس سالار کے جانے کے بعد اعتقاد خاں تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیتا رہا پھر بڑی اپنائیت میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''اوغر خاں! میرے عزیز بھائی یہ جو تم نے دو نام لئے ہیں رادھیکا اور کشن سنگھ ان دونوں بہن بھائی کا کیا معاملہ ہے؟''

جواب میں اوغر خاں نے تفصیل کے ساتھ رادھیکا اور کشن سنگھ سے متعلق اعتقاد خاں کو بتا دیا تھا۔

پھر اعتقاد خاں اور اوغر خاں کا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمے میں لے گیا۔ دونوں نشستوں پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد گفتگو کا آغاز اعتقاد خاں نے کیا تھا۔ اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اوغر خاں میرے بھائی! چند دن پہلے میرِ محترم کی طرف سے ایک قاصد آیا تھا جس کے ذریعے مجھے تاکید کی گئی تھی کہ جنوب کی مہموں میں ہر معاملے میں تمہارے ساتھ مشورہ کیا جائے......''

یہاں تک کہتے کہتے اعتقاد خاں کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اوغر خاں بول اٹھا۔

''اعتقاد خاں میرے بھائی! آپ میرے بزرگ ہیں، مجھ سے عمر میں کافی بڑے ہیں۔ بڑا بھائی باپ کی حیثیت رکھتا ہے۔ میرِ محترم نے جو قاصد کے ذریعہ آپ کو پیغام بھجوایا یوں جانیں وہ ایک طرح انہوں نے میری حوصلہ افزائی کرنے کی کوشش کی تھی ورنہ میرے بھائی ان علاقوں میں اس قدر ہمارے لشکری پھیلے ہوئے ہیں ان سب کے سالارِ اعلیٰ آپ ہیں اور آپ کے بعد اگر کوئی شخص دوسرے سالاروں میں قابلِ عزت اور قابلِ وقعت ہے تو وہ دلیر خان ہے۔ اس لئے کہ آپ دونوں ہم سے بہت پہلے سے خلوص کے ساتھ میرِ محترم کی خدمت کر رہے ہیں۔ اس بناء پر اعتقاد خاں میرے بھائی جب کبھی مجھے آپ کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملے گا تو آپ کا

Marfat.com

ہر فیصلہ میرے لئے آخری ہوا کرے گا اور جب بھی مجھے اور میرے بھائی رن مست خاں کو دلیر خاں کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملے گا تو دلیر خاں کا فیصلہ بھی ہم دونوں بھائیوں کے لئے آخری ہو گا۔ اب بولیں آپ کیا کہتے ہیں؟''

اوغر خاں کے خاموش ہونے پر اعتقاد خاں تھوڑی دیر تک دھیرے دھیرے مسکراتا رہا پھر اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا۔

''اوغر خاں! جو الفاظ تم نے ادا کئے ہیں یہ تمہاری شرافت، تمہاری زندہ دلی، تمہاری جرأت اور ہمت، تمہاری وسیع القلبی اور تمہاری جانثاری اور خلوص کا اظہار کرتے ہیں۔ میں جانتا ہوں جس وقت شمال مغرب کی مہم پیش آئی تھی تو وہاں ہمارا ہر سالار ناکام رہا تھا صرف تم نے اس مہم کو نہ صرف احسن طریقے سے سر کیا بلکہ سرکشوں اور باغیوں کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا۔ اس بناء پر میرے بھائی! لشکریوں کے اندر تمہاری بڑی وقعت تمہاری بڑی عزت اور احترام ہے۔ ٹھیک ہے میں عمر میں تم سے بڑا ہوں لیکن یہ بات بھی اپنے ذہن میں بٹھا کر رکھنا آئندہ جس قدر بھی مہمیں درپیش ہوں گی ان میں تمہارے فیصلوں کو سب سے زیادہ اہمیت دی جائے گی۔''

اعتقاد خاں کے ان الفاظ کے جواب میں اوغر خاں کچھ کہنا چاہتا تھا پر اعتقاد خاں نے اسے بولنے نہ دیا، مسکراتے ہوئے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے بھائی! اب بتاؤ دشمنوں کے خلاف ضرب لگانے کے لئے تمہارا کیا لائحہ عمل ہے؟ یہ خبر تو تمہیں پہنچ چکی ہو گی کہ راجپوتوں، بیجا پور والوں اور مرہٹوں نے ایک طرح سے اتحادِ ثلاثہ ہمارے خلاف بنا لیا ہے۔ میواڑ میں راجپوتوں کی طاقت اور قوت میں بے شمار اضافہ ہو گیا ہے۔ اس وقت جو لشکر میرِ محترم کے بیٹے اعظم کے پاس ہے راجپوتوں کا لشکر اس سے دس گنا بڑا ہے۔ اس بناء پر اعظم خاں نے بڑی دانشمندی سے کام لیا اور وہ میواڑ کے علاقوں سے ذرا پیچھے ہٹ گیا ہے جہاں راجپوت اس پر حملہ آور ہو کر اسے اپنا ہدف نہیں بنا سکتے۔

بیجا پور کے محاذ کا جہاں تک تعلق ہے تو جس وقت سورت میں رن مست تم سے ملنے کے لئے گیا تو انہوں نے بھی دلیر خاں پر دباؤ ڈالنا چاہا لیکن دلیر خاں بھی پیچھے ہٹ چکا ہے۔ اب ایک طرح سے ان علاقوں میں صورتِ حال ہمارے لئے گمبھیر ہوتی جا رہی ہے اور اس صورتِ حال سے ہمیں نمٹنا ہے اور اس صورتِ حال کی

Marfat.com

اطلاع میں نے میر محترم کو بھی کر دی ہے۔ مجھے امید ہے کہ میری اس اطلاع کے جواب میں وہ ضرور کسی ردِعمل کا اظہار کریں گے۔ لیکن میرے بھائی اب تم بتاؤ تمہارا اس سلسلے میں کیا ارادہ ہے؟''

اوغر خاں تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اعتقاد خاں کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

''میرے محترم بھائی! رن مست خاں کو جدا کرتے وقت میں نے اسے تاکید کی تھی کہ وہ فی الحال دلیر خاں کے ساتھ مل کر بیجا پور والوں کے سامنے دونوں اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھیں، ان کے خلاف جارحیت اختیار نہ کریں۔ اس لئے کہ بیجا پور والوں کا لشکر دلیر خاں اور رن مست خاں کے لشکر سے کہیں بڑا ہے۔ اس کے علاوہ ان دنوں مرہٹے جابجا اور اِدھر اُدھر پھیل کر تباہی اور بربادی کی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی وہ رن مست خاں کو بھی نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ اس لئے کہ رن مست شیواجی کی ہلاکت کا باعث بنا تھا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رکا پھر دوبارہ اعتقاد خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اعتقاد خاں میرے بھائی! میرے لشکری لگاتار سفر کرتے رہے ہیں لہٰذا میں انہیں یہاں دو دن آرام و قیام کرنے کا موقع فراہم کروں گا۔ اس کے بعد میں میواڑ کا رخ کروں گا جہاں اس وقت راجپوتوں کے لشکر کے سامنے اعظم خاں اکیلا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں جے سنگھ اور دُرگا داس کے پاس ایک بہت بڑا اور جرار لشکر ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ اعظم کے ساتھ مل کر میں پہلے کی طرح راجپوتوں پر قابو پانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

اوغر خاں جب دم لینے کے لئے رکا تب اعتقاد خاں بول پڑا۔

''میرے بھائی! کیا ایسا ممکن نہیں کہ میں بھی یہاں سے کوچ کر کے تمہارے ساتھ میواڑ کا رخ کروں؟ میں چاہتا ہوں پہلے میں، تم اور اعظم تینوں مل کر راجپوتوں کو اپنا ہدف بنائیں اور ان کی طاقت وقوت کو توڑنے اور کچلنے کے بعد ہم مرہٹوں یا بیجا پور والوں میں سے کسی ایک مہم کا انتخاب کریں۔''

اعتقاد خاں کے خاموش ہونے پر اوغر خاں بول اٹھا۔

''میرے بھائی! میں آپ کی اس تجویز سے اتفاق نہیں کرتا۔ آپ برا نہ مانئے گا

Marfat.com

اگر میں اور آپ دونوں ہی اپنے لشکریوں کو لے کر راجپوتوں سے ٹکرانے کے لئے اعظم کے پاس پہنچ گئے تو یاد رکھنا ہم اپنی پشت کو بالکل ننگا کر دیں گے اور ایسی صورت میں مرہٹے ہماری پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر ہماری ناکامیوں کے جگہ جگہ در کھول کر رکھ دیں گے۔

میرے بھائی! یہ جو آپ نے اپنے لشکر کے ساتھ یہاں پڑاؤ کیا ہوا ہے تو یوں جانیں آپ مرہٹوں کے سامنے' یہاں پڑاؤ کرنے کے باوجود ایک دیوار کی طرح کھڑے ہیں۔ اگر میں اور اعظم دونوں راجپوتوں کے خلاف حرکت میں آتے ہیں تو مرہٹے ہماری پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے کی جرأت اور جسارت نہیں کریں گے اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو میرِ محترم کا سب سے تجربہ کار سالار اعتقاد خاں ان کی طاقت اور قوت کو کچل کر رکھ دے گا۔ اس بناء پر میں آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ آپ اپنے لشکر کے ساتھ یہیں پڑاؤ کئے رہیں۔ میں اپنے لشکر کے ساتھ اعظم کا رخ کروں گا۔ ہاں اگر مجھے اور اعظم دونوں کو راجپوتوں کے لشکر کے سامنے دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا تو میں دلیر خاں اور رن مست خاں کی طرف پیغام بھجواؤں گا کہ دلیر خاں تو اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بیجا پور کی سلطنت کی حدود سے باہر نکل جائے، کسی مناسب جگہ گھات لگا کر بیٹھ جائے، اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھے۔ ایک طرح سے کمین گاہ میں چلا جائے۔ اگر کوئی اس پر حملہ آور ہو تو اپنا دفاع کرے ورنہ وہیں پڑا رہے۔ جبکہ رن مست خاں کو اس کے حصے کے لشکر کے ساتھ میری طرف بھیج دے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

''اعتقاد خاں میرے بھائی! یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ مجھے رن مست خاں کو بھی بیجا پور کے محاذ سے واپس بلانے کی ضرورت نہ پڑے۔ ان سارے حالات کی خبر اگر میرِ محترم کو ہو چکی ہے تو ہو سکتا ہے وہ ردِعمل کا اظہار کریں، کسی اور سالار کو کمک کے طور پر ہماری طرف بھیج دیں اور راجپوت ہی نہیں بیجا پور اور مرہٹوں کے مقابلے میں بھی ہماری حالت پہلے کی نسبت اور زیادہ بہتر ہو جائے۔''

دم لینے کے لئے اوغر خاں رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

''اعتقاد خاں میرے بھائی! اب میرے سامنے سب سے بڑا لائحہ عمل راجپوتوں سے نمٹنا ہے۔ میں چاہتا ہوں پہلے راجپوتوں کی طاقت و قوت کی کمر توڑ دی جائے،

Marfat.com

اس کے بعد مرہٹوں یا بیجاپور والوں سے کسی ایک کے خلاف حرکت میں آیا جائے۔ بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ راجپوتوں کو اپنا مطیع بنانے کے بعد مرہٹوں کے خلاف نکلا جائے۔ مرہٹوں سے نمٹنا ان دنوں کوئی آسان کام نہیں ہو گا۔ شیوا جی کے دور میں ہی اس نے خود اپنے لشکر کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیا تھا اور یہ سارے حصے ایک جرار لشکر کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ یہ سارے حصے مختلف مقامات اور مختلف جگہوں پر ہر وقت اپنی کارروائیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ اس بناء پر ان سے کسی طریقے کے ساتھ نمٹا جائے گا۔ اس لئے کہ اگر ہم نے کسی بھی موقع پر مرہٹوں کے ایک گروہ کو اپنا ہدف بنانے کی خاطر اس پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو مرہٹوں کا کوئی دوسرا لشکر ہماری پشت کی طرف سے ہم پر حملہ آور ہو کر ہمیں ناقابلِ تلافی نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔ اس بناء پر مرہٹوں کے خلاف ہمارے یکمشت کئی سالار حرکت میں آئیں گے تب ہی مرہٹوں کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جا سکے گا۔''

جب تک اوغر خاں بولتا رہا اعتقاد خاں دھیرے دھیرے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھتا رہا، اس کے خاموش ہونے پر بول اٹھا۔

''اوغر خاں میرے عزیز بھائی! میں تمہاری سب تجویزوں سے اتفاق کرتا ہوں اور جیسا تم چاہ رہے ہو خداوند نے چاہا تو ایسا ہی ہو گا۔''

اوغر خاں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اعتقاد خاں کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے بھائی! آپ بیٹھ کر آرام کریں میں ذرا اپنے لشکر کی خیمہ گاہ اور پڑاؤ کا جائزہ لیتا ہوں کہ انہوں نے کیا کیا انتظام کئے ہیں۔''

اس کے ساتھ ہی اوغر خاں وہاں سے نکل گیا تھا۔

❖

جس وقت اعتقاد خاں اور اوغر خاں باہم گفتگو کر رہے تھے اس وقت رادھیکا اور کشن سنگھ دونوں بہن بھائی بھی اپنے خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے اور ان کا خیمہ اوغر خاں کے خیمے کے نزدیک ہی نصب کیا گیا تھا۔ ابھی چونکہ خیمے نصب کئے جا رہے تھے لہٰذا رادھیکا اور کشن سنگھ کے خیمے کے دونوں طرف محافظ مقرر نہ کئے گئے تھے۔

اپنے بھائی کشن سنگھ کے سامنے بیٹھے بیٹھے رادھیکا کو نہ جانے کیا خیال گزرا ایک دم وہ جست لگانے کے انداز میں اپنی جگہ سے اٹھی، پہلے خیمے کے ایک دروازے کی

Marfat.com

طرف گئی، باہر جھانکا، نزدیک کوئی نہیں تھا۔ پھر دوسرے دروازے کی طرف گئی، وہاں کا بھی جائزہ لینے کے بعد کشن سنگھ کے قریب ہو بیٹھی۔ اس موقع پر کشن سنگھ نے اسے مخاطب کیا۔

''یہ تم کیا حرکتیں کر رہی ہو؟ کبھی خیمے کے اس دروازے کی طرف جاتی ہو کبھی دوسرے دروازے کی طرف۔ اس طرح حرکتیں کر کے تم اپنے آپ کو مشکوک بنا دو گی۔ اوغر خاں اور اس کے لشکری کہیں یہ نہ خیال کرنے لگ جائیں کہ ہم کسی خاص مقصد کے تحت ان کی خیمہ گاہ میں داخل ہوئے ہیں۔ ایسی صورت میں میری بہن یاد رکھنا یہ مسلمان ہمیں اپنی خیمہ گاہ سے نکال دیں گے۔ جس روز ایسا ہوا سمجھ لینا وہ دن ہم دونوں بہن بھائی کی بدبختی کا دن ہوگا۔

میری بہن! اگر مسلمانوں نے ہمیں اپنے پڑاؤ سے نکال دیا تو پھر سنت جو ہمارا حشر کرے گا اس کا اندازہ اگر تم نہیں لگا سکتی ہو تو میں ابھی سے اس کا اندازہ لگا رہا ہوں۔ وہ ہمارا حلیہ بگاڑ کر رکھ دے گا۔ ایسی صورت میں نہ تمہاری جان محفوظ رہے گی نہ تمہاری عزت و عصمت محفوظ رہے گی۔ اس بناء پر اوغر خاں کے لشکر میں ایسی حرکتیں نہ کرو جو اب تک تم نے کی ہیں۔''

کشن سنگھ کے خاموش ہونے پر رادھیکا دھیمے سے لہجے میں بول اٹھی۔

''بھائی! میں نے کوئی بری حرکت نہیں کی۔ میں تو تمہارے ساتھ ایک انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ اس بناء پر احتیاط کی خاطر میں نے خیمے کے دونوں دروازوں سے باہر جھانکا اور یہ جائزہ لیا کہ میری اور تمہاری گفتگو سننے کے لئے کوئی نزدیک موجود تو نہیں ہے۔''

رادھیکا کے ان الفاظ پر کشن سنگھ اور پریشان ہو گیا تھا، اندیشوں بھری آواز میں کہنے لگا۔

''یہ تم کس قسم کی گفتگو کرنا چاہتی ہو جس کی بناء پر تمہیں خیمے کے دونوں دروازوں سے باہر جھانکنے کی ضرورت پڑ گئی ہے؟''

رادھیکا پھر دھیمے سے لہجے میں کہنے لگی۔

''بھائی! آپ جانتے ہیں ہمارے ہاں مسلمان اچھوتوں کی حیثیت رکھتے ہیں لہٰذا اپنے کھانے پینے کے لئے ہمیں اپنے برتنوں کا اہتمام کرنا پڑے گا۔ ان کے برتنوں میں ہم نہیں کھائیں پئیں گے۔ اگر ہم مرہٹوں کے برتنوں میں کھانا پینا حرام

Marfat.com

سمجھتے ہیں اس لئے کہ مرہٹے بھی ہمارے ہاں اچھوت خیال کئے جاتے ہیں تو پھر ہم مسلمانوں کے برتنوں میں کیسے کھائیں گے؟"

یہاں تک کہنے کے بعد رادھیکا جب خاموش ہوئی تب کشن سنگھ نے کھا جانے والے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"تم کس قسم کی بدبختی کی باتیں کرنے لگ گئی ہو؟ مسلمان اچھوت نہیں ہیں۔ تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا؟ ہاں اگر تم انہیں اچھوت سمجھتی ہو تو پھر سنو، میں انہیں اچھوت نہیں سمجھتا۔ میں اوغر خاں کو اپنا بھائی خیال کرنے لگا ہوں۔ اس کی مہربانی ہے کہ اس نے نہ صرف ہمیں پناہ دی بلکہ ہمارا انتقام لینے کا بھی تہیہ کیا ہے۔ اب تم ایسے لوگوں کو اچھوت قرار دے کر نمک حرامی کا ثبوت دے رہی ہو۔ تمہیں اچھوت اس وقت قرار دینا چاہئے تھا جب پونا شہر کے نواح میں تم نے اوغر خاں کے خیمے میں قیام کیا تھا۔ وہاں تم نے نہ صرف ایک اچھوت کے خیمے میں قیام کیا بلکہ اچھوتوں کے برتن میں کھانا بھی کھایا۔ اس کے بعد اگلے روز جب ہم نے وہاں سے پڑاؤ اٹھایا تو راستے میں بھی تم اچھوتوں ہی کے برتنوں میں کھاتی پیتی رہی ہو اور اب تمہیں یاد آ گیا ہے کہ ہم مسلمانوں کے برتنوں میں نہیں کھائیں گے اس لئے کہ اچھوت ہیں۔ رادھیکا! ایسی باتیں نہ کرو۔ ایسی باتیں کرو گی تو اپنا مستقبل تاریک کر لو گی۔ تم انتہا پسند ہندوؤں سے بھی دو گز آگے جا رہی ہو۔ کیا پونا کے والی رانا جے سنگھ کی بیٹی شیتل ہندو نہیں ہے؟ وہ نہ صرف اوغر خاں سے محبت کرتی ہے بلکہ جس روز ہم سب نے اوغر خاں کے خیمے میں قیام کیا تھا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا شیتل اوغر خاں کے پہلو میں بیٹھ کر اسی کے برتن میں کھانا کھا رہی تھی۔ یعنی وہ اور اوغر دونوں ایک ہی برتن استعمال کر رہے تھے۔ رادھیکا! اپنے اوپر ہندو ازم کا ملمع اتنا گہرا چڑھا کر نہ رکھو کہ تمہیں دربدر کی ٹھوکریں کھانی پڑیں۔"

کشن سنگھ کے خاموش ہونے پر رادھیکا بول اٹھی۔

"بھائی! تم ان مسلمانوں کو اچھوت سمجھو نہ سمجھو لیکن میں تو انہیں اچھوت ہی سمجھتی ہوں لہٰذا میں اب اپنے لئے علیحدہ برتنوں کا اہتمام کروں گی۔ تم بھلے ان کے برتنوں میں کھاتے رہو میں کوئی اعتراض نہیں کروں گی اس لئے کہ....."

رادھیکا کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ قہر بھرے انداز، بے پناہ غصے اور غضب میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کشن سنگھ بول اٹھا تھا۔

Marfat.com

کشن سنگھ کی بد بخت بہن! جن باتوں سے میں تمہیں منع کر رہا ہوں ان سے رک کر رہو۔ ٹھیک ہے اگر تم مسلمانوں کے برتنوں میں کھانا نہیں کھانا چاہتیں تو میں تو انہی کے برتنوں میں کھاؤں گا۔ میں اوغر خاں کو بھائی کہہ چکا ہوں، اس کے ساتھ میرا رشتہ بھائی ہی کا ہے۔ میں اس کے برتنوں میں کھا پی سکتا ہوں، تم نہیں کھانا چاہتیں تو میں اوغر خاں سے کہہ کر تمہارے لئے علیحدہ برتنوں کا اہتمام کرا دیتا ہوں۔''

کشن سنگھ کے ان الفاظ پر رادھیکا لرز کانپ اٹھی تھی، کہنے لگی۔

''یہ کیا غضب ڈھانے لگے ہو؟ اب تم جا کر اوغر خاں سے یہ کہو گے کہ میں انہیں اچھوت سمجھتی ہوں لہٰذا ان کے برتنوں میں نہیں کھانا چاہتی؟''

کشن سنگھ نے بھی اسی کے لہجے میں کہنا شروع کیا۔

''سچ بولنے میں ہچکچاہٹ اور عار نہیں ہونی چاہئے۔ اگر تم انہیں اچھوت سمجھتی ہو تو پھر تمہارے لئے علیحدہ برتنوں کا اہتمام تو کرنا ہی پڑے گا۔ میں چونکہ مسلمانوں کو اچھوت نہیں سمجھتا لہٰذا میں انہی کے برتنوں میں کھاؤں گا اور انہی کے ساتھ اٹھوں بیٹھوں گا۔ ان کے ساتھ میل جول بھی رکھوں گا اور پھر جب میں اوغر خاں کو بھائی کہہ چکا ہوں تو پھر بھائی کا رشتہ تو بڑا عظیم اور پُر خلوص ہوتا ہے اور میں اس رشتہ پر پورا اتروں گا۔ رادھیکا! تُو میری بہن ہے، اس بناء پر میں تیرے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کر رہا۔ اس موقع پر اگر کوئی اور لڑکی کہتی کہ مسلمان اچھوت ہیں، میں ان کے ساتھ کھانا نہیں کھانا چاہتی تو میں اس کے چہرے پر طمانچے مار کر یہاں سے رخصت ہو چکا ہوتا۔''

یہاں تک کہتے کہتے کشن سنگھ کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ خیمے کے دروازے پر اوغر خاں نمودار ہوا تھا اور ان دونوں بہن بھائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟''

اوغر خاں کو اپنے خیمے کے دروازے پر دیکھتے ہوئے جہاں رادھیکا کا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا وہاں کشن سنگھ بھی فکرمندی کا اظہار کر رہا تھا۔ پھر کشن سنگھ نے اوغر خاں کو مخاطب کیا۔

''بھائی! آپ کس قسم کی باتیں کرتے ہیں؟ ہمارے خیمے میں آنے کے لئے آپ کو اجازت تو طلب نہیں کرنی چاہئے۔ آپ مالک ہیں، جب چاہیں خیمے میں آ سکتے ہیں۔''

Marfat.com

جواب میں اوغر خاں مسکراتے ہوئے خیمے میں داخل ہوا۔ اتنی دیر تک کشن سنگھ اور رادھیکا بھی اپنی جگہوں پر کھڑے ہو چکے تھے۔ کشن سنگھ نے اوغر خاں کو بیٹھنے کے لئے کہا لیکن اوغر خاں نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی، کہنے لگا۔

''دیکھو مجھے ہی نہیں کسی کو بھی تمہارے خیمے میں بغیر پوچھے نہیں آنا چاہئے۔ اس لئے کہ تمہارے ساتھ تمہاری بہن رہتی ہے۔ اس بناء پر اجازت لئے بغیر کوئی بھی خیمے میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ہمارے ہاں جو عورت کی قدر و منزلت اور احترام ہے اس سے آپ خوب واقف ہیں۔

میرے بھائی! خیمہ گاہ نصب ہونے کے بعد میں ذرا تھوڑی دیر کے لئے اپنے سالار اعتقاد خاں کے پاس بیٹھ گیا تھا اور مستقبل سے متعلق اس کے ساتھ اپنے لائحہ عمل کو آخری شکل دینے لگ گیا تھا اس بناء پر مجھے تمہارے پاس آنے میں کچھ تاخیر ہوئی۔ تمہیں یہاں کسی قسم کی کوئی زحمت تو نہ اٹھانا پڑی؟''

اس موقع پر رادھیکا کچھ کہنا چاہتی تھی پر اس سے پہلے کشن سنگھ بول اٹھا۔

''ہمیں یہاں کیا تکلیف ہو سکتی ہے؟ جوں ہی ہمارا خیمہ نصب کر دیا گیا تو ایک سالار نے ہم دونوں بہن بھائی کو اس خیمے میں منتقل کر دیا۔ ساتھ ہی وہ یہ بھی کہہ گیا تھا کہ جونہی ساری خیمہ گاہ نصب ہو جاتی ہے وہ ہمارے خیمے کے دونوں طرف پہرہ بھی لگا دے گا۔''

اس موقع پر لمحہ بھر کے لئے عجیب سے انداز میں اوغر خاں نے رادھیکا کی طرف دیکھا تھا۔ اس کے اس طرح دیکھنے کے انداز کو کشن سنگھ نے محسوس کیا تھا۔ رادھیکا کی گردن جھک گئی تھی۔ تاہم ایک دم اوغر خاں نے پھر کشن سنگھ کی پیٹھ تھپتھپائی اور کہنے لگا۔

''آپ دونوں بہن بھائی بیٹھیں۔ میری آمد سے پہلے جس موضوع پر گفتگو کر رہے تھے، اسی پر گفتگو کرتے رہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔'' اس کے ساتھ ہی اوغر خاں خیمے سے نکل گیا تھا۔

اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد تک خیمے میں کاٹ کھانے والی خاموشی رہی پھر کشن سنگھ نے رادھیکا کی طرف دیکھا اور پھٹ پڑا۔

''اوغر خاں نے خیمے سے نکلتے وقت جو الفاظ کہے ہیں تم نے ضرور سنے ہوں گے۔ اس کے الفاظ میں طنز تھا۔ تیز کاٹ کھانے والے نشتر تھے لیکن اس نے اس کا

Marfat.com

کھل کر اظہار نہیں کیا۔ میرا من کہتا ہے خیمے کے اندر جو گفتگو میں اور تم کر رہے تھے اس نے سن لی ہے۔ اسی بناء پر وہ جاتے جاتے کہہ گیا ہے کہ جس موضوع پر ہم گفتگو کر رہے تھے اسی پر کرتے رہیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ لگتا ہے تُو اپنے ساتھ میری بدبختی کے طوفانوں کو بھی دعوت دے گی۔ کیا اس سے پہلے ہماری یہ کم کمبختی ہو گئی تھی کہ تمہاری وجہ سے میرے ماں باپ مارے گئے۔ اب کیا تم یہ چاہتی ہو کہ تمہاری ہی وجہ سے ہم مسلمانوں کے لشکر سے بھی نکلنے پر مجبور ہوں، جگہ جگہ دھکے کھاتے پھریں جس کے نتیجہ میں سنت ہم پر گرفت کر کے ہم دونوں کا خاتمہ کر دے۔ میرا دل کہتا ہے تم یہی چاہتی ہو لیکن اب میں تمہارا کہا نہیں مانوں گا۔"

اس کے ساتھ ہی کشن سنگھ کو خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لئے کہ خیموں کے دونوں دروازوں کے سامنے پہرے دار آ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ ان کی وجہ سے رادھیکا بھی کشن سنگھ کے ان الفاظ کا کوئی جواب نہ دے سکی۔ دونوں بہن بھائی چپ چاپ خیمے میں بیٹھے رہے۔

کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ خیمے کے دروازے پر دو نوجوان نمودار ہوئے۔ وہ کھانے کے برتن اٹھائے ہوئے تھے۔ اجازت لے کر وہ خیمے میں داخل ہوئے۔ برتن انہوں نے اس جگہ رکھ دیئے جہاں کشن سنگھ اور رادھیکا بیٹھے ہوئے تھے پھر ان دونوں میں سے ایک کشن سنگھ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کھانا بھجواتے وقت امیر اوغر خاں نے آپ کے نام ایک پیغام بھی بھیجا ہے وہ یہ کہ جن برتنوں میں آپ کے لئے کھانا لایا گیا ہے یہ بالکل کورے، نئے اور اچھوت ہیں۔ آج تک نہ انہیں کسی نے چھوا ہے اور استعمال کیا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں ہم نے بھی انہیں ہاتھ نہیں لگایا۔ ہم اپنے ہاتھوں میں کپڑے رکھ کر انہیں تھام کر لائے ہیں۔ امیر کا کہنا تھا کہ یہ برتن اب آپ دونوں بہن بھائی کے استعمال میں رہا کریں گے۔ جب آپ کا کھانا یہاں لانا ہو گا تو برتن ہمارا کوئی نہ کوئی آدمی یہاں سے لے جایا کرے گا اور انہی برتنوں میں آپ کو کھانا دے کر جایا کرے گا۔"

اس کے بعد اس نوجوان نے اپنے کندھے پر لٹکتا ہوا چھوٹا سا ایک مشکیزہ اتار کر کشن سنگھ کے سامنے رکھ دیا اور کہنے لگا۔

"آپ اس مشکیزہ کو دیکھیں، یہ بھی نیا ہے۔ یہ بھی پہلے استعمال نہیں ہوا۔ اس میں آپ پینے کے لئے پانی بھر سکتے ہیں۔ آپ کے خیمے سے باہر پانی کی بھری ہوئی

Marfat.com

ایک ناند اور ایک خاصی بڑی پنچال لکڑی کے چوکھٹے پر رکھ دی گئی ہے۔ پنچال سے آپ دونوں بہن بھائی پانی پی سکتے ہیں۔ نہانے دھونے، منہ ہاتھ دھونے کے لئے کافی بڑی ناند ہے اور یہ دونوں چیزیں صرف آپ دونوں بہن بھائی کے استعمال کے لئے ہیں۔ اور نہ کوئی ان سے پانی استعمال کرے گا اور نہ انہیں ہاتھ لگائے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد جب وہ لشکری مڑنے لگا تو اسے کچھ یاد آیا، پلٹا، دوبارہ کشن سنگھ کو کہنے لگا۔

''میں آپ سے کہنا بھول گیا باہر جو لکڑی کے چوکھٹے پر پانی سے بھری پنچال رکھ دی گئی ہے اس کے پاس آپ کے پانی پینے کے لئے کچھ کورے پیالے بھی رکھ دیئے گئے ہیں۔ آپ دونوں بہن بھائی انہیں استعمال کر سکتے ہیں۔''

اس کے ساتھ ہی وہ دونوں لشکری باہر نکل گئے تھے۔ جب تک وہ لشکری بولتا رہا، کشن سنگھ کی گردن جھکی رہی جبکہ رادھیکا اپنی جگہ پر فکرمندی کے عالم میں بیٹھی رہی۔ ان دونوں لشکریوں کے جانے کے بعد طنزیہ سے انداز میں رادھیکا کو مخاطب کر کے کشن سنگھ کہنے لگا۔

''چلو تمارے من کی آشا پوری ہوئی۔ تم مسلمانوں کو اچھوت خیال کرتی ہو، انہیں تمہارے عزائم سے آگاہی ہو گئی ہے۔ اب یہ برتن تمہارے استعمال میں رہیں گے۔ اچھوت اسے استعمال نہیں کریں گے۔''

کشن سنگھ کے خاموش ہونے پر بڑی فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے رادھیکا کہنے لگی۔

''اس کا مطلب ہے اوغر خاں نے ہم دونوں بہن بھائی کی گفتگو سن لی ہے اور یہ بہت برا ہوا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اب وہ ہم دونوں سے متعلق کیا خیال کر رہا ہو گا کہ......''

یہاں تک کہتے کہتے رادھیکا کو رک جانا پڑا اس لئے کہ کشن سنگھ بول اٹھا۔

''یقیناً وہ اپنے من، اپنے دل میں یہی سوچ رہا ہو گا کہ ہم دونوں بہن بھائی دنیا کے ذلیل ترین گھٹیا اور انتہائی کم ظرف قسم کے لوگ ہیں جنہوں نے ایک طرح سے اپنے ہی محسن کو اپنے سے کمتر اور گھٹیا خیال کرنے کی کوشش کی۔''

کشن سنگھ رُکا، پھر دوبارہ رادھیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''اب کھانا کھاؤ...... رک کیوں گئی ہو؟ جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔ اب یہ برتن

Marfat.com

تمہارے لئے ہیں۔ میں چونکہ مسلمانوں کو اچھوت خیال نہیں کرتا میں تو باہر جا کر انہی کے برتنوں میں کھایا پیا کروں گا۔"

رادھیکا نے بڑے پیار سے کشن سنگھ کا بازو پکڑ لیا پھر کہنے لگی۔

"بھائی! بہن سے اس انداز میں تو ناراض نہ ہوں۔ چلو میں اپنی غلطی تسلیم کرتی ہوں۔ اب جبکہ مسلمانوں کو احساس ہو ہی گیا ہے کہ ہم انہیں اچھوت خیال کرتے ہیں اور انہوں نے ہمارے لئے علیحدہ برتنوں کا اہتمام کر دیا تو اس میں ہرج تو کوئی نہیں۔ اب یہ برتن ہمارے استعمال میں رہیں گے۔ کھانا کھانے کے بعد انہیں میں دھو کر صاف کر کے رکھ دوں گی۔ انہی میں ہمارا کھانا آتا رہے گا۔ ایسا ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تم یہ بات اپنے دل پر نہ بٹھاؤ۔"

اس کے بعد دونوں بہن بھائی چپ چاپ کھانا کھانے لگے تھے۔

❖

اگلے روز مغرب کی نماز کے بعد کشن سنگھ اور رادھیکا دونوں بہن بھائی کھانا کھا کر فارغ ہو چکے تھے۔ خیمے کے اندر چھوٹی سی ایک مشعل جل رہی تھی جس کی وجہ سے خیمے کے اندر ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی۔ ایسے میں خیمے کے دروازے پر اوغر خاں نمودار ہوا اور پہلے کی طرح کشن سنگھ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟"

خیمے کے دروازے پر اوغر خاں کو دیکھتے ہی کشن سنگھ اور رادھیکا دنوں بہن بھائی فوراً اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ کشن سنگھ نے پھر احتجاج بھرے انداز میں اوغر خاں کو مخاطب کیا ساتھ ہی وہ آگے بڑھا۔

"بھائی! آپ کس قسم کی گفتگو کرتے ہیں؟ میں نے پہلے بھی آپ سے گزارش کی تھی کہ آپ اس طرح اجنبیوں کی طرح خیمے کے دروازے پر کھڑے ہو کر اندر آنے کی اجازت نہ لیا کریں۔"

پھر آگے بڑھ کر اس نے اوغر خاں کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے تقریباً کھینچتے ہوئے خیمے کے اندر لایا۔ تینوں نشستوں پر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر خاموشی رہی، اس موقع پر رادھیکا نے اوغر خاں کی طرف دیکھا۔

"امیر! لگتا ہے آپ کسی انتہائی اہم موضوع پر ہم سے گفتگو کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم سے اگر کوئی غلطی ہو گئی ہو تو ہم پہلے ہی معذرت خواہ

Marfat.com

ہیں۔"

رادھیکا کے ان الفاظ پر اوغر خاں چونکا تھا، مسکراتے ہوئے باری باری دونوں بہن بھائی کی طرف دیکھا پھر کشن سنگھ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کشن سنگھ میرے عزیز بھائی! میں واقعی تم لوگوں سے ایک انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کرنے کے لئے آیا ہوں۔ بات یہ ہے کہ آج رات کے پچھلے پہر میں اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔ میرا رخ میواڑ کی طرف ہو گا۔ وہاں چونکہ راجپوت پوری طرح متحد ہو کر ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں لہٰذا مجھے مجبوراً ان علاقوں کا رخ کرنا پڑ رہا ہے۔ اگر ایسے حالات نمودار نہ ہوتے تو میں یقیناً تمہاری خاطر سنت کے خلاف کارروائی کی ابتداء کرتا۔

اب جو بات میں تم دونوں سے کہنے آیا ہوں وہ یہ کہ میں نہیں جانتا کہ راجپوتوں کے ساتھ الجھنے میں مجھے کتنے دن لگ جائیں گے۔ میں چاہتا ہوں تم میرے لشکر میں جگہ جگہ دھکے کھانے اور اذیتیں اور کٹھنائیاں برداشت کرنے کی بجائے یہیں میرے ساتھی سالار اعتقاد کے لشکر ہی میں قیام رکھو جس طرح میں نے تم دونوں بہن بھائی کی حفاظت اور دیکھ بھال کا اہتمام کیا ہے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اعتقاد خاں میری نسبت تم دونوں کا زیادہ خیال رکھے گا۔ راجپوتوں کی مہم سے فارغ ہو کر میں انہی علاقوں میں آؤں گا اور پھر تم دونوں بہن بھائی کو اپنے لشکر میں شامل کر لوں گا۔ اب تم بولو اس سلسلے میں کیا کہتے ہو؟"

اوغر خاں کے خاموش ہونے پر چند لمحوں کے لئے کشن سنگھ نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"جن کٹھنائیوں اور مصیبتوں سے آپ ہمیں بچانا چاہتے ہیں کیا ان کٹھنائیوں سے آپ اور آپ کے لشکری نہیں گزریں گے؟ میرے بھائی! اگر ایسا ہے تو پھر آپ ہمیں ان مصیبتوں سے کیوں بچانا چاہتے ہیں؟ ہم تو اس سے پہلے اس سے بڑی مصیبتیں دیکھ چکے ہیں۔ مجھے آپ کے ایک رویے کی سمجھ نہیں آ رہی۔ آپ بھائی بھی کہتے ہیں اور بھائی کو اپنے سے علیحدہ بھی رکھنا چاہتے ہیں۔"

کشن سنگھ کے خاموش ہونے پر اوغر خاں جھٹ سے بول اٹھا۔

"میں تم دونوں بہن بھائی کو علیحدہ نہیں کر رہا۔ ایسا میں تم دونوں کے آرام اور آسائش کے لئے کر رہا ہوں۔ میرے ساتھی سالار اعتقاد خاں نے اپنے لشکر کے

Marfat.com

ساتھ یہیں پڑاؤ رکھنا ہے لہٰذا پڑاؤ میں رہتے ہوئے تم پُرسکون زندگی گزار سکتے ہو۔ مجھے اپنے لشکر کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ، ایک گھات سے دوسری گھات، ایک کمین گاہ سے دوسری کمین گاہ کی طرف بھاگنا دوڑنا ہو گا۔ مجھے تو یہ ساری کٹھنائیاں، مصیبتیں ایک مقصد، ایک آدرش کے تحت برداشت کرنی ہوں گی۔ آپ کو اس کی کیا ضرورت ہے؟''

اوغر خاں کے خاموش ہونے پر کشن سنگھ بول اٹھا۔

''بھائی! آپ کے لشکر میں شامل ہونے اور آپ کے ساتھ رہتے ہوئے مصیبتیں برداشت کرنے کے لئے ہمارے سامنے بھی ایک مقصد اور ادرش ہے جسے ہم فراموش نہیں کر سکتے۔ میں اس موضوع کو طول نہیں دوں گا۔ اوغر خاں میرے بھائی! اگر آپ ہم دونوں بہن بھائی کو زبردستی اپنے سے جدا اور علیحدہ کرنا چاہتے ہیں تو ہم ایک لفظ نہیں بولیں گے۔ اگر آپ ہم دونوں کی خوشنودی اور رضامندی چاہتے ہیں تو پھر ہم دونوں آپ کے لشکر میں شامل رہیں گے۔''

کشن سنگھ کے یہ الفاظ ادا کرتے ہی اوغر خاں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا پھر خیمے کے دراز ے کی طرف بڑھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اب تم دونوں بہن بھائی آرام کرو۔ تم واقعی میرے لشکر میں رہنا چاہتے ہو تو پھر آج رات کے پچھلے پہر کوچ کرنے کے لئے تیار رہنا۔''

اس کے ساتھ ہی اوغر خاں ان کے خیمے سے نکل گیا تھا۔ اسی رات پچھلے پہر اوغر خاں اپنے لشکر کے ساتھ اعتقاد خاں کے پاس سے میواڑ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○❖○

Marfat.com

اوغر خاں ایک روز اپنے لشکر کے ساتھ اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اعظم کے پڑاؤ میں داخل ہو رہا تھا۔ اعظم نے شاندار انداز میں اپنے پڑاؤ میں اس کا استقبال کیا تھا۔ اوغر خاں جب اپنے گھوڑے سے اتر کر اعظم سے ملا تب اس سے علیحدہ ہونے کے بعد اعظم اوغر خاں کے لشکریوں کی طرف دیکھتے ہوئے کسی قدر پریشانی اور فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے بھائی! میں دیکھتا ہوں تمہارے لشکری اور سارے سالار اپنے گھوڑوں سے نیچے نہیں اترے۔ لشکر کے پیچھے جو باربرداری اور دوسرا سامان لدے جانور کھڑے ہیں وہ بھی ویسے کے ویسے ہیں۔ ان سے سامان اتار کر تمہارا کوئی بھی لشکری خیمہ گاہ کھڑی کرنے کی طرف توجہ نہیں دے رہا۔ کیا کوئی خاص معاملہ ہے؟''

اعظم خاں یہاں تک کہنے کے بعد جب خاموش ہوا تب اوغر خاں اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھوڑے کے قریب لے گیا پھر اپنے گھوڑے کی گردن تھپتھپاتے ہوئے اوغر خاں بڑی رازداری اور دھیمے لہجے میں کہنے لگا۔

''اعظم خاں میرے بھائی! میں جس موضوع پر تم سے گفتگو کرنے لگا ہوں وہ بڑا اہم ہے۔ میں نے ان راجپوتوں کو اپنے سامنے زیر کرنے اور انہیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے کے لئے ایک لائحہ عمل تیار کیا ہے، اس کی تفصیل میں تم سے کہتا ہوں اور یہ تفصیل تم اپنے چھوٹے سالاروں کو کسی وقت بتانا۔ یہ میں گفتگو کے بعد تفصیل کے ساتھ تمہیں بتاؤں گا۔

فی الحال جو بات میں تم سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ راجپوتوں نے اپنی عسکری قوت میں پہلے کی نسبت کئی گنا زیادہ اضافہ کر لیا ہے۔ پہلے میرا اور تمہارا سامنا صرف میواڑ کی عسکری قوت سے تھا۔ اب مارواڑ کا دُرگا داس بھی ایک بہت بڑا لشکر لے کر میواڑ کے راجہ جے سنگھ کی مدد کے لئے پہنچ چکا ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے دوسرے مختلف علاقوں سے بھی گروہ در گروہ راجپوت ان کے پاس جمع

Marfat.com

ہو رہے ہیں اور دن بدن ان کے لشکر میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں جب رکا تب اعظم شاہ بول اٹھا۔

''بھائی! اسی صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے تو میں اپنے لشکر کو لے کر پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اب میری پشت کی جانب دیکھو، کوہستانی سلسلہ ہے جس کی وجہ سے میری پشت ایک طرح سے محفوظ ہے۔ سامنے کی طرف سے میں نے اپنا خوب دفاع کر رکھا ہے۔ اپنے لشکر کے اگلے حصے میں خندقیں اور مورچے کھود دیئے ہیں۔ اور ان کے اندر میں ہر وقت اپنے آزمودہ کار تیر انداز بٹھائے رکھتا ہوں تاکہ سامنے کی طرف سے جب بھی کوئی دشمن حملہ آور ہو تو اسے تیروں سے چھلنی کر کے رکھ دیا جائے۔''

اعظم شاہ کے خاموش ہونے پر اوغر خاں پھر بول اٹھا۔

''میرے بھائی! یہ راجپوتوں کے سامنے ہماری دفاعی حکمت عملی ہے۔ جب تک ہم ان کے سامنے دفاعی حکمت عملی اختیار کیے رکھیں گے وہ ہم پر دھمکی دھونس جماتے رہیں گے، ساتھ ہی ساتھ طاقت و قوت کو بھی مضبوط اور مستحکم کرتے رہیں گے اور میں ایسا نہیں چاہتا۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو ایک روز وہ اپنے کوہستانی سلسلوں کے اندر ایسی قوت پکڑیں گے جسے زیر کرنا ہمارے لئے ناممکن نہیں تو انتہا درجہ کا دشوار ضرور ہو جائے گا۔ میرے بھائی! میں اپنے لشکریوں کو خیمے نصب کرنے کا حکم اس لئے نہیں دے رہا کہ میں یہاں سے تھوڑی دیر بعد کوچ کر جاؤں گا۔ اعظم شاہ! میں نے راستے میں ایک بہت اچھی گھات اور کمین گاہ دیکھی ہے۔ میں وہاں اپنے کچھ مخبر اور لشکری بھی مقرر کر کے آیا ہوں جو اس علاقے پر کڑی نگاہ رکھیں گے اور آس پاس اگر کسی راجپوت یا ان کے مخبروں نے پھٹکنے کی کوشش کی تو اس کا کام تمام کر کے رکھ دیں گے۔ میں جو گفتگو تمہارے ساتھ کرنے آیا ہوں اس گفتگو کی تکمیل کے بعد یہاں سے واپس اسی کمین گاہ کی طرف چلا جاؤں گا۔ میرے جانے کے بعد تم بھی اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کرنا اور جہاں اس سے پہلے ہم مہارانا راج سنگھ کا مقابلہ کرتے ہوئے پڑاؤ کیے ہوئے تھے وہیں جا کر اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لینا اور لشکر کے سامنے دائیں بائیں کھائیاں اور مورچے بنا لینا۔ ان کے اندر تیر انداز بٹھا لینا تاکہ راجپوت ایک دم تم پر حملہ آور ہو کر تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کریں۔ میں اپنی کمین گاہوں میں جانے کے بعد ان علاقوں میں اپنے ان گنت طلایہ گر اور مخبر پھیلا دوں گا جو مجھے راجپوتوں کے لمحہ لمحہ کی نقل و حرکت سے آگاہ کرتے

Marfat.com

رہیں گے۔

اعظم شاہ میرے بھائی! جب تم اپنے حصے کے لشکر کو لے کر آگے بڑھو گے اور جہاں تمہارا پڑاؤ پہلا تھا وہیں جا کر خیمہ زن ہو گے تو راجپوت تمہاری طرف متوجہ ہوں گے۔ وہ تمہارے خلاف تیاری کر کے کوہستانی سلسلے کے اندر سے نکلیں گے اور یہ کوشش کریں گے کہ تم پر حملہ آور ہو کر تمہارا خاتمہ کر دیا جائے۔ اس طرح وہ ہمارے خلاف فوائد حاصل کرنے کی کوشش کریں گے لیکن میں انہیں ایسا کرنے کی مہلت نہیں دوں گا۔

وہاں پڑاؤ کرنے کے بعد تم آدھے لشکر کو ہر وقت مستعد رکھنا، آدھے کو آرام کرنے کا موقع فراہم کرنا۔ میں ان علاقوں میں جو اپنے مخبر پھیلاؤں گا وہ مجھے برابر ہر لمحے کی نقل و حرکت سے مطلع کرتے رہیں گے اور جب مجھے یہ اطلاع دیں گے کہ فلاں وقت یا فلاں دن راجپوتوں کا لشکر کوہستانی سلسلے سے نکل کر اعظم شاہ پر حملہ آور ہو گا تو اس سے پہلے ہی میں اپنی گھات سے نکل کھڑا ہوں گا۔ اگر وہ رات کے وقت تمہارے لشکر پر شب خون مارنے کی کوشش کریں گے تو شب خون مارنے سے کچھ دیر پہلے میں تمہارے لشکر کے دائیں جانب قریب آ کر گھات پکڑ لوں گا اور جونہی راجپوت شب خون مارنے کی کوشش کریں گے میں ان کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچاؤں گا۔ اگر راجپوت کوہستانی سلسلے سے نکل کر دن کے وقت خم ٹھونک کر تمہارے سامنے آتے ہیں اور تمہارا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تب بھی تم بالکل بے فکر رہنا۔ تم اپنے لشکر کو تیار اور استوار رکھنا لیکن صفیں درست کر کے ان کے مقابلے پر نہ جانا۔ جو لشکری تم نے آگے کھائی اور مورچوں میں گھات میں بٹھا رکھے ہوں گے ان میں کسی قدر اضافہ کر دینا، باقی لشکر کو پڑاؤ کے سامنے رکھنا۔ سب سے پہلے مورچوں اور کھائیوں میں جو لشکری بیٹھے ہوں گے انہیں کہنا کہ دشمن پر ایسی تیز اور موسلا دھار قسم کی تیر اندازی کریں کہ انہیں کھل کر تمہارے لشکر پر حملہ آور ہونے کا موقع نہ ملے۔

اتنی دیر تک میں بھی اپنی کارروائی کرنے کے قابل ہو جاؤں گا۔ جس وقت تمہارے لشکری تیز تیر اندازی کرتے ہوئے راجپوتوں کے لشکر کو روکیں گے تو راجپوتوں کے لشکر کے ایک طرف سے یا ان کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر میرے بھائی تم دیکھنا میں ان کی کتنی صفیں برباد کرتا ہوں اور ان کے کتنے لشکریوں کو

Marfat.com

جہنم واصل کرتا ہوں۔"

جب تک اوغر خاں بولتا رہا اعظم شاہ اس کی طرف دیکھتا رہا، مسکراتا رہا، سنتا رہا۔ منہ سے کچھ نہ بولا۔ اوغر خاں جب خاموش ہوا تب وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اوغر خاں نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"میرے بھائی! فی الوقت دشمن سے نمٹنے کے لئے میرے پاس یہی طریقہ کار اور لائحہ عمل ہے۔ اعظم شاہ! اگر تم میری اس تجویز سے اتفاق نہیں کرتے، کوئی اور طریقہ کار استعمال کرنا چاہتے ہو تو کہو تاکہ اس پر عمل کیا جائے۔"

جواب میں اعظم شاہ مسکرایا اور کہنے لگا۔

"اوغر خاں! بے گانگی اور اجنبیت کی باتیں نہ کیا کرو۔ تم جانتے ہو تمہارے لائحہ عمل کو میں نے ہمیشہ آخری جانا ہے اور تمہارا یہ لائحہ عمل بھی میرے لئے آخری ہے۔ اگر تم یہاں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ نہیں کرنا چاہتے تو تمہاری یہاں سے روانگی کے بعد میں بھی اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کروں گا اور اس جگہ جا کر پڑاؤ کروں گا جہاں میرا پہلے پڑاؤ تھا۔ اس کے بعد میرے بھائی جو حکمت عملی تم نے وضع کی ہے اس پر سختی سے عمل کیا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ ایسا کر کے ہم نہ صرف راجپوتوں کو بدترین شکست دے سکتے ہیں بلکہ انہیں اس قدر نقصان پہنچا سکتے ہیں کہ آئندہ کے لئے وہ ہم پر حملہ آور ہوں تو سوچ سمجھ کر کوہستانی سلسلے سے باہر نکلیں۔"

اعظم شاہ رکا پھر اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے بھائی! میں تمہیں تین قسم کی مبارکباد بھی دینا چاہتا ہوں۔ پہلی یہ کہ تم دکن کے علاقوں سے کوچ کر کے بروقت امیر محترم کے پاس پہنچے۔ دُرگا داس اور اس کے راجپوت ساتھیوں کے سامنے اپنے لشکر کا دفاع کیا۔ اب ہماری سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے ہی بھائی اکبر نے ہمارے باپ کے خلاف علمِ بغاوت کھڑا کر دیا ہے اور اس وقت وہ پالی کے مقام پر قیام کئے ہوئے جنوبی ہندوستان کے شہنشاہ کی حیثیت سے احکامات جاری کر رہا ہے اور اس کے احکامات پر راجپوت، مرہٹے اور بیجاپور والے عمل کر رہے ہیں۔

میں تمہیں دوسری مبارکباد رن مست خاں کے سلسلے میں دینا چاہتا ہوں کہ رن مست خاں شیوا جی کی موت کا باعث بنا لہٰذا سورت کے انگریز اوکسیڈن کی بیٹی زرنگار سے اس کی منگنی طے کر دی ہے۔ یہ خبر مجھے چند دن پہلے ہی ملی ہے۔

Marfat.com

تیسری مبارکباد میں تمہیں یہ دینا چاہتا ہوں کہ سورت کے والی جے سنگھ کی بیٹی شیتل تمہیں دیوانگی کی حد تک چاہتی ہے۔ اس معاملے کا تم نے اس سے پہلے مجھ سے کبھی اظہار نہیں کیا اور نہ ہی اپنی محبت کا ذکر کیا۔ میں اس سلسلے میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں۔''

جواب میں اوغر خاں تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا پھر اعظم شاہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تمہارا اندازہ درست ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ اکبر نے راجپوتوں کا ساتھ دیتے ہوئے اپنی سلطنت کے خلاف علمِ بغاوت کھڑا کر دیا ہے۔ بہرحال ہو سکتا ہے کوئی ایسا وقت آئے راجپوتوں اور مرہٹوں کی وجہ سے اسے تکلیفوں اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے اور وہ واپس اپنی سلطنت کے ایک مضبوط رکن کی حیثیت سے لوٹ آئے۔ بہرحال اعظم شاہ ان دنوں حالات ہمارے لئے بڑے کڑے اور ناقابل برداشت ہیں۔ اس لئے کہ ہمیں تین قوتوں سے نمٹنا پڑ رہا ہے۔ مرہٹے جگہ جگہ طوفانِ بدتمیزی کھڑا کئے ہوئے ہیں۔ اب اعتقاد خاں اور جے سنگھ کے پاس اتنی بڑی قوت نہیں کہ وہ ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ جے سنگھ کے پاس تو ایک چھوٹا سا لشکر ہے جس کے ذریعے وہ صرف پونا شہر کا دفاع کر سکتا ہے۔ اعتقاد خاں کے پاس لشکر ہے لیکن مرہٹوں کے مقابلے میں اس لشکر کی کوئی حیثیت نہیں۔ مرہٹوں نے اپنے لشکر کے کئی حصے کر کے مختلف سالاروں میں بانٹا ہوا ہے اور اعتقاد خاں کے پاس جو اس وقت لشکر ہے وہ مرہٹوں کے ایک سالار کے حصے کے لشکر سے بھی کافی کم ہے۔ اسی بناء پر ان علاقوں میں اعتقاد خاں صرف نگا داری اور دیکھ بھال کا کام کر رہا ہے۔ اب میں راجپوتوں سے نمٹنے میں تاخیر نہیں کرنا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ راجپوتوں پر ایسی ضرب لگائی جائے کہ یا تو وہ مکمل طور پر ہمارے مطیع اور فرمانبردار بنا دیئے جائیں اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو ان پر ایسی کڑی ضرب لگائی جائے کہ کچھ عرصہ کے لئے وہ اٹھنے کے قابل نہ رہیں اور اس دوران ہم مرہٹوں اور بیجاپور والوں سے نمٹ سکیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رکا اس کے بعد دوبارہ اعظم شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے بھائی! میرے لشکر کے پیچھے جو تم ان گنت بار برداری کے جانور دیکھتے ہو ان میں سے بڑے حصے کو میں تمہارے پاس چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ان سارے

Marfat.com

جانوروں کا بوجھ اپنے نئے پڑاؤ پر اتار کر پشت میں محفوظ کر دینا۔ میں چونکہ گھات میں جانے لگا ہوں اس لئے کہ ان باربرداری کے جانوروں کو میں اپنے ساتھ نہیں رکھوں گا۔ بس مختصر سا کھانے پینے کا سامان میرے ساتھ ہوگا اور یہ کوشش کروں گا کہ کھانے پینے کا یہ سارا سامان لشکری اپنے پاس رکھیں اس لئے کہ مجھے کسی بھی وقت اپنی گھات سے نکل کر راجپوتوں کو اپنا ہدف بنانا ہوگا۔ ایسی صورت میں باربرداری کے جانور اور فالتو سامان میرے لئے دشواری کا باعث بن سکتا ہے۔''

اعظم شاہ نے اس سے اتفاق کیا تھا پھر اوغر خاں اعظم شاہ کو لے کر اپنے لشکر کے پیچھے گیا۔ دور تک ان گنت باربرداری کے جو جانور کھڑے تھے اور جن پر سامان لدا ہوا تھا وہ سارے جانور اوغر خاں کے کہنے پر حرکت میں لائے گئے اور انہیں اعظم شاہ کے پڑاؤ میں پہنچا دیا گیا۔ اس موقع پر پھر اوغر خاں نے اعظم شاہ کو مخاطب کیا۔

''اعظم میرے بھائی! جو لائحہ عمل میں نے تمہارے ساتھ طے کیا ہے اس کی تفصیل میں واپس اپنی گھات میں جا کر اپنے چھوٹے سالاروں سے کہوں گا تاکہ انہیں پتہ ہونا چاہئے کہ ہم نے ان ویرانوں کے اندر کیوں گھات لگائی ہے۔ گھات لگانے کا ہمارا کیا مقصد و مدعا ہے اور گھات سے نکلنے کے بعد ہم نے کس کو اور کیسے ہدف بنانا ہے؟

میرے بھائی! ایسے ہی تم بھی یہاں سے کوچ کرنے کے بعد اس جگہ جا کر پڑاؤ کرو گے جہاں اس سے پہلے تمہارا پڑاؤ تھا۔ جو لائحہ عمل میں نے اور تم نے طے کیا ہے اس کی پوری تفصیل اپنے چھوٹے سالاروں سے کہہ دینا تاکہ وہ بھی راجپوتوں کے خلاف اسی لائحہ عمل کے تحت حرکت میں آنے کے لئے تیار اور مستعد رہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رکا پھر اسی موضوع پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے وہ اعظم شاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''میرے بھائی! اپنے جو مخبر و طلایہ گر میں راجپوتوں کی نقل و حرکت سے متعلق مقرر کروں گا وہ میرے علاوہ تم سے بھی رابطہ قائم رکھیں گے۔ جونہی راجپوت تمہارے خلاف حرکت میں آنے کا ارادہ کریں گے وہ مجھے اور تم دونوں کو اس کی اطلاع کر دیں گے اور اس کی روشنی میں تم تیار اور مستعد ہو جانا۔ یہاں سے روانہ ہونے کے بعد میں چاروں طرف اپنے انہی طلایہ گروں اور مخبروں کے ذریعہ یہ خبر بھی پھیلا دوں گا کہ اوغر خاں جو دکن سے امیر محترم کی مدد کے لئے اجمیر چلا گیا تھا وہ وہاں سے

Marfat.com

سورت، اس کے بعد پونا گیا۔ پونا سے اعتقاد خاں کے پاس آیا اور پھر اعظم خاں کے ساتھ معاملہ طے کرنے کے بعد واپس اعتقاد خاں کی طرف چلا گیا ہے۔

جب یہ خبریں راجپوتوں کے پاس پہنچیں گی اور انہیں خبر ہو گی کہ اوغر خاں تو اعتقاد خاں کے پاس چلا گیا ہے اور اعظم شاہ نے اپنے لشکر کے ساتھ پھر اس جگہ پڑاؤ کر لیا ہے جہاں اس سے پہلے اس کا پڑاؤ تھا اور وہاں سے اٹھ کر وہ پیچھے ہٹ گیا تھا تب وہ حالات کو اپنے حق میں خیال کرتے ہوئے یہ فیصلہ کریں گے کہ اچانک کوہستانی سلسلے سے نکل کر اعظم شاہ پر حملہ آور ہو جانا چاہئے۔ جب وہ ایسی حماقت کریں گے تو میرے بھائی ہم دونوں مل کر انہیں ان کی اس حماقت کی خوب سزا دیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رکا پھر کہنے لگا۔

''اعظم شاہ! اس موضوع پر میں نے جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکا۔ اب تم نے کچھ کہنا ہے تو کہو۔ اس لئے کہ مجھے اپنے لشکر میں ابھی ایک اور کام بھی نمٹانا ہے۔''

اعظم شاہ نے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر پوچھ لیا۔

''وہ کون سا کام میرے بھائی؟''

''وہ یہ کہ میرے لشکر میں کچھ عورتیں بھی ہیں۔ جس طرح میں نے سامان سے لدے ہوئے باربرداری کے سارے جانور تمہارے پڑاؤ میں منتقل کر دیئے ہیں اس طرح میں یہ بھی چاہوں گا کہ میرے لشکر میں جو عورتیں ہیں وہ تمہارے پڑاؤ میں آ جائیں اس لئے کہ مجھے تو بڑی برق رفتاری اور تیزی کے ساتھ حرکت میں آتے ہوئے راجپوتوں پر حملہ آور ہونا ہو گا اور ایسی صورت میں، میں عورتوں کی دیکھ بھال کے لئے اپنے لشکر کا کوئی حصہ علیحدہ نہ کر سکوں گا۔''

اوغر خاں تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر دوبارہ بولا۔

''اعظم شاہ میرے بائی! تم یہیں رہو۔ میں ذرا اپنے لشکر کی طرف جاتا ہوں اور عورتوں کو تمہارے پڑاؤ میں منتقل کرنے کا اہتمام کرتا ہوں۔''

اس کے بعد اوغر خاں اپنے لشکر میں گیا۔ چھوٹے سالاروں کو سب سے پہلے اس نے حکم دیا کہ لشکر میں جس قدر عورتیں ہیں وہ اعظم خاں کے پڑاؤ میں منتقل کر دی جائیں۔

اس کے جواب میں اس کے لشکری فوراً حرکت میں آئے اور عورتوں کو اعظم شاہ

Marfat.com

کے پڑاؤ میں منتقل کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس کے بعد اوغر خاں اپنے گھوڑے کو بھگاتا ہوا اس جگہ آیا جہاں کشن سنگھ اور رادھیکا اپنے گھوڑوں پر سوار دوسرے لشکریوں کی طرح چپ چاپ اور خاموش کھڑے تھے۔ ان کے قریب آ کر اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اوغر خاں رکا پھر کشن سنگھ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کشن سنگھ میرے بھائی! مجھے ایک شب خون کے سلسلے میں فی الفور یہاں سے دوسرے مقام کی طرف منتقل ہونا ہے۔ لشکر میں جس قدر عورتیں ہیں انہیں میں نے اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اعظم شاہ کے پڑاؤ میں منتقل کر دیا ہے لہٰذا تم دونوں بہن بھائی بھی اسی پڑاؤ میں قیام کرو گے اس لئے کہ جس شب خون کی میں نے تکمیل کرنی ہے اس میں مجھے کافی فاصلہ سمیٹتے ہوئے بڑی برق رفتاری سے حرکت میں آنا ہو گا۔ ایسی صورت میں، میں لشکر کی عورتوں کو اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا نہ ہی ان کی حفاظت کے لئے اپنے لشکر کا کوئی حصہ مختص کر سکتا ہوں۔ میرے بھائی! میرے اس فیصلے کے سامنے اب کوئی توجیہہ پیش نہ کرنا۔''

جواب میں کشن سنگھ مسکرایا اور کہنے لگا۔

''اوغر خاں میرے بھائی! آپ ہمارے محسن، ہمارے مربی ہیں۔ میں آپ کے لئے کسی بھی موقع پر تکلیف اور اذیت کا باعث نہیں بنوں گا۔ آپ جیسا چاہ رہے ہیں ایسا ہی ہو گا۔''

کشن سنگھ کے ان الفاظ پر اوغر خاں خوش ہو گیا تھا لہٰذا پھر اپنے گھوڑے کو وہ ذرا پیچھے ہٹا کر لے گیا ساتھ ہی ہاتھ کے اشارے سے کشن سنگھ کو اپنے قریب بلا لیا۔ اس کے ایسا کرنے پر جہاں کشن سنگھ پریشان ہو گیا تھا وہاں رادھیکا بھی فکرمند دکھائی دینے لگی تھی۔

کشن سنگھ جب اوغر خاں کے قریب ہوا تب اوغر خاں اپنے گھوڑے کو بالکل اس کے گھوڑے کے قریب لے آیا، اپنا ہاتھ اس کے شانے پر رکھتے ہوئے اسے اپنے قریب کیا پھر کشن سنگھ کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''کشن! تیری حیثیت میری نگاہوں میں بھائی کی سی ہے۔ میرے متعلق تیرے کیا جذبات ہیں میں ان سے بھی خوب واقف ہوں۔ میں تیرے مزاج، تیری طبیعت سے بھی بے حد خوش ہوں۔ پر دیکھ تم دونوں بہن بھائی اس وقت پردیس میں ہو۔ دونوں آپس میں اتفاق اور یکجہتی قائم رکھنا۔ اگر تمہاری بہن کسی معاملے میں تم سے

Marfat.com

اختلاف کرے تو اس سے ناراض نہ ہونا، اسے ڈانٹنا مت۔ کشن! اگر رادھیکا اپنے استعمال کے لئے علیحدہ برتن رکھنا چاہتی ہے تو اس سلسلے میں تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ میں جانتا ہوں اس سلسلے میں تم اس سے ناراض بھی ہوئے تھے اور نہایت برہمی کا اظہار بھی کیا تھا۔ اس وقت میں نے اپنے جذبات کا اظہار نہیں کیا تھا لیکن اب میں تم سے کہتا ہوں کہ جس طرح وہ چاہتی ہے اسے کرنے دو۔ اگر اس کی خوشی اسی میں ہے تو تم اس کی خوشی کو ناراضگی اور بے اتفاقی میں کیوں تبدیل کرتے ہو؟ راجپوتوں کے خلاف اس دوران چونکہ میں اعتقاد خاں کے پڑاؤ میں موجود نہ ہوں گا لہٰذا میری غیر موجودگی میں تم جس موضوع پر بہن بھائی آپس میں اختلاف رکھتے ہو اس پر نہ اس سے بحث کرنا نہ اختلاف رائے رکھنا۔''

اوغر خاں مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ بڑی عقیدت سے اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کشن سنگھ بول اٹھا تھا۔

''اوغر خاں میرے بھائی! تم ایک عظیم اور انتہا درجہ کے فراخ دل انسان ہو۔''

جواب میں اوغر خاں نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی اور کہنے لگا۔

''اب تم جاؤ...... دوسرے لوگوں کے ساتھ رادھیکا کو لے کر پڑاؤ کی طرف چلے جاؤ۔ اب میں اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کرنے لگا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی اوغر خاں وہاں سے ہٹ گیا تھا اور وہ اپنے لشکر کو لے کر اپنی کمین گاہ کی طرف چلا گیا تھا۔

اوغر خاں کے جانے کے بعد کشن سنگھ جب دوبارہ رادھیکا کی طرف آیا تو رادھیکا نے دیکھا وہ اداس و پریشان تھا۔ گردن اس کی جھکی ہوئی تھی۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے رادھیکا بھی کچھ زیادہ فکرمند ہو گئی تھی۔ جب کشن سنگھ اس کے قریب آیا تب بڑی ہمدردی اور پیار میں اسے مخاطب کر کے رادھیکا نے پوچھ لیا۔

''کشن میرے بھائی! کیا بات ہے؟ علیحدہ لے جا کر اوغر خاں نے تم سے کیا کہا؟ کیا اس نے کوئی ایسی بات کہی ہے جو تمہارے لئے ناقابل برداشت ہے؟ میں دیکھتی ہوں اس سے گفتگو کرنے کے بعد تم اداس اور افسردہ ہو گئے ہو۔ تمہاری گردن بھی جھکی ہوئی ہے۔ کہو کیا بات ہے؟''

جواب میں کشن سنگھ نے اوغر خاں کے ساتھ ہونے والی گفتگو کی تفصیل رادھیکا سے کہہ دی تھی۔ یہ تفصیل جان کر رادھیکا بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔ کہنے لگی۔

Marfat.com

''میں تو سمجھی تھی کہ اوغر خاں شاید......''

رادھیکا اپنی بات مکمل نہ کرسکی اس لئے کہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے خفگی کے انداز میں کشن سنگھ بول اٹھا تھا۔

''وہ تمہاری طرح تنگ دل، متعصب، انتہا پسند اور کم ظرف نہیں ہے۔ یہ ساری خصوصیات صرف تم ہی میں پائی جاتی ہیں۔ کیا یہ اس کی مہربانی، اس کی رحم دلی نہیں ہے کہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی وہ ہمارے ساتھ ایسا عمدہ سلوک روا رکھے ہوئے ہے۔''

کشن سنگھ کی اس گفتگو کے جواب میں رادھیکا نے کچھ نہ کہا۔ پھر وہ لشکر میں شامل دوسری عورتوں کے ساتھ اعتقاد خاں کے پڑاؤ کی طرف جا رہے تھے۔

❖

ایک روز میواڑ کا راجہ جے سنگھ، راجپوتوں کا سالار دُرگا داس اور جے سنگھ کے بھائیوں کے علاوہ دوسرے بہت سے راجپوت بھی جے سنگھ کے بلاوے پر میواڑ کے قلعے میں جمع ہوئے۔ جن لوگوں کو بلایا گیا تھا جب سب وہاں پہنچ گئے تب جے سنگھ بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے پاس تم لوگوں کے لئے ایک اچھی خبر ہے اسی خبر کے لئے میں نے تم سب لوگوں کو بلایا ہے اور اسی خبر کی روشنی میں، میں مغلوں کے لشکر پر حملہ آور ہو کر اب اپنے علاقوں کو محفوظ بنانا چاہتا ہوں۔ جو خبر میرے مخبروں نے دی ہے اس کے مطابق اورنگ زیب عالمگیر کا بیٹا اعظم اپنے لشکر کے ساتھ پھر اس جگہ پڑاؤ کر گیا ہے جہاں وہ قیام کر کے میرے باپ کے خلاف جنگوں میں مصروف رہا تھا۔ گو ہماری طاقت وقوت میں اضافے کا سن کر وہ ایک کوہستانی سلسلے کی طرف ہٹ گیا تھا لیکن اب لگتا ہے اس کی موت اسے اس کے پرانے پڑاؤ کی طرف لے آئی ہے۔

مخبروں نے یہ بھی خبر دی ہے کہ اوغر خاں جو دکن کے علاقے سے ایک مہم کے سلسلے میں اجمیر کی طرف گیا تھا اجمیر سے وہ لوٹا، پہلے سورت گیا، سورت سے پونا، پونا سے اعتقاد خاں کے پاس آیا۔ اعتقاد خاں سے ملنے کے بعد وہ اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اعظم خاں کے پاس آیا۔ اس کے پاس اس نے قیام نہیں کیا بلکہ اس سے کچھ امور پر صلاح ومشورہ کرنے کے بعد وہ پھر واپس اعتقاد خاں کی طرف چلا گیا ہے۔ اب میں یہ تو نہیں جانتا کہ اوغر خاں اعتقاد خاں کے ساتھ مل کر کون سی

Marfat.com

کارروائی شروع کرے گا، کس مہم کی ابتدا کرے گا لیکن فی الوقت وہ ہمارے لئے نقصان دہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ اعتقاد خاں کا پڑاؤ یہاں سے کافی دور ہے۔ رہی بات اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اعظم کی تو اس کے پاس کوئی اتنا بڑا لشکر نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنے لشکر کے ایک حصے کے ساتھ نکلیں اور اعظم شاہ پر شب خون ماریں۔ اس شب خون کے نتیجے میں اعظم شاہ ہی نہیں اس کے سارے لشکریوں کا بھی کام تمام کر دیں۔ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو یاد رکھنا آنے والے دور میں مغلوں کا کوئی بھی لشکر ان علاقوں کی طرف آتے ہوئے سو بار سوچے گا۔ دو قدم آگے بڑھائے گا تو تین قدم پیچھے جائے گا۔''

مہارانا جے سنگھ یہاں تک کہنے کے بعد رکا، کچھ سوچا پھر راجپوتوں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

''تم لوگوں کی آمد سے پہلے اپنے بھائیوں اور دُرگا داس کے ساتھ پوری تفصیل کے ساتھ گفتگو ہو چکی ہے اور سب اس بات پر متفق ہیں کہ ہمیں اورنگ زیب کے بیٹے اعظم کے لشکر پر ہر صورت میں شب خون مارنا چاہئے۔ کامیابی کی صورت میں نہ صرف مغلوں پر ہماری دھاک بیٹھ جائے گی بلکہ مغلوں کے لشکری پہلے کی طرح دندناتے ہوئے ہمارے علاقوں کا رخ نہیں کریں گے۔ اب بولو تم اس سلسلے میں کیا کہتے ہو؟''

جے سنگھ جب خاموش ہوا تب ایک راجپوت سالار اپنی جگہ سے اٹھا اور مہارانا جے سنگھ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''رانا! جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ درست ہے۔ پر اس بات کی کیا ضمانت اور تحفظ ہے کہ اوغر خاں اعظم شاہ کو چھوڑ کر واپس اعتقاد خاں کے پاس جا چکا ہے؟ یہ بھی ممکن ہے کہ جب ہم اعظم خاں پر حملہ آور ہوں تو وہ ان علاقوں کا رخ کرے اور ہماری کامیابیوں کو ناکامیوں میں تبدیل کر دے۔''

وہ راجپوت سردار جب خاموش ہوا تب مہارانا جے سنگھ مسکراتا ہوا کہنے لگا۔

''تمہارے اندیشے، تمہارے تحفظات درست ہیں۔ لیکن ہمارے مخبر وثوق کے ساتھ بتا چکے ہیں کہ اوغر خاں، اعظم شاہ سے اس جگہ ملا تھا جہاں اس کا پہلا پڑاؤ تھا۔ اب تو وہ ہمارے علاقوں کے اندر تک گھس آیا ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ اوغر خاں واقعی اعتقاد خاں کی طرف جا چکا ہے اور اگر ہمارے شب خون مارنے کے نتیجے

Marfat.com

میں اوغر خاں یا مغلوں کا کوئی اور سالار اعظم شاہ کی مدد کے لئے پہنچ جاتا ہے تو وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اس وقت جو اعظم شاہ لشکر لے کر بیٹھا ہوا ہے ہمارے پاس تو اس سے چالیس گنا بڑا لشکر ہے۔ ہم سارے لشکر کو حرکت میں نہیں لائیں گے، آدھے کے قریب لشکر کو لے کر نکلیں گے اور اس انداز میں شب خون ماریں گے کہ اعظم خاں کے سامنے جان بچانے اور بھاگنے کا کوئی راستہ کھلا نہ رہنے دیں گے۔''

جے سنگھ رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھا رہا تھا۔

''میرے عزیزو! اس موقع پر میں تم لوگوں سے یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ جس طرح اعظم شاہ ایک بار پھر ہمارے علاقوں کے اندر اپنے پرانے پڑاؤ میں آ گیا ہے اس موقع پر اگر اوغر خاں کے علاوہ اس کے ساتھ مغلوں کا کوئی اور سالار بھی اپنے لشکر کے ساتھ موجود ہوتا تب بھی ہم شب خون مارتے۔ اس لئے کہ اب ہمارے پاس اتنا بڑا لشکر ہے جس کے ساتھ شب خون تو بہت دور کی بات اب ہم کھلے میدانوں میں مغلوں سے ٹکرا کر انہیں پسپا کرنے کی ہمت رکھتے ہیں۔ لہٰذا ہمارے شب خون کے نتیجے میں اگر مغلوں کا کوئی اور لشکر بھی کہیں سے نمودار ہو کر ہم سے ٹکراتا ہے تو اس سے ہماری طاقت اور قوت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ہم ہر صورت میں اورنگ زیب کے بیٹے اعظم کو اپنے سامنے زیر کریں گے۔ کوشش یہ کریں گے کہ اعظم شاہ کو زندہ گرفتار کر لیا جائے اور پھر اس کے حوالے سے اورنگ زیب عالمگیر سے کچھ مراعات حاصل کی جائیں۔''

مہارانا جے سنگھ کے اس منصوبے سے سارے ہی راجپوت سالاروں نے اتفاق کیا تھا لہٰذا جے سنگھ کے حکم پر اعظم شاہ پر شب خون مارنے کے لئے راجپوت بڑی تیزی سے تیاریاں کرنے لگے تھے۔

❖

دوسری طرف مغل مخبر بھی بڑی تیزی، بڑی جانفشانی سے کام کر رہے تھے۔ جے سنگھ نے دُرگا داس اور اپنے دوسرے سالاروں کے ساتھ جو فیصلہ کیا تھا اس فیصلہ کی خبر مخبروں نے جہاں اوغر خاں کو پہنچا دی تھی وہاں اعظم شاہ کو بھی اس سے مطلع کر دیا تھا۔

اوغر خاں ضرب لگانے کے لئے مستعد ہو گیا تھا جبکہ اعظم شاہ نے بھی اپنی تیاریوں کو آخری شکل دے دی تھی۔ اپنے پڑاؤ کے سامنے اور دائیں بائیں جو اس

Marfat.com

نے مورچے اور خندقیں کھودی تھیں ان کے اندر اس نے اپنے ان گنت تیر انداز بٹھا دیئے تھے اور ان کے پاس اس نے تیروں کے ڈھیر لگا دیئے تھے۔ اس طرح مہارانا جے سنگھ اور دُرگا داس اعظم شاہ پر کامیاب شب خون مارنے کی تیاری کرنے لگے تھے جبکہ دوسری طرف اوغر خاں اور اعظم شاہ ان کے شب خون کو ناکام بناتے ہوئے انہیں بے پناہ نقصان پہنچانے کی تیاریوں میں لگے ہوئے تھے۔

❖

رات خاصی گہری ہوتی جا رہی تھی۔ تاریک سینۂ شب پر گنہ گار ضمیر کی طرح چاروں طرف خموشیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ ایسے میں دلوں میں عجیب سا تجسّس، ذہنوں میں تحیّر، آنکھوں میں حیرت اور روح میں کلپنا طاری ہونے کا سماں برپا ہو گیا تھا۔ پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا راجپوتوں کا لشکر کوہستانی سلسلے کے اندر سے تخریب و ویرانیاں پھیلاتی شوریدہ سر گہری ظلمت اور ہر گام پر دوزخ نما درندگی کھڑے کر دینے والے بھوکے خونخوار بھیڑیوں کی طرح نکلا تھا۔

راجپوت اپنی پوری سفاکی و رذالت کے ساتھ اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اعظم کے لشکر پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑی تیزی سے آگے بڑھے تھے لیکن راجپوتوں کی بدقسمتی کہ وہ ابھی تک دو طرح کے انتظامات سے بالکل بے خبر اور غافل تھے۔ انہیں یہ بھی خبر نہ تھی کہ اعظم شاہ نے اپنے سامنے اور دائیں بائیں خندقیں کھود کر ان کے اندر اپنے تیر انداز بٹھا دیئے ہیں جو کسی بھی وقت نہ رکنے والا طوفان کھڑا کر سکتے ہیں۔ انہیں یہ بھی علم نہیں تھا کہ عنقریب اوغر خاں اپنی گھات اور کمین گاہ سے نکلے گا اور آتش فشانی لاوے کی طرح ان پر حملہ آور ہو کر ان کے اندر دور تک تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلتا چلا جائے گا۔

ان سارے عوامل سے بے خبر راجپوت جب آگے بڑھے تب انہیں ایک دھچکا لگا۔ جونہی وہ اعظم شاہ کے تیر اندازوں کے تیروں کی مار میں آئے اور تیر انداز فطرت کی پراسرار قوتوں، حشر برپا کر دینے والے جذباتی ہیجان کی طرح حرکت میں آئے اور راجپوتوں کے لشکر پر انہوں نے ایسی تیز اور موسلا دھار قسم کی تیر اندازی کی کہ راجپوتوں کے لشکر کی اگلی کئی صفیں انہوں نے چھید کر ڈھیر کر کے رکھ دی تھیں۔

رات کی گہری تاریکی کے اندر جب اگلی کئی صفوں کے راجپوت بری طرح چھلنی ہوتے ہوئے اپنے گھوڑوں سے گر کر آہ و بکا کا طوفان کھڑا کرنے لگے تب پچھلی

Marfat.com

صفوں کے راجپوت کسی قدر فکرمند، پریشان اور متزلزل سے ہو کر رہ گئے تھے۔ ایسے میں اُن کی پشت کی طرف سے اوغر خاں اپنے لشکر کے ساتھ خواہشوں کی بستیاں اجاڑتی، کڑوی کسیلی رُتوں، تشنگی کے اُبلتے سمندر سے اُٹھتی فرقتوں کی سیاہ آندھیوں کی طرح نمودار ہوا۔ پھر وہ راجپوتوں کے لشکر کی پشت کی طرف سے موت کی وادیوں کی طرف دھکیل دینے والے صف در صف نامہربان بخت، چہروں کو آزردہ، جسموں کو لاغر، دلوں کو افسردہ، آنکھوں کو پُرنم کر دینے والے نفرت کے طوفانوں اور ہر موڑ پر الجھن اور ہر دوہرائے پر صلیب اور ہر قدم پر ٹھوکر کھڑی کر دینے والے عذاب کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ اوغر خاں کے اس جان لیوا حملے نے راجپوتوں کی سانسوں میں ہلچل برپا کر کے رکھ دی تھی۔ وہ اپنے لشکر کے ساتھ راجپوتوں کی صفوں میں غم اور دکھ کے ہجوم کی طرح گھستا چلا گیا تھا۔

دوسری طرف اعظم شاہ کو بھی رات کی گہری تاریکی میں اوغر خاں کے حملہ آور ہونے کا ہی انتظار تھا۔ جونہی راجپوتوں کے لشکر کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہوتے ہوئے مسلمانوں نے تکبیریں بلند کرنا شروع کیں اعظم شاہ سمجھ گیا کہ اوغر خاں نے اپنے کام کی ابتدا کر دی ہے لہٰذا اس کے حکم پر اس کے سارے تیر انداز خندقوں سے باہر نکل آئے تھے۔ اس کے بعد اعظم شاہ نے اپنے لشکر کو استوار کیا اور سامنے کی طرف سے وہ راجپوتوں پر سحر طرازیوں کی طرح کام کرتی قضا کی آتش قوتوں اور لا انتہا فضاؤں میں نفرتوں کے اُبلتے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا اور رات کی گہری تاریکی میں میدانِ جنگ کے اندر موت کا رقصِ دمام شروع ہو گیا تھا۔ ہر کوئی دوسرے کے لئے وحشی، خونخوار، بے کراں مناظر کھڑے کرنے لگا تھا۔ مرگ کے اس کھیل نے چاروں طرف موت کی وادیاں اور بھڑکتے آتش کدے کھڑے کرنے شروع کر دیئے تھے۔

جس وقت راجپوت کوہستانی سلسلے سے نکل کر اعظم شاہ کے لشکر پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھے تھے سامنے کی طرف سے ان پر تیر اندازی کی گئی تھی۔ اس وقت تک تو راجپوت بالکل مطمئن تھے۔ اس لشکر کے اندر جے سنگھ اور دُرگا داس بذاتِ خود موجود تھے۔ لشکر میں جے سنگھ کے بھائی بھی لشکر کے کچھ حصوں کی کمانداری کر رہے تھے۔

جب سامنے کی طرف سے اعظم شاہ کے لشکریوں نے تیروں کی باڑیں مار کر

Marfat.com

راجپوتوں کو نقصان پہنچایا تو راجپوتوں کے لشکر میں لحہ بھر کے لئے افراتفری اور بدنظمی ضرور اٹھی تھی لیکن دُرگا داس اور جے سنگھ نے فوراً اپنے لشکر کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ ان کا ارادہ تھا کہ اپنے لشکر کی اگلی صفوں کو کہیں گے کہ وہ اپنے سامنے ڈھالیں رکھ کر آگے بڑھیں اور تیر اندازوں پر حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کر دیں۔ پر ان کی بدقسمتی عین اسی لحہ ان کی پشت کی طرف سے اوغر خاں نے قضا اور موت کی طرح انہیں اپنا ہدف بنانا شروع کر دیا تھا۔

اس موقع پر راجپوتوں سے ایک بڑی غلطی اور کوتاہی ہوئی۔ جس وقت ان کی پشت کی طرف سے اوغر خاں لگاتار تکبیریں بلند کرتا ہوا حملہ آور ہوا تھا اس وقت راجپوتوں کا اگلا حصہ پہلے ہی تیر اندازی کی وجہ سے اپنے لشکر کی چند صفیں بے کار ہونے پر افراتفری اور بدنظمی کا شکار تھا۔ جب پشت کی طرف سے اوغر خاں کی تکبیریں انہوں نے سنیں تو ان کے پاؤں تلے سے زمین نکلنا شروع ہو گئی۔

اس موقع پر اگر مہارانا جے سنگھ اور دُرگا داس راجپوتوں کی صحیح راہنمائی کرتے تو لشکر کے اگلے حصے کی کمانداری کسی کو دے کر اسے آگے بڑھنے کا حکم دیتے اور لشکر کے ایک حصے کے ساتھ پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے والے اوغر خاں کا مقابلہ کرتے۔

ایسا وہ کر بھی سکتے تھے اس لئے کہ اس وقت جو لشکر اعظم شاہ اور اوغر خاں کے پاس تھا ان دونوں کو اگر ملا دیا جاتا تب بھی راجپوتوں کے پاس اس سے لگ بھگ چار گنا بڑا لشکر تھا لہٰذا وہ اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دونوں سمت سے حملہ آور ہو کر اپنے لئے کامیابی اور فتح مندی کے در کھول سکتے تھے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔

ان کی اس غلطی اور اس کوتاہی کا انہیں خمیازہ بھی خوب بھگتنا پڑا۔ جب وہ اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ مڑ کر اوغر خاں کی طرف لپکے اور چاہتے تھے کہ اپنے پورے لشکر کے ساتھ اوغر خاں پر حملہ آور ہو کر ایک طرح سے اس پر قابو پا کر اسے گھیر لیں کہ پشت کی طرف سے اس وقت تک اعظم شاہ اپنے لشکر کو استوار کر چکا تھا اور جب پشت کی طرف سے اس نے بھی جان لیوا حملے شروع کئے تب راجپوتوں کے لشکر کے اندر ایک کہرام برپا ہو گیا تھا۔

سامنے کی طرف سے تو پہلے ہی اوغر خاں ان کا قتلِ عام شروع کر چکا تھا اب

Marfat.com

پشت کی طرف سے اعظم شاہ نے بھی بڑی تیزی سے راجپوتوں کی تعداد کم کرنا شروع کر دی تھی۔

کچھ دیر تک تیزی سے صبح کی طرف بھاگتی رات میں دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکراتے رہے۔ اس ٹکراؤ میں لمحہ بہ لمحہ اوغر خاں اور اعظم شاہ کے لشکریوں کے حملوں میں تیزی اور تابناکی آتی چلی گئی تھی جبکہ راجپوتوں کے لشکر کی تعداد بڑی تیزی سے کم ہونا شروع ہو گئی تھی۔

مہارانا جے سنگھ، اس کے بھائی اور دُرگا داس اس وقت اپنے لشکر کے وسطی حصے میں تھے۔ جب انہوں نے اندازہ لگایا کہ پشت اور سامنے کی طرف سے موت بڑی تیزی سے ان کے لشکریوں کو نگلتی ہوئی لشکر کے وسطی حصے کی طرف آ رہی ہے تب انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ جنگ اگر اسی طرح جاری رہی تو بہت جلد راجپوتوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور جو بچ جائیں گے انہیں بدترین شکست کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ اس بناء پر مہارانا جے سنگھ نے لشکر کے اندر پسپائی کے بگل بجوا دیئے تھے۔ یہ بگل بجتے ہی راجپوت لشکری اپنے پیچھے ان گنت لاشیں چھوڑتے ہوئے کوہستانی سلسلے کی طرف بھاگے۔

اوغر خاں اور اعظم شاہ نے کچھ دور تک بھاگتے راجپوتوں کا تعاقب کرتے ہوئے ان کی تعداد مزید کم کی لیکن وہ ان کے پیچھے پیچھے کوہستانی سلسلے میں داخل نہ ہوئے۔ اس لئے کہ اس کوہستانی سلسلے کے اندر راجپوتوں کی بہت بڑی اور مستحکم عسکری قوت موجود تھی۔ اس بناء پر اوغر خاں اور اعظم شاہ اپنے لشکروں کو لے کر مڑے، میدانِ جنگ میں آئے۔ اتنی دیر تک مشرق کی طرف سے سفیدی نمودار ہو چکی تھی۔ اندھیرا بھاگنے لگا تھا۔ روشنی آہستہ آہستہ زمین کے سینے کو روشن کرتی جا رہی تھی۔

اوغر خاں اور اعظم شاہ نے سب سے پہلے جنگ میں زخمی ہونے والے اپنے لشکریوں کو ایک جگہ جمع کیا اور طبیب اور دوسرے لشکری بڑی تیزی سے ان کی مرہم پٹی اور تیمارداری کرنے لگے تھے۔ جبکہ اوغر خاں اور اعظم شاہ جنگ میں کام آ جانے والے اپنے لشکریوں کی تجہیز و تکفین کا اہتمام کرنے لگے تھے۔

❖

دوسری طرف مہارانا جے سنگھ، اس کے بھائی اور دُرگا داس اور دیگر راجپوت

Marfat.com

جب بچے کھچے لشکر کو لے کر کوہستانی سلسلے کے اندر اپنے مسکن میں پہنچے تو اس وقت تک مشرق کی طرف سے سورج نے ہر چیز کو روشن و منور کر دیا تھا۔ مہارانا جے سنگھ کے حکم پر لشکر کے جو زخمی میدانِ جنگ سے بچ کر آنے میں کامیاب ہوئے تھے ان کی مرہم پٹی کا سامان کیا جانے لگا۔ اس موقع پر دُرگا داس، مہارانا جے سنگھ اور اس کے بھائیوں نے سارے سالاروں کو ایک جگہ جمع کیا پھر مہارانا جے سنگھ ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''میرے عزیز ساتھیو! اس جنگ میں ہمیں خاصا بڑا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ جو لشکر ہم لے کر گئے تھے اس میں سے ہم آدھا بھی واپس لانے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ اگر ایسی صورت میں فتح مندی ہمارے قدم چومتی تو مجھے اپنے ان لشکریوں کی قربانی کا اتنا دکھ اور صدمہ نہ ہوتا لیکن اب ان حالات نے مجھے پریشان اور فکرمند کر دیا ہے۔ ہم نے اتنے لشکری بھی ضائع کر دیئے اور شکست و ناکامی بھی ہماری ہی جھولی میں پڑی۔ دراصل اس اوغر خاں نے ہمارے خلاف بڑی بھیانک چال چلی ہے۔ اس نے اپنا سفر اجمیر کے نواح سے شروع کیا۔ بڑی تیزی سے جنوب کی طرف بڑھا، کچھ دیر کے لئے سورت میں پڑاؤ کیا اس کے بعد کچھ دیر کے لئے پونا میں رکا۔ اس کے بعد زیادہ دیر اعتقاد خاں کے پاس نہیں رکا، پھر آگے بڑھا۔ اعظم شاہ کے پاس آیا۔ یہاں بھی تھوڑی دیر رک کر چلا گیا۔ اس طرح جگہ جگہ تھوڑی دیر رک کر اس نے ایک طرح سے ہمیں یہ تاثر اور بہلاوا دینے کی کوشش کی تھی کہ اس کی منزل کہیں اور ہے۔ وہ صرف جگہ جگہ بکھرے اپنے لشکریوں سے رابطہ کرنے کے لئے ادھر آیا تھا۔ لیکن یہ شخص بڑا بھیانک، بڑا کرودھی نکلا۔ یہ کہیں آس پاس قریب ہی گھات لگائے ہوئے بیٹھا تھا اور جونہی اعظم شاہ کے تیر اندازوں کی وجہ سے ہمارے لشکر کے اندر شور شرابہ اٹھا تو وہ اپنی گھات سے نکل کر ہمارے لشکر کی پشت پر حملہ آور ہو کر اپنی کامیابی اور ہماری ناکامی کو یقینی بناتا چلا گیا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مہارانا جے سنگھ جب رکا تب اس کا ایک سالار اٹھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''رانا! جس وقت آپ نے اعظم شاہ پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا تھا اور ہم سے مشورہ طلب کیا تھا اس وقت ہی میں نے اپنے اندیشوں کا اظہار کیا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اوغر خاں ہمیں دھوکے میں رکھ کر ہمیں بایاں ہاتھ دکھائے اور دایاں ہاتھ

Marfat.com

طمانچے کی صورت میں ہمارے منہ پر دے مارے اور آپ نے دیکھا اس نے ایسا ہی کیا۔ وہ یہاں سے گیا نہیں تھا، آس پاس ہی چھپا ہوا تھا۔ ہماری اس ناکامی اور ہماری اس بدبختی کی ایک وجہ ہمارے مخبروں اور طلایہ گروں کی ناکامی بھی ہے۔ انہوں نے کیوں ہمیں اطلاع نہ دی کہ اوغر خاں یہاں سے کہیں دور نہیں گیا، قریب ہی اس نے گھات لگا لی ہے اور جب ہم شب خون مارنے گئے تو وہ بھی اپنی کمین گاہ سے نکل کر ہم پر ٹوٹ پڑے گا۔"

وہ سالار جب خاموش ہوا تب توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے مہارانا جے سنگھ کہنے لگا۔

"میرے عزیز! تو ٹھیک کہتا ہے۔ اگر ہمارے مخبر ہمیں یہ اطلاع دے چکے ہوتے کہ اعظم شاہ اکیلا نہیں ہے، انہی علاقوں کے اندر اوغر خاں بھی گھات لگائے ہوئے ہے تو پھر یقیناً ہم حملہ آور ہونے کا دوسرا رخ اختیار کرتے۔ اس کوہستانی سلسلے سے نکل کر اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرتے۔ ایک حصہ میں لے کر اعظم شاہ پر حملہ آور ہو جاتا اور دوسرے حصے کی کمانداری دُرگا داس کرتے ہوئے اوغر خاں کا رخ کرتا اور جہاں اس نے گھات لگائی ہوئی تھیں وہیں اس پر حملہ آور ہو کر اس کے لشکر کو ادھیڑ کر رکھ دیتا۔ لیکن افسوس اپنے مخبروں کی ناکامی ان کی کوتاہی اور غفلت کی وجہ سے ہم ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

اب ہمیں اپنی حفاظت اور تحفظ کے لئے دو اقدامات کرنا ہوں گے۔ پہلا یہ کہ اپنے مخبروں اور طلایہ گروں کو خوب تنبیہ کر کے ان کے ذمہ یہ کام لگایا جائے کہ وہ اوغر خاں اور اعظم شاہ کی نقل و حرکت سے متعلق ہمیں پل پل کی خبریں دیتے رہیں۔ ساتھ ہی اس کوہستانی سلسلے کے اندر داخل ہونے والے دروں پر بھی کڑی نگاہ رکھیں تاکہ کوہستانی سلسلے کے اندر داخل ہو کر ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچائے۔

اس شکست کے بعد ہمیں دوسرا قدم یہ اٹھانا ہو گا کہ فی الحال بالکل خاموشی اختیار کر لی جائے اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی جائے کہ اس شکست کے بعد ہمارے لشکر کی کمر ٹوٹ گئی ہے اور وہ مغلوں کے ساتھ مزید کوئی جنگ نہیں کرنا چاہتے۔

اس خاموشی کے دوران مرہٹوں اور بیجا پور والوں سے رابطہ قائم کر کے ان سے مشورہ کیا جائے اور ایسا طریق کار اختیار کیا جائے کہ بہ یک وقت مغلوں کے لشکر پر حملہ آور ہو کر ان کے لئے کئی محاذ کھولے جائیں۔ اس طرح ان کے لشکریوں کو مختلف

Marfat.com

حصوں میں بٹنے پر مجبور کر کے انہیں کمزور کرتے ہوئے اپنے لئے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کریں۔"

مہارانا جے سنگھ اور دُرگا داس کے سالاروں نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ پھر سب حرکت میں آئے اور اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے تھے۔

❖

مہارانا جے سنگھ، اس کے بھائیوں اور دُرگا داس کو بدترین شکست دینے اور ان کے شب خون کو ناکام بنانے کے بعد اگلے روز جس وقت اوغر خاں اور اعظم شاہ دونوں اپنے زخمی ہونے والے لشکریوں کی دیکھ بھال کر رہے تھے اس موقع پر لشکر کے اندر شامل ساری عورتیں بھی بڑے خلوص کے ساتھ اس کام میں مصروف تھیں۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کی جا رہی تھی۔ کچھ کو پانی پلایا جا رہا تھا کچھ کا لباس تبدیل کیا جا رہا تھا۔ اس کام میں کشن سنگھ اور رادھیکا دونوں بہن بھائی بھی بڑی سرگرمی سے حصہ لے رہے تھے۔

ایسے میں دو گھڑ سوار پڑاؤ میں داخل ہوئے اور سیدھے ادھر گئے جہاں اوغر خاں اور اعظم شاہ اپنے سالاروں کے ساتھ کھڑے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ اس موقع پر کشن سنگھ اور رادھیکا بھی ان سے ذرا فاصلے پر ہی کام میں مصروف تھے۔ جونہی رادھیکا نے آنے والے ان گھڑ سواروں کو دیکھا تب اپنے بھائی کشن سنگھ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"بھائی! ادھر دیکھو، یہ جو دو سوار پڑاؤ میں داخل ہونے کے بعد اوغر خاں اور اعظم شاہ کی طرف جا رہے ہیں بھگوان جھوٹ نہ بلوائے شکل وصورت سے یہ دونوں مجھے مرہٹے لگتے ہیں اور اگر یہ مرہٹے ہیں تو یہ پھر بغیر کسی علت کے اس پڑاؤ میں داخل نہیں ہوئے۔ دیکھو ان کے پیچھے اور اطراف میں کچھ مسلح جوان بھی ہیں جو انہیں اپنی حفاظت میں اوغر خاں اور اعظم شاہ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ بھائی میرا دل کہتا ہے کہ یہ مرہٹے ہم دونوں بہن بھائی سے متعلق ہی کوئی پیغام لے کر آئے ہیں اگر اس موقع پر تم برا نہ مانو تو کیا ہم بھی جا کر اوغر خاں کے قریب کھڑے نہ ہوں تاکہ جانیں آنے والے یہ مرہٹے کیا پیغام لے کر آئے ہیں؟"

رادھیکا جب تک بولتی رہی کشن سنگھ مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھتا رہا۔

Marfat.com

اس نے دیکھا رادھیکا چونکہ پریشان اور فکرمند ہو رہی تھی لہٰذا سب سے پہلے اس نے رادھیکا کے شانے پر ہاتھ رکھا پھر اس کی تسلی اور تشفی کے لئے کہنے لگی۔

''میری بہن! میں دیکھتا ہوں ان دو سواروں کو دیکھ کر تیرے چہرے پر پریشانیاں اور فکرمندیاں ہجوم کر آئی ہیں۔ اس وقت تم جنگل میں نہیں دن گزار رہی ہو کہ مرہٹے تم پر وارد ہوں گے، جب چاہیں تمہیں اٹھا کر لے جائیں گے۔ میری بہن! اس وقت میں اور تم دونوں اوغر خاں کی حفاظت اور تحویل میں ہیں لہٰذا مرہٹوں کا باپ بھی ہمیں یہاں سے اٹھا کر نہیں لے جا سکتا۔ بہرحال تم پریشان اور فکرمند نہ ہو۔ چلو دونوں بہن بھائی وہیں چل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ دیکھتے ہیں آنے والے یہ مرہٹے کیا پیغام لے کر آئے ہیں۔''

کشن سنگھ کے ان الفاظ پر رادھیکا نے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا اس کے حسین اور خوبصورت چہرے پر ہلکا سا تبسم بھی نمودار ہوا تھا اس کے ساتھ ہی دونوں بہن بھائی آہستہ آہستہ ادھر چل دیئے جہاں اوغر خاں اور اعظم شاہ اپنے کچھ سالاروں کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔

اتنی دیر تک آنے والے مرہٹے بھی ان کے پاس پہنچ چکے تھے۔ کشن سنگھ اور رادھیکا بھی جا کر اوغر خاں کے قریب کھڑے ہو گئے تھے۔ دونوں مرہٹہ سوار جب اوغر خاں اور اعظم شاہ کے سامنے اپنے گھوڑوں سے اترے تو جو مسلح جوان انہیں اپنے ساتھ لے کر آئے تھے ان میں سے ایک اوغر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''امیر! یہ دو مرہٹے ہیں اپنے پیشوا شمبھو جی کی طرف سے آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے پاس آپ کے نام کوئی پیغام ہے۔ اسی بناء پر ہم انہیں آپ کے پاس لے کر آئے ہیں۔ جونہی یہ ہمارے پڑاؤ میں داخل ہوئے ہم نے انہیں اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔''

وہ مسلح جوان جب خاموش ہوا تب آنے والے ان دونوں مرہٹوں کو مخاطب کر کے اوغر خاں بول اٹھا۔

''اگر تمہارے پاس اپنے پیشوا شمبھو جی کا کوئی پیغام ہے تو کہو وہ پیغام کیا ہے؟''

اوغر خاں کے ان الفاظ کے جواب میں ان دو مرہٹوں میں سے ایک حرکت میں آیا، اپنے لباس کے اندر سے اس نے تہہ کیا ہوا ایک کاغذ نکالا اور اوغر خاں کی طرف بڑھا دیا تھا۔

Marfat.com

اوغر خاں نے تہہ کیا ہوا وہ کاغذ کھولا اور تحریر پڑھنے لگا۔ اس موقع پر کشن سنگھ اور رادھیکا دونوں بہن بھائی تجسس بھرے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ مرہٹوں کے پیشوا شمبھو جی نے جو خط اوغر خاں کے نام لکھا تھا اس کا مضمون کچھ اس طرح تھا۔

''یہ خط مرہٹوں کے پیشوا شمبھو جی کی طرف سے اورنگ زیب عالمگیر کے سالار اوغر خاں کے نام ہے۔ ہمیں خبر ہوئی ہے کہ رادھیکا نام کی ایک لڑکی اور اس کا بھائی جس کا نام کشن سنگھ ہے دونوں نے تمہارے پاس پناہ لے رکھی ہے۔ لہٰذا تمہاری سلامتی و تمہارا تحفظ اسی میں ہے کہ میرا خط ملتے ہی رادھیکا اور کشن سنگھ دونوں کی مشکیں باندھ کر اور انہیں اپنے مسلح جوانوں کی حفاظت میں میری طرف روانہ کر دو۔ اس سلسلے میں میرے دونوں قاصد ان کی رہنمائی کریں گے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو ہم تمہیں زندہ اور سلامت رہنے دیں گے اور اگر ہمارے حکم کی تعمیل نہیں کرو گے تو پھر تم جانتے ہو مرہٹے جو وعدہ کرتے ہیں وہ پورا کر کے ہی رہتے ہیں اور میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری گردن کاٹ کر رہوں گا۔''

شمبھو جی نے اپنے خط میں مزید لکھا تھا۔

''مجھے پورے حالات سے آگاہی ہوئی ہے۔ رادھیکا اور اس کے بھائی کشن سنگھ نے پہلے پونا میں مغلوں کے والی جے سنگھ کے ہاں پناہ لی تھی۔ جے سنگھ کی بیٹی شیتل چونکہ تمہیں پسند کرتی ہے جے سنگھ تمہارا متوقع سسر ہے اس بناء پر تم اس کی عزت اور تکریم کرتے ہو اور اس کے کہنے پر تم نے رادھیکا اور کشن سنگھ کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ اس سے پہلے بھی ایک قاصد جے سنگھ کی طرف گیا تھا لیکن اس نے تمہاری طاقت و قوت کے بل بوتے پر رادھیکا اور کشن سنگھ کو ہمارے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تھا اور دونوں کو تمہاری پناہ میں دے دیا تھا۔

دیکھو! ان دونوں بہن بھائی کو اپنے پاس رکھنا تمہارے

Marfat.com

لئے کسی بھی طرح سود مند نہیں ہے۔ رادھیکا کے بھائی سے متعلق تو میں کچھ نہیں کہتا لیکن رادھیکا نے نہ صرف میرے باپ شیوا جی بلکہ سارے مرہٹوں کی توہین کی تھی اور جو مرہٹوں کی توہین کرتا ہے زندہ نہیں رہتا۔ اوغر خاں! ہم نے تہیہ کر رکھا ہے کہ ہر صورت میں رادھیکا کو حاصل کریں گے اور سزا کے طور پر اسے اپنے سالار سنت کے ساتھ بیاہ کر رہیں گے۔ اس لئے کہ یہ نہ صرف میرے باپ کی خواہش بلکہ اس کا فیصلہ تھا اور اس کے فیصلے کو پورا کرنا میں اپنا فرض خیال کرتا ہوں لہٰذا تمہاری بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ میرا خط ملتے ہی رادھیکا اور اس کے بھائی کشن سنگھ کو میرے قاصدوں کی رہنمائی میں میری طرف روانہ کر دو۔"

شمبھو جی کا خط پڑھنے کے بعد اوغر خاں ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں پہلے آنے والے قاصدوں کی طرف دیکھنے لگا پھر اس نے مسکراتے ہوئے وہ خط اپنے قریب کھڑے اعظم شاہ کو تھما دیا تھا۔

اعظم شاہ نے وہ خط لے لیا۔ شمبھو جی کا وہ خط پڑھنے کے بعد اعظم شاہ برہم اور برافروختہ ہو گیا تھا۔ انتہائی غصے اور غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے دونوں قاصدوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تمہاری اور تمہارے شمبھو جی کی ایسی تیسی۔ تم لوگ اتنے بے لگام، اتنے شاہ زور تو نہیں ہو کہ جو فیصلہ کرو اسے عملی صورت بھی دیتے رہو۔ یہ خط چونکہ میرے بھائی اوغر خاں کے نام ہے لہٰذا آخری جواب یہی تمہیں دے گا۔"

اوغر خاں نے اعظم شاہ سے خط لے کر اپنے قریب ہی کھڑے کشن سنگھ کو تھما دیا تھا اور دونوں بہن بھائی وہ خط پڑھنے لگے تھے۔ اس کے ساتھ ہی اوغر خاں نے شمبھو جی کے قاصدوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"تم چونکہ قاصد ہو لہٰذا میں تم سے کچھ نہیں کہتا اگر تم دونوں قاصدوں میں سے کسی نے ہمارے لئے ایسے الفاظ استعمال کئے ہوتے تو میں ان کی ناک اور کان کاٹ کر شمبھو جی کی طرف روانہ کر دیتا۔ واپس جانا اور شمبھو جی سے جا کر کہنا۔ شمبھو جی! جو الفاظ تم نے اپنے خط میں لکھے ہیں ان کو اب تم نہیں بلکہ ہم عملی صورت دیں گے۔

Marfat.com

شمبھو جی سے جا کر کہنا کہ اب وہ بچ کر رہے، میں سارے لوگوں کے سامنے عہد کرتا ہوں بلکہ قسم کھاتا ہوں کہ اگر خداوند قدوس نے مجھے توفیق اور زندگی دی تو میں اس شمبھو جی کو گرفتار کر کے اپنے امیرِ محترم اورنگ زیب عالمگیر کی خدمت میں پیش کروں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رکا پھر انہی قاصدوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"جہاں تک رادھیکا اور اس کے بھائی کشن سنگھ کا تعلق ہے تو ان کی حیثیت اب ہمارے ہاں صرف مہمان ہی کی نہیں رہی بلکہ وہ اب ہمارے عزیز و اقارب کی صورت اختیار کر چکے ہیں اور جو کوئی اپنے عزیز و اقارب کو اس طرح دوسروں کے حوالے کرتا ہے تو ہمارے ہاں وہ بے حمیت اور بے غیرت کہلاتا ہے۔ واپس جاؤ اور شمبھو جی سے جا کر کہنا اب مجھ سے بچ کر رہے۔ اس لئے کہ میں نہ صرف اب اس کے سالار سنت کو اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا بلکہ شمبھو جی کو گرفتار کر کے اپنے امیرِ محترم کے سامنے ضرور پیش کروں گا۔ یہ میری زندگی کا عہد ہے اور اگر خداوند قدوس نے مجھے مہلت دی تو اپنے عہد کو میں خوب پورا کروں گا۔ اب تم دونوں جا سکتے ہو۔"

اس کے ساتھ ہی دونوں مرہٹے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور وہاں سے چلے گئے تھے۔

دونوں مرہٹوں کے جانے کے بعد اوغر خاں نے ایک گہری نگاہ اپنے پہلو میں کھڑے کشن سنگھ اور رادھیکا پر ڈالی اور دیکھا رادھیکا اب فکرمند اور پیلی ہو رہی تھی۔ کچھ دیر تک اس کی طرف دیکھتے ہوئے اوغر خاں مسکراتا رہا پھر اسے مخاطب کیا۔

"رادھیکا! میں دیکھتا ہوں تم پریشان اور فکرمند ہو رہی ہو۔ دیکھو کشن سنگھ کی بہن! ایسے بھونکنے والے کتے تو روز تمہیں حاصل کرنے کے لئے آتے رہیں گے۔ میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں سنت اور شمبھو جی یا ان کے لشکری تمہیں میلی آنکھ سے بھی نہ دیکھ سکیں گے اور میں تمہیں یہ بھی وعدہ دیتا ہوں کہ عنقریب میں نہ صرف سنت کا کٹا ہوا سر تیرے سامنے پیش کروں گا بلکہ شمبھو جی کو گرفتار کر کے اپنے امیرِ محترم کی طرف روانہ کروں گا اور یہ دونوں مناظر تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گی۔"

اوغر خاں جب خاموش ہوا تب اپنے خوبصورت لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے

Marfat.com

رادھیکا کہنے لگی۔

''امیر! میں اور میرا بھائی دونوں آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ ہمیں اس طرح مرہٹوں کے خلاف تحفظ اور پناہ فراہم کر رہے ہیں۔''

یہاں تک کہتے کہتے رادھیکا کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ ایک سوار اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا وہاں آیا تھا، جست لگا کر اپنے گھوڑے سے اترا۔ اوغر خاں اسے پہچان گیا۔ وہ اس کے مخبروں میں سے ایک تھا اور اسے دیکھتے ہوئے اوغر خاں مسکرانے لگا تھا۔

آنے والا سوار جب اپنے گھوڑے سے اتر کر اوغر خاں کے قریب آیا تب اوغر خاں نے اسے مخاطب کیا۔

''میرے عزیز! کیا تو ہمارے لئے کوئی اچھی خبر لے کر آیا ہے؟''

اس پر آنے والا مخبر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''امیر! یقیناً میں اچھی خبر لے کر آیا ہوں۔ شکست کھانے کے بعد جے سنگھ، دُرگا داس اور ان کے سالار کوہستانی سلسلے کے اندر جمع ہوئے اور فی الحال انہوں نے اپنی کارروائیوں کو معطل رکھنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ساتھ ہی ہمارے خلاف اب حرکت میں آنے سے پہلے وہ مرہٹوں اور بیجا پور والوں سے مشورہ کریں گے۔ پہلی مجلس میں یہی فیصلہ ہوا تھا، اس کے بعد ایک اور بہت بڑا مشورہ ہوا وہ یہ کہ دُرگا داس جو حقیقت میں مارواڑ کا رہنے والا ہے وہاں سے بھاگ کر میواڑ آیا ہوا ہے۔ وہ اپنے مسلح ساتھیوں کے ساتھ اب میواڑ سے روانہ ہو کر واپس مارواڑ کی طرف چلا گیا ہے۔ اب دیکھیں یہ دُرگا داس یہاں سے نکل کر مارواڑ میں جا کر کیا کارروائیاں کرتا ہے۔ فی الحال میواڑ میں راجپوتوں کی طرف سے کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا جائے گا۔''

آنے والے اس مخبر کی اس اطلاع پر اوغر خاں اور اعظم شاہ خوش ہو گئے تھے۔ پھر دونوں پہلے کی طرح اپنے کام میں لگ گئے تھے۔

○❖○

Marfat.com

جے سنگھ اور دُرگا داس کو شکست دینے کے بعد اوغر خاں نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اعظم شاہ کے پڑاؤ ہی میں قیام کر لیا تھا۔ ایسا اس نے احتیاط کے طور پر کیا تھا۔

چند ہفتے بعد جبکہ ایک روز اوغر خاں اور اعظم شاہ فجر کی نماز کے بعد فارغ ہوئے تھے کہ چار گھوڑ سوار ان کے قریب آ کر اپنے گھوڑوں سے اترے۔ ان کے ساتھ لشکر کے کچھ مسلح جوان بھی تھے۔ چاروں اعظم شاہ اور اوغر خاں کے قریب آئے۔ پھر ان میں سے ایک اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''امیر! ہم میرِ محترم کی طرف سے آپ کے لئے ایک انتہائی اہم پیغام لے کر آئے ہیں اور پیغام یہ ہے کہ آپ اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ یہاں سے نقل مکانی کر کے راٹھوروں کے خلاف حرکت میں آئیں۔ حالات نے ایک دم پلٹا کھایا ہے۔ دُرگا داس نام کا راجپوت جو بنیادی طور پر راٹھور کہلاتا ہے وہ مارواڑ سے نکل کر پہلے ان علاقوں میں آیا تھا لیکن یہاں شکست کھانے کے بعد وہ واپس گیا ہے اور واپس جا کر اس نے مارواڑ کے علاقوں میں تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا ہے۔ شاید ان علاقوں میں جو اسے شکست ہوئی اس کا انتقام اس نے مارواڑ میں جا کر لینا شروع کر دیا ہے۔

اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے میرِ محترم نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ اور آپ کا بھائی رن مست خاں دونوں مل کر مارواڑ کے راجپوتوں کے خلاف حرکت میں آئیں گے اور انہیں مطیع اور فرمانبردار بنا کر رہیں گے۔ میرِ محترم کی طرف سے روانہ ہونے کے بعد میں اور میرے ساتھی پہلے رن مست خاں کی طرف گئے تھے۔ اسے یہ پیغام دیا۔ اب رن مست خاں ہمارے پیچھے پیچھے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی برق رفتاری سے آپ کے پڑاؤ کا رخ کئے ہوئے ہے۔ تھوڑی دیر تک وہ بھی اپنے لشکر

Marfat.com

رادھیکا کہنے لگی۔

''امیر! میں اور میرا بھائی دونوں آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ ہمیں اس طرح مرہٹوں کے خلاف تحفظ اور پناہ فراہم کر رہے ہیں۔''

یہاں تک کہتے کہتے رادھیکا کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ ایک سوار اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا وہاں آیا تھا، جست لگا کر اپنے گھوڑے سے اترا۔ اوغر خاں اسے پہچان گیا۔ وہ اس کے مخبروں میں سے ایک تھا اور اسے دیکھتے ہوئے اوغر خاں مسکرانے لگا تھا۔

آنے والا سوار جب اپنے گھوڑے سے اتر کر اوغر خاں کے قریب آیا تب اوغر خاں نے اسے مخاطب کیا۔

''میرے عزیز! کیا تو ہمارے لئے کوئی اچھی خبر لے کر آیا ہے؟''

اس پر آنے والا مخبر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''امیر! یقیناً میں اچھی خبر لے کر آیا ہوں۔ شکست کھانے کے بعد جے سنگھ، دُرگا داس اور ان کے سالار کوہستانی سلسلے کے اندر جمع ہوئے اور فی الحال انہوں نے اپنی کارروائیوں کو معطل رکھنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ساتھ ہی ہمارے خلاف اب حرکت میں آنے سے پہلے وہ مرہٹوں اور بیجاپور والوں سے مشورہ کریں گے۔ پہلی مجلس میں یہی فیصلہ ہوا تھا، اس کے بعد ایک اور بہت بڑا مشورہ ہوا وہ یہ کہ دُرگا داس جو حقیقت میں مارواڑ کا رہنے والا ہے وہاں سے بھاگ کر میواڑ آیا ہوا ہے۔ وہ اپنے مسلح ساتھیوں کے ساتھ اب میواڑ سے روانہ ہو کر واپس مارواڑ کی طرف چلا گیا ہے۔ اب دیکھیں یہ دُرگا داس یہاں سے نکل کر مارواڑ میں جا کر کیا کارروائیاں کرتا ہے۔ فی الحال میواڑ میں راجپوتوں کی طرف سے کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا جائے گا۔''

آنے والے اس مخبر کی اس اطلاع پر اوغر خاں اور اعظم شاہ خوش ہو گئے تھے۔ پھر دونوں پہلے کی طرح اپنے کام میں لگ گئے تھے۔

○❖○

Marfat.com

جے سنگھ اور دُرگا داس کو شکست دینے کے بعد اوغر خاں نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اعظم شاہ کے پڑاؤ ہی میں قیام کر لیا تھا۔ ایسا اس نے احتیاط کے طور پر کیا تھا۔

چند ہفتے بعد جبکہ ایک روز اوغر خاں اور اعظم شاہ فجر کی نماز کے بعد فارغ ہوئے تھے کہ چار گھوڑ سوار ان کے قریب آ کر اپنے گھوڑوں سے اترے۔ ان کے ساتھ لشکر کے کچھ مسلح جوان بھی تھے۔ چاروں اعظم شاہ اور اوغر خاں کے قریب آئے۔ پھر ان میں سے ایک اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''امیر! ہم میرِ محترم کی طرف سے آپ کے لئے ایک انتہائی اہم پیغام لے کر آئے ہیں اور پیغام یہ ہے کہ آپ اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ یہاں سے نقل مکانی کر کے راٹھوروں کے خلاف حرکت میں آئیں۔ حالات نے ایک دم پلٹا کھایا ہے۔ دُرگا داس نام کا راجپوت جو بنیادی طور پر راٹھور کہلاتا ہے وہ مارواڑ سے نکل کر پہلے ان علاقوں میں آیا تھا لیکن یہاں شکست کھانے کے بعد وہ واپس گیا ہے اور واپس جا کر اس نے مارواڑ کے علاقوں میں تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا ہے۔ شاید ان علاقوں میں جو اسے شکست ہوئی اس کا انتقام اس نے مارواڑ میں جا کر لینا شروع کر دیا ہے۔

اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے میرِ محترم نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ اور آپ کا بھائی رن مست خاں دونوں مل کر مارواڑ کے راجپوتوں کے خلاف حرکت میں آئیں گے اور انہیں مطیع اور فرمانبردار بنا کر رہیں گے۔ میرِ محترم کی طرف سے روانہ ہونے کے بعد میں اور میرے ساتھی پہلے رن مست خاں کی طرف گئے تھے۔ اسے یہ پیغام دیا۔ اب رن مست خاں ہمارے پیچھے پیچھے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی برق رفتاری سے آپ کے پڑاؤ کا رخ کئے ہوئے ہے۔ تھوڑی دیر تک وہ بھی اپنے لشکر

Marfat.com

کے ساتھ یہاں پہنچ جائے گا۔ لہٰذا ہمارے پاس آپ دونوں کے لئے میرِ محترم کا یہی حکم ہے کہ آپ دونوں مارواڑ کے خلاف حرکت میں آئیں گے اور دکن کی مہموں کو فی الحال التوا میں ڈال دیا جائے گا۔ جہاں تک محترم اعظم شاہ کا تعلق ہے ان کے لئے میرِ محترم کا یہی حکم ہے کہ جس طرح ان دنوں اعتقاد خاں مرہٹوں کی نگرانی کر رہا ہے اور ان پر نگاہ رکھے ہوئے ہے اسی طرح یہ بھی میواڑ کے راجپوتوں کے خلاف جنگ کو التوا میں ڈالتے ہوئے پیچھے ہٹ جائیں گے اور صرف ان پر نگاہ رکھیں گے۔ میرِ محترم نے دلیر خاں کے لئے بھی ایسے ہی احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ فی الحال وہ بھی بیجا پور والوں کے خلاف اپنی مہم کو التوا میں ڈال دے۔ ان دنوں میرِ محترم اپنی ساری توجہ مارواڑ کے راجپوتوں پر رکھنا چاہتے ہیں اس لئے کہ مارواڑ کے راجپوتوں نے ایک بہت بڑا لشکر جمع کر لیا ہے جس کے ساتھ وہ جگہ جگہ تباہی و بربادی اور لوٹ مار کا کھیل کھیل رہے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر جب خاموش ہو گیا تب اوغر خاں اعظم شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اعظم شاہ میرے بھائی! میرے اور تمہارے دونوں لشکریوں نے ابھی کھانا کھانا ہے۔ میں حکم جاری کرنے لگا ہوں کہ میرے لشکری فوراً کھانا کھانے کے بعد اپنا پڑاؤ یہاں سے اٹھا کر کوچ کرنے کی تیاری کر لیں۔ اس کے ساتھ ہی میں......''

اوغر خاں اپنی بات مکمل نہ کر سکا اس لئے کہ اعظم شاہ مسکراتے ہوئے بول اٹھا۔

''میرے بھائی! یہ بھی حکم جاری کرو کہ رن مست خاں کے لشکریوں کے لئے بھی کھانا تیار کیا جائے۔ میرا اندازہ ہے کہ انہوں نے بھی صبح کا کھانا کھانا ہو گا۔''

اعظم شاہ کے خاموش ہونے پر اوغر خاں نے آنے والے مخبروں کی طرف دیکھتے ہوئے جب کچھ کہنا چاہا تو اس سے پہلے ہی ایک مخبر بول اٹھا۔

''محترم اعظم شاہ کا کہنا درست ہے۔ رن مست خاں کے لشکر نے ابھی تک صبح کا کھانا نہیں کھایا۔''

ان الفاظ کے جواب میں اوغر خاں نے اپنے ان ساتھیوں کی طرف دیکھا جو ان مخبروں کو لے کر آئے تھے پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''واپس جا کر رن مست خاں کے لشکر کے لئے بھی کھانا تیار کرنے کا حکم دو اور

Marfat.com

ساتھ ہی میرے لشکریوں کو یہ بھی سنا دو کہ کھانا کھانے کے بعد یہاں سے کوچ کیا جائے گا اس لئے اپنے خیمے اکھیڑ کر اپنی تیاری مکمل کر لیں۔''

اوغر خاں کے ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ مسلح جوان پیچھے ہٹ گئے تھے۔ اس موقع پر اوغر خاں نے آنے والے مخبروں کو مخاطب کیا۔

''تم بھی میرے ان ساتھیوں کے ساتھ جاؤ۔ کچھ دیر آرام کر لو، کھانا بھی کھاؤ، اس کے بعد یہاں سے کوچ کرتے ہیں۔''

لہٰذا وہ مخبر بھی وہاں سے ہٹ گئے تھے۔

کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ رن مست اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ وہاں آن پہنچا تھا۔ اوغر خاں اور اعظم شاہ جہاں کھڑے ہوئے تھے اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا رن مست وہیں آیا تھا۔ گھوڑے سے اترا، مسکراتا ہوا دونوں کی طرف بڑھا۔ باری باری دونوں اس سے گلے ملے۔ اس موقع پر اعظم شاہ رن مست کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''رن مست میرے عزیز بھائی! سب سے پہلے میں تمہیں تمہاری منگنی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ساتھ ہی شیوا جی کو ٹھکانے لگانے کے لئے بھی تم مبارکباد لینے کے لائق اور قابل ہو۔''

جواب میں رن مست خاں نے اعظم کا شکریہ ادا کیا پھر اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''بھائی! میرے خیال میں جو احکامات مجھے میرِ محترم کی طرف سے ملے ہیں وہ آپ کو بھی اب تک مل چکے ہوں گے۔ اس لئے کہ وہی قاصد میرے لشکر کے آگے آگے آپ کے پڑاؤ کی طرف بھی آئے ہیں۔ اب آپ کا کیا لائحہ عمل ہے؟''

جواب میں بڑے پیارے انداز میں آگے بڑھ کر اوغر خاں نے پہلے رن مست خاں کا شانہ تھپتھپایا پھر کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائی! اگر تم اور تمہارے لشکری تھکاوٹ محسوس نہیں کر رہے تو میں آنے والی شب کو یہاں سے کوچ کرنا پسند کروں گا۔ جو مخبر پیغام لے کر آئے ہیں وہی ان علاقوں تک ہماری رہنمائی کریں گے جہاں ہم نے اپنی کارروائیوں کی ابتدا کرنی ہے۔''

اوغر خاں کے خاموش ہونے پر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے رن مست

Marfat.com

خاں کہنے لگا۔

''آپ میری اور میرے لشکریوں کی تھکاوٹ کا بالکل کوئی خیال نہ کریں۔ آپ یوں جانیں ہم بالکل تازہ دم ہیں۔ بہرحال آنے والی شب کو یہاں سے کوچ کریں گے۔''

اس کے ساتھ ہی تینوں آگے بڑھے، رن مست خاں کے لشکریوں کا پڑاؤ قائم کیا۔ لشکریوں کو آرام کرنے کا حکم دیا ساتھ ہی ان کے لئے کھانا بھی تیار کیا جانے لگا تھا۔

اس طرح رن مست نے آنے والی شب تک وہاں قیام کیا پھر اوغر خاں اور رن مست خاں دونوں اپنے اپنے لشکر کو لے کر آنے والے قاصدوں کی رہنمائی میں اپنی نئی مہم کا رخ کر رہے تھے۔ کشن سنگھ اور رادھیکا دونوں بہن بھائی بھی ان کے ساتھ تھے اور اوغر خاں نے ان دونوں بہن بھائی کا تعارف رن مست خاں سے بھی کرا دیا تھا۔

جہاں تک مارواڑ کے راجپوتوں کا تعلق تھا تو یہ لوگ اکثر و بیشتر مختلف حکمرانوں کے دور میں صحراؤں اور کوہستانی سلسلوں پر قبضہ کرتے رہے۔ کبھی کبھی وہ میدانی علاقوں پر بھی حملہ آور ہو کر قافلوں کو لوٹ لیتے۔ گاہے بگاہے اپنی قوت میں اضافہ کرتے۔ مغل چوکیوں پر بھی قبضہ کر لیتے اور آس پاس کے علاقوں میں لوٹ مار کرتے رہتے۔ راجپوتوں نے اپنا یہ سلسلہ مختلف حکمرانوں کے دور میں جاری رکھا۔ اکثر و بیشتر ان کی اس لوٹ مار کی وجہ سے بدامنی کے باعث فصلوں کی حالت تباہ ہو جاتی اور شدید قحط پڑ جاتا تھا۔

اب جس وقت اوغر خاں اور اعظم شاہ دونوں نے مل کر میواڑ میں راجپوتوں کو شکست دی اور درگا داس اپنے علاقے مارواڑ کی طرف چلا گیا تب ایک بار پھر اس کی سرکردگی میں راجپوتوں نے متحد ہو کر اپنی کارروائیوں کی ابتدا کرنے کی کوششیں شروع کر دی تھیں۔

ان دنوں راجپوتوں کے قریب مغلوں کا بڑا شہر جودھ پور تھا۔ جودھ پور میں اورنگ زیب عالمگیر کی طرف سے شجاعت خان حاکم تھا اور یہ شخص نہایت دلیر اور جنگ کا وسیع تجربہ رکھنے والا تھا۔ راجپوت ابھی اپنے لشکر کو متحد کر کے شجاعت خاں

Marfat.com

کے خلاف کارروائیوں کی ابتداء ہی کرنے والے تھے کہ انہیں خبر ہوئی کہ اوغر خاں اور رن مست خاں بڑی برق رفتاری سے اپنے حصے کے لشکریوں کے ساتھ جودھ پور کا رخ کر رہے ہیں۔ تب انہوں نے شجاعت خاں کے خلاف اپنی کارروائیوں کی ابتدا روک دی۔

دوسری طرف منزل پر منزل مارتے ہوئے اوغر خاں اور رن مست خاں دونوں بھائی جودھ پور پہنچ گئے۔ شجاعت خان نے بہترین انداز میں ان کا استقبال کیا۔ دُرگا داس اور راجپوتوں کے دوسرے سالار اجیت سنگھ نے جب دیکھا کہ شجاعت خاں کے پاس اوغر خاں اور رن مست خاں بھی پہنچ گئے ہیں تب انہیں اپنی جانوں کا خطرہ لاحق ہو گیا۔ ان علاقوں میں شجاعت خان پہلے ہی ان کے لئے وبالِ جان بنا ہوا تھا اور اب اوغر خاں اور رن مست خاں کے آ جانے کے باعث راجپوتوں کی ہوا نکل کر رہ گئی تھی۔ لہٰذا آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد راجپوتوں نے اس سلسلے میں شجاعت خاں سے مشورہ کیا اور انہوں نے شجاعت خاں کے ساتھ معاہدہ کر لیا اور ضمانت دی کہ ان علاقوں میں امن و امان سے رہیں گے۔ شجاعت خاں نے ان سے یہ بھی وعدہ لیا ہ اگر راجپوت تاجروں اور تجارتی کارروانوں کو لوٹنا بند کر دیں، بغاوت اور سرکشی سے ہاتھ کھینچ لیں تو ان علاقوں میں جو تجارت پر محصول عائد ہے اس کا چوتھائی حصہ راجپوتوں کو ملتا رہے گا۔

دُرگا داس اور اس کا نائب اجیت سنگھ اس معاہدے پر مطمئن ہو گئے اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ اگر انہوں نے اس معاہدے کو ماننے سے انکار کر دیا تو شجاعت خاں اوغر خاں، رن مست خاں کے ساتھ ان کے خلاف حرکت میں آئے گا اور مارواڑ کے پورے علاقے میں انہیں کہیں بھی سر چھپانے اور پاؤں جمانے کی مہلت نہ دے گا۔ اس بناء پر وقتی طور پر شجاعت خاں، اوغر خاں اور رن مست خاں کے سامنے راجپوت دب سے گئے تھے۔

راجپوتوں کے صلح کرنے اور اطاعت اختیار کرنے کے بعد بھی اوغر خاں اور رن مست خاں نے چند دن تک جودھ پور میں احتیاطاً قیام کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ حالات اب معمول پر آ گئے ہیں اور راجپوت کوئی نئی شرارت کھڑی نہیں کریں گے تب وہ جودھ پور سے کوچ کر گئے تھے۔ رن مست خاں تو پہلے کی طرح بیجا پور کے محاذ پر دلیر خاں کی طرف چلا گیا تھا جبکہ اوغر خاں نے اعتقاد خاں کا رخ کیا تھا اس

Marfat.com

لئے کہ میواڑ کے راجپوتوں کو کمزور کرنے اور ان پر کڑی ضرب لگانے کے بعد پہلے سے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق اب وہ اعتقاد خاں کے ساتھ مرہٹوں کے خلاف حرکت میں آنے کا منصوبہ بنا چکا تھا۔

❖

اوغر خاں جب اعتقاد خاں کے پڑاؤ میں پہنچا تو اعتقاد خاں نے پہلے کی طرح اس کا شاندار استقبال کیا۔ اسے چونکہ اوغر خاں اور اس کے لشکریوں کے آنے کی اطلاع ہو چکی تھی لہٰذا ان کی آمد سے پہلے ہی ان کے کھانے کا اہتمام کر رکھا تھا۔ اپنے لشکر کے ایک پہلو میں اوغر خاں کے لشکریوں کے لئے خیمے نصب کرا دیئے گئے تھے۔ اس کے بعد جب اعتقاد خاں اوغر خاں کو اپنے خیمے میں لے گیا تب ایک نشست پر بیٹھتے ہوئے اوغر خاں انتہائی عاجزی اور انکساری میں اعتقاد خاں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے محترم بھائی! جودھ پور سے آپ کی طرف آتے ہوئے میں نے آپ کی اجازت کے بغیر ایک قدم اٹھایا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ میرے اس عمل سے اتفاق کریں گے اور آپ سے پوچھے بغیر جو میں نے کارروائی کی ہے اس سلسلے میں مجھ سے ناراض بھی نہیں ہوں گے۔''

اوغر خاں کی اس گفتگو سے اعتقاد خاں بڑا متاثر ہوا تھا۔ بیٹھے ہی بیٹھے اس نے ہاتھ بڑھا کر اوغر خاں کو اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر کہنے لگا۔

''اوغر خاں! صرف مجھے ہی تمہاری صلاحیتوں پر اعتماد اور بھروسہ نہیں بلکہ میرے محترم بھی تمہاری کامیاب جنگی کارروائیوں کے معترف ہیں۔ میرے بھائی! جو گفتگو تم نے ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھ سے کی ہے ایسی گفتگو مجھ سے نہ کیا کرو۔ تمہاری حیثیت میرے ہاں ایک کامیاب اور انتہا درجہ کے جرأت مند بھائی کی سی ہے۔ میں جانتا ہوں جو بھی قدم تم اٹھاؤ گے وہ نہ صرف اپنی سلطنت کے لئے سود مند ہو گا بلکہ اس میں ہمارے حملہ آور ہونے میں بھی بہتری ہی کا پہلو نکلے گا۔ اب بتاؤ میرے بھائی! میری طرف آتے ہوئے تم نے کون سا قدم اٹھایا ہے جس کے لئے تمہیں میری خفگی اور ناراضگی کا خطرہ لاحق ہو چکا ہے؟''

جواب میں اوغر خاں مسکرایا، گلا صاف کیا پھر کہنے لگا۔

''بھائی! ان مرہٹوں نے بہت من مانی کر لی ہے۔ ہمارے لئے جو جنگ کے

Marfat.com

دوسرے محاذ کھلتے رہے ہیں تو انہوں نے یہی اندازہ لگا لیا ہے کہ شاید ہم ان کے خلاف حرکت میں آئیں گے یا ان کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے ہم کسی طرح کا دباؤ یا خوف محسوس کر رہے ہیں لیکن میں ان کے یہ سارے وہم نکال دینا چاہتا ہوں۔ میرِ محترم نے پہلے ہی حکم جاری کر دیا ہے کہ میواڑ کے راجپوتوں پر ضرب لگانے اور انہیں مطیع بنانے کے بعد ہمیں مرہٹوں کی طرف متوجہ ہونا ہوگا۔

اعتقاد خاں میرے بھائی! مجھے امید ہے کہ کچھ عرصہ تک میواڑ کے راجپوت ہمارے خلاف کارروائیوں کی ابتدا کرنے کے قابل نہیں رہیں گے۔ ویسے بھی انہوں نے مل کر جو فیصلہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ فی الحال وہ خاموشی اختیار کیے رکھیں گے اور آئندہ جو بھی قدم اٹھائیں گے وہ بیجاپور والوں اور مرہٹوں سے مشورہ کرنے کے بعد اٹھائیں گے۔ میرے خیال میں اس موقع پر اگر ہم مرہٹوں کے خلاف کارروائیاں شروع کر دیں اور کچھ معرکوں میں مرہٹوں کو شکست دے کر اپنے سامنے دبنے پر مجبور کر دیں تو یہ راجپوت خود ہی جھاگ کی طرح بیٹھ کر خاموش ہو جائیں گے۔

میرے محترم بھائی! جودھ پور سے تمہاری طرف آتے ہوئے راستے میں، میں نے اپنے کچھ مخبر مرہٹوں کے علاقوں کی طرف پھیلا دیئے ہیں۔ ان کے ذمے میں نے یہ کام لگایا ہے کہ مرہٹوں نے جو اپنے لشکر کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے مختلف علاقوں میں کارروائیاں شروع کی ہیں وہ سب ان پر نگاہ رکھیں، پھر ان کی باقاعدہ اطلاع مجھے دیں اور ان اطلاعات کی روشنی میں ہم فیصلہ کریں گے کہ ہمیں مرہٹوں پر ضرب لگانے کے لئے پہلے کس جگہ اور ان کے کس سالار کا انتخاب کرنا چاہئے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں جب خاموش ہوا تب مسکراتے ہوئے اعتقاد خاں بول اٹھا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ یہی وہ غلطی ہے جو تم نے کی اور جس کی وجہ سے تم میرے ساتھ بڑی عاجزی اور انکساری میں گفتگو کر رہے تھے۔ میرے عزیز بھائی! قسم اللہ پاک کی جو قدم تم نے اٹھایا ہے وہ میری خواہش و میرے ارادوں کے عین مطابق ہے۔ اگر راستے میں تم اپنے مخبروں کو مرہٹوں کی طرف نہ بھجواتے تو تمہاری آمد کے تھوڑی دیر بعد یہی کام میں کر گزرتا اس لئے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ مرہٹوں کے خلاف فیصلہ کن کارروائی کی جائے اور ان پر ثابت کیا جائے کہ ہم ان کی طرف سے غافل نہیں ہیں۔ ان کی کارروائیاں جو ان دنوں جاری ہیں ہماری نگاہوں میں ہیں۔

Marfat.com

ہم بیدار ہیں اور ان کے خلاف کامیابی کے ساتھ کارروائیاں کرنے کے قابل بھی ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اعتقاد رُکا پھر گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ مزید کہہ رہا تھا۔

''اوغر خاں! یقین جانو میں یہاں پتھر کی طرح ایک عرصے سے پڑاؤ کئے ہوئے ہوں۔ بالکل جامد اور ساکت دن گزار رہا ہوں۔ ایسے دن گزارنا ایک سالار کے لئے انتہا درجہ کے دشوار ہو جاتے ہیں۔ اب تمہارے آنے سے مجھے ایک طرح کا سکون ہوا ہے کہ تم اردگرد کی مہموں سے فارغ ہونے کے بعد اب میرے پاس آئے ہو۔ اب دونوں مل کر مرہٹوں کے خلاف کارروائیاں کریں گے۔ میرے بھائی! جو مخبر تم نے روانہ کئے ہیں جونہی ہمیں وہ مرہٹوں کے خلاف کوئی اطلاع دیتے ہیں تو ہم مرہٹوں کے خلاف اپنی کارروائیوں کی ابتدا کریں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اعتقاد خاں رکا، کچھ سوچا پھر دوبارہ وہ اوغر خاں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''میرے عزیز بھائی! چند دن پہلے کچھ مخبر دہلی سے ان علاقوں کی طرف آئے تھے اور ان کے ذریعے پتہ چلا تھا کہ میرِ محترم عنقریب خود بھی دکن کی طرف تشریف لانا چاہتے ہیں اور اپنے ساتھ ایک لشکر بھی لے کر آئیں گے۔ ان مخبروں نے یہ بھی انکشاف کیا تھا کہ میرِ محترم نے اپنے بیٹے معظم علی کو بھی اپنے پاس روک رکھا ہے اور معظم علی کو بھی وہ اپنے ساتھ دکن کی طرف لے کر آئیں گے۔ ان مخبروں کا کہنا تھا کہ میرِ محترم اپنے بڑے اور باغی بیٹے اکبر کی طرف سے بڑے فکرمند ہیں کہ اس نے حماقت سے کام لیتے ہوئے بغاوت کھڑی کر کے ان کے اعتماد اور ان کی شفقت کو دھچکا پہنچایا ہے اور اب وہ شمبھو جی کے ساتھ مل کر اس اعتماد کو مزید خراب کرنے پر تُلا ہوا ہے۔ ان مخبروں کا کہنا تھا کہ اب میرِ محترم زیادہ دیر تک اکبر اور شمبھو جی کو برداشت نہیں کریں گے۔ اسی بناء پر وہ خود ان علاقوں میں تشریف لائیں گے اور مرہٹوں کے علاوہ بیجاپور اور اگر ہو سکا تو راجپوتوں کے خلاف بھی کھل کر اپنی نگرانی میں کارروائی کی ابتدا کر دیں گے۔''

جب اعتقاد خاں رکا تب اس کی طرف بڑے غور سے دیکھتے ہوئے اوغر خاں کہنے لگا۔

Marfat.com

''میرے بھائی! مجھے تو اس اطلاع کی خبر نہیں ہے۔ تم جانتے ہو میں صرف یہاں سے سیدھا رن مست کے ساتھ جودھ پور گیا تھا اور وہاں سے لوٹ آیا ہوں۔ ایک طرح سے ہمارا آنا جانا ہی ہوا۔ راجپوتوں نے کوئی کارروائی نہیں کی بلکہ جب میں اور رن مست وہاں پہنچے اور انہوں نے دیکھا شجاعت خاں کی قوت میں اضافہ ہوا ہے تو وہ صلح پر آمادہ ہو گئے لہٰذا ہم لوٹ آئے۔''

اس کے ساتھ ہی اعتقاد خاں، اوغر خاں کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہوا۔ جواب میں اوغر خاں بھی کھڑا ہو گیا تھا۔ پھر اعتقاد خاں کہنے لگا۔

''میرے بھائی آؤ تمہارے پڑاؤ کا جائزہ لیتے ہیں۔ کھانا بھی دونوں بھائی وہیں بیٹھ کر کھالیں گے۔''

اوغر خاں نے اعتقاد خاں کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ پھر دونوں خیمے سے نکل گئے تھے۔

❖

اوغر خاں ایک روز اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ خیمے کے دروازے پر کشن سنگھ اور رادھیکا دونوں بہن بھائی نمودار ہوئے۔ اوغر خاں نے ابھی ان دونوں بہن بھائی کو دیکھا نہ تھا۔ یہاں تک کہ رادھیکا کی کھنکتی شیریں نقرئی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

''کیا ہم اندر آسکتے ہیں؟''

اوغر خاں نے چونک کر ان دونوں بہن بھائی کی طرف دیکھا، اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''یہ کس نے تم دونوں بہن بھائی سے کہہ دیا کہ تم دونوں میرے خیمے میں نہیں آ سکتے ہو؟ اور جب آنا چاہو تو اس طرح دروازے پر کھڑے ہو کر تمہیں اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اندر آؤ۔''

جواب میں کشن سنگھ اور رادھیکا دونوں بہن بھائی مسکراتے ہوئے آگے بڑھے۔ اوغر خاں نے ہاتھ کے اشارے سے جب انہیں بیٹھنے کے لئے کہا تب وہ خود بھی بیٹھ گیا اور وہ دونوں بہن بھائی بھی بیٹھ گئے۔ پھر گفتگو کا آغاز رادھیکا نے کیا۔ کہنے لگی۔

''امیر! ہم نے آپ کے خیمے کے دروازے پر کھڑے ہو کر اندر آنے کی اجازت اس لئے طلب کی ہے کہ آپ بھی جب ہمارے خیمے میں ہم سے ملنے کے

Marfat.com

لئے جاتے ہیں تو دروازے پر کھڑے ہو کر یہی جملہ ادا کرتے ہیں۔“
اس موقع پر اوغر خاں نے غور سے رادھیکا کی طرف دیکھا، کہنے لگی۔
”رادھیکا! میرے اور تم دونوں کے آنے میں بڑا فرق ہے۔ ہمارے ہاں عورت کا ایک اعلیٰ مقام اور اس کا بڑا بلند اور ارفع درجہ ہے۔ لہٰذا جب ہم کسی ایسی جگہ پر جاتے ہیں جہاں عورت کا قیام ہو تو اجازت لئے بغیر اندر داخل نہیں ہوتے۔ جہاں تک میرے خیمے کا تعلق ہے تو تم دونوں بہن بھائی بے دھڑک آ سکتے ہو۔“
اوغر خاں جب رکا تب اس بار کشن سنگھ نے اسے مخاطب کیا۔
”امیر! ہم دونوں بہن بھائی دو موضوعات پر آپ سے گفتگو کرنے کے لئے آئے ہیں اور یہ بھی امید رکھتے ہیں کہ جو کچھ ہم کہیں گے آپ مان جائیں گے۔ ہماری پہلی گزارش تو یہ ہے کہ آپ کے لشکر میں شامل ہونے کے بعد اب تک ہم دونوں بہن بھائی ایک جامد اور ساکت سی زندگی بسر کرتے رہے ہیں۔ مختلف جنگوں کے دوران ہم نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ آپ کے لشکر میں جو عورتیں ہوتی ہیں وہ بھی کوئی نہ کوئی کام ضرور کرتی ہیں جس میں مجموعی طور پر لشکر کی فلاح شامل ہو۔ صرف ہم دو بہن بھائی ایسے ہیں جو نکموں کی طرح کچھ نہیں کرتے۔ لہٰذا ہم دونوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آج کے بعد آپ کے دوسرے لشکریوں کی طرح ہم بھی جنگوں میں حصہ لیا کریں گے۔“
یہاں تک کہنے کے بعد کشن سنگھ رکا، لمحہ بھر کے لئے اپنی بہن رادھیکا کی طرف دیکھا، اس کے بعد اوغر خاں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔
”امیر! جہاں تک میرا اور میری بہن کا تعلق ہے تو ہم اچھے تیغ زن ہیں بلکہ میں یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ رادھیکا مجھ سے کہیں زیادہ بہتر تیغ زن اور ماہر تیر انداز ہے۔ آپ جانتے ہوں گے کہ ہم دونوں بہن بھائی اپنے ماتا پتا کے ساتھ بڑی پُرسکون زندگی بسر کر رہے تھے۔ ہماری قلعہ نما حویلی تھی جس کے اندر ہمارے ان گنت ملازم کام کرتے تھے اور ہماری قلعہ نما حویلی کے اطراف میں میلوں تک پھیلی ہوئی زمین ہماری جاگیر تھی جو نسل در نسل ہمارے پاس رہی تھی۔ لیکن برا ہو ان مرہٹوں کا کہ انہوں نے ہماری پُرسکون زندگی میں ہلچل مچا کر رکھ دی حالانکہ ہم نے کوئی جرم، کوئی قصور نہیں کیا تھا۔ جرم صرف اتنا تھا کہ میری بہن رادھیکا انتہا درجہ کی خوبصورت ہے اور اس کی خوبصورتی ہی مرہٹوں کی نگاہوں میں کھٹک گئی اور وہ ہمارے

Marfat.com

لئے وبالِ جان بن کر اٹھ کھڑے ہوئے“

کشن سنگھ رکا، ایک نگاہ اپنے قریب بیٹھی اداس اور افسردہ رادھیکا پر ڈالی پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

”امیر! آج خیمے میں بیٹھے بیٹھے رادھیکا اچانک رونے لگ گئی۔ میں نے اسے تسلی و تشفی دی اور اس سے رونے کی وجہ پوچھی تو یہ کہنے لگی کہ ہماری ہنستی بستی حویلی کا نہ جانے اب مرہٹوں نے کیا حشر کیا ہو گا؟ ہمارے ماتا پتا مارے گئے۔ وہ لوگ جو ہمارے ہاں ملازمت کرتے تھے ان کا نہ جانے کیا بنا ہو گا؟ کہاں کہاں دھکے کھاتے پھر رہے ہوں گے۔ اور پھر ہماری حویلی کے اطراف میں وہ علاقہ جو ہماری جاگیر تھا اس پر نہ جانے کس نے قبضہ کر لیا ہو گا؟ بہرحال میں نے اسے تسلی و تشفی دی کہ ہم دونوں بہن بھائی کی جانیں محفوظ رہنی چاہئیں۔ جہاں تک مال و دولت کا تعلق ہے تو آنی جانی چیز ہے۔ کبھی ایک ہاتھ میں کبھی دوسرے ہاتھ میں چلی جاتی ہے۔ لہٰذا ہم دونوں بہن بھائی نے جو فیصلہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ آج کے بعد ہم آپ کے لشکر میں رہتے ہوئے باقاعدہ جنگوں میں حصہ لیا کریں گے اور مجھے امید ہے کہ اس سلسلے میں آپ ہم دونوں بہن بھائی کو نہ روکیں گے نہ منع کریں گے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد کشن سنگھ جب رکا تب مسکراتے ہوئے اوغر خاں بول اٹھا۔

”تم دو باتیں کہنے کے لئے آئے تھے۔ ایک بات کہہ چکے ہو، دوسری بات بھی کہہ لو پھر میں تمہیں جواب دوں گا۔“

اس موقع پر رادھیکا بڑے غور سے اوغر خاں کی طرف دیکھنے لگی تھی یہاں تک کہ کشن سنگھ نے پھر کہنا شروع کیا۔

”دوسری بات انتہائی اہم ہے اور ہم دونوں بہن بھائی اتنے دن گزر جانے کے باوجود بھی اس موضوع پر آپ سے گفتگو نہ کر سکے۔ دراصل ہم دونوں بہن بھائی شرمندہ تھے۔ امیر! جب میری بہن نے اپنے کھانے کے لئے علیحدہ برتنوں کا مطالبہ کیا تھا تو میرے اور میری بہن کے درمیان گفتگو ہوئی تھی اس گفتگو کے فوراً بعد آپ خیمے میں داخل ہوئے تھے اور ہم دونوں بہن بھائی کا یہ اندازہ تھا کہ ہماری وہ گفتگو آپ نے سن لی تھی.....“

کشن سنگھ اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکا اس لئے کہ اوغر خاں نے ہاتھ بڑھا کر

Marfat.com

اس کے منہ پر رکھ دیا تھا، کہنے لگا۔

"کشن سنگھ! جتنا کہہ چکے اتنا کافی ہے۔ اس سے آگے کچھ مت کہنا۔ خیمے میں رادھیکا نے اس وقت جو گفتگو کی تھی ویسی گفتگو کرنا اس کا حق بنتا تھا۔ اپنے جذبات کا اظہار کرنے سے اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ دیکھو ہر کوئی اپنے دین دھرم کی حدود میں رہ کر کام کرنا پسند کرتا ہے۔ یقین جاننا جو گفتگو اس دن تمہاری بہن رادھیکا نے کی تھی میں نے اس کا بالکل برا نہیں مانا لہٰذا اس موضوع پر اب تم گفتگو نہ کرنا۔ میں اس موضوع کو بھول چکا ہوں اور اس سلسلے میں، میں تم دونوں بہن بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے تم سے کوئی اس سلسلے میں شکوہ ہے نہ شکایت۔

جہاں تک لشکر میں رہتے ہوئے تم دونوں بہن بھائیوں کا جنگوں میں حصہ لینے کا تعلق ہے تو میں نے تم دونوں بہن بھائی کو اپنے لشکر میں اس لئے شامل نہیں کیا کہ تم میرے پڑاؤ میں رہتے ہوئے جنگوں میں حصہ لو۔ میں نے تو تمہیں تحفظ دے رکھا ہے، تم میری پناہ میں ہو۔ لہٰذا میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ تم دونوں بہن بھائی......"

اس سے آگے اوغر خان کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ رادھیکا بول اٹھی تھی۔

"امیر! اب تک میرا بھائی بولتا رہا ہے، مجھے اس نے بولنے کا موقع نہیں دیا۔ سب سے پہلے تو میں آپ کی انتہا درجہ کی ممنون اور شکر گزار ہوں کہ خیمے میں جو گفتگو میرے اور میرے بھائی کے درمیان ہوئی تھی اس کا آپ نے برا نہیں مانا۔ دوسری یہ بات کہ میں آپ سے گزارش کروں گی کہ آپ ہمیں جنگوں میں حصہ لینے سے نہ روکئے گا۔ میں جانوں گی یہ آپ کا ہم پر احسان ہو گا۔"

جواب میں اوغر خاں مسکرایا اور کہنے لگا۔

"اگر تم دونوں بہن بھائی ایسا کرنا چاہتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اس لئے کہ......"

یہاں تک کہتے کہتے اوغر خاں رک گیا اس لئے کہ اس کا ایک چھوٹا سالار خیمے کے دروازے پر نمودار ہوا تھا اور اوغر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا تھا۔

"امیر! آپ نے جو مخبر مرہٹوں پر نگاہ رکھنے کے لئے روانہ کئے تھے ان میں سے کچھ لوٹ کر آئے ہیں اور وہ مرہٹوں سے متعلق کچھ خبریں آپ سے کہنا چاہتے ہیں۔"

اپنے اس چھوٹے سالار کے ان الفاظ پر جست لگانے کے انداز میں اوغر خاں

Marfat.com

اٹھ کھڑا ہوا پھر کہنے لگا۔

''انہیں لے کر اعتقاد خاں کے خیمے کی طرف چلو میں بھی ادھر آ رہا ہوں۔ میں اعتقاد خاں کے سامنے ان سے گفتگو کرنا پسند کروں گا۔''

اس کے ساتھ ہی وہ سالار وہاں سے ہٹ گیا تھا۔ کھڑے کھڑے اوغر خاں نے کشن سنگھ اور رادھیکا کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''تم دونوں بہن بھائی اپنے خیمے میں جا کر آرام کرو۔ میں نے اپنے کچھ مخبر مرہٹوں پر نگاہ رکھنے کے لئے مقرر کئے تھے، وہ لوٹ آئے ہیں۔ اب دیکھتا ہوں وہ کیا خبریں دیتے ہیں۔ ان خبروں کی روشنی میں ہی میں اب اعتقاد خاں کے ساتھ مل کر مرہٹوں کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔''

اوغر خاں سے یہ الفاظ سن کر کشن سنگھ اور رادھیکا دونوں خوش ہو گئے تھے۔ رادھیکا فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ کشن سنگھ بھی کھڑا ہو گیا۔ پھر اوغر خاں کو مخاطب کرتے ہوئے رادھیکا کہنے لگی۔

''امیر! کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ کے وہ مخبر جو خبریں لے کر آئے ہیں ہم بھی ان سے آگاہ ہو سکیں؟''

اوغر خاں مسکرایا اور کہنے لگا۔

''پہلے مجھے ان سے گفتگو کر لینے دو۔ ان کی فراہم کردہ اطلاعات کی روشنی میں جو فیصلہ کیا جائے گا میں تم دونوں بہن بھائی کو اس سے آگاہ کر دوں گا۔ ویسے میں احتیاطاً تم سے کہتا ہوں تم دونوں بہن بھائی کوچ کے لئے تیار رہنا۔ اگر وہ اچھی خبریں لے کر آئے ہیں تو میں مرہٹوں کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے دیر نہیں کروں گا اور فوراً یہاں سے کوچ کرتے ہوئے ان کے تعاقب میں لگوں گا۔''

اس کے ساتھ ہی اوغر خاں اپنے خیمے سے نکل کر اعتقاد خاں کے خیمے کی طرف ہو لیا تھا۔ کشن سنگھ اور رادھیکا بھی اپنے خیمے کی طرف چلے گئے تھے۔

اوغر خاں جب اعتقاد خاں کے خیمے میں داخل ہوا تو اعتقاد خاں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا پھر اوغر خاں کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مخبر بھی خیمے میں داخل ہوئے۔ اوغر خاں نے پہلے انہیں اپنے سامنے بیٹھنے کے لئے کہا پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائیو! اب یہ بتاؤ کہ تم مرہٹوں کے خلاف ہمارے لئے کیا

Marfat.com

اطلاعات لے کر آئے ہو؟''

اس پر آنے والے ان مخبروں میں سے ایک اوغر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''امیر! فی الحال میں اور میرے یہ دو ساتھی واپس آئے ہیں۔ ہمارے باقی ساتھی ابھی تک مرہٹوں کے اطراف میں سرگرداں ہیں اور ان سے متعلق اطلاعات حاصل کرنے میں مصروف ہیں۔ ہم آپ کے لئے دو اچھی خبریں لے کر آئے ہیں، ایک خبر مرہٹوں سے متعلق ہے ایک آپ کی ذات سے متعلق ہے۔''

اس مخبر کے ان الفاظ پر اوغر خاں چونکا، کہنے لگا۔

''تم نے یہ بات کہہ کر شش و پنج میں ڈال دیا ہے۔ جو خبر مرہٹوں سے متعلق ہے وہ تو سمجھ میں آتی ہے لیکن تم ایسی کون سی خبر لے کر آ گئے ہو جس کا تعلق میری ذات سے ہے؟''

جواب میں وہ مخبر مسکرایا پھر کہنے لگا۔

''ہم جب آپ سے وہ خبر کہیں گے آپ خود ہی سمجھ جائیں گے۔ بہر حال امیر! مرہٹوں سے متعلق خبر یہ ہے کہ مرہٹوں کے دو سالار جن کے نام دھن اور کوی کیلاش ہیں انہوں نے ان دنوں دریائے کرشنا کے غربی حصوں کے قریب ایک جگہ پڑاؤ کر رکھا ہے اور وہ کوئی بہت بڑی کارروائی کرنے کے درپے ہیں۔

امیر! وہ شاہراہ جو سمندر کی طرف سے شروع ہو کر دریائے کرشنا کی طرف آتی ہے تو وہ معراج کے مقام پر آ کر دریائے کرشنا کو عبور کرتی ہے۔ آگے یہی شاہرہ تین حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے اس کا ایک حصہ شمال میں پونا کی طرف چلا جاتا ہے، دوسرا حصہ شمال مشرق کے رخ پر شولا پور کی طرف جاتا ہے اور اس شاہراہ کا تیسرا حصہ جنوب مشرق کے رخ پر بیجا پور کی طرف چلا جاتا ہے جہاں یہ تینوں شاہراہیں ایک چوک سا بناتی ہیں۔ وہیں پر ان دنوں دھن اور کوی کیلاش نے قیام کر رکھا ہے۔ میرے خیال میں وہاں سے حرکت میں آتے ہوئے وہ لوگ ستارہ کا رخ کریں گے اور شمال کی طرف کوئی کارروائی کریں گے یا شولا پور سے ہوتے ہوئے عثمان آباد میں اپنی ترک و تاز کا کھیل کھیلیں گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہاں سے اٹھ کر وہ گلبرگہ کا رخ کریں اور وہاں تباہی و بربادی کا کھیل کھیلنا شروع کر دیں۔ بہر حال ابھی تک انہوں نے دریائے کرشنا کے قریب پڑاؤ کر رکھا ہے اور ابھی تک انہوں نے یہ فیصلہ نہیں کیا کہ کون سے علاقے کو انہوں نے اپنا ہدف بناتے ہوئے تباہی و بربادی کا

Marfat.com

کھیل کھیلنا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر رکا، اس کے رکتے ساتھ ہی بڑی بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے اوغر خاں نے اسے مخاطب کیا۔

''یہ خبر تو مرہٹوں سے متعلق ہے اور اس خبر سے متعلق چند سوالات میں تم سے بعد میں کروں گا لیکن پہلے یہ کہو کہ جو خبر میری ذات سے متعلق ہے وہ کیا ہے؟''

جواب میں لمحہ بھر کے لئے اس مخبر کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر کہنے لگا۔

''جو خبر آپ کی ذات سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی نانی آگرہ سے روانہ ہو چکی ہے۔ آپ کی نانی کو سورت کے انگریز سکندر اور اس کی بیٹی زرنگار نے اپنے ہاں بلایا ہے۔ میرے خیال میں اس سلسلے میں انہوں نے آپ سے کوئی مشورہ نہیں کیا۔ جس وقت آپ میواڑ میں اپنی کارروائیوں میں مصروف تھے تو شمال کی طرف سے ہمارے کچھ قاصد آئے تھے جن کے ذریعہ سورت شہر میں ہمارا جو حاکم اعتماد خان ہے اسے ان قاصدوں نے یہ اطلاع دی تھی کہ آپ کی نانی آگرہ میں اکثر و بیشتر بیمار رہنے لگی ہے۔ اس خبر کی اطلاع آپ کے بھائی رن مست خاں کی منگیتر زرنگار کو بھی ہو گئی اور اس نے اپنے ماں باپ سے مشورہ کرنے کے بعد انہی قاصدوں کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ جب بھی شمال کی طرف سے کوئی قافلہ جنوب کی طرف آئے تو آپ دونوں کی نانی کو بھی سورت بلایا جائے۔ وہ آپ کی نانی کو اپنے ہاں رکھنا چاہتے ہیں۔ دوسرے آپ کی نانی کو پہلے سے یہ خبر تو تھی کہ آپ پونا کے حاکم راجا جے سنگھ کی بیٹی شیتل کو پسند کرتے ہیں وہ بھی آپ سے محبت کرتی ہے۔ اب آپ کی نانی کو یہ بھی خبر ہو چکی ہے کہ سکندر کی بیٹی زرنگار رن مست خاں کی منگیتر بن چکی ہے۔ اس بناء پر آپ کی نانی نے بھی یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ سورت پہنچ کر آپ کی شادی شیتل سے اور رن مست خاں کی شادی زرنگار سے کرنے کا اہتمام کرے گی۔ اب یوں جانیں آپ کی نانی صرف آپ دونوں بھائیوں کی شادی کے سلسلے میں سورت شہر کا رخ کئے ہوئے ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مخبر رکا، پھر اوغر خاں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ مزید کہہ رہا تھا۔

''امیر! ہمارے دوسرے ساتھی مرہٹوں کے سالار سنت کے اطراف میں

Marfat.com

سرگرداں ہیں اور عنقریب وہ اس سے متعلق بھی کوئی اچھی خبر دیں گے۔‘‘
مخبر جب خاموش ہوا تب کسی قدر سکون اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اوغر خاں کہنے لگا۔
’’اب تم پڑاؤ میں جاؤ، کھانا نہیں کھایا ہے تو جا کر کھاؤ۔ اس لئے کہ لشکر بہت جلد یہاں سے کوچ کرے گا۔‘‘
اوغر خاں کے ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ مخبر وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔ ان کے جانے کے بعد اوغر خاں نے اعتقاد خاں کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔
’’بھائی! میں چاہتا ہوں کہ وقت ضائع کئے بغیر یہاں سے کوچ کریں اور دریائے کرشنا کے قریب مرہٹوں کے سالار کوی کیلاش اور دھن کا رخ کریں۔ یہ دنوں مرہٹوں کے بڑے سرکردہ سالار ہیں اور ان پر ہمیں وقت ضائع کئے بغیر ضرب لگانا چاہئے۔ کاش! ہمارے یہ مخبر مرہٹوں کے پیشوا شمبھو جی اور اس کے سالار سنت سے متعلق کوئی خبر لے کر آئے ہوتے۔ میں ان دونوں شیطانوں کو ان کے انجام تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ زندگی نے اگر مہلت دی تو ان دونوں سے نمٹوں گا ضرور۔‘‘
اوغر خاں جب خاموش ہوا تب مسکراتے ہوئے اعتقاد خاں کہنے لگا۔
’’اوغر خاں میرے بھائی! میں تمہاری تجویز سے اتفاق کرتا ہوں لیکن یہ جو تمہاری نانی اماں آگرہ سے سورت کا رخ کئے ہوئے ہیں تو کیا......‘‘
اعتقاد خاں اپنی بات مکمل نہ کر سکا اس لئے کہ بیچ میں بولتے ہوئے اوغر خاں نے اس کی بات کاٹ دی تھی۔
’’اعتقاد خاں میرے بھائی! میری نانی اماں کا ادھر آنا کوئی زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ میری نانی اماں میری اور میرے بھائی رن مست خاں کی شادی کے سلسلے میں آ رہی ہیں۔ شادی بعد میں بھی ہو سکتی ہے اور پھر سورت پہنچ کر وہ زرنگار کے ہاں قیام کر لے گی اور مجھے امید ہے کہ وہ میری نانی کی بہترین دیکھ بھال کریں گے۔ ویسے سکندر اور اس کی بیٹی زرنگار نے یہ اچھا قدم اٹھایا ہے کہ ہماری نانی کو ادھر بلا لیا ہے۔ اس طرح ہم گاہے گاہے وقفے وقفے سے کبھی موقع ملا نانی اماں سے مل سکتے ہیں۔ ان کے آگرہ میں رہنے سے میں اور میرا بھائی کسی نہ کسی طور پر پریشان اور فکرمند ضرور رہتے تھے۔ بہرحال اعتقاد خاں میرے بھائی! اس موضوع پر بعد میں

Marfat.com

سوچا جا سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کوی کیلاش اور دھن کی طرف کوچ کرنے میں ہمیں وقت نہیں ضائع کرنا چاہیے۔''

اوغر خاں کے ان الفاظ کے جواب میں اچھلنے کے انداز میں اعتقاد خاں اٹھ کھڑا ہوا، کہنے لگا۔

''کون کافر وقت ضائع کرنا چاہتا ہے میرے بھائی! میں تو مرہٹوں پر ضرب لگانے کے لئے ایک عرصہ سے بے تاب اور بے چین بیٹھا ہوں۔ آؤ خیمے سے نکل کر پڑاؤ سمیٹنے اور لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیں۔''

اعتقاد خاں کے ان الفاظ پر اوغر خاں خوش ہو گیا تھا۔ دونوں باہر نکلے۔ دونوں لشکریوں کو انہوں نے کوچ کا حکم دیا یہاں تک کہ تھوڑی دیر بعد اعتقاد خاں اور اوغر خاں دونوں اپنے متحدہ لشکر کو لے کر بڑی برق رفتاری سے دریائے کرشنا کا رخ کر رہے تھے۔

❖

ایک روز سورج غروب ہونے سے تھوڑی دیر پہلے سورت شہر میں سکندر اپنے دیوان خانے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا جبکہ اس کی بیوی سلطانہ اور بیٹی زرنگار دونوں مطبخ میں کھانا تیار کرنے میں مصروف تھیں کہ ایسے میں حویلی کے دروازے پر زوردار دستک ہوئی تھی۔

دستک کی آواز سن کر مطبخ ہی سے سلطانہ نے سکندر کو کسی کے آنے کی اطلاع دی تھی اور سکندر دیوان خانے سے اٹھ کر صدر دروازے کی طرف لپکا تھا۔ اتنی دیر تک ہمسائے میں قنبر خان اور اس کا بیٹا کامل خان اور عظیمہ خاتون بھی یہ دستک سن کر باہر نکل آئے تھے۔ انہوں نے دیکھا سکندر کی حویلی کے سامنے ایک بگھی کھڑی تھی اور اس بگھی کے اردگرد کچھ مسلح جوان بھی اپنے گھوڑوں پر سوار چاق و چوبند کھڑے تھے جبکہ ایک آدمی دروازے پر دستک دینے کے بعد دروازہ کھلنے کا انتظار کر رہا تھا۔ بگھی کو دیکھتے ہوئے عظیمہ خاتون چونکی پھر اپنے شوہر قنبر خاں اور بیٹے کامل خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''خدا جھوٹ نہ بلوائے میرا اندازہ ہے کہ اس بگھی میں اوغر خاں اور رن مست خاں کی نانی آئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو ہمیں آگے بڑھ کر اور اسے سہارا دے کر بگھی سے اتارنا چاہئے۔''

Marfat.com

عظیمہ خاتون کے ان الفاظ پر قنبر خاں اور کامل خاں بے حد خوشی کا اظہار کرنے لگے تھے۔ پھر تینوں بگھی کی طرف بڑھے۔ اتنی دیر تک سکندر اپنی حویلی کا دروازہ کھول چکا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی دستک دینے والے نے اسے مخاطب کیا۔

''کیا سکندر کی حویلی یہی ہے جن کی بیٹی کا نام زرنگار ہے؟''

اتنی دیر تک قنبر خاں، عظیمہ خاتون اور کامل خاں بھی وہاں پہنچ چکے تھے اور سکندر کے بولنے سے پہلے ہی قنبر خاں بول اٹھا۔

''میرے عزیزو! سکندر کی حویلی یہی ہے۔ کیا تم اوغر خاں اور رن مست خاں کی نانی اماں کو لے کر آئے ہو؟''

دستک دینے والے نے جب اثبات میں گردن ہلائی تب سکندر کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اپنی حویلی کے اندرونی حصے کی طرف منہ کرتے ہوئے وہ زور زور سے اپنی بیوی سلطانہ اور بیٹی زرنگار کو پکارتے ہوئے انہیں حویلی کے صدر دروازے کی طرف آنے کے لئے کہنے لگا تھا۔

سکندر کے اس طرح پکارنے پر سلطانہ اور زرنگار دونوں بھاگتی ہوئی صدر دروازے کی طرف آئی تھیں۔ سکندر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پھر کہنے لگا۔

''ذرا حویلی کے باہر دیکھو، یہ جو بگھی کھڑی ہے اس میں اوغر خاں اور رن مست خاں کی نانی آئی ہے۔ تم دونوں آگے جاؤ اور اس خاتون کو سہارا دے کر نیچے اتارو اور حویلی کے اندر لاؤ۔''

اس موقع پر سلطانہ اور زرنگار کی خوشی کی بھی کوئی انتہا نہ تھی۔ دونوں ماں بیٹی تیزی سے بگھی کی طرف بڑھی تھیں۔ اتنی دیر تک عظیمہ خاتون بھی وہاں پہنچ چکی تھی۔ پھر وہ شخص جو بگھی کے گھوڑوں کو ہانک رہا تھا وہ نیچے اترا، بگھی کا دروازہ اس نے کھولا۔ اندر اوغر خاں اور رن مست خاں کی نانی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس موقع پر سلطانہ نے اسے مخاطب کیا اور کہنے لگی۔

''میرا نام سلطانہ ہے، میں زرنگار کی ماں ہوں۔ میرے ساتھ یہ زرنگار ہے اور دوسری عظیمہ خاتون ہے جو میری بہن ہے۔''

سلطانہ کے ان الفاظ پر اوغر خاں اور رن مست خاں کی نانی مہر النساء خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔ اس موقع پر وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ بگھی کے گھوڑے کو ہانکنے والا کوچوان بول اٹھا۔

Marfat.com

''آپ محسوس نہ کیجئے گا خاتون نیچے اکیلی نہیں اتر سکتیں۔ اس لئے کہ راستے میں انہیں تیز بخار ہو چکا ہے۔''

یہ سن کر سلطانہ، زرنگار اور عظیمہ خاتون کسی قدر فکرمند ہو گئی تھیں پھر زرنگار بگھی میں داخل ہوئی، اپنی ماں اور عظیمہ خاتون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ بے فکر رہیں، میں نانی اماں کو خود سہارا دے کر نیچے اتارتی ہوں۔''

جب وہ بگھی کے اوپر چڑھی تب مہر النساء ہمت کر کے اٹھی، زرنگار کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ کئی بار اس کا چہرہ چوما پھر اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''بیٹی! کیا تیرا ہی نام زرنگار ہے اور تجھ سے ہی میرے بیٹے رن مست کی منگنی ہوئی ہے؟''

اس موقع پر جب شرماتے ہوئے زرنگار نے اثبات میں گردن ہلائی تب ایک بار پھر مہر النساء نے اسے اپنے ساتھ لپٹا کر پیار کیا۔

پھر زرنگار نے سہارا دے کر مہر النساء کو اتارا، بگھی کے دروازے کے قریب جب زرنگار اسے لائی تو عظیمہ خاتون اور سلطانہ دونوں نے سہارا دے کر مہر النساء کو نیچے اتارا پھر تینوں مہر النساء کو سہارا دیتی ہوئیں حویلی کے اندر لے گئی تھیں۔ مہر النساء جب حویلی کے اندر چلی گئی، قنبر خاں، کامل خاں اور سکندر خاں ابھی تک باہر کھڑے تھے۔ پھر سکندر آگے بڑھا اور بگھی کے ساتھ آنے والے مسلح جوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

''میرے عزیزو! تم لوگ بھی اندر آؤ۔ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے پاس جس قدر گھوڑے ہیں انہیں باندھنے کے لئے میری حویلی کے اصطبل میں کافی جگہ ہے۔''

اس پر ان مسلح جوانوں میں سے جو شاید ان کا سرخیل لگتا تھا، سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''ہم آپ کا شکریہ ادا کریں گے۔ ہم یہاں قیام نہیں کریں گے۔ ہمارے آنے کی اطلاع سورت کے والی اعتماد خاں کو ہو چکی ہے۔ ہم آپ کی حویلی میں آنے سے پہلے اس سے مل بھی چکے ہیں اور اس نے سورت شہر کے مستقر میں ہماری رہائش کا اہتمام بھی کر دیا ہے۔ بگھی کو بھی ہم اپنے ساتھ لے کر جا رہے ہیں۔ جب خاتون کو

Marfat.com

ضرورت ہوا کرے گی بگھی ہم لے آئیں گے۔''

اس کے ساتھ ہی ان مسلح جوانوں نے سکندر، قنبر خاں اور کامل خاں سے مصافحہ کیا اس کے بعد وہ وہاں سے چلے گئے تھے۔

سکندر، قنبر خان اور کامل خاں تینوں حویلی میں داخل ہوئے۔ اتنی دیر تک زرنگار مہر النساء کو اپنی خوابگاہ میں لے گئی تھی۔ اسے بستر پر لٹا دیا تھا اور اس کے قریب ہی قرینے سے لگی نشستوں پر عظیمہ خاتون اور سلطانہ بیٹھ چکی تھیں۔ جونہی سکندر قنبر اور کامل کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہوا تشویش اور پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے زرنگار اپنے باپ سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''ابا! نانی اماں کو سخت اور تیز بخار ہے۔''

زرنگار اس سے بھی آگے کچھ کہنا چاہتی تھی پر اس سے پہلے ہی اس کا باپ سکندر بول اٹھا۔

''میری بیٹی! تُو فکرمند نہ ہو۔ میں ابھی طبیب کو بلاتا ہوں۔''

اس موقع پر قنبر خاں کا بیٹا کامل خاں بول اٹھا اور سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''آپ دونوں یہیں بیٹھیں، میں طبیب کو بلا کر لاتا ہوں۔'' اس کے ساتھ ہی کامل خاں بھاگتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔

مسہری پر لیٹنے کے بعد مہر النساء تھوڑی دیر تک لمبے لمبے سانس لیتی رہی پھر اپنے اردگرد سب بیٹھنے والے لوگوں کا جائزہ لیا، اس لئے کہ اتنی دیر تک سکندر اور قنبر خاں دوسری طرف کی نشستوں پر ہو بیٹھے تھے۔ تاہم زرنگار مہر النساء کے پاس مسہری پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ایسے میں مہر النساء نے اپنے سر کو گھما کر زرنگار کی طرف دیکھا پھر اس کا ایک ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے اس کے ہاتھ کو چوما، اس کے بعد نحیف سی آواز میں کہنے لگی۔

''بیٹی! ذرا اپنے باپ کو میرے سامنے لا۔ اور وہ شخص جس کا نام قنبر خاں ہے اس سے متعلق بھی مجھے اطلاعات ملتی رہی ہیں۔ انہیں بھی میرے سامنے لاؤ۔''

مہر النساء کے ان الفاظ پر سکندر اور قنبر خاں دونوں مسکراتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھے اور مہر النساء کے سامنے کھڑے ہو گئے تھے۔ زرنگار نے اس موقع پر مہر النساء کو مخاطب کیا۔

Marfat.com

''نانی اماں! یہ سامنے دائیں جانب میرے ابا سکندر ہیں اور بائیں جانب قنبر خاں ہیں۔''

مہرالنساء چونکہ سخت بخار میں مبتلا تھی لہٰذا تھکاوٹ اور کمزوری محسوس کر رہی تھی۔ تاہم اس موقع پر بڑے غور سے اس نے سکندر اور کامل خاں کا جائزہ لیا پھر ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''میں آپ سب لوگوں کی شکر گزار ہوں کہ آپ لوگوں نے میرے بیٹے رن مست خاں کو اتنی اہمیت دی کہ زرنگار جیسی انتہائی خوبصورت لڑکی کو اس کی زندگی کا ساتھی بنانے کا عہد کر لیا۔ اس کے لئے میں آپ لوگوں کا جس قدر شکریہ ادا کروں کم ہے۔''

اس موقع پر شرم کے باعث زرنگار کی گردن جھکی ہوئی تھی۔ سکندر آگے بڑھا، مہرالنساء کی پیشانی تھپتھپائی پھر کہنے لگا۔

''اماں! اس سلسلے میں آپ کو ہمارا شکریہ ادا کرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ اس سلسلے میں تو ہمیں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہئے اس لئے کہ ہماری بیٹی کو رن مست جیسا زندگی کا ساتھی مل رہا ہے جس نے شیوا جی کا کام تمام کیا۔''

جواب میں مہرالنساء مسکرائی پھر دھیمے سے لہجے میں کہنے لگی۔

''نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔ یہ اوغر خاں اور رن مست خاں دونوں انتہائی نامساعد حالات سے گزر چکے ہیں۔ یہ ابھی بالکل بچے تھے کہ ایک حادثے میں میری دونوں بیٹیاں اور ان کے شوہر مارے گئے۔ ان دونوں میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے۔ اوغر خاں چند دن بڑا ہے اور رن مست خاں اس سے چند دن چھوٹا ہے لیکن رن مست خاں نے زندگی کے اچھے دن دیکھے ہیں جبکہ اوغر خاں اپنی جوانی تک تکلیفیں ہی برداشت کرتا رہا ہے۔

میرے شوہر پہلے ہی فوت ہو چکے تھے، لے دے کے میرے پاس آگرہ میں ایک چھوٹی سی حویلی تھی جہاں میں نے ان دونوں بچوں کے ساتھ رہائش اختیار کر لی تھی۔ آمدنی کا چونکہ کوئی ذریعہ نہ تھا، اوغر خاں میرا ایسا تابع فرمان، ایسا فرمانبردار بیٹا ہے کہ بچپن ہی میں چند سکوں کے عوض اس نے چونے کی ایک بھٹی پر کام کرنا شروع کر دیا۔ رن مست خاں نے بھی اس کے ساتھ اس بھٹی پر کام کرنا چاہا لیکن اوغر خاں نے اسے ایسا نہیں کرنے دیا۔ رن مست خاں کی بھی مہربانی کہ اس نے عمر میں چند

Marfat.com

دن کا فرق ہونے کے باوجود ہمیشہ اوغر خاں کو عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا۔ آج تک اس نے کبھی کوئی ایسی بات، کبھی کوئی ایسی حرکت نہیں کی جو اوغر خاں کو ناگوار گزری ہو۔ اوغر خاں چونے کی بھٹی پر کام کرتا رہا اور گھر کے باورچی خانے سے دھواں نکلتا رہا۔“

اس موقع پر اپنے اس دور کو یاد کرتے ہوئے مہر النساء رو دی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے زرنگار بھی رو دی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ سر پہ بندھے رومال سے وہ مہر النساء کے آنسو بھی خشک کرنے لگی تھی۔ سکندر خاں، کامل خاں کے علاوہ عظیمہ خاتون اور سلطانہ بھی اس موقع پر اداس اور افسردہ ہو گئی تھیں۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد مہر النساء کی پھر دکھ اور غم میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔

”مجھے افسوس ہے کہ میں اپنے ماضی میں کھو گئی تھی۔ میری وجہ سے آپ لوگوں کو دکھ کا سامنا کرنا پڑا اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ میں کہہ رہی تھی کہ اوغر خاں نے چونے کی بھٹی پر کام کرنا شروع کیا۔ ساتھ ہی اس کی مہربانی کہ اس نے رن مست کے لئے مکتب میں تعلیم کا اہتمام بھی کیا۔ اس کے بعد حالات نے میرا ساتھ دیا۔ یہ دونوں بچے میرِ محترم اورنگ زیب عالمگیر کی نگاہوں میں آ گئے۔ انہوں نے ان دونوں کا جائزہ لیا اور دیکھا کہ دونوں بچے ہونہار اور محنتی ہیں لہٰذا دونوں کو ہی انہوں نے دینی تعلیم کے علاوہ حرب و ضرب کے مکتب میں داخل کرا کے ان کی تعلیم کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ میرِ محترم کی مہربانی جہاں انہوں نے ان دونوں کی تعلیم کے اخراجات برداشت کئے وہاں ہمارے گھر کے اخراجات بھی وہی پورے کرتے رہے۔ اب اللہ کا فضل ہے۔ دونوں بھائی جوان ہیں اور میرِ محترم کے لشکر میں سالاری کے منصب پر ہیں۔ اس کے باوجود آپ لوگوں نے جو رن مست کا انتخاب کیا ہے اس کے لئے میں پھر آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں، ساتھ ہی آپ لوگوں کو ایک زحمت بھی دینا چاہتی ہوں۔“

اس موقع پر سکندر آگے بڑھا، جھکا پھر دھیمے سے لہجے میں کہنے لگا۔

”اماں! آپ ہم کو کیا زحمت دینا چاہتی ہیں؟ آپ کہیں آپ کی کوئی بات، آپ کا کوئی حکم، آپ کی کوئی خواہش ہمارے لئے زحمت نہیں ہو سکتی۔ ہم اسے خوشی سمجھ کر اس پر عمل کریں گے۔“

Marfat.com

سکندر کے ان الفاظ پر لمحہ بھر کے لئے مہر النساء مسکرائی پھر کہنے لگی۔

''میرے بچو! گو میں سخت بخار میں مبتلا ہوں لیکن خداوند کا شکر ہے کہ میں یہاں پہنچ گئی ہوں۔ اب میری سب سے بڑی خواہش ہے کہ رن مست اور اوغر خاں کو یہاں بلایا جائے۔ اس کے علاوہ پونا میں قاصد بھیجے جائیں۔ شیتل کو بھی یہاں بلایا جائے۔ میری زندگی کا اب کوئی اعتبار نہیں۔ میں آگرہ میں بھی بیمار رہنے لگی تھی اور اسی بیماری کے تحت میں نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ مجھے اب دونوں بچوں کے پاس جانا چاہئے۔ اتنی دیر تک آپ لوگوں کی مہربانی کہ آپ لوگوں نے مجھے یہاں بلا لیا۔ میر محترم نے بھی مجھے یہی مشورہ دیا تھا کہ مجھے اپنے دونوں بیٹوں کے پاس رہنا چاہئے۔ بہرحال حالات نے اگر مجھے خیریت کے ساتھ یہاں پہنچا دیا ہے تو اب میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ رن مست خاں، اوغر خاں اور شیتل تینوں یہاں پہنچ جائیں۔ زرنگار پہلے ہی یہاں ہے، میں چاہتی ہوں مرنے سے پہلے میں ان کی شادی اور خوشی کا سماں اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔''

مہر النساء کے خاموش ہونے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے سکندر کہنے لگا۔

''اماں! آپ بالکل کوئی فکر نہ کریں۔ میں آج ہی سورت کے والی اعتماد خاں سے مل کر رن مست خاں، اوغر خاں کی طرف کچھ لوگوں کو بھجواتا ہوں تاکہ دونوں بھائیوں کو یہاں بلایا جائے۔

اماں! جہاں تک رن مست خاں کا تعلق ہے وہ پہلے ہی بیجاپور کے محاذ پر ہے اور ابھی دو دن پہلے ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ اوغر خاں اپنے ایک ساتھی سالار اعتقاد خاں کے ساتھ بیجاپور ہی کی طرف دریائے کرشنا کے کنارے مرہٹوں کی ایک مہم سر کرنے کے سلسلے میں گیا ہوا ہے۔ اماں! آپ بے فکر رہیں۔ بہت جلد دونوں بھائی یہاں ہوں گے، ساتھ ہی ایک قاصد پونا بھی بھجوایا جائے گا تاکہ شیتل بھی اپنی شادی کے لئے اپنے لواحقین کے ساتھ یہاں پہنچ جائے۔''

سکندر جب خاموش ہوا تب مہر النساء پھر بول اٹھی۔

''میری طرف سے شیتل، اس کی ماتا، اس کے پتا سے معذرت کرنا کہ اگر میں بیمار نہ ہو گئی ہوتی، مجھ پر کمزوری، لاغر پن طاری نہ ہوا ہوتا تو میں خود پونا میں شیتل کے پاس جاتی اور اس کی شادی کا وہیں اہتمام کراتی لیکن......''

یہاں تک کہتے کہتے مہر النساء کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ کامل خاں طبیب کو

Marfat.com

لے آیا تھا۔

طبیب کچھ دیر تک مہرالنساء کی نبض کا جائزہ لیتا رہا پھر کہنے لگا۔

''میں دوا دیتا ہوں۔ پڑیوں کی صورت میں سفوف ہے۔ صبح و شام انہیں پلاتے رہئے گا، ساتھ ہی ان کی شفا کے لئے دعا بھی کیجئے گا۔''

اس کے ساتھ ہی طبیب نے اپنی چرمی خرجین میں سے کچھ دوائیاں نکال کر سکندر کو تھما دی تھیں۔ سکندر نے کچھ سکے جواباً اسے دیئے۔ اس کے بعد طبیب وہاں سے چلا گیا تھا۔ طبیب کے جانے کے بعد سکندر نے اپنی بیٹی زرنگار کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بیٹی! میں اور قنبر خاں ذرا سورت کے والی اعتماد خاں کی طرف جاتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے رن مست خاں، اوغر خاں اور شیتل کو یہاں لانے کا اہتمام کریں۔ بیٹے! ہماری غیر موجودگی میں اماں کا خیال رکھنا۔''

اس کے ساتھ ہی سکندر اور قنبر خاں دونوں وہاں سے نکل گئے تھے۔

O❖O

Marfat.com

اوغر خاں اور اعتقاد خاں پونا شہر کو ایک طرف چھوڑتے ہوئے بڑی برق رفتاری سے اپنے ہدف کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ دن کے وقت وہ کہیں نہ کہیں کسی محفوظ کمین گاہ کی صورت بنا کر اپنے لشکریوں کو ستانے اور آرام کرنے کا موقع دے دیتے تھے جبکہ رات کی گہری تاریکی میں بڑے بڑے شہروں اور قصبوں سے ایک طرف ہوتے ہوئے بڑی تیزی سے وہ جنوب کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ستارہ شہر کے شمال میں اپنے راہنماؤں کے کہنے پر اعتقاد خاں اور اوغر خاں نے اپنے لشکر کو روک دیا تھا۔

لشکر جب رک گیا تب اعتقاد خاں نے رہنماؤں کو مخاطب کیا اور کہنے لگا۔

''میرے عزیزو! تم نے لشکر کو رُکوا دیا ہے۔ خیریت تو ہے؟''

اعتقاد خاں کے اس استفسار پر ان راہبروں اور مخبروں میں سے ایک اعتقاد خاں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''امیر! اس وقت ہم ستارہ شہر کے شمال میں ہیں۔ ہمارے بائیں ہاتھ ذرا فاصلے پر دریائے کرشنا بہہ رہا ہے اور تھوڑا سا آگے جا کر دائیں جانب ایک شاہراہ سیدھی رتنا گرھی کی طرف جاتی ہے جو مرہٹوں کا آج کل مرکزی شہر ہے اور یہ شہر چونکہ سمندر کے کنارے ہے لہٰذا مرہٹوں نے اس کے تحفظ کا خوب اہتمام کر رکھا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر رکا پھر کہنے لگا۔

''لشکر کو میں نے اس لئے رکوایا ہے کہ صورت حال سے آپ کو آگاہ کر دوں۔ جہاں لشکر کو اس وقت ہم نے رکوایا ہے یہاں سے دریائے کرشنا کو عبور کر کے دریا کے بائیں کنارے جانا بڑا آسان ہے۔ اس لئے کہ یہاں پانی اُتھلہ ہے۔ دریا کا پاٹ خوب پھیلا ہوا ہے لہٰذا گھوڑے اور باربرداری کے جانور چھکڑے تک بڑی آسانی سے دریا عبور کر کے بائیں کنارے جا سکتے ہیں اس لئے کہ دشمن پر ہم نے

Marfat.com

ضرب دریا کے بائیں کنارے ہی لگانی ہے۔ کوی کیلاش اور دھن دونوں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ دریا کے بائیں جانب پڑاؤ کیئے ہوئے ہیں۔''

وہ رہنما اور مخبر جب خاموش ہوا تب استفہامیہ سے انداز میں اعتقاد خاں، اوغر خاں کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ اوغر خاں نے کچھ سوچا پھر اپنے راہبر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز! تو یہ تو بتا چکا ہے کہ ہمارے بائیں جانب دریائے کرشنا ہے اور ذرا آگے ستارہ شہر ہے اور یہاں سے دریا کو آسانی سے عبور کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ دریا کا پاٹ چوڑا ہے۔ پر یہ تو کہو کہ یہاں سے اگر ہم دریائے کرشنا عبور کر کے بائیں کنارے جائیں تو وہاں سے مرہٹوں کا لشکر کتنی دور ہو گا؟''

جواب میں اس راہبر نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

''یہاں سے ان کا لشکر کافی دور ہے۔''

اوغر خاں نے پھر کچھ سوچا، کوئی فیصلہ کیا۔ دوبارہ اس نے اسے مخاطب کیا۔

''اچھا یہ بتا دریائے کرشنا کے بائیں کنارے جہاں کوی کیلاش اور دھن نے اپنے مرہٹہ لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہوا ہے اس کے آس پاس دریا کو عبور کرنے کے لئے کوئی پُل بھی ہے؟ آخر یہ کوی کیلاش اور دھن دائیں کنارے سے ہی بائیں کنارے کی طرف گئے ہوں گے۔ انہوں نے بھی تو کسی طرح دریا کو عبور کیا ہو گا۔''

جواب میں اس مخبر نے گلا صاف کیا اور کہنے لگا۔

''آپ کا اندازہ درست ہے۔ جہاں اس وقت مرہٹوں کے لشکر نے پڑاؤ کیا ہوا ہے اس لشکر سے پہلے کشتیوں کا ایک پُل ہے اور چند میل آگے جا کر بھی ویسا ہی ایک پُل ہے۔ اس طرح سے ان دنوں مرہٹوں نے دریا کے شرقی کنارے دو پُلوں کے درمیان پڑاؤ قائم کر رکھا ہے۔''

رہبر جب خاموش ہوا تب کچھ سوچتے ہوئے اوغر خاں نے پھر اسے مخاطب کیا۔

''اچھا یہ بتا! مرہٹوں کے لشکر کی تعداد کس قدر ہو گی؟ ہمارا جو متحدہ لشکر ہے اس سے تھوڑی ہے یا زیادہ؟''

کچھ سوچتے ہوئے راہبر نے اندازہ لگایا پھر کہنے لگا۔

''نہیں! مرہٹوں کے لشکر کی تعداد ہمارے لشکر سے کہیں زیادہ ہے۔''

Marfat.com

جواب میں اوغر خاں پھر چند لمحے سوچتا رہا اس کے بعد اعتقاد خاں کی طرف دیکھا، اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اعتقاد خاں میرے محترم بھائی! اس وقت میرے ذہن میں ایک تجویز ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس پر عمل کر کے ہم آج ہی رات کی گہری تاریکی میں مرہٹوں کو بدترین شکست دے سکتے ہیں۔''

اپنے گھوڑے کو آگے بڑھا کر اعتقاد خاں نے اوغر خاں کی پیٹھ تھپتھپائی، کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائی! اس طرح اور اس قسم کی اجنبیت کی باتیں نہیں کرتے۔ اگر تمہارے پاس کوئی ایسی تجویز ہے جس پر عمل کر کے مرہٹوں کو زیر کیا جا سکتا ہے تو ہر صورت میں اس پر عمل کیا جائے گا۔ اب کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ تاکہ میں بھی جانوں مرہٹوں کو کیسے شکست دی جا سکتی ہے۔''

اعتقاد خاں کے خاموش ہونے پر اوغر خاں پھر بول اٹھا۔

''میرے بھائی! میں چاہتا ہوں کہ یہاں سے ہم دریائے کرشنا کو عبور کر کے بائیں کنارے نہ جائیں بلکہ دائیں کنارے رہتے ہوئے ہی آگے بڑھتے رہیں۔ ستارہ شہر کو ایک طرف چھوڑ کر دریا کے کنارے کنارے پیش قدمی جاری رکھیں۔ میرے خیال میں ایسا کرنے سے ہم کسی کی نگاہوں میں نہیں آئیں گے۔ ستارہ شہر سے بھی انتہائی رازداری کے ساتھ گزر جائیں گے۔ جہاں تک مرہٹوں کے مرکزی شہر رتنا گرھی کا تعلق ہے تو وہ سمندر کے کنارے یہاں سے کافی دور ہے۔ آگے بڑھتے ہوئے دریائے کرشنا کا جو پہلا پُل آتا ہے اس سے ذرا ادھر ہی اپنے لشکر کو روک دیں گے۔ آپ کے حصے کا لشکر آپ کے پاس رہے گا۔ لشکر کے اندر جو باربرداری کے جانور اور چھکڑے ہیں وہ سب آپ ہی کی نگرانی میں رہیں گے۔ میں اپنے حصے کے لشکر کو لے کر دریا کے کنارے کنارے آگے بڑھتا چلا جاؤں گا اور دریائے کرشنا کے دوسرے پُل کی طرف چلا جاؤں گا۔

اتنی دیر تک آپ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اسی پُل کے پاس قیام کریں گے۔ دوسرے پُل کے قریب جا کر میں فضا کے اندر جلتے ہوئے پروں کا ایک تیر بلند کراؤں گا جو آپ کے لئے نشانی ہوگی کہ میں اس پُل کے قریب پہنچ چکا ہوں۔ جب آپ فضا میں جلتے ہوئے پروں والے تیر کو دیکھیں تو آپ اپنے حصے کے لشکر کے

Marfat.com

ساتھ پُل کے ذریعہ دریا کو عبور کر کے دریائے کرشنا کے بائیں کنارے چلے جائیں۔ اتنی دیر تک میں بھی دوسرے پُل سے اپنے لشکر کے ساتھ دریا عبور کر چکا ہوں گا۔ اب ہمارے سامنے دوطرح کی صورتِ حال آئے گی۔

اگر مرہٹوں نے فضا کے اندر بلند ہونے والے جلتے پروں والے تیر کو دیکھ لیا اور اس صورتِ حال کو انہوں نے اپنے لئے مشتبہ اور اندیشہ ناک جانا تب وہ اپنے لشکر کا ایک حصہ اس پُل کی طرف روانہ کریں گے جس پُل سے میں اپنے لشکر کے ساتھ دریا عبور کر چکا ہوں گا۔ اگر مرہٹوں کے لشکر کا کوئی حصہ اس طرف گیا تو خداوند کو منظور ہوا تو رات کی تاریکی میں، میں انہیں کاٹ کر رکھ دوں گا اور پھر دریا کے کنارے کنارے آپ کی طرف بڑھنا شروع ہو جاؤں گا۔

اتنی دیر تک میرے بھائی! تم بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ آگے بڑھنا شروع کر دینا اور مرہٹوں کے لشکر نے جدھر پڑاؤ کیا ہو گا اس پر دوطرفہ حملہ کر کے اپنی فتح کو یقینی بنالیں گے۔

اگر جلتے پروں والے تیر کو مرہٹے کوئی اہمیت نہ دیں اور کوئی جوابی قدم بھی نہ اٹھائیں تب آپ یہ احتیاط رکھنا کہ مرہٹوں کے لشکر پر اس وقت حملہ آور ہونا جب میری طرف سے تکبیریں بلند ہونا شروع ہو جائیں۔ میں چاہتا ہوں کہ مرہٹوں کے لشکر پر حملہ آور ہونے میں، میں پہل کروں گا۔ جب میں جنوب کی طرف سے ان پر حملہ آور ہوں گا تو وہ یہی خیال کریں گے کہ حملہ آور جنوب کی طرف سے آئے ہیں لہٰذا مرہٹے اپنے پورے لشکر کو حرکت میں لاتے ہوئے میرے ساتھ الجھنے اور مجھے مار بھگانے کی کوشش کریں گے۔ ایسی صورت میں وہ اپنے پڑاؤ کو پیچھے چھوڑ کر جنوب میں تھوڑا آگے بھی بڑھ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی ایک صورت پیش آسکتی ہے وہ یہ کہ جب میں پُل کو عبور کرنے کے بعد شمال کی طرف بڑھوں گا تو ہوسکتا ہے مرہٹوں کو میری پیش قدمی کی اطلاع ہو جائے اور وہ اپنے لشکر کو جنوب کی طرف بڑھائیں اور دور ہی مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کریں۔

ایسی دونوں صورتوں میں آپ کو مرہٹوں کے خلاف فائدہ اٹھانے کا موقع مل جائے گا۔ جب آپ تکبیروں کی آوازیں سنیں تو یہ اندازہ لگا لینا کہ میں مرہٹوں سے ٹکرا چکا ہوں۔ یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے آپ لشکر کے ساتھ تیزی سے آگے بڑھنا۔ سب سے پہلے مرہٹوں کے پڑاؤ میں داخل ہونا۔ پڑاؤ کے اندر اگر ان کا کوئی

Marfat.com

حفاظتی لشکر ہو تو انہیں کاٹ کر رکھ دینا۔ اس کے بعد چند دستے پڑاؤ کی حفاظت پر چھوڑنا۔ اپنے باربرداری کے جانور اور چھکڑے بھی مرہٹوں کے پڑاؤ میں رکھنا اس کے بعد مرہٹوں کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو جانا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رُکا، پھر اپنی بات کو آگے بڑھا رہا تھا۔

''اعتقاد خاں میرے بھائی! مرہٹے اپنی پوری طاقت، اپنی پوری قوت اور سارے لشکر کے ساتھ میرے ساتھ الجھ چکے ہوں گے، مجھ پر حملہ آور ہو کر مار بھگانے کی کوشش کریں گے۔ ایسی صورت میں جب آپ ان کی پشت کی طرف سے زوردار انداز میں تکبیریں بلند کرتے ہوئے حملہ آور ہوں گے تو یاد رکھئے گا یہ صورتِ حال مرہٹوں کے لئے بڑی ہولناک ہو گی۔ ان کے پاؤں تلے سے زمین کھسکنا شروع ہو جائے گی اور ان کے سالار اور لشکری یہ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ حملہ آوروں کے بہت سے لشکر انہیں اپنا ہدف بنانے کے لئے ان علاقوں کا رخ کئے ہوئے ہیں۔ ایسی صورت میں میرے خیال میں وہ زیادہ دیر تک ہمارے سامنے ٹھہر نہیں سکیں گے۔ اب ان کے سامنے بچنے کی ایک ہی صورت ہو گی۔

سامنے کی طرف بھاگتے ہوئے وہ پُل کو استعمال نہیں کریں گے۔ اس لئے کہ اس طرف میں ہوں گا۔ پشت کی جانب بھی نہیں بھاگیں گے، پشت کے راستے کو تم نے روکے رکھا ہو گا۔ دائیں جانب نہیں بھاگ سکیں گے۔ ان کے دائیں جانب دریائے کرشنا ہو گا۔ اگر کوئی دریا میں کودے گا تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ لہٰذا میرا اندازہ ہے کہ ہمارے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد مرہٹے مشرق کی طرف بھاگیں گے۔ ہم زیادہ دور تک نہیں کچھ فاصلے تک ان کا تعاقب کر کے ان کے لشکر کی تعداد کو مزید کم کریں گے۔ اس کے بعد پڑاؤ میں لوٹ آئیں گے۔ واپس آنے کے بعد بھی زیادہ دیر تک دریائے کرشنا کے کنارے قیام نہیں کیا جائے گا۔ صرف زخمیوں کی دیکھ بھال کی جائے گی۔ جو زیادہ زخمی ہوں گے انہیں چھکڑوں میں سوار کر دیا جائے گا، باقی گھوڑوں پر رہیں گے۔ اس کے بعد دریائے کرشنا کے کنارے کنارے تیزی سے ہمیں شمال کی طرف بڑھتے ہوئے پونا کا رخ کرنا ہو گا۔

اعتقاد خاں میرے بھائی! اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو یاد رکھنا جن مرہٹوں کو ہم شکست دیں گے ان میں سے کوئی نہ کوئی اِدھر اُدھر بھٹکتا ہوا رتنا گڑھی میں جا کر خبر دے دے گا کہ ان کے لشکر پر دریائے کرشنا کے کنارے کوئی حملہ آور ہوا اور ان کے

Marfat.com

لشکر کی تباہی و بربادی کا سامان کیا۔ اگر کوئی لشکری نہ بھی بھاگ سکا تب بھی میرے خیال میں ان علاقوں میں ان کے مخبر بھی پھیلے ہوں گے۔ وہ بھی اپنے لشکر کی بربادی کی اطلاع رتنا گڑھی تک پہنچا سکتے ہیں جس کے بعد رتنا گڑھی سے کوئی اور بڑا لشکر ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے ہمارا پیچھا کر سکتا ہے۔ اس وقت تک ہمیں پونا کے قریب پہنچ جانا چاہئے۔

اس کے علاوہ ایک اور احتیاط کرنا ہوگی۔ وہ احتیاط میں بھی کروں گا، تمہیں بھی اختیار کرنا ہوگی۔ دریائے رشنا کو عبور کرنے کے بعد اپنی منزل کی طرف بڑھنے سے پہلے اپنے آگے آگے کچھ مسلح مخبر اور جوان پھیلا دینا۔ اگر راستے میں انہیں کوئی مرہٹوں کا جاسوس یا مخبر دکھائی دے تو ان کا خاتمہ کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہیں۔ اس طرح میرے خیال میں ہم محفوظ انداز میں مرہٹوں پر حملہ آور ہو کر اپنا مقصد اور نصب العین حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

جب تک اوغر خاں بولتا رہا اعتقاد خاں بالکل خاموش رہا۔ جب وہ اپنی بات مکمل کر چکا تب کہنے لگا۔

"اوغر خاں! میں کوئی لمبی چوڑی بات نہیں کروں گا۔ جو کچھ تم نے کہنا ہے میرے بھائی وہ آخری ہے۔ اب آؤ اپنے کام کی ابتدا کریں۔"

جواب میں اوغر خاں مسکرا دیا۔ پھر اوغر خاں نے اپنے حصے کے لشکر کو علیحدہ کیا، اس کے بعد وہ دریائے کرشنا کے کنارے کنارے بڑی تیزی سے آگے بڑھنے لگا تھا۔ جبکہ اعتقاد خاں اپنے لشکر کے ساتھ وہیں رک کر انتظار کرنے لگا تھا۔ یہاں تک کہ دور جنوب میں دریائے کرشنا کے کنارے جلتے پروں کا ایک تیر بلند ہوا تھا۔ جلتے پروں کے اس تیر کو دیکھتے ہی اعتقاد خاں اپنے لشکر کو حرکت میں لایا اور وہ دریائے کرشنا کے اس پل سے دریا کے شرقی کنارے کی طرف جا رہا تھا۔

دوسری طرف فضاؤں کے اندر جلتے پروں کا تیر چھوڑنے کے بعد اوغر خاں بھی اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا۔ جو پل اس کے سامنے تھا، کے ذریعہ اس نے دریائے کرشنا کو عبور کیا اور دوسرے کنارے کی طرف گیا پھر پلٹا اور گھنیر اندھیروں اور گم صم کرب میں وہ لپکتی برق کی طرح مرہٹوں کے پڑاؤ کی طرف بڑھا تھا۔

مرہٹوں کی بدقسمتی کہ انہوں نے دریائے کرشنا کے کنارے بلند ہونے والے جلتے پروں کے تیر کا کوئی اثر نہ لیا یا ہو سکتا ہے ان میں سے کسی نے اس تیر کو دیکھا نہ

Marfat.com

ہو۔ اس بناء پر اپنے پڑاؤ میں وہ ہتھیار کھولے پڑے رہے۔ دوسرے وہ علاقہ کافی دور افتادہ تھا اس بناء پر وہ یہ امید بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ان علاقوں میں بھی مسلمانوں کا کوئی لشکر ان پر حملہ آور ہو سکتا ہے یا ان پر شب خون مار کر انہیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔

بہرحال اوغر خاں بڑی برق رفتاری سے ان کے پڑاؤ کی طرف بڑھا۔ مرہٹوں کو اس وقت اس کی آمد کی خبر ہوئی جب وہ بالکل ان کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ مرہٹے اِدھر اُدھر بھاگتے ہوئے ہتھیار سنبھالنے لگے تھے۔ اتنی دیر تک عجیب سی صداؤں میں اوغر خاں اور اس کے لشکری تکبیریں بلند کرنے لگے تھے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اوغر خاں مرہٹوں کے لشکر پر مقدر کے رقص میں پوری وارفتگی سے بھڑکتی آگ، معبد جاں میں گونجتے شعلہ رفتار مرگ کے طوفانوں اور جیون کی شاہ رگ میں موت کو تراز و کر دینے والے وقت کے بھڑکتے آتشیں دھاروں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اب مرہٹوں کی بدقسمتی کہ انہوں نے جلدی جلدی تیاری کی۔ اتنی دیر تک اوغر خاں ان پر حملہ آور ہو کر ان کے لشکر کے خاصے بڑے حصے کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا۔ اور جب مرہٹے کمر کس کر اوغر خاں کا مقابلہ کرنے کے لئے سامنے آئے تو ان کی پشت کی طرف سے خونی انقلاب اٹھ کھڑا ہوا۔ اس لئے کہ پشت کی جانب سے اعتقاد خاں پہنچ گیا تھا اور تکبیریں بلند کرتے ہوئے وہ بھی مرہٹوں پر نظر میں زمانے بھر کی لاچارگیاں بھر دینے والی خنجروں کی باڑ، وقت کے لامحدود سمندر میں موت کے شکنجے کستی کرب آرائیوں اور حشر انگیزیوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

مرہٹے پہلے ہی اوغر خاں کے حملہ آور ہونے سے افراتفری کا شکار تھے۔ گھبرائے ہوئے تھے۔ اِدھر اُدھر بھاگ دوڑ کر رہے تھے اور اپنے لشکر کا ایک حصہ کٹوانے کے بعد جب وہ جم کر اوغر خاں پر حملہ آور ہونے کے قابل ہوئے تو پشت کی جانب سے اعتقاد خاں نے حملہ آور ہو کر ان کی صفوں کی صفوں کو خون میں نہلانا شروع کر دیا تھا۔

رات کی گہری تاریکی میں دو طرفہ حملوں کے باعث مرہٹوں کی حالت بڑی تیزی سے محرومی سی اُجڑی صورتوں، رُسوائیوں سے پیلے آنچلوں، گیلی لکڑی کے سے دھوئیں اور جلتی حسرتوں کے انگاروں میں امیدوں کی راکھ جیسی ہونی شروع ہو گئی

Marfat.com

تھی۔

دریائے کرشنا کے کنارے مرہٹے زیادہ دیر تک اوغر خاں اور اعتقاد خاں کے ان دوطرفہ حملوں کو برداشت نہ کر سکے۔ جب انہوں نے اندازہ لگایا کہ پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے والے مسلمانوں نے انہیں ان کے پڑاؤ سے بھی محروم کر دیا ہے اور ساتھ ہی دوطرفہ حملوں کی وجہ سے ان کا خوب قتلِ عام شروع ہو چکا ہے اور ان کے لشکر کی تعداد بڑی تیزی سے کم ہونا شروع ہو گئی ہے تب مرہٹوں نے اپنے لشکر کے اندر پسپائی کے بگل بجا دیئے تھے اور مشرق کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

رات کی گہری تاریکی میں کچھ دور تک اعتقاد خاں اور اوغر خاں دونوں نے ان کا تعاقب کیا اور پھر وہ لوٹ آئے۔ سب سے پہلے انہوں نے اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال کی۔ جو زیادہ زخمی ہوئے تھے ان کی مرہم پٹی کرنے کے بعد انہیں چھکڑوں میں ڈال دیا گیا۔ جو کم زخمی ہوئے تھے ان کی مرہم پٹی کے بعد انہیں گھوڑوں پر سوار کیا گیا اور مرہٹوں کے پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹتے ہوئے اعتقاد خاں اور اوغر خاں دونوں دریائے کرشنا کے کنارے کنارے واپسی کا سفر شروع کر چکے تھے۔

❖

پونا شہر میں ایک روز دُرگا وتی اور شیتل دونوں ماں بیٹی اپنے دیوان خانے میں بیٹھی باہم گفتگو کر رہی تھیں کہ دیوان خانے میں جے سنگھ نمودار ہوا۔ جے سنگھ مسکرا رہا تھا۔ اس کے چہرے سے خوشی وطمانیت کا اظہار بھی تھا۔

دھیمے دھیمے انداز میں مسکراتے ہوئے جے سنگھ آگے بڑھا، دُرگا وتی اور شیتل دونوں ماں بیٹی کے سامنے بیٹھ گیا۔ دُرگا وتی اور شیتل دونوں کچھ دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتی رہیں پھر کسی قدر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دُرگا وتی بول اٹھی۔

''آپ کی حالت سے آج لگتا ہے آپ کو کوئی اچھی خبر ملی ہے۔ اگر میرا اندازہ درست ہے اور آپ کو اچھی خبر ملی ہے اور اس اچھی خبر کی وجہ سے آپ کے چہرے پر خوشی کے تاثرات پھیلے ہیں تو ہمیں بھی بتائیں، ہمیں بھی اس خوشی میں شامل کریں۔ ہم دونوں ماں بیٹی نے کیا جرم کیا ہے کہ آپ خاموشی سے مسکراتے ہوئے آ کر ہمارے سامنے بیٹھ گئے ہیں۔ بلکہ اگر خوشی کی کوئی بات ہے تو آپ کو تو دیوان خانے میں داخل ہوتے ہی بارود کی طرح پھٹ پڑنا چاہئے تھا اور جو خبر آپ کی خوشی کا

Marfat.com

باعث ہوئی ہے وہ خبر ہم سے بھی کہہ دینا چاہیے تھی۔
دُرگا وتی جب تک بولتی رہی جے سنگھ مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کے خاموش ہونے پر کہنے لگا۔

''دُرگا وتی! تمہارا اندازہ درست ہے۔ میں واقعی ایک اچھی نہیں بلکہ بہت اچھی خبر لے کر آیا ہوں۔ میں مستقر میں اپنے کچھ سالاروں کے ساتھ محو گفتگو تھا کہ وہاں سورت شہر کے حاکم اعتبار خاں کا ایک قاصد آیا۔ اس نے مجھے اطلاع دی کہ اوغر خاں کی نانی آگرہ سے سورت پہنچ چکی ہے۔ اس نے رن مست خاں کی منگیتر زرنگار کے ہاں قیام کیا ہوا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ سخت بیمار ہے اور اب اس کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ وہ اوغر خاں اور رن مست خاں دونوں کی شادی کر دے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد جے سنگھ رُکا، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''آنے والے قاصد نے مجھ پر یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ اوغر خاں کی نانی مہر النساء نے یہ بھی کہا تھا کہ چاہئے تو یہ تھا کہ رن مست خاں اور زرنگار کی شادی کا اہتمام سورت شہر میں جبکہ اوغر خاں اور شیتل کی شادی کا اہتمام پونا شہر میں کیا جاتا اور یہ سارا انتظام وہ خود اپنے ہاتھوں سے کرتی۔ اس کا کہنا تھا کہ اب چونکہ وہ بیمار ہے، لاغر ہے اس بناء پر پونا تک نہ وہ سفر کر سکتی ہے اور نہ پونا آ سکتی ہے اس لئے اس نے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ شیتل کو بھی سورت شہر میں بلا لیا جائے تاکہ مہر النساء کی موجودگی میں اوغر خاں اور شیتل، رن مست خاں اور زرنگار کی شادی کا اہتمام کر دیا جائے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد جے سنگھ رکا، لمحہ بھر کے لئے بڑے غور سے اپنی بیوی اور بیٹی کی طرف دیکھا پھر ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے سوال داغ دیا۔
''اب تم دونوں ماں بیٹی مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارا اس سلسلے میں کیا خیال ہے؟''
جے سنگھ کے اس سوال پر دُرگا وتی اور شیتل نے مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر دُرگا وتی نے اپنے شوہر جے سنگھ کو مخاطب کیا۔
''پہلے آپ یہ بتائیے کہ اوغر خاں خود اس وقت کہاں ہے؟''
جے سنگھ مسکرایا اور کہنے لگا۔

Marfat.com

''اوغر خاں کی ملاقات ابھی تک اپنی نانی سے نہیں ہوئی تاہم اسے یہ تو خبر ہو چکی ہے کہ اس کی نانی آگرہ سے سورت کے لئے روانہ ہو چکی ہے۔ اوغر خاں ان دنوں جیسا کہ آنے والے قاصد نے مجھے بتایا ہے اپنے ساتھی سالار اعتقاد خاں کے ساتھ دریائے کرشنا کی طرف مرہٹوں سے الجھا ہوا ہے۔''

جے سنگھ کے اس سوال پر دُرگا وتی نے کچھ سوچا، پھر کہنے لگی۔

''میرے خیال میں ہمیں وقت ضائع کئے بغیر شیتل کو لے کر سورت کا رخ کرنا چاہئے۔ اگر سورت میں شیتل کی شادی کا اہتمام نہ بھی ہوتا تب بھی ہمیں فی الفور مہر النساء کی بیماری کا سنتے ہی سورت کی طرف کوچ کر جانا چاہئے اور اب تو دو معاملے پیش ہیں۔ شیتل کی شادی بھی ہے اور مہر النساء کی بیماری۔ میں چاہوں گی کہ ہمیں شیتل کو لے کر جلد از جلد سورت شہر کا رخ کرنا چاہئے۔''

دُرگا وتی کے خاموش ہونے پر شیتل بول اٹھی۔

''ابا! کیا ایسا ممکن نہیں کہ اوغر خاں جب دریائے کرشنا کی اپنی مہم سے فارغ ہو کر واپس سورت کی طرف جائیں تو ہم ان کے ساتھ ہو لیں؟''

شیتل کے اس مشورے پر جے سنگھ نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

''بیٹی! تمہاری یہ تجویز ہے تو بہت اچھی پر یہ بتاؤ کہ دریائے کرشنا کی طرف جاتے ہوئے کیا اوغر خاں یہاں سے ہو کر گیا تھا؟ اسے اور اعتقاد خاں کو نہ جانے کیسی کٹھن مہم درپیش ہے اور وہ کن کن گمنام راستوں سے سفر کرتے ہوئے جنوب کی طرف گئے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ وہ جن راستوں سے جنوب کی طرف گئے تھے انہی راستوں سے ہوتے ہوئے وہ شمال میں سورت شہر کا رخ کر جائیں۔ پونا شہر وہ نہ آئیں۔ پھر کیا ہوگا؟

اس کے علاوہ میری بیٹی! آنے والے قاصد نے مجھ پر یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ زرنگار کے باپ اور ان کے ہمسائے قنبر خاں نے سورت شہر کے حاکم اعتبار خاں کے ساتھ مل کر جس طرح ہماری طرف قاصد بھجوایا ہے اسی طرح اس نے اوغر خاں اور رن مست خاں کی طرف بھی قاصد بھجوائے ہیں اور انہیں فی الفور سورت شہر پہنچنے کے لئے کہا گیا ہے۔ میری بیٹی! ساتھ ہی یہ بھی خبریں آئی ہیں کہ خود میر محترم بھی لشکر کے ایک حصے کے ساتھ دکن کی طرف کوچ کرنے والے ہیں۔ اب پتہ نہیں اس وقت تک انہوں نے کوچ کیا ہے، وہ دکن کی طرف روانہ ہوئے ہیں یا نہیں؟ لیکن

Marfat.com

آنے والے قاصد نے یہ انکشاف ضرور کیا ہے کہ مرہٹوں، راجپوتوں اور بیجا پور والوں کے حالات درست کرنے کے لئے میرِ محترم اپنے بیٹے معظم علی اور کچھ دوسرے سالاروں کے ساتھ خود بھی دکن کا رخ کرنا چاہتے ہیں۔"

جب تک جے سنگھ بولتا رہا دُرگا وتی اور شیتل بڑے غور سے اسے سنتی رہیں۔ اس کے خاموش ہونے پر دُرگا وتی بول اٹھی۔

"آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں ہمیں اوغر خاں کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ ہوسکتا ہے مرہٹوں کی مہم نمٹانے کے بعد اوغر خاں کسی اور طرف سے ہوتا ہوا سورت شہر کی طرف چلا جائے۔ اس بناء پر ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔"

دُرگا وتی کی اس گفتگو کے جواب میں جے سنگھ تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر شیتل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"بیٹی! اگر تیری رضامندی ہو تو میں ابھی اٹھ کر مستقر کی طرف جاؤں۔ لشکر کا ایک حصہ ایک سالار کی کمانداری میں دے کر اسے یہیں چھوڑوں اور چند مسلح دستے اپنے ساتھ لوں اور دونوں ماں بیٹی کو لے کر سورت کی طرف روانہ ہو جاؤں۔ یہ کام میں تم دونوں کی طرف آنے سے پہلے بھی کر سکتا تھا لیکن اس سلسلے میں، میں تم دونوں ماں بیٹی سے مشورہ کرنا چاہتا تھا۔ اب جو تم کہتی ہو میں اسی پر عمل کروں گا۔"

جے سنگھ کی اس تجویز کے جواب میں دُرگا وتی اور شیتل دونوں ماں بیٹی کچھ دیر تک باہم مشورہ کرتی رہیں، ساتھ ہی ساتھ مسکراتے ہوئے خوشی کا اظہار بھی کرتی رہیں۔ اس کے بعد دُرگا وتی نے پھر اپنے شوہر جے سنگھ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"آپ بے شک ابھی جا کر ان دستوں کو تیار کر دیں جنہوں نے ہمارے ساتھ سورت شہر کی طرف روانہ ہونا ہے لیکن روانگی تین دن بعد ہونی چاہئے۔ اس لئے کہ یہ شادی کا معاملہ ہے۔ بہت سے لوگوں کے لئے ہمیں یہاں سے سامان لے کر جانا ہے، کچھ تحائف بھی خریدنے ہوں گے۔ میں اور شیتل دونوں ماں بیٹی تین دن تک تگ و دو کر کے یہ سارے کام نمٹا لیں گی۔ اس کے بعد ہم سورت شہر کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔"

دُرگا وتی کی اس تجویز سے جے سنگھ نے اتفاق کیا تھا پھر کہنے لگا۔

"اگر تم دونوں ماں بیٹی تین دن بعد سورت شہر کی طرف روانہ ہونا چاہتی ہو تو

Marfat.com

پھر مجھے اس قدر جلدی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فی الحال تو مجھے سخت بھوک لگی ہے۔ کھانا دو۔ اس کے بعد میں آج شام یا کل صبح مستقر کی طرف جاؤں گا اور جن مسلح دستوں کو میں نے اپنے ساتھ لے کر سورت کی طرف جانا ہے انہیں تیار رہنے کے لئے کہہ دوں گا۔ ساتھ ہی اپنے جس سالار کو میں نے یہاں اپنا قائم مقام بنا کر جانا ہے اس سلسلے میں اس سے بھی گفتگو کرلوں گا۔''

جے سنگھ کی اس تجویز سے شیتل اور دُرگا وتی دونوں نے اتفاق کیا تھا۔ پھر دیوان خانے ہی میں انہوں نے کھانے کے برتن لگائے اور تینوں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔

❖

رتنا گڑھی میں ایک روز شیوا جی کا بیٹا شمبھو جی اپنے سالاروں میں سے سنت، راجہ رام، شاؤ جی، ہر جی اور کچھ دوسرے چھوٹے سالاروں کے ساتھ بیٹھا مسلمانوں کے علاقوں پر حملہ آور ہونے سے متعلق لائحہ عمل مرتب کر رہا تھا۔ اس لئے کہ شمبھو جی نے اب کھل کر تباہی و بربادی کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا تھا۔ پہلے تو وہ دسہرہ کے تہوار کے بعد اکثر لشکر لے کر نکلتا، لوٹ مار کرتا اور اپنے لئے ضرورت کا سامان فراہم کر لیتا تھا۔ لیکن اب اس نے کھلے عام حملہ آور ہو کر لوٹ مار اور تباہی مچانی شروع کر دی تھی۔

گزشتہ موسمِ سرما میں شمبھو جی نے ایک بہت بڑا لشکر ترتیب دیا۔ خاندیش اور برہان پور پر حملہ آور ہوا اور ان علاقوں کو لوٹ کر اس نے چاروں طرف تباہی مچا دی۔ اس لوٹ مار کے دوران بہت سے معزز لوگوں نے اپنی بیویوں، لڑکیوں اور بچیوں کو اس لئے اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا کہ ان کی آبرو محفوظ رہ سکے یا وہ مرہٹوں کے غلام بن کر نہ رہیں۔ ان حملوں کے دوران مرہٹوں نے لاتعداد گھروں کو نذرِ آتش کر دیا اور اب شمبھو جی اپنے انہی سالاروں کے ساتھ ایک انتہائی اہم شہر احمد نگر پر حملہ آور ہونے کے لئے منصوبہ بنا رہا تھا۔

جس وقت یہ گفتگو جاری تھی مرہٹوں کے کچھ مخبر شمبھو جی اور اس کے کچھ سالاروں کے پاس آئے۔ انہیں دیکھتے ہی شمبھو جی نے گفتگو کا سلسلہ ختم کر دیا۔ آنے والے ان مخبروں کو اپنے قریب بلایا پھر انتہائی نرمی میں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے ساتھیو! کیا تمہارے پاس میرے لئے کوئی اچھی خبر بھی ہے؟''

Marfat.com

جواب میں آنے والے ان مرہٹہ مخبروں نے پہلے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر ان میں سے ایک شمبھو جی کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

''شیوا جی! ہمارے پاس اچھی اور بری دونوں قسم کی خبریں ہیں۔ اب آپ کی مرضی......''

یہاں تک کہتے کہتے اس مخبر کو خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لئے کہ شمبھو جی اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''پہلے بری خبر سناؤ تاکہ میں اسے سن کر تیار ہو جاؤں۔ اس کے بعد ہمارے لئے کوئی اچھی خبر ہو تو کہہ دینا۔''

جواب میں اس مخبر نے کھانس کر گلا صاف کیا پھر شمبھو جی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''پیشوا جی! ہمارے جس لشکر نے دریائے کرشنا کے قریب کوی کیلاش اور دھن کی سرکردگی میں پڑاؤ کیا ہوا تھا اور وہ مشرق اور شمال کے کچھ علاقوں پر حملہ آور ہونے کا منصوبہ بنا رہے تھے انہیں بدترین شکست ہوئی ہے۔ لشکر کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ کوی کیلاش اور دھن اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ پہلے وہ مشرق کی طرف بھاگے لیکن ایک کاوا کاٹتے ہوئے پھر پلٹے اور دریائے کرشنا کو عبور کر کے رتنا گڑھی کی طرف بڑھے۔ اب وہ رتنا گڑھی کے مستقر میں داخل ہو چکے ہیں۔ میرے خیال میں تھوڑی دیر تک دونوں آپ کی خدمت میں پیش ہوں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مخبر جب خاموش ہو گیا تب گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے شمبھو جی کہہ رہا تھا۔

''تم نے یہ تو بڑی آسانی سے بتا دیا کہ کوی کیلاش اور دھن کو بدترین شکست ہوئی ہے اور یہ کہ ان کے لشکر کی اکثریت کو کسی نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور میرے رفیق تُو نے یہ تو بتایا نہیں ان پر کیا افتاد ٹوٹی، کون سی کٹھنائی، کون سی مصیبت ان پر نازل ہوئی؟ کون تھا جو ان پر ان علاقوں میں حملہ آور ہوا اور ہمارے لشکر کی یہ حالت بنا کر رکھ دی؟''

شمبھو جی کے خاموش ہونے پر وہ مخبر پھر بول اٹھا۔

''حملہ آور ہونے والوں میں اورنگ زیب عالمگیر کے سالار اوغر خاں اور اعتقاد

Marfat.com

خاں دونوں تھے۔ ہمارے لشکر نے دریائے کرشنا پر جو دو کشتیوں کے پل ہیں ان کے درمیان میں دریا کے شرقی جانب پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ میرے خیال میں ان کے وہاں پڑاؤ کی خبر مسلمانوں کو ہو گئی تھی۔ اسی بناء پر اوغر خاں اور اعتقاد خاں بڑی تنظیم اور بڑی ترتیب کے ساتھ ان کی طرف آئے۔ ایک پل سے اعتقاد خاں نے ان کے پڑاؤ کا رخ کیا دوسرے پل سے اوغر خاں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ دریا کو عبور کر کے ان کی طرف بڑھا۔ اس طرح شمال اور جنوب دونوں سمتوں سے ان پر حملہ کیا گیا جن کی وجہ سے انہیں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔"

یہاں تک کہتے کہتے اس مخبر کو رک جانا پڑا اس لئے کہ عین اسی لمحہ کوی کیلاش اور دھن بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ شمبھو جی نے اپنی جگہ پر اٹھتے ہوئے ان دونوں کا استقبال کیا۔ دوسرے سالاروں نے بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر ان سے مصافحہ کیا۔ شمبھو جی اپنے ساتھیوں میں سے کوی کیلاش کو سب سے زیادہ مخلص اور وفادار خیال کرتا تھا لہٰذا وہ کوی کیلاش کی بڑی عزت، اس کا بڑا احترام کرتا تھا۔ کوی کیلاش اور دھن دونوں کو وہ گلے لگا کر ملا اور پھر اپنے قریب ہی بٹھاتے ہوئے کہنے لگا۔

"تمہاری شکست کی خبر مجھ تک پہنچ گئی ہے۔ فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس شکست کا انتقام ہم خوب لیں گے۔ یہ اوغر خاں تو پہلے ہی میری نگاہوں میں کھٹکتا ہے۔ اس کا تو ایک نہ ایک روز کام تمام کرنا ہی پڑے گا اور ایسا میں ہر صورت میں کر کے رہوں گا۔ بہرحال مجھے تمہاری اس شکست کا بڑا دکھ اور افسوس ہے لیکن پڑاؤ کرنے کے بعد تم دونوں کو چاہئے تھا کہ پڑاؤ کے اطراف میں اپنے مخبر پھیلا کر رکھتے اور ایسا اپنے تحفظ اور حفاظت کی خاطر ہر وقت کرنا چاہئے۔"

شمبھو جی جب خاموش ہوا تب کوی کیلاش کہنے لگا۔

"پیشوا جی! ہم نے نہ صرف اپنے دائیں بائیں دریائے کرشنا کے کنارے اپنے مخبر پھیلائے تھے بلکہ مشرق کی طرف ہم نے اپنے کچھ مسلح جوان پھیلا رکھے تھے تاکہ حالات کے اندر کوئی تبدیلی ہو تو ہمیں بروقت اطلاع ہو سکے۔ لیکن ہماری بدقسمتی کہ ہمیں اوغر خاں اور اعتقاد خاں کے آنے کی خبر ہی نہیں ہوئی۔ انہوں نے بڑی تنظیم سے ہمارے خلاف کام کی ابتداء کی۔ بائیں جانب کے پل سے اعتقاد خاں مشرق کی طرف گیا اور دائیں جانب والے پل سے اوغر خاں نے دریا کو عبور کیا۔ دونوں نے ہماری طرف رخ کیا۔ میرے خیال میں دریا کے کنارے کنارے جو ہمارے مخبر

Marfat.com

سرگرداں تھے ان دونوں مسلمان سالاروں نے اپنے مسلح جوانوں کے ذریعے ان کا خاتمہ کرا دیا۔ اسی بناء پر ہمارا کوئی بھی مخبر اوغر خاں یا اعتقاد خاں کے حملہ آور ہونے کی ہمیں اطلاع نہ دے سکا۔"

کوی کیلاش کے خاموش ہونے پر شمبھو جی نے اپنے مخبر کو پھر مخاطب کیا۔

"ایک جو بری خبر تھی وہ تو تم کہہ چکے ہو اب کوئی اور تمہارے پاس خبر ہے تو کہو۔"

وہی مخبر پہلے کی طرح پھر بول اٹھا۔

"پیشوا جی! اس کے علاوہ ہمارے پاس دو خبریں ہیں۔ پہلی خبر یہ ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر اپنے بیٹے معظم علی کے ساتھ ایک خاصا بڑا لشکر لے کر دکن کی طرف کوچ کر چکا ہے اور اس وقت اس نے اپنے لشکر کے ساتھ بُرہان پور میں قیام کیا ہوا ہے۔

دوسری خبر جسے اچھا کہا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ پونا میں اورنگ زیب کا حاکم جے سنگھ اپنے کچھ محافظ دستوں کے ساتھ اپنی بیٹی اور اپنی پتنی دُرگا وتی کو لے کر سورت شہر کی طرف روانہ ہوگا۔ آپ جانتے ہیں جے سنگھ کی بیٹی شیتل اوغر خاں سے محبت کرتی ہے۔ دوسری طرف سورت شہر میں انگریز کی بیٹی زرنگار نے اعلان کیا تھا کہ جو بھی ہمارے پیشوا شیوا جی کے قتل کا باعث بنے گا وہ اس سے شادی کر لے گی۔ قتل کا باعث چونکہ رن مست بنا تھا لہٰذا اب رن مست بھی سورت شہر کی طرف آئے گا جبکہ جے سنگھ اور دُرگا وتی دونوں اپنی بیٹی کو لے کر سورت شہر کی طرف روانہ ہوں گے وہاں اوغر خاں اور رن مست کی نانی جس کا نام مہر النساء ہے وہ آگرہ سے سورت پہنچ چکی ہے۔ اس کی موجودگی میں شیتل کی شادی اوغر سے اور زرنگار کی شادی رن مست خاں سے ہوگی۔ اسی بناء پر جے سنگھ اپنی بیٹی کو لے کر سورت کی طرف روانہ ہوگا۔"

وہ مخبر مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ شمبھو جی بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"بس بس...... تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو میں سمجھ گیا ہوں۔ اب ہم نے کیا کرنا ہے یہ میں تم لوگوں کو بتاتا ہوں۔"

شمبھو جی کچھ دیر خاموش رہا، ہاتھ کے اشارے سے اس نے مخبروں کو بیٹھ جانے

Marfat.com

کے لئے کہا جب وہ بیٹھ گئے تب شمبھو جی اپنے سارے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''میرے عزیز ساتھیو! دشمن پر ضرب لگانے اور انہیں زک پہنچانے کے لئے میرے خیال میں یہ بہترین موقع ہے۔ اب جو لائحہ عمل میرے ذہن میں ہے اس کے مطابق میں احمد نگر پر حملہ آور ہوں گا۔''

پھر شمبھو جی نے کوی کیلاش اور دھن کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''تم دونوں کی آمد سے پہلے میں اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ احمد نگر ہی پر حملہ آور ہونے سے متعلق گفتگو کر رہا تھا۔ اب ہم نے اگلا قدم اس طرح اٹھانا ہے کہ میں ایک لشکر کے ساتھ آج ہی احمد نگر پر حملہ آور ہو کر اس کی اینٹ سے اینٹ بجاتے ہوئے شہر کی ہر چیز پر قبضہ کر لوں گا۔ اس مہم میں میرے ساتھ کوی کیلاش اور سنت دونوں ہوں گے۔

ہماری روانگی کے بعد دھن، شاؤ جی، راجہ رام اور ہر جی یہاں ہی قیام کریں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد شمبھو جی رکا پھر دھن کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''دھن! میں سنت اور کوی کیلاش کے ساتھ یہاں سے تھوڑی دیر تک احمد نگر کی طرف کوچ کر جاؤں گا۔ میرے بعد تم نے ایک کام کرنا ہے، ایک لشکر ترتیب دینا، اس کا کماندار اپنے کسی چھوٹے سالار کو مقرر کرنا اور اسے میرے بعد پونا کی طرف روانہ کر دینا۔ اس سالار کو تاکید کرنا کہ وہ جے سنگھ، اس کی پتنی اور بیٹی کی پونا سے روانگی کو نگاہ میں رکھے۔ جونہی وہ پونا سے نکل کر سوت کا رخ کریں کسی ویران جگہ ان پر حملہ آور ہو جائے اور ہر صورت میں شیتل کے علاوہ جے سنگھ اور اس کی پتنی کا کام تمام کر کے رہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد شمبھو جی رکا پھر اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اگر ہمارا یہ سالار پونا کے نواح میں جے سنگھ پر حملہ آور ہو کر اسے، اس کی پتنی اور بیٹی کو قتل کرنے میں کامیاب ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں یہ اوغر خاں کے لئے ایسا چرکہ ہوگا کہ ایک لمبے عرصے تک اس کے لئے دکھ اور غم کا باعث بنا رہے گا اور یہی میں چاہتا بھی ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی شمبھو جی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے

Marfat.com

سارے سالار بھی کھڑے ہو گئے۔ پھر وہ مستقر کی طرف گئے۔ لشکریوں کو ترتیب دیا گیا اس کے بعد شمبھو جی اپنے دو بہترین سالاروں سنت اور کیلاش کے ساتھ ایک خاصا بڑا لشکر لے کر احمد نگر پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ ہو گیا تھا۔

دوسری طرف اورنگ زیب عالمگیر بھی مرہٹوں کی کارروائیوں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے جنوب کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا۔ شمبھو جی نے چونکہ اورنگ زیب عالمگیر کے باغی بیٹے اکبر کو پناہ دے رکھی تھی اور اس نے اکبر سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ وہ دِلّی کے تخت و تاج پر قبضہ کر کے اورنگ زیب عالمگیر کی جگہ اسے شہنشاہ بنائے گا اور اس سلسلے میں بھرپور انداز میں اس کی مدد کرے گا۔ اب اورنگ زیب عالمگیر بھی اکبر اور شمبھو جی سے نمٹنے کے لئے جنوب کا رخ کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ اس کے دونوں بیٹے معظم علی اور اعظم شاہ بھی تھے۔ اعظم شاہ نے گو پہلے میواڑ میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا لیکن جس وقت راجہ جے سنگھ اور دُرگا داس دونوں کو اوغر خاں اور اعظم شاہ نے شکست دی تو اوغر خاں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ میواڑ سے نکل کر راجپوتوں کی بغاوت کو ختم کرنے کے لئے مارواڑ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ اس کی روانگی کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے بیٹے اعظم کو بھی دہلی بلا لیا تھا۔ وہ لشکر جو اعظم کی کمانداری میں رہتا تھا اس نے میواڑ ہی میں ایک سالار کے تحت قیام کر رکھا تھا۔ اب اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے بیٹے اعظم شاہ کو مزید لشکری مہیا کئے تا کہ اس کے لشکر میں اضافہ ہو اور وہ پہلے کی نسبت بہتر کارگزاری کا مظاہرہ کر سکے۔

اپنے لشکر کے ساتھ اورنگ زیب عالمگیر پہلے برہان پور پہنچا، وہاں چند دن اس نے قیام کیا۔ اورنگ زیب چونکہ جنوب میں دشمن قوتوں کو بہت جلد اپنے سامنے زیر کرنا چاہتا تھا۔ ان قوتوں میں بیجا پور و مرہٹے اور راجپوت تھے لہٰذا وہ اپنے ساتھ خاصا بڑا لشکر لے کر آیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کے دو بیٹوں معظم علی اور اعظم کے علاوہ دوسرے کئی اچھے سالار بھی تھے جن میں علی حسن خان، شہاب الدین خان، روح اللہ اور کچھ دیگر سالار نمایاں تھے۔ برہان پور میں چند یوم قیام کرنے کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے پھر پیش قدمی شروع کی یہاں تک کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ اورنگ آباد پہنچ گیا۔ اس کے بعد مختلف سمتوں میں اپنے مخبر پھیلا کر اس نے حالات کا جائزہ لینا شروع کر دیا تھا۔

❖

Marfat.com

دریائے کرشنا کے کنارے مرہٹوں کے سالار کوی کیلاش اور دھن دونوں کو بدترین شکست دینے کے بعد اوغر خاں اور اعتقاد خاں نے بھی واپسی کا سفر شروع کیا تھا۔ دریا کا کنارہ انہوں نے ترک کر دیا تھا۔ اس وقت وہ چونکہ مرہٹوں اور بیجا پور والوں کے علاقوں کے نزدیک تھے لہٰذا دونوں قوتیں ان کے خلاف حرکت میں آ سکتی تھیں۔ اس بناء پر احتیاط سے کام لیتے ہوئے اوغر خاں اور اعتقاد خاں اپنے لشکر کو لے کر دریائے کرشنا کے کنارے کنارے شمال کی طرف جانے کی بجائے دوسرا راستہ اختیار کر چکے تھے۔ انہوں نے وہ شاہراہ اختیار کی تھی جو دریائے کرشنا سے شولا پور کی طرف جاتی تھی۔ شولا پور سے کئی فرسنگ مغرب میں رہتے ہوئے وہ آگے بڑھے۔ ان کا ارادہ تھا کہ شولا پور کے نواح سے گزرتے ہوئے وہ اس شاہراہ پر سفر کریں گے جو وہاں سے برسی جاتی تھی۔ برسی سے ان کا ارادہ تھا کہ پونا جائیں گے۔ پونا میں شیتل اور اس کے اہل خانہ کو لے کر وہ سورت کا رخ کریں گے۔

شولا پور کے نواح سے گزرنے کے بعد اپنے لشکریوں کو ستانے کا موقع فراہم کرنے کے لئے اوغر خاں اور اعتقاد خاں نے برسی شہر کے تین فرسنگ مغرب میں پڑاؤ کر لیا تھا۔

ابھی ان کے لشکری وہاں اپنا پڑاؤ قائم کرنے کے لئے خیمے ہی نصب کر رہے تھے کہ ایک طرف سے رن مست خاں بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ اعتقاد خاں اور اوغر خاں نے اس کا بہترین استقبال کیا۔ اوغر خاں اور اعتقاد خاں دونوں سے باری باری گلے ملنے کے بعد استفہامیہ سے انداز میں رن مست خاں نے اوغر خاں کو مخاطب کیا۔

''بھائی! میری طرف کچھ قاصد گئے تھے۔''

رن مست خاں اپنی بات مکمل نہ کر سکا اس لئے کہ اوغر خاں مسکراتے ہوئے بول اٹھا۔

''میرے بھائی! تمہاری طرف کچھ قاصد گئے ہوں گے جنہوں نے تمہیں یہ اطلاع دی ہو گی کہ فوراً سورت پہنچو۔ اگر یہ بات ہے تو پھر انہوں نے ٹھیک ہی کہا ہے۔ اب رن مست خاں میرے بھائی! بات یہ ہے کہ نانی اماں سورت پہنچ چکی ہیں۔ انہوں نے زرنگار کے ہاں قیام کر رکھا ہے۔ ہاں، نانی اماں کی خواہش ہے کہ وہ اپنی زندگی میں میری اور تمہاری شادی کا اہتمام کر دیں۔ اسی بناء پر تمہیں سورت

Marfat.com

بلایا گیا ہے۔ دوسری طرف شیتل اور اس کے اہلِ خانہ بھی سورت کی طرف جائیں گے جہاں نانی اماں میری اور تمہاری شادی کا بہ یک وقت اہتمام کرنا چاہتی ہیں۔ اب بولو اس کے علاوہ بھی تمہارے پاس کچھ کہنے کو ہے؟''

جواب میں رن مست خاں ہنس دیا، کہنے لگا۔

''بھائی! اس کے علاوہ تو کہنے کو کچھ نہیں ہے۔''

رن مست خاں کے اس انداز سے اوغر خاں اور اعتقاد خاں دونوں خوش ہو گئے تھے۔ پھر رن مست خاں کے لشکری بھی وہاں پڑاؤ کرنے لگے۔ اتنی دیر تک مغرب کی طرف سے کچھ مخبر نمودار ہوئے اور انہوں نے آ کر اعتقاد خاں، اوغر خاں اور رن مست خاں کو خبر دی کہ شمبھو جی اور اس کے دو سالار سنت اور کوی کیلاش ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ احمد نگر پر حملہ آور ہونا چاہ رہے ہیں۔ یہ خبر سن کر تینوں پریشان ہو گئے تھے۔ ان مخبروں کو انہوں نے آرام کرنے کے لئے کہا، ان کے جانے کے بعد کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر اوغر خاں، رن مست خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''رن مست خاں! پہلے میرا ارادہ تھا کہ ہم تینوں بھائی اپنے متحدہ لشکر کو لے کر پونا جائیں گے اور وہاں سے شیتل اور اس کے اہلِ خانہ کو لے کر سورت کا رخ کر جائیں گے۔ میرے بھائی! اب ایسا نہیں ہو گا۔ میں اور اعتقاد خاں ابھی بلکہ اسی وقت اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کریں گے۔ صرف اپنے لشکریوں کو کھانے کا موقع فراہم کریں گے۔ ہم دونوں اپنے لشکر کو لے کر احمد نگر کا رخ کریں گے اور دیکھیں گے شمبھو جی اور اس کے سالار احمد نگر پر حملہ آور ہو کر اسے کیسے نقصان پہنچاتے ہیں۔ میرے بھائی! اگر تم اپنے لشکریوں کو آرام دینا چاہتے ہو تو یہیں پڑاؤ رکھو۔ ویسے میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ ان علاقوں میں اکیلے پڑاؤ نہ کرنا۔ تمہارے لئے نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے۔ اگر تم تھکاوٹ محسوس نہیں کر رہے تو ہمارے ساتھ ہی یہاں سے کوچ کرو۔ میں اور اعتقاد خاں اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے پونا شہر کے مشرق سے گزرتے ہوئے احمد نگر کی طرف چلے جائیں گے اور شمبھو جی اور اس کے سالاروں سے نمٹنے کی کوشش کریں گے۔ اس سلسلے میں آنے والے مخبر ہماری رہنمائی کریں گے۔ جہاں تک تمہارا تعلق ہے میرے بھائی! تم کچھ آگے جا کر بائیں جانب پونا شہر کی طرف چلے جانا، وہاں سے شیتل اور اس کے اہلِ خانہ کو لے کر سورت شہر کا رخ کر جانا۔ احمد نگر میں شمبھو جی، اس کے دونوں سالاروں اور لشکریوں

Marfat.com

سے نمٹ کر میں اور اعتقاد خاں بھی سورت پہنچ جائیں گے۔ اب بولو ردِ عمل کے طور پر تم کیا کہتے ہو؟''

اوغر خاں کی اس گفتگو سے رن مست خاں سنجیدہ ہو گیا تھا، کہنے لگا۔

''بھائی! آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ میں یہاں پڑاؤ نہیں کروں گا، آپ کے ساتھ ہی یہاں سے کوچ کرتا ہوں۔ آپ دونوں بھائی سیدھا آگے احمد نگر کی طرف نکل جائیے گا، میں پونا کا رخ کروں گا، وہاں سے شیتل بہن اور اس کے اہلِ خانہ کو لے کر سورت کا رخ کروں گا۔''

یہ معاملہ طے ہونے کے بعد پہلے لشکریوں کے کھانے کا اہتمام کیا گیا۔ لشکریوں کو کھانا کھلانے کے بعد پڑاؤ اٹھا لیا گیا، اس کے بعد وہاں سے کوچ کیا گیا۔ کچھ فاصلہ شمال کی طرف طے کرنے کے بعد رن مست خاں اپنے حصے کے لشکر کو لے کر پونا شہر کی طرف چلا گیا تھا جبکہ اوغر خان اور اعتقاد خاں احمد نگر کا رخ کر رہے تھے۔

اپنے سالاروں میں سے سنت اور کوی کیلاش کے ساتھ احمد نگر کی طرف بڑھتے ہوئے شمبھو جی بالکل مطمئن اور آسودہ تھا۔ وہ یہی خیال کر رہا تھا کہ اورنگ زیب عالمگیر نے ابھی تک برہان پور ہی میں قیام کر رکھا ہے۔ اعتقاد خاں اور اوغر خاں دریائے کرشنا کے آس پاس کے علاقوں میں سرگرداں ہوں گے۔ اگر زیادہ سے زیادہ حرکت کر چکے ہوئے تب بھی پونا جا کر خیمہ زن ہو چکے ہوں گے۔ اس کے علاوہ دور و نزدیک اورنگ زیب عالمگیر کا نہ کوئی سالار تھا نہ کوئی لشکر جو احمد نگر پر حملہ آور ہو کر شمبھو جی کی راہ روک سکے۔

شمبھو جی اپنے لشکر کے ساتھ منزل پر منزل مارتا ہوا پیش قدمی کر رہا تھا اور وہ ابھی احمد نگر سے چند میل دور ہی تھا کہ پشت کی جانب سے کچھ گھڑ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے شمبھو جی کے لشکر کی طرف آئے۔

لشکر کے پشتی حصے سے ایک لشکری سے دوسرے لشکری اور دوسرے لشکری سے تیسرے لشکری سے ہوتی ہوئی یہ اطلاع شمبھو جی اور کوی کیلاش تک پہنچ گئی کہ پشت کی جانب سے مرہٹوں کے کچھ مخبر آئے ہیں اور شمبھو جی سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

یہ خبر جب شمبھو جی کو ہوئی تو اس نے اپنے لشکر کو وہاں روک دیا۔ پشت کی طرف سے آنے والے مخبر اپنے گھوڑوں کو لشکر کے اندر دوڑاتے ہوئے اس جگہ آئے جہاں لشکر کے آگے شمبھو جی، سنت اور کوی کیلاش اپنے گھوڑوں پر سوار تھے۔ آنے

Marfat.com

والے گھڑ سوار تعداد میں چار تھے۔ انہیں دیکھتے ہی کسی قدر پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے شمبھو جی بول اٹھا۔

''خیریت تو ہے...... تم کس سمت سے آرہے ہو اور کیا خبر لائے ہو؟''

شمبھو جی کے اس استفسار پر آنے والے مخبروں میں سے ایک گھبرائے ہوئے لہجے میں بول اٹھا۔

''پیشوا جی! ہمارے لئے خطرات اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ کے پیچھے پیچھے آپ پر حملہ آور ہونے کے لئے اوغر خاں اور اعتقاد خاں برق رفتاری سے ان علاقوں کا رخ کر رہے ہیں۔''

اوغر خاں اور اعتقاد خاں کا نام سن کر سنت اور کوی کیلاش دونوں کے چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگی تھیں۔ شمبھو جی بھی گھبرا گیا تھا۔ تاہم اپنی اس حالت کو چھپانے کے لئے اس نے زبردستی اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر لی۔ سنت اور کوی کیلاش کی طرف باری باری دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں سمجھتا ہوں بھگوان ہماری مدد پر آمادہ ہے۔ میں کسی ایسے موقع کی تلاش میں تھا کہ اس اوغر خاں اور اعتقاد خاں پر ضرب لگا کر ان سے دھن اور کوی کیلاش کی شکست کا بدلہ لوں۔ اب حالات خود بخود ہمارے حق میں پلٹا کھا رہے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد شمبھو جی رکا، اس کے بعد پھر کہہ رہا تھا۔

''اب احمد نگر پر تو میں بعد میں حملہ آور ہوں گا پہلے پلٹ کر اس اوغر خاں اور اعتقاد خاں سے نمٹ لوں۔ بھگوان نے چاہا تو میں ان دونوں سالاروں کے سر کاٹوں گا اور ان کے لشکریوں کو تباہی اور بربادی سے دوچار کر کے رکھ دوں گا۔''

اس کے بعد شمبھو جی پلٹا، اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنت اور کوی کیلاش بھی پلٹ پڑے تھے۔ اب ان کا رخ احمد نگر کی بجائے پشت کی جانب تھا۔ لشکر نے بھی اپنا رخ تبدیل کر لیا اور اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے شمبھو جی، سنت اور کوی کیلاش اب اپنے لشکر کے سامنے آ گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی بڑی تیزی سے انہوں نے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔ لشکر کی صفیں جب استوار ہو گئیں تب سنت اور کوی کیلاش کو مخاطب کرتے ہوئے شمبھو جی کہنے لگا۔

''میرے عزیز ساتھیو! دشمن کی یہاں آمد کے ساتھ ہی ہمیں بھرپور فائدہ اٹھانے کے لئے اس کے خلاف بڑی تیزی سے حرکت میں آنا ہو گا۔ جونہی اوغر خاں اور

Marfat.com

اعتقاد خاں اپنے لشکر کے ساتھ ہمارے قریب آئیں ہم فوراً اپنے لشکر کو آگے بڑھاتے ہوئے ان پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ میرے خیال میں وہ ہمارے تعاقب میں چلے آ رہے ہیں۔ ان کے لشکر کی صفیں جنگ کرنے کے لئے منظم اور درست نہیں ہوں گی جبکہ ان کی آمد سے پہلے ہم اپنے لشکر کو استوار کر چکے ہیں۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ لمحوں کے اندر ہم ان کے لشکر کے اندر برہمی اور بدنظمی پیدا کر کے نہ صرف شکستِ فاش دیں گے بلکہ ان کی اکثریت کو بھی کاٹ کر رکھ دیں گے۔"

شمبھو جی کے ان الفاظ پر سنت اور کوی کیلاش کو کسی قدر حوصلہ ہوا۔ اپنے آپ کو انہوں نے سنبھال لیا۔ تینوں بڑی بے چینی سے اوغر خاں اور اعتقاد خاں کی آمد کا انتظار کرنے لگے تھے۔ تھوڑی ہی دیر بعد اوغر خاں اور اعتقاد خاں اپنے لشکر کے ساتھ ان کے سامنے نمودار ہوئے۔ جونہی وہ ان کے سامنے اور قریب آئے شمبھو جی، سنت اور کوی کیلاش اپنے لشکر کو حرکت میں لائے پھر وہ اوغر خاں اور اعتقاد خاں پر قہر کے گھپ اندھیروں میں سرگرداں تشدد اور تباہ کاری کے عناصر، سینوں میں کہرام بپا کرتی استبداد اور مردم آزادی اور ہر شے کو سراب اور وہموں میں تبدیل کر دینے والی برے ایام کی ویرانیوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

دوسری طرف اوغر خاں اور اعتقاد خاں بھی شاید حالات سے واقف تھے۔ ان کے مخبر بھی بڑی تیزی سے کام کر رہے تھے اور ان کے مخبروں نے بتا دیا تھا کہ جونہی وہ شمبھو جی کے لشکر کے قریب جائیں گے شمبھو جی ان پر حملہ آور ہو جائے گا لہٰذا اوغر خاں اور اعتقاد خاں اپنے لشکر کی تنظیم درست کرتے ہوئے ان کے سامنے آئے تھے۔

مرہٹوں کے حملہ آور ہو جانے کے بعد اوغر خاں اور اعتقاد خاں نے پہلے بحرِ ذخار کے پُر عذاب سوتوں میں پندار کو غیر آسودہ کرتے بگولوں کی طرح تکبیریں بلند کیں اس کے بعد اوغر خاں اور اعتقاد خاں کا لشکر دیکھتے ہی دیکھتے دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ اعتقاد خاں شمبھو جی کے لشکر کے بائیں حصے کی طرف بڑھا اور اس حصے پر وہ کرب کے ساگر میں ڈبوتی عذابوں کی نئی سوغاتوں، سکوت کے صحرا میں غموں کی آزمائش کھڑی کرتے دُکھ کے استعاروں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

دوسری طرف اوغر خاں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ شمبھو جی کے لشکر کے دائیں طرف بڑھا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ اپنے سامنے آنے والے مرہٹوں پر سانسوں کی سلوٹ سلوٹ میں دردِ کہن بھر دینے والی موت کی خونی تمازت اور دل و جان کی

Marfat.com

راحت سے محروم کر دینے والے آگ اگلتے آتش فشاں اور سنگریزوں کے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اس طرح احمد نگر سے کچھ دور میدانوں کے اندر دونوں لشکریوں کے ٹکرانے سے رزم گاہ میں قرنوں کا قہر، قیامت کا شور اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ نگور سار کرتی آوارہ وحشت اور جگر آشوبی کا باعث بنتی جنونی اور خفقانی کیفیتیں موت و قضا کا رقص کرنے لگی تھیں۔

شمبھو جی، سنت اور کوی کیلاش نے کچھ دیر تک بڑے زوردار انداز میں اوغر خاں اور اعتقاد خاں کا مقابلہ کیا پھر ان میں تھکاوٹ کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے جبکہ دوسری طرف اوغر خاں اور اعتقاد خاں کے لشکریوں کے حملوں میں شعاعوں کے تبسم، اجالوں کے سرور جیسی استقامت و وقار، شجاعت کے شرف جیسی تابندگی اور وہ قوی اور جری قہرمانوں کے قلزموں کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے شمبھو جی کے لشکریوں کی تعداد بڑی تیزی سے کم کرنے لگے تھے۔ پھر صبح کی آنکھ نے دیکھا اوغر خاں اور اعتقاد خاں کے سامنے شمبھو جی، سنت اور کوی کیلاش کے لشکر کی حالت ریزہ ریزہ شیشۂ جاں، لخت لخت قریۂ دل، بے ثمر یادوں اور رنج و الم کے اُڑتے ہیولوں سے بھی کہیں بری ہونا شروع ہو گئی تھی۔

شمبھو جی، سنت اور کوی کیلاش نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ تیز اور زوردار حملہ آور ہوتے ہوئے حالات کو اپنے حق میں کرنے کی کوشش کریں لیکن اوغر خاں اور اعتقاد خاں کے خلاف ان تینوں کا ہر حربہ ناکام ثابت ہوا۔ اب اوغر خاں اور اعتقاد خاں بڑی تیزی کے ساتھ ان کے لشکر کے دائیں بائیں حصوں پر آندھی اور طوفان کی طرح چھانے لگے تھے۔ جس جس طرف، جس جس صف کا بھی وہ رخ کرتے اپنے پیچھے مرہٹوں کی لاشوں کی صف آرائی کرتے چلے گئے تھے۔

اب شمبھو جی کی حالت ناقابل برداشت ہونا شروع ہو گئی تھی۔ اس نے جب دیکھا کہ میدان میں ہر سُو مرہٹوں کی لاشیں بکھر چکی ہیں اور اس کے لشکر کی تعداد بڑی تیزی سے کم ہوتی جا رہی ہے تب اس نے اندازہ لگا لیا کہ جنگ اگر مزید جاری رہی تو اوغر خاں اور اعتقاد خاں نہ صرف اس کی جھولی میں بدترین شکست ڈال کر رکھ دیں گے بلکہ اس کے لشکر کی اکثریت کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے شمبھو جی نے اپنے لشکر کے اندر پسپائی کے نقارے

Marfat.com

بجوا دیئے تھے اور نقاروں کی آوازیں سنتے ہی مرہٹے شمبھو جی، سنت اور کوی کیلاش کے ساتھ اب اپنی جانیں بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ احمد نگر کے نواح میں شیوا جی کے بیٹے شمبھو جی کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ وہ تو اپنے زعم میں احمد نگر پر حملہ آور ہو کر شہر کو برباد کرنے اور لوٹ مار کا بازار گرم کرنے کے لئے آیا تھا لیکن اس کی بدقسمتی احمد نگر کے نواح ہی میں اسے ذلت و خواری کا منہ دیکھنا پڑا اور بھاگ کھڑا ہوا۔

اوغر خاں اور اعتقاد خاں نے کچھ دور تک بھاگتے مرہٹوں کا تعاقب کرتے ہوئے ان کی تعداد کو مزید کم کیا اس کے بعد وہ اس جگہ آئے جہاں مرہٹوں سے جنگ ہوئی تھی۔ مرہٹوں کے پاس جو سامان تھا وہ سب کچھ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ لہٰذا اوغر خاں اور اعتقاد خاں نے ان کے سارے سامان پر قبضہ کر لیا تھا۔

پڑاؤ میں واپس آنے کے بعد اوغر خاں نے اعتقاد خاں کو مخاطب کرتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔

''اعتقاد خاں میرے بھائی! ہماری خوش قسمتی کہ خداوند قدوس نے مرہٹوں کے خلاف ہمیں شاندار کامیابی عطا کی اور پھر یہ بھی دیکھو مرہٹے اپنے پیچھے کافی سامان چھوڑ کر بھاگے ہیں۔ میرے بھائی اگر اس موقع پر تم مجھ سے اتفاق کرو تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمیں فی الفور یہاں سے کوچ کر کے سورت شہر کا رخ نہیں کرنا چاہئے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رکا، غور سے اعتقاد خاں کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

''اعتقاد خاں! میں چاہتا ہوں کہ لشکر کو یہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیں۔ احمد نگر شہر یہاں سے قریب ہی ہے، میرے اندازے کے مطابق احتیاط کے طور پر ہمیں چند روز تک یہاں قیام کرنا چاہئے تاکہ مرہٹوں کو خبر ہو کہ ہم یہیں پڑاؤ کر گئے ہیں تاکہ وہ پلٹ کر پھر احمد نگر پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہ کر سکیں۔ ساتھ ہی میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ اپنے مخبروں کو بھی اپنے اطراف میں پھیلا دیں۔ مرہٹے ہمارے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد اپنے دوسرے سالاروں کو اپنے ساتھ ملا کر ہمارے خلاف اگر کوئی انتقامی کارروائی کرنا چاہیں تو ان سے نمٹا جا سکے۔''

اوغر خاں کی اس تجویز سے اعتقاد خاں نے مکمل طور پر اتفاق کیا تھا۔ سب سے

Marfat.com

پہلے مخبروں کو اِدھر اُدھر پھیلا دیا گیا تھا تاکہ وہ مرہٹوں پر نگاہ رکھیں اور ہر تبدیلی کی انہیں بروقت اطلاع دیں۔ اس کے بعد دونوں نے لشکر کو وہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ لشکری بڑی تیزی سے خیمے نصب کرنے لگے تھے۔ جو فارغ تھے ان کے ذریعے اوغر خاں اور اعتقاد خاں اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال کرنے لگے تھے۔

دوسری طرف اوغر خاں اور اعتقاد خاں کے ہاتھوں بدترین شکست اٹھانے کے بعد شمبھو جی، سنت اور کوی کیلاش اپنے لشکر کو لے کر بھاگتے جا رہے تھے۔ اوغر خاں اور اعتقاد خاں نے اب ان کا تعاقب ترک کر دیا ہوا تھا۔ اچانک شمبھو جی نے ایک جگہ اپنے لشکر کو رک جانے کا اشارہ دیا۔ یہ اشارہ ملتے ہی مرہٹوں کا لشکر رک گیا۔ لشکر کو روکنے کی وجہ سے سنت اور کوی کیلاش بڑے غور سے شمبھو جی کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ کوی کیلاش نے پوچھا۔

''میرے بھائی! آپ نے لشکر کو روک دیا...... خیریت تو ہے؟''

اپنے سامنے ایک پہلو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شمبھو جی کہنے لگا۔

''ذرا ادھر غور سے دیکھو!''

سنت اور کوی کیلاش نے پریشانی کا شکار ہو کر جب ادھر دیکھا تو وہ دنگ رہ گئے۔ ادھر سے ایک لشکر بڑی تیزی سے ان کا رخ کر رہا تھا۔ اس موقع پر سنت اور کوی کیلاش دونوں پریشانی اور فکرمندی سے شمبھو جی کی طرف دیکھنے لگے تھے یہاں تک کہ سنت نے شمبھو جی کو مخاطب کیا۔

''کیا حالات پھر ہمارے لئے خراب ہونے لگے ہیں؟ یہ لشکر کہیں مسلمانوں ہی کا نہ ہو اور ہماری راہ روکنے کی کوشش کرے۔ سامنے کی طرف سے یہ حملہ آور ہو اور پشت کی جانب سے اوغر خاں اور اعتقاد خاں پھر پہنچ جائیں اور وہ دوطرفہ حملے سے ہمیں پیس کر رکھ دیں۔''

سنت کی اس گفتگو کا جواب شمبھو جی دینا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی کوی کیلاش بول اٹھا۔

''پر اوغر خاں اور اعتقاد خاں تو ہمارا تعاقب کر کے واپس جا چکے ہیں۔''

اس پر سنت پھر بول اٹھا۔

''جو واپس جا سکتے ہیں پھر لوٹ کر آ بھی سکتے ہیں۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ایک دم تعاقب کر کے انہوں نے ہمیں سازش کے کسی جال میں پھنسانے کی کوشش کی ہو۔

Marfat.com

اپنے کسی لشکر کو انہوں نے گھات میں بٹھا دیا ہو اور یہی لشکر گھات سے نکل کر ہمارے سامنے آیا ہو اور جب ہم اس سے ٹکرائیں تو پشت کی طرف سے وہ دونوں ہم پر حملہ آور ہو کر ہمیں پاش پاش کر کے رکھ دیں۔''

شمبھو جی نے ابھی تک سنت اور کوی کیلاش دونوں میں سے کسی کے بھی خدشات بھرے الفاظ کا جواب نہ دیا تھا۔ وہ بڑے غور سے آنے والے لشکر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ لشکر اب قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ شمبھو جی کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر باری باری اس نے ایک نگاہ سنت اور کوی کیلاش پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

''فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آنے والے دشمن نہیں دوست ہیں۔ ذرا دیکھو! لشکر کے آگے آگے میرا بہترین دوست اور راجپوتوں کا سردار دُرگا داس ہے۔''

شمبھو جی کے اس انکشاف پر سنت اور کوی کیلاش کے چہروں پر بھی مسکراہٹ کھیل گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ لشکر ان کے بالکل قریب نمودار ہوا۔ وہ واقعی دُرگا داس تھا۔ قریب آ کر دُرگا داس نے اپنے لشکر کو روک دیا، اپنے گھوڑے سے اُترا، اس کی طرف دیکھتے ہوئے شمبھو، سنت اور کوی کیلاش بھی اپنے گھوڑوں سے اتر گئے تھے۔ سب ایک دوسرے سے گلے ملے پھر شمبھو جی بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دُرگا داس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''دُرگا داس! کاش تم تھوڑی دیر پہلے آتے تو ہماری مایوسیاں خوشیوں میں تبدیل ہو سکتی تھیں......''

شمبھو جی مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ دُرگا داس بول اٹھا۔

''میں تو سیدھا رتنا گڑھی کا رخ کر رہا تھا لیکن راستے میں میرے کچھ طلایہ گروں نے اطلاع دی کہ پیشوا جی اس وقت رتنا گڑھی میں نہیں بلکہ احمد نگر پر حملہ آور ہونے کے لئے گئے ہیں۔ لہٰذا میں نے اپنا رخ موڑا اور اس طرف آیا۔ جس مہم پر تم لوگ نکلے تھے اسے سر کر کے لوٹ رہے ہو؟''

جواب میں شمبھو جی بڑی بے زاری اور مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''سر کیا کرنا ہے؟ میں لشکر کا ایک خاصا بڑا حصہ لے کر رتنا گڑھی سے روانہ ہوا تھا کہ احمد نگر پر حملہ آور ہو کر شہر کو جی بھر کر لوٹوں گا، اس کے بعد وہاں تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلوں گا۔ لیکن ہماری بدقسمتی کہ ابھی ہم احمد نگر کے قریب ہی پہنچے تھے

Marfat.com

کہ ایک طرف سے اورنگ زیب عالمگیر کے سالار اوغر خاں اور اعتقاد خاں نمودار ہوئے۔ لہٰذا ان سے ہمارا ٹکراؤ ہوا اور ان سے ٹکراؤ کے نتیجے میں ہمیں شکست کا منہ دیکھنا پڑا اور ہم اس طرف بھاگ کر آ گئے۔''

شمبھو جی جب خاموش ہوا تب بڑی بے زاری کا اظہار کرتے ہوئے دُرگا داس کہنے لگا۔

''شمبھو جی میرے عزیز! یہ کیا معاملہ ہے؟ مرہٹوں کی اتنی بڑی طاقت اور قوت ہے، اتنے بڑے بڑے لشکر مرہٹوں کے تیار ہو چکے ہیں اور پھر اس قدر طاقت رکھنے کے باوجود بھی تم لوگوں سے اورنگ زیب عالمگیر کے یہ اوغر خاں، رن مست خاں، اعتقاد خاں، دلیر خاں اور اس قسم کے اور بہت سے خاں اور اس کے بیٹے تمہارے قابو میں نہیں آ رہے۔ میرے لئے مزید حیرت کی بات تو یہ ہے کہ تمہارے باپ شیوا جی کو اورنگ زیب عالمگیر کے سالار رن مست نے موت کے منہ کی طرف دھکیل دیا اور ابھی تک تم اس سے اپنا انتقام نہیں لے سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک رن مست خاں کو زندہ ہی نہیں رہنا چاہئے تھا۔ میں نے سنا ہے وہ بیجاپور والوں کے خلاف ابھی تک دندناتا پھر رہا ہے۔''

دُرگا داس کی اس گفتگو کے جواب میں بات کو ٹالنے کے انداز میں شمبھو جی کہنے لگا۔

''دُرگا داس! ایسے لوگوں سے نمٹنا آسان کام نہیں ہے۔ پر تم کہو کہ تم تو میواڑ سے واپس مارواڑ چلے گئے تھے اور پھر خبریں آئیں کہ مارواڑ کے راجپوتوں نے اونگ زیب کے ساتھ صلح کر لی ہے۔''

جواب میں دُرگا داس بڑی بے زاری کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''شمبھو میرے بھائی! تمہارا کہنا درست ہے۔ ابھی تک کہیں جمنے اور بیٹھ کر طاقت اور قوت پکڑنے کا موقع نہیں ملا۔ ہماری بدقسمتی کہ پہلے مارواڑ کے حالات خراب ہوئے، وہاں سے نکل کر میواڑ کی طرف آنا پڑا۔ اس وقت میری کوشش یہ تھی کہ میواڑ کے راجہ جے سنگھ کے ساتھ مل کر اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اعظم شاہ کو مار بھگائیں گے اور ان علاقوں میں ایک مضبوط اور مستحکم قوت تیار کر کے اپنی مزید کارروائیوں کی ابتدا کریں گے۔ پر برا ہو اورنگ زیب عالمگیر کے سالار اوغر خاں کا کہ اس نے وہاں نہ ہمارے قدم جمنے دیئے اور نہ ہی مہارانا جے سنگھ کو اپنی طاقت و

Marfat.com

قوت میں اضافہ کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اسی اوغر خاں نے پہلے جے سنگھ کے باپ مہارانا راج سنگھ کا خاتمہ کیا اور اب ایک طرح سے جے سنگھ کی طاقت اور قوت پر ضرب لگاتے ہوئے اسے بھی اپاہج بنا کر رکھ دیا۔

اس صورت حال سے مایوس ہو کر میں میواڑ سے مارواڑ کی طرف چلا گیا تھا۔ وہاں میرا ایک دوست اجیت سنگھ روپوشی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ مل کر کارروائیاں کرنے کی کوششیں کیں لیکن اوغر خاں اور اعتقاد خاں وہاں پہنچ گئے اور ان حالات کو دیکھتے ہوئے ہمیں اورنگ زیب کے ساتھ صلح کا عہد نامہ کرنا پڑ گیا۔

شمبھو جی! میں کہیں قدم جما کر مغلوں کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے ان پر ناقابل برداشت ضرب لگانا چاہتا ہوں اس کے لئے نہ مجھے مارواڑ میں موقع ملا نہ میواڑ میں۔ اس بناء پر میں اپنے ان سنگی ساتھیوں کو لے کر تمہاری طرف آ گیا ہوں۔ میں تم لوگوں کے ساتھ مل کر اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔ کیا تم لوگ میری اس تجویز سے اتفاق کرتے ہو؟''

شمبھو جی مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''دُرگا داس جی! صرف اتفاق ہی نہیں کرتے بلکہ آپ کو ہم خوش آمدید بھی کہتے ہیں۔ میرے بھائی! تمہارے آنے سے ہماری طاقت وقوت میں اضافہ ہوگا۔ آؤ اب رتنا گڑھی کا رخ کریں اور وہاں بیٹھ کر لائحہ عمل مرتب کریں گے کہ مغلوں پر ضرب لگانے کے لئے اور انہیں کمزور کرنے کے لئے ہمیں کون سا اگلا قدم اٹھانا چاہئے؟''

دُرگا داس نے بھی شمبھو جی کے ان الفاظ سے اتفاق کیا تھا۔ پھر دونوں لشکر حرکت میں آئے اور وہ سمندر کنارے رتنا گڑھی کا رُخ کر رہے تھے۔

○❖○

Marfat.com

جے سنگھ، اس کی پتنی دُرگا وتی، بیٹی شیتل اپنے محافظ دستوں کے ساتھ سورت شہر کا رخ کئے ہوئے تھے کہ مرہٹوں کا وہ سالار جسے شمبھو جی نے ان پر حملہ آور ہونے کے لئے اور ان کا خاتمہ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا وہ ایک ویرانے میں ان کی راہ روک کھڑا ہوا۔

یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے جے سنگھ نے اپنے محافظ دستوں کو روک دیا تھا۔ پھر راہ روکنے والوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم لوگ کون ہو؟ کیوں ہماری راہ روکی ہے؟ اور ہم سے کیا چاہتے ہو؟''

اس پر ان میں سے ایک شخص نے چند قدم اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور جے سنگھ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ہم مرہٹوں کے پیشوا شمبھو جی کے آدمی ہیں۔ تم اپنی بیٹی شیتل کی شادی چونکہ اورنگ زیب عالمگیر کے سالار اوغر خاں سے کرنا چاہتے ہو لہٰذا آج نہ تم بچو گے نہ تمہاری پتنی اور بیٹی۔ اس لئے کہ ہمارے پیشوا نے تم لوگوں کا خاتمہ کرنے کے لئے ہمیں تمہاری طرف روانہ کیا ہے۔''

ان الفاظ کے جواب میں جے سنگھ نے اپنے محافظ دستوں کو چوکس کر دیا تھا اور وہ مرہٹوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی مرہٹہ سالار نے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا اور جے سنگھ کے محافظ دستوں پر وہ حملہ آور ہو گیا تھا۔

اس موقع پر بدقسمتی یہ ہوئی کہ جے سنگھ اور اس کی پتنی دُرگا وتی اور بیٹی شیتل چونکہ اپنے محافظ دستوں کے آگے آگے تھے لہٰذا حملہ آور مرہٹوں کا نشانہ بھی پہلے وہی بنے۔

جے سنگھ کے اردگرد تو اس کے محافظ دستوں نے حصار بنا لیا تھا لیکن جس وقت

Marfat.com

وہ شیتل اور دُرگا وتی کے سامان کی حفاظت کا سامان کر رہے تھے مرہٹے ان پر حملہ آور ہو چکے تھے۔ اس حملے کے نتیجے میں جے سنگھ کی پتنی اور شیتل کی ماتا دُرگا وتی کی گردن کٹ گئی اور وہ اپنے گھوڑے سے گر گئی تھی۔ شیتل کے بھی کافی گہرے زخم آئے تھے اور وہ بھی اپنے گھوڑے سے گر گئی تھی۔ مرہٹوں نے یہی سمجھا کہ دونوں ماں بیٹی مر گئی ہیں۔ اس کے بعد وہ جے سنگھ پر حملہ آور ہوئے۔ اتنی دیر تک جے سنگھ کے لشکری اپنی پوری مدافعت پر اترے ہوئے تھے لیکن مرہٹوں کا دباؤ بڑھتا جا رہا تھا اس لئے کہ حملہ آور مرہٹے جے سنگھ کے محافظ دستوں سے کئی گنا زیادہ تھے۔

جے سنگھ ابھی اسی کشمکش اور مصیبت میں مبتلا تھا اور اسے یقین ہو گیا تھا کہ حملہ آور مرہٹے ضرور اس کا اور اس کے محافظ دستوں کا خاتمہ کر کے رہیں گے کہ خوش قسمتی سے عین اسی وقت وہ شاہراہ جو پونا سے سورت شہر کی طرف جاتی تھی اس پر رن مست خاں اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا۔

قریب آ کر جب اسے پتہ چلا کہ جے سنگھ اور اس کے محافظ دستوں پر مرہٹوں نے حملہ کر دیا ہے تو اس نے مرہٹوں کا گھیراؤ شروع کرتے ہوئے ان کا قتلِ عام شروع کر دیا تھا۔

دوسری طرف جب مرہٹوں کو خبر ہوئی کہ ایک بہت بڑا لشکر جے سنگھ کی مدد کے لئے پہنچ گیا ہے اور وہ مرہٹوں پر حملہ آور ہو گیا ہے تب وہ بڑے فکرمند ہوئے۔ اس کے بعد ایک اور خبر نے مرہٹوں کو چونکا کر رکھ دیا تھا اور ان کے پاؤں تلے سے زمین کھینچ لی تھی۔ ٹکراؤ پر کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ مرہٹوں کو خبر ہو گئی کہ ان پر حملہ آور ہونے والا رن مست ہے جس نے ان کے پیشوا شیوا جی کا خاتمہ کیا تھا۔

رن مست خاں کا نام سن کر مرہٹوں پر خوف و وحشت طاری ہو گئی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے لیکن اب رن مست خاں سے بھاگنا آسان نہ تھا۔ رن مست خاں اس طرح مرہٹوں کے پیچھے پڑ گیا جیسے کئی دنوں کے بھوکے بھیڑیے گورخر کا شکار کرنے کے لئے اس کے تعاقب میں لگ جاتے ہیں۔

مرہٹوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ بھاگ نکلیں لیکن ان کا تعاقب کرتے ہوئے رن مست خاں ان کا گھیراؤ بھی کرتا چلا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ پیچھے دائیں بائیں اور پھر ان کے ساتھی مرہٹوں کے آگے بھی آ گئے۔ اس طرح انہیں گھیر کر مکمل طور پر ان کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

Marfat.com

اپنے لشکر کے ساتھ رن مست خاں جب اس جگہ آیا جہاں مرہٹے جے سنگھ پر حملہ آور ہوئے تھے تو وہ پریشان اور فکرمند ہو گیا۔ اس لئے کہ اس نے دیکھا جے سنگھ اپنی بیٹی شیتل کو گود میں لئے بڑے کرب کا اظہار کر رہا تھا اور ان دونوں کے سامنے دُرگا وتی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ یہ منظر رن مست خاں کے لئے ناقابل برداشت تھا۔ کچھ دیر اس کی گردن جھکی رہی، آنکھیں نمناک ہو گئی تھیں پھر آگے بڑھا، جے سنگھ کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ اس موقع پر شیتل نے ایک نگاہ رن مست پر ڈالی پھر ڈوبتی ہوئی آواز میں اسے مخاطب کیا۔

''میرے بھائی! تُو دیر سے پہنچا۔ تباہی کی بے نام رُت اور وقت کی بدترین شوریدہ سری ہم پر غالب آ گئی ہے۔ کاش! اس طلسم خانۂ ارض و سما میں ہمیں کرب و موت کی اس جوئے رواں کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ اب اوغر خاں میرے لئے دور افتادہ کہکشاؤں کی صورت اختیار کر جائے گا۔ کاش! وقت کی سرمئی آہٹوں میں کوئی کیمیا گر وہموں کی اس ساری تباہی کو ہمارے لئے روک دیتا۔ کاش عمر کی ان بے جہت مسافتوں میں ہمیں خرمن ہستی کو تباہ کرنے والوں کی کوئی خبر ہی دے دیتا۔ آہ! دکھ کے تیور کی طرح میری روح قفس سے پرواز کرنے والی ہے۔ کاش! ایک بار..... صرف ایک بار میں عہد و پیا کی ردا میں لپٹ کر اپنی زندگی کے ساتھی اوغر خاں سے ہی ملاقات کر سکتی۔ لوگ جوہر کو جوہر سے، روشنی کو روشنی سے جوڑتے ہیں۔ میرا جوہر اوغر خاں ہے۔ میری بدبختی، مجھے اس سے جدا کر دیا گیا ہے۔ کاش.....''

اس سے آگے شیتل بیچاری کچھ نہ کہہ سکی۔ اس کی گردن ڈھلک گئی اور وہ ختم ہو گئی۔

جے سنگھ نے شیتل کی آنکھیں بند کر دی تھیں۔ پھر اس کی لاش کو زمین پر رکھ دیا تھا۔ کچھ دیر تک بڑی حسرت اور کرب بھرے انداز میں وہ اپنی بیٹی، اپنی بیوی کی لاشوں کو دیکھتا رہا۔ اس موقع پر اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔ قریب بیٹھا رن مست خاں عجیب کشمکش میں تھا۔ گردن اس کی جھکی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔ کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا پھر جے سنگھ نے رن مست خاں کو مخاطب کیا۔

''رن مست خاں میرے بیٹے! یہ کہو کہ اوغر خاں کہاں ہے؟''

جواب میں رن مست خاں نے راستے میں اوغر خاں اور [illegible]

Marfat.com

اور ان کے احمد نگر اور اپنے پونا کی طرف جانے کی تفصیل بتا دی تھی۔

اس تفصیل کے بعد کچھ دیر خاموشی رہی۔ یہاں تک کہ رن مست پھر اسے مخاطب کر کے بول اٹھا۔

''بھائی نے مجھے میرے حصے کے لشکر کے ساتھ پونا کی طرف اس لئے روانہ کیا تھا کہ میں آپ تینوں کو لے کر سورت کی طرف روانہ ہو جاؤں۔ میں جب پونا پہنچا تو وہاں سے مجھے پتہ چلا کہ آپ اماں اور شیتل کو لے کر روانہ ہو چکے ہیں لہٰذا میں پونا میں ٹھہرا نہیں، وقت ضائع نہیں کیا، آپ کے پیچھے پیچھے ادھر آیا اور یہاں جو سماں برپا تھا وہ یقیناً میرے لئے ناقابل برداشت تھا۔ گو حملہ آور ہو کر میں سارے مرہٹوں کا خاتمہ کر چکا ہوں لیکن اس کے باوجود کوئی میری بہن شیتل کو تو نہیں لوٹا سکتا۔ میں اب اپنے بھائی اوغر خاں کو کیا جواب دوں گا؟''

یہاں تک کہنے کے بعد رن مست خاں جب رُکا تب جے سنگھ اسے مخاطب کر کے پھر کہنے لگا۔

''بیٹے! میں اب سورت نہیں جا سکوں گا۔ میرے لشکری بہت سے زخمی ہیں۔ میری پتنی اور بیٹی مر چکی ہیں۔ اب میں ان کی لاشیں لے کر واپس پونا جاؤں گا۔ تیرے لئے میں یہ کہوں گا کہ میرے بچے! تُو وقت ضائع نہ کر، تُو فوراً سورت شہر کی طرف روانہ ہو جانا۔ میرا اندازہ ہے کہ احمد نگر کی مہم سے فارغ ہو کر اوغر خاں اور اعتقاد خاں سورت پہنچ چکے ہوں گے۔ لہٰذا وہاں پہنچ کر تم صورتِ حال سے اوغر خاں کو آگاہ کرنا۔ بیٹے! تمہارا سورت جانا بہت ضروری ہے۔ ایک تو تمہاری نانی اماں بیمار ہیں، پھر تمہاری شادی کا جو سلسلہ شروع ہو رہا ہے میں چاہوں گا کہ یہ منقطع نہ ہو۔ ہمارے ساتھ جو حادثہ پیش آ گیا ہے اس نے ایک طرح سے میری زندگی کا رخ ہی تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ ان زخمیوں کی دیکھ بھال کرنے کے بعد مجھے اب واپس جانا ہو گا۔''

اس کے بعد جے سنگھ اور رن مست خاں دونوں حرکت میں آئے۔ جے سنگھ کے جو لشکری زخمی ہوئے تھے ان کی مرہم پٹی کا سامان کیا گیا۔ اس کے بعد جے سنگھ اپنی بیوی اور بیٹی کی لاشوں کو لے کر واپس پونا کی طرف چلا گیا تھا جبکہ بوجھل دل کے ساتھ رن مست خاں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سورت کا رخ کر رہا تھا۔

✤

Marfat.com

رن مست خاں ایک روز زرنگار کی حویلی کے دروازے پر دستک دے رہا تھا۔ اتفاق سے دستک کے جواب میں دروازہ بھی زرنگار ہی نے کھولا تھا۔ رن مست خاں کو اپنی حویلی کے دروازے پر دیکھ کر پہلے تو زرنگار کی خوشی و مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ لیکن جب رن مست خاں حویلی میں داخل ہوا اس کے چہرے اور اس کی آنکھوں کا زرنگار نے بغور جائزہ لیا۔ تب وہ بے چاری افسردہ اور اداس ہو گئی تھی۔ جلدی سے اس نے دروازہ بند کیا پھر رن مست خاں کے آگے آئی اور ایک طرح سے اس کی راہ روکتے ہوئے کہنے لگی۔

''خیریت تو ہے...... آپ نے اپنی حالت دیکھی، آپ کی آنکھیں سوجی ہوئی، سرخ ہیں۔ جیسے آپ روتے رہے ہیں۔ کیا بات ہے؟ خیریت تو ہے؟ اوغر بھائی اور شیتل کہاں ہیں؟''

زرنگار کے اس سوال پر رن مست خاں کی گردن جھک گئی تھی۔ اس کی اس حالت پر زرنگار بیچاری دکھ اور افسوس میں کٹ کر رہ گئی تھی۔ کسی قدر بے باکی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے رن مست کا بازو پکڑ کر اسے جھنجھوڑا اور پھر دکھ بھرے انداز میں کہنے لگی۔

''آپ کہاں کھو گئے ہیں؟ کیا معاملہ ہے؟ آپ بتاتے کیوں نہیں؟''

اتنی دیر تک حویلی کے اندر سے سکندر اور اس کی بیوی سلطانہ بھی نکل آئے تھے۔ ابھی وہ رن مست خاں کے قریب ہی آئے تھے کہ صدر دروازے سے قنبر خاں اور اس کی بیوی عظیمہ خاتون اور بیٹا کامل خاں بھی داخل ہو گئے تھے۔ اندر آتے ہی قنبر خاں کہنے لگا۔

''حویلی کے دروازے پر میں نے دستک سنی تھی اور میرا دل کہتا تھا کہ رن مست یا اوغر خاں میں سے کوئی نہ کوئی آیا ہے اور میرا اندازہ درست ہی ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قنبر خاں جب خاموش ہوا تب دُکھ اور افسوس میں تقریباً روتی ہوئی آواز میں زرنگار کہنے لگی۔ ''پہلے ان کی حالت دیکھیں، کوئی ضرور حادثہ پیش ہوا ہے۔ ان کی آنکھیں رو رو کر سوجی ہوئی ہیں اور ان کا چہرہ دیکھیں کیسا اُداس ہو رہا ہے۔ میں نے ان سے بہت پوچھا لیکن یہ کچھ بتاتے ہی نہیں ہیں۔''

اتنی دیر تک سکندر آگے بڑھا۔ اس نے جب رن مست خاں کو لپٹا کر اس کی پیٹھ تھپتھپائی تب رن مست بیچارہ اس کے شانے پر سر رکھ کر سسک پڑا تھا۔ اس کی

Marfat.com

اس حالت پر سلطانہ، عظیمہ خاتون اور زرنگار کی حالت ناقابل برداشت ہو گئی تھی۔ زرنگار تو بیچاری رونے لگ گئی تھی۔ سکندر سہارا دے کر رن مست خاں کو دیوان خانے میں لے گیا۔ سب لوگ بھی دیوان خانے میں جا کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر خاموشی رہی پھر رن مست خاں کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سکندر نے پوچھ لیا۔

''بیٹے! بتاؤ کیا معاملہ ہے؟ میرے بچے اب تم اس گھر کے فرد ہو، زرنگار تمہاری زندگی کی ساتھی ہے۔ اس کی حالت دیکھو وہ کیسی پریشان ہو رہی ہے؟''

جواب میں رن مست خاں کچھ سنبھلا پھر پونا کی طرف آنے اور راستے میں مرہٹوں کے جے سنگھ کے دستوں پر حملہ آور ہونے اور دُرگا وتی اور شیتل کے مارے جانے اور جے سنگھ کے انہیں واپس لے جانے کی ساری تفصیل کہہ دی تھی۔

یہ تفصیل سن کر زرنگار اور زیادہ رونے لگی تھی۔ عظیمہ اور سلطانہ کی حالت بھی عجیب سی ہو رہی تھی۔ اس موقع پر دُکھ بھرے انداز میں رن مست خاں بول اٹھا تھا۔

''اب میں اپنے بھائی اوغر خاں کو کیا جواب دوں گا؟ اس نے اپنے بچپن میں اور جوانی کی حدود تک کوئی خوشی، کوئی آسائش نہ دیکھی تھی۔ لے دے کے یہ شیتل اسے چاہنے لگی تھی، اس سے پیار کرنے لگی تھی اور اس شیتل نے اس کی زندگی میں شادابیاں اور خوشیاں ہی بھر دی تھیں۔ اب سوچتا ہوں شیتل کی موت کا سن کر بھائی کی کیا حالت ہو گی اور شیتل کی موت کا بھائی کو بتائے گا کون؟ مجھ میں تو اتنی ہمت نہیں کہ میں یہ خوفناک انکشاف کر سکوں۔ بھائی نے پہلے ہی زندگی میں بڑی مصیبتیں، بڑی کٹھنائیاں دیکھ رکھی ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رن مست رُک گیا، کچھ سوچا، اس کے سامنے بیٹھی زرنگار رو رہی تھی۔ سلطانہ اور عظیمہ اسے سنبھالا دے رہی تھیں۔ یہاں تک کہ رن مست پھر بول اٹھا۔

''میں سمجھتا ہوں کہ ان مرہٹوں نے بھائی کی خوشیوں کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ شیتل کی موت کا اُسے ایسے روگ لگے گا جس کا کوئی مداوا نہیں ہو سکے گا۔ نانی اماں کو جب شیتل کی موت کی خبر ہو گی تو وہ بیچاری زندہ نہ رہ سکیں گی۔ اس لئے کہ وہ پہلے ہی بھائی کی وجہ سے پریشان رہتی تھیں کہ اس نے بہت مصیبتیں اور دشواریاں جھیلتے ہوئے یہ مقام حاصل کیا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رن مست رُکا، پھر بکھرتی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔

Marfat.com

''سورت کی طرف آتے ہوئے میں سوچ رہا تھا کہ بھائی مجھ سے پہلے پہنچ چکا ہو گا اور میری حالت کا اندازہ لگا کر کچھ نہ کچھ سمجھ جائے گا۔ اب وہ نہ جانے کب آئے گا؟ میں کیسے اس کا سامنا کروں گا؟ میں تو وہ آدمی ہوں جو بچپن ہی میں اپنے بھائی کی حالت پر روتا رہا ہوں۔ بھائی جن دنوں چونے کی بھٹیوں پر کام کر کے آیا کرتا تھا تو حویلی میں آ کر زمین کی ننگی پیٹھ پر سو جایا کرتا تھا۔ اس کا لباس، اس کا چہرہ، اس کے ہاتھ، اس کے اعضاء و جوارح چونے سے بھرے ہوتے تھے۔ ہماری حویلی کے درمیانی کمرے میں چھت کے ساتھ کپڑے کا ایک پنکھا ہوتا تھا جس کے ساتھ لمبی رسّی بندھی رہتی تھی۔ بھائی کی حالت دیکھتے ہوئے وہ رسّی پکڑ کر میں کھینچتا رہتا تھا اور اس پنکھے سے بھائی کو ہوا دیتا رہتا تھا۔ یہ سارا منظر ہماری نانی اماں غور سے دیکھتی رہتی تھیں۔ جہاں وہ میری اور اوغر خاں کی محبت اور اتفاق سے خوش ہوتی تھیں وہاں اوغر خاں کی مشقت، اس کی محنت اور اس کی حالت دیکھتے ہوئے بیچاری کڑھتی تھیں۔ چھپ چھپ کر روتی تھیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رن مست خاں جب خاموش ہوا تب سلطانہ اسے بڑے پیار سے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''بیٹے! نانی اماں کی حالت بہت خراب ہے۔ طبیب کہہ چکا ہے کہ ان کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔ وہ بیچاری تو اس آس پر بیٹھی ہیں کہ تم دونوں بھائی آؤ گے تو تم دونوں کی شادی کا اہتمام اپنی زندگی میں کر دے گی۔ لیکن لگتا ہے وقت اور حالات کو ایسا منظور نہیں ہے۔ بیٹے! اُٹھو، پہلے نانی اماں سے مل لو۔ تمہاری آمد پر وہ خوش ہوں گی۔''

سلطانہ جب خاموش ہوئی تب رن مست خاں دُکھ اور تاسف کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''مجھے دیکھتے ہوئے نانی اماں کو جو خوشی ہو گی وقتی اور عارضی ہو گی۔ جب وہ مجھ سے بھائی اور شیتل سے متعلق پوچھے گی تو میں اسے کیا جواب دوں گا؟''

سکندر نے ایک بار پھر رن مست کی پیٹھ تھپتھپائی اور کہنے لگا۔

''بیٹے! چلو پہلے نانی اماں سے ملو۔ وہ اوغر خاں اور شیتل سے متعلق پوچھیں تو گول مول سا جواب دے دینا۔ کہنا وہ بہت جلد آ جائیں گے۔ اس کے بعد اوغر خاں کے آنے پر حالات کوئی صحیح رخ اختیار کریں گے اٹھو۔''

Marfat.com

سکندر کے کہنے پر رن مست خاں اٹھ کھڑا ہوا۔ باقی سب لوگ بھی کھڑے ہو گئے اور اس کمرے کی طرف بڑھے جس میں مہر النساء کو رکھا ہوا تھا۔ مہر النساء ایک مسہری پر بے سُدھ سی آنکھیں بند کیے پڑی ہوئی تھی۔

رن مست خاں اس کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اماں! آپ کیسی ہیں؟''

مہر النساء شاید رن مست کی آواز پہچان گئی تھی۔ آہستہ آہستہ اس نے آنکھیں کھولیں، رن مست خاں کی طرف دیکھا۔ اسے دیکھتے ہوئے ہلکا سا تبسم اس کے لبوں پر نمودار ہوا تھا پھر نحیف سی آواز میں کہنے لگی۔

''میرے بچو! تم لوگوں نے آنے میں اتنی دیر لگا دی۔ میں بڑی بے چینی سے تم دونوں بھائیوں کا انتظار کر رہی تھی۔ تم دونوں کو میری بے چینی اور بے تابی کا بھی احساس نہیں تھا۔''

پھر مہر النساء نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ جب اُسے اوغر خاں کہیں دکھائی نہ دیا تب لرزتی کانپتی آواز میں اس نے پھر پوچھ لیا۔

''بھائی کہاں ہے؟''

جواب میں دکھ بھری نگاہ رن مست خاں نے مہر النساء پر ڈالی پھر کہنے لگی۔

''اماں! فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بھائی ابھی آ جاتے ہیں۔''

مہر النساء خفگی کے انداز میں بول اٹھی تھی۔

''اسے اپنے ساتھ کیوں نہیں لے کر آئے؟'' پھر خفگی کے انداز میں مہر النساء نے دو تین بار ہلکا ہلکا ہاتھ اس کی ران پر مارا، کہنے لگی۔

''اُٹھو اور اسے اپنے ساتھ لے کر میرے پاس آؤ۔''

رن مست خاں شاید مہر النساء کی دل شکنی نہ کرنا چاہتا تھا، اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

''اماں! آپ بے فکر رہیں، میں بھائی کو ابھی لے کر آتا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی وہ کمرے سے باہر نکلا۔ باقی سب لوگ بھی باہر نکلے۔ دیوان خانے میں جا کر بیٹھ گئے۔ سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے رن مست کہنے لگا۔

''میرے خیال میں، میں بھائی کی طرف جاتا ہوں۔ انہے صورت حال سے

Marfat.com

آگاہ کرتا ہوں۔ میرے خیال میں ان حالات میں مجھ اکیلے کی شادی اچھی نہیں لگتی۔''

رن مست خاں کے ان الفاظ کے جواب میں کوئی کچھ کہنے بھی نہیں پایا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر قنبر خاں کا بیٹا کامل خاں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا، کہنے لگا۔

''میں دیکھتا ہوں کون ہے۔''

وہ باہر نکلا حویلی کے صدر دروازے کی طرف گیا۔ جب اُس نے دروازہ کھولا تو باہر اوغر خاں کھڑا تھا۔ اوغر خاں اندر داخل ہوا۔ صدر دروازے سے اسے اندر آتے ہوئے سب نے دیکھ لیا تھا لہٰذا سب دیوان خانے سے نکل کر حویلی کے صحن میں آئے۔ رن مست خاں کی حالت بری ہو رہی تھی۔ زرنگار رونے والی ہو رہی تھی۔ سب نے دیکھا اوغر خاں اُداس اور پریشان تھا۔ بال بکھرے، اُلجھے اور گرد آلود تھے۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے رن مست خاں ضبط نہ کر سکا، آگے بڑھا، اوغر خاں سے بغل گیر ہوا اور اس کے شانے پر سر رکھ کر سسک پڑا تھا۔

اوغر خاں کی آنکھوں میں بھی اس سے نمی اتر آئی تھی۔ کچھ دیر وہ رن مست خاں کی پیٹھ تھپتھپاتا رہا پھر اسے علیحدہ کیا اور کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائی! جو دکھ ہمارے مقدر میں تھا اسے کوئی ٹال نہیں سکتا تھا۔ قدرت کو میرا اور شیتل کا میل منظور نہیں تھا۔ مرہٹوں کو احمد نگر کے نواح میں شکست دینے کے بعد میں اور اعتقاد خاں نے وہاں قیام کر لیا تھا۔ جب وہاں سے ہم نے سورت کا رخ کیا تو راستے میں مخبروں نے مجھے اور اعتقاد خاں کو شیتل اور اس کی ماتا کے مرنے کی اطلاع دی۔ ساتھ ہی مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ نانی اماں سخت بیمار ہیں اور ان کے بچنے کی کوئی امید نہیں ہے۔ اس بناء پر میں بڑی تیزی سے مسافتوں کو سمیٹتا ہوا سورت کی طرف بڑھا۔ میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بہرحال میں یوں سے ہوتے ہوئے اور جے سنگھ سے افسوس کرنے کے بعد ادھر آیا ہوں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رک گیا۔ کچھ دیر تک دکھ بھری خاموشی دیوان خانے میں چھائی رہی اس کے بعد اوغر خاں نے سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''اگر آپ میری رائے سے اتفاق کریں تو میں چاہوں گا کہ سادگی کے ساتھ

Marfat.com

آج ہی رن مست اور زرنگار کے نکاح کا اہتمام کر دیا جائے اور ان کی شادی کر دی جائے۔ ایسا کرنے کے بعد.....''

اوغر خاں کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ رن مست خاں کپکپاتی و بکھرتی اور گونجتی آواز میں پھٹ پڑا تھا۔

''نہیں بھائی! ان حالات میں میری شادی نہیں ہو سکتی۔ شیتل بہن مر گئی، اس کی وجہ سے آپ کو اتنا چرکا اور اتنا دکھ ملا اور میں اپنی خوشی کا اہتمام کرتا پھروں، ایسا ناممکن ہے۔''

رن مست خاں جب خاموش ہوا تب دکھ بھرے انداز میں اوغر خاں کہنے لگا۔

''رن مست خاں! نانی اماں کے بھی بچنے کی کوئی امید نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں اپنی زندگی میں کم از کم وہ میری نہیں تو تمہاری شادی کی خوشی ہی دیکھ لیں۔ انہوں نے زندگی میں دکھ ہی دکھ، غم ہی غم دیکھے ہیں۔ مرنے سے پہلے اگر انہیں تمہاری شادی کی خوشی نصیب ہوتی ہے تو اس سے تمہارا کیا جائے گا؟''

رن مست خاں نے شکووں و شکایتوں اور گلوں بھری ایک نگاہ اپنے پہلو میں بیٹھے اپنے بھائی اوغر خاں پر ڈالی، کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی اوغر خاں بول اٹھا۔

''رن مست! میں جانتا ہوں۔ میں تم سے کوئی زیادہ بڑا نہیں ہوں۔ میری اور تمہاری عمر میں چند دن کا فرق ہے۔ جو بات میں تم سے منانا چاہتا ہوں اس کے لئے نہ میں تمہیں حکم دے سکتا ہوں اور نہ میں حکم دینے کی جگہ ہوں۔ نہ اس سلسلے میں سختی برت سکتا ہوں۔ اس موقع پر تیری منت کرتا ہوں، تیرے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں۔''

اوغر خاں اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکا۔ اس لئے کہ بے چین اور بے تاب ہو کر رن مست خاں نے اس کے دونوں ہاتھ تھام لئے تھے۔ پھر انتہائی دکھ، افسوس اور کپکپاتی ہوئی آواز میں رن مست کہہ رہا تھا۔

''بھائی! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میرے لئے آپ ایسے الفاظ استعمال نہ کریں کہ وہ الفاظ سننے کی بجائے میں یہ خواہش کروں کہ زمین پھٹ جائے اور میں اس میں سما جاؤں۔ میرا بڑا بھائی میری منت کرے، میرے آگے ہاتھ جوڑے یہ معاملہ میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ میں اپنے بھائی کے لئے جان دے سکتا

Marfat.com

ہوں پر اسے پریشان اور دُکھی نہیں دیکھ سکتا۔''

رن مست خاں مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اوغر خاں اس بار اپنے سامنے بیٹھے سکندر کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''آپ رن مست خاں اور زرنگار کی شادی اور نکاح کا اہتمام کریں۔ بالکل سادگی کے ساتھ نکاح ہوگا۔ میں یہاں زیادہ دیر رک نہیں پاؤں گا۔ میر محترم نے مجھے اور اعتقاد خاں دونوں کو اورنگ آباد میں طلب کر لیا ہے۔ جس وقت میں احمد نگر سے سورت کا رخ کر رہا تھا راستے میں ان کے قاصدوں نے مجھے یہ اطلاع دی۔ اس بناء پر رن مست خاں اور زرنگار کے نکاح کے بعد آنے والی شب کو اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔''

اس کے ساتھ ہی اوغر خاں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تھا پھر سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''آپ سب لوگ یہاں بیٹھیں۔ ان دونوں کے نکاح کا اہتمام کریں۔ ساتھ ہی مجھے یہ بتا دیں کہ نانی اماں کہاں ہیں؟ میں ان سے مل لیتا ہوں، انہیں مطمئن کر دیتا ہوں۔''

اس موقع پر زرنگار اوغر خاں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''بھائی! اس موقع پر مجھے بھی کچھ کہنے کی اجازت ہے؟''

اوغر خاں نے غور سے اس کی طرف دیکھا، کہنے لگا۔

''زرنگار تو میری چھوٹی بہن ہے۔ کچھ کہنے کے لئے تجھے مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس موقع پر میں تم سے یہ گزارش ضرور کروں گا کہ اس نکاح میں تاخیر کے علاوہ جو بھی تم بات کرو گی میں سنوں گا اور اس پر عمل کروں گا۔''

زرنگار بے چاری کچھ نہ کہہ سکی تاہم اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

''میرے ساتھ آئیں، میں آپ کو نانی اماں کے پاس لے کر جاتی ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی اوغر خاں اور زرنگار وہاں سے نکل گئے تھے۔ ان کے جانے کے بعد سکندر خاں اور قنبر خاں بھی اٹھے۔ رن مست اور زرنگار کے نکاح کا بندوبست کرنے لگے تھے۔ زرنگار اوغر خاں کو لے کر اس کمرے میں گئی جہاں مہرالنساء اپنے بستر پر پڑی ہوئی تھی۔ وہ پہلے کی طرح بے سدھ آنکھیں بند کئے پڑی تھی۔ اس کی مسہری کے قریب کھڑے ہو کر اوغر خاں تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف

Marfat.com

دیکھتا رہا۔ اس موقع پر اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔ ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ اس کی یہ حالت زرنگار کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ بے چاری سسک کر رو پڑی تھی۔ اوغر خاں نیچے جھکا پھر مہرالنساء کو پکارا۔

''نانی اماں! میں اوغر خاں آ گیا ہوں۔''

مہرالنساء نے آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھولیں، اوغر خاں کو اپنے اوپر جھکا دیکھ کر بڑی مشکل سے مسکرائی۔ ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنا چہرہ قریب کرنے کے لئے کہا۔ اوغر خاں جب اپنا چہرہ اس کے قریب لے گیا تب مہرالنساء اس کا چہرہ چومنے لگی۔ پھر نحیف سی آواز میں بولی۔

''شیتل کہاں ہے؟''

مہرالنساء کے اس سوال پر بے بسی سے بھری ایک نگاہ اوغر خاں نے اپنے قریب کھڑی زرنگار پر ڈالی۔ زرنگار اس موقع پر خود ایک اذیت اور کرب کا شکار تھی۔ مہرالنساء کی آواز نے ان دونوں کو اس اذیت سے نکال باہر کیا، پھر سوال کیا تھا۔

''بیٹے! میں نے تم سے پوچھا ہے شیتل کہاں ہے؟ تم بولتے نہیں ہو۔ دیکھو مجھ سے زیادہ گفتگو نہیں کی جا رہی اور پھر میں یہ کیا دیکھتی ہوں تمہارے بال بکھرے ہوئے، گرد آلود ہیں۔ چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں۔ کیا تمہارا کسی سے اختلافِ رائے ہوا ہے؟ کیا کسی بات پر رن مست نے تم سے اختلاف کیا ہے؟ بتاؤ۔''

مہرالنساء مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اوغر خاں نے زبردستی اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر لی۔ کہنے لگا۔

''اماں! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ فکرمند نہ ہوں اماں! میں احمد نگر گیا ہوا تھا۔ واپسی پر پونا ہی کی طرف سے آیا ہوں۔ میرا ارادہ تھا کہ شیتل اور اس کے اہلِ خانہ کو اپنے ساتھ لیتا آؤں گا۔ لیکن اماں شیتل بیمار ہے، سفر کرنے کے قابل نہیں۔ اس کو کئی دن بخار آتا رہا ہے۔ بخار تو اس کا اتر گیا ہے لیکن فی الحال وہ صحیح طرح سے چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہے۔ جونہی اس کی حالت کچھ بہتر ہو جائے گی وہ یہاں آئے گی۔ میری اور اس کی شادی ہو جائے گی۔ اماں! آج صرف رن مست اور زرنگار کے نکاح کا اہتمام انتہائی سادگی سے کیا جا رہا ہے۔''

اوغر خاں جب خاموش ہوا تو لمحہ بھر کے لئے مہرالنساء نے بھی خاموشی اختیار کئے رکھی پھر اپنے آپ کو سنبھالا اور ڈوبتی آواز میں کہنے لگی۔

Marfat.com

''بیٹے! آج جو تُو مجھ سے گفتگو کر رہا ہے، تیری آواز بکھری بکھری، پریشان پریشان کیوں ہے؟ ایسے لہجے میں اس سے پہلے تم نے مجھے کبھی جواب نہ دیا تھا۔ کیا تم مجھے ٹالنے کی کوشش کر رہے ہو؟ بیٹے میں جانتی ہوں تم نے مجھے سگی ماں سے بھی زیادہ عزیز اور پیارا جانا۔ میرے سامنے جب آئے تو کبھی تم نے جھوٹ بھی نہیں بولا۔ پھر آج مجھے کیوں شک ہو رہا ہے؟ میرا ضمیر، میرا ذہن، میرا دل کیوں ان شبہات میں ڈوب رہا ہے کہ تم مجھے ٹالنے، بہلانے کی کوشش کر رہے ہو؟ کیا بات ہے بیٹے، سچ کہو۔''

اوغر خاں پیچھے ہٹ گیا۔ کہنے لگا۔

''اماں! کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ اپنے آپ کو وہم میں نہ ڈالیں۔ سب معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔ میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔ باہر رن مست خاں اور زرنگار کے نکاح کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ پھر میں ان دونوں کو میاں بیوی کی حیثیت سے آپ کے پاس لے کر آتا ہوں۔''

مہرالنساء جواب میں کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اوغر خاں پریشان اور فکرمند سا پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اس کے پیچھے پیچھے زرنگار بھی دیوان خانے کی طرف چلی گئی تھی۔

تھوڑی دیر تک محلے کے کچھ معززین کی موجودگی میں زرنگار اور رن مست خاں کا نکاح پڑھا دیا گیا تھا۔ جب نکاح میں شامل ہونے والے لوگ چلے گئے تب اوغر خاں کچھ دیر تک اپنے سامنے رن مست خاں اور زرنگار کی طرف دیکھتا رہا۔ وہ دونوں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر رن مست خاں کی طرف دیکھتے ہوئے اوغر خاں کہنے لگا۔

''رن مست خاں! ابھی تھوڑی دیر تک تم اور زرنگار میرے ساتھ نانی اماں کے پاس چلنا۔ وہ تم دونوں کو میاں بیوی کی حیثیت سے دیکھ کر بے حد خوش ہو گی۔ میں اس سے وعدہ کر کے آیا ہوں کہ تم دونوں کے نکاح کے بعد میں تم دونوں کو اس کے پاس لے کر جاؤں گا۔ میرے بھائی جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔ میں پہلے بھی تم سے کہہ چکا ہوں کہ میں زیادہ دیر یہاں رکوں گا نہیں۔ تم دونوں کے نکاح کا اہتمام ہو چکا ہے، اسی غرض سے میں نے سورت شہر کا رخ کیا تھا۔ اگر یہ معاملہ نہ ہوتا تو ہو سکتا ہے میں سورت شہر سے باہر ہی باہر اورنگ آباد میں میرِ محترم کی طرف چلا جاتا اس لئے کہ انہوں نے مجھے طلب کیا ہوا ہے۔ اب تم دونوں اٹھو، میرے ساتھ چلو۔''

اس موقع پر سکندر اوغر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

''اوغر خاں میرے بیٹے! اب صرف رن مست خاں ہی نہیں تم بھی اس گھر کے فرد ہو۔ میں بے حد خوش ہوں کہ خداوند قدوس نے مجھے پلے پلائے دو بیٹے دے دیئے ہیں۔ یہ مت خیال کرنا کہ میں نے اپنی بیٹی زرنگار کو رن مست خاں کے ساتھ بیاہا ہے اور وہی میرا بیٹا ہے۔ ہماری نگاہوں میں اسی کی قدر نہیں بیٹے تمہاری حیثیت بھی اس حویلی میں بیٹے کی سی ہے اور پھر تمہارا آج ہی یہاں سے کوچ کر جانا مجھے کچھ اچھا نہیں لگ رہا۔ محلے کے کچھ معززین کو میں نے رن مست خاں اور زرنگار کے نکاح کے سلسلے میں شام کی دعوت کے لئے بلایا ہے۔ بیٹے! اس دعوت میں تمہاری شرکت لازم ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد سکندر رک گیا۔ اس کی اس گفتگو کے جواب میں اوغر خاں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اس سے پہلے رن مست بول اٹھا۔

''بھائی! آپ برا نہ مانئے گا آپ جانتے ہیں میں آپ کی ناراضگی برداشت نہیں کرسکتا۔ اسی بناء پر پہلے سے کہنے لگا ہوں کہ مجھے اور زرنگار کو میاں بیوی کی حیثیت سے نانی اماں کے پاس لے کر نہ جایئے۔ جب وہ مجھے اور زرنگار کو اپنے سامنے میاں بیوی کی حیثیت سے دیکھے گی، آپ اس کے سامنے شیتل بہن کے بغیر اکیلے کھڑے ہوں گے تو یاد رکھنا نانی اماں کے دکھ اور اس کے غم کی کوئی انتہا نہ ہوگی اور وہ اس غیر متوقع حادثہ کو برداشت نہ کرسکے گی۔''

اس موقع پر سب چپ ہو گئے اس لئے کہ نحیف سی آواز انہیں سنائی دی۔ مہرالنساء بلا رہی تھی۔ کامل خاں بڑی تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور کہنے لگا۔

''نانی اماں بلا رہی ہیں...... میں دیکھتا ہوں کیا کہتی ہیں؟''

جب وہ بھاگتا ہوا مہرالنساء کے پاس گیا تو مہرالنساء نے ایک نگاہ اس پر ڈالی پھر کہنے لگی۔

''کامل میرے بیٹے! حویلی میں جس قدر لوگ دیوان خانے میں جمع ہیں سب کو بلا کر میرے پاس لاؤ۔ تم بھی واپس آؤ اور آتے ہوئے ایک قرآنِ مقدس لے کر آنا۔''

کامل خاں وہاں سے ہٹ گیا تھا۔ دیوان خانے میں آیا اور سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''نانی اماں سب کو بلا رہی ہیں۔ ساتھ ہی انہوں نے قرآنِ مقدس کا ایک نسخہ

Marfat.com

بھی طلب کیا ہے۔"

زرنگار اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی، کہنے لگی

"سب نانی اماں کے پاس چلتے ہیں۔ کامل تم جاؤ، میں قرآنِ مقدس لے کر آتی ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی سب دیوان خانے سے اٹھے۔ مہرالنساء کے کمرے میں داخل ہوئے اور ان کے پیچھے پیچھے قرآنِ مقدس اپنے دونوں ہاتھوں میں بلند کیے زرنگار بھی داخل ہوئی تھی۔ مہرالنساء نے ایک غائر نگاہ زرنگار پر ڈالی پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"میری بچی! یہ قرآنِ مقدس رن مست کو دے دو۔"

زرنگار نے چپ چاپ قرآنِ مقدس رن مست کو تھما دیا۔ پھر رن مست خاں کو مخاطب کر کے مہرالنساء کہنے لگی۔

"رن مست میرے بیٹے! آگے بڑھو، بھائی کے سامنے کھڑے ہو۔ قرآنِ مقدس اس کے سر پر رکھو اس کے بعد میں اس سے کچھ پوچھتی ہوں۔"

مہرالنساء کے ان الفاظ پر رن مست لرز کانپ گیا تھا۔ اوغر خاں کے چہرے پر بھی ہوائیاں اُڑنے لگی تھیں۔ شاید دونوں بھائی سمجھ گئے تھے کہ ان کی نانی اماں کیا کرنا چاہتی ہیں؟ جب رن مست خاں حیران و ششدر اپنی جگہ پر کھڑا رہا تب مہرالنساء نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"رن مست خاں! تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا ہے؟"

رن مست خاں بیچارہ چپ چاپ آگے بڑھا اور مہرالنساء کے کہنے پر اس نے قرآنِ مقدس اوغر خاں کے سر کے اوپر کر دیا تھا۔ اس موقع پر ایک گہری نگاہ باری باری مہرالنساء نے رن مست خاں اور اوغر خاں پر ڈالی پھر اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے مہرالنساء دھیمی، ڈوبتی، بکھرتی آواز میں کہہ رہی تھی۔

"اوغر خاں میرے بچے! زندگی میں پہلی بار مجھے شک ہوا کہ تم جھوٹ بولنا شروع ہو گئے ہو۔ تمہارے اس رویے پر مجھے کتنا دکھ اور صدمہ ہوا ہے فی الحال الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ میں بچی نہیں ہوں، بچپن سے تمہیں پالا پوسا ہے۔ جس طرح کی مشتبہ گفتگو آج تم نے مجھ سے کی ہے زندگی بھر نہیں کی۔ اس وقت تیرے سر کے اوپر قرآنِ مقدس ہے، جو کچھ میں پوچھنا چاہتی ہوں قرآنِ مقدس کی تقدیس کو نگاہ

Marfat.com

میں رکھتے ہوئے اس کا جواب دینا۔ بولو، شیتل کہاں ہے؟ وہ یہاں کیوں نہیں آئی؟"

اس موقع پر اوغر خاں نے ایک عجیب نگاہ اپنی نانی پر ڈالی، کچھ دیر ہونٹ کاٹتا رہا پھر اس کی آنکھیں نم ناک ہوگئیں۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے رن مست خاں رو دیا تھا۔ باقی سب لوگ بھی حیران و پریشان ہو گئے تھے۔ زرنگار سسکیاں لینے لگی تھی۔ یہاں تک کہ اوغر خاں پھٹ پڑا۔

"اماں! میں نے جھوٹ بولا تھا۔ شیتل اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ جس وقت وہ اپنے ماتا پتا کے ساتھ پونا سے روانہ ہو کر سورت کی طرف آ رہی تھی راستے میں مرہٹوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس حملے کے نتیجے میں شیتل اور اس کی ماتا دُرگا وتی دونوں ماری جا چکی ہیں۔"

اوغر خاں کے اس جواب پر مہر النساء نے کسی ردِعمل کا اظہار نہ کیا۔ اس نے بالکل چپ سادھ لی تھی۔ اس کے ہاتھ بکھر گئے تھے، گردن ڈھلک گئی تھی۔ رن مست نے بے چین ہو کر قرآنِ مقدس اپنے قریب کھڑے کامل خاں کو تھما دیا تھا۔ اتنی دیر تک اوغر خاں جھک کر مہر النساء کا جائزہ لینے لگا۔ اس کی نبض کا جائزہ لیا پھر اس نے مہر النساء کی آنکھیں بند کر دیں اور روتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔

"نانی اماں گزر چکی ہیں۔"

رن مست خاں رو دیا تھا۔ اوغر خاں وہاں زمین پر بیٹھ گیا تھا اور جس مسہری پر مہر النساء کی لاش پڑی تھی اس مسہری کے پائے پر سر رکھ کر سسک پڑا تھا۔

زرنگار بھی ہچکیوں و سسکیوں میں رو رہی تھی۔ عظیمہ خاتون اور سلطانہ کی حالت بھی اس سے مختلف نہ تھی۔ تاہم سب لوگ مل کر اوغر خاں، رن مست خاں اور زرنگار کو سنبھالا دینے لگے تھے۔

❖

سورت شہر کے مستقر میں رادھیکا اپنے خیمے میں اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد خیمے میں اس کا بھائی کشن سنگھ داخل ہوا۔ وہ پریشان و فکرمند تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے رادھیکا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ نہایت پریشانی کے عالم میں اسے دیکھنے لگی تھی۔ کشن سنگھ آگے بڑھا، چپ چاپ ایک نشست پر بیٹھ گیا۔ رادھیکا بھی بیٹھ گئی۔ کچھ دیر تک بغور اس کا جائزہ لیتی رہی، پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"بھائی! کیا بات ہے؟ تم پہلے تو کبھی ایسے پریشان و فکرمند نہ ہوئے تھے۔ کیا

Marfat.com

کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آ گیا ہے؟ کیا مرہٹوں نے پھر دھمکی دے کر ہم دونوں بہن بھائی کی مانگ کر لی ہے؟ ان لوگوں نے ہمیں واپس بھیجنے پر رضامندی ظاہر کر دی ہے؟ اس کے علاوہ تو ہم دونوں بہن بھائی کے لئے کوئی اور پریشانی نہیں ہو سکتی۔''

رادھیکا جب خاموش ہوئی تب دکھ بھرے انداز میں کشن سنگھ کہنے لگا۔

''رادھیکا میری بہن! یہ بات نہیں ہے۔ باہر کچھ لشکریوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ان سے مجھے اوغر خاں سے متعلق دو انتہائی بری خبریں ملیں۔ پہلی خبر شیتل سے متعلق ہے۔ جس وقت احمد نگر کے نواح میں مرہٹوں کو شکست دینے کے بعد اوغر خاں نے اعتقاد خاں کے ساتھ وہاں سے سورت کا رخ کیا تو راستے میں کچھ مخبر اوغر خاں کے پاس آئے اور اسے شیتل اور اس کی ماتا کے مارے جانے کی خبر دی تھی۔ یہ خبر پہلے تو اوغر خاں، اعتقاد خاں اور کچھ سالاروں تک محدود رہی تھی۔ اس بناء پر ہمیں پتہ نہ چلا لیکن اب یہاں سب کو پتہ چل گیا ہے کہ شیتل کو قتل کر دیا گیا ہے۔

وہ اس طرح کہ جس وقت وہ بیچاری اپنی ماتا اور پتا کے ساتھ پونا سے نکل کر سورت کی طرف اپنی شادی کے سلسلے میں آ رہی تھی کہ راستے میں مرہٹے ان پر حملہ آور ہوئے۔ جے سنگھ تو بچ گیا لیکن حملہ آور مرہٹوں نے شیتل اور اس کی ماتا کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

کشن سنگھ جب خاموش ہوا تب اپنے لبوں پر ہلکا سا تبسم بکھیرتے ہوئے رادھیکا کہنے لگی۔

''یہ تو بہت برا ہوا۔''

کشن سنگھ نے کھا جانے والے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''کیا مطلب؟''

رادھیکا نے پھر اسی انداز میں کہنا شروع کیا۔

''مطلب صاف ہے۔ اچھا ہوا بیچاری شیتل آنجہانی ہو گئی۔ میں اسے اچھا اس لئے کہتی ہوں کہ ایک ہندو لڑکی کی شادی مسلمان سے نہیں ہو سکی۔ اس کی جان چھوٹ گئی۔ یہ اچھا نہیں تو اور کیا ہے؟''

اس موقع پر کشن نے کھا جانے والے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر پھٹ پڑا۔

''رادھیکا! جو الفاظ تم نے اس وقت اوغر خاں سے متعلق کہے ہیں قسم بھگوان کی

Marfat.com

اگر تم میری بہن نہ ہوتیں تو میں تمہاری گردن کاٹ دیتا۔ دیکھو تمہارے ذہن، تمہارے دل اور تمہارے ضمیر کے اندر جو تعصب کے گرداب اٹھ رہے ہیں، کرودھ کی گونجیں جنم لے رہی ہیں، انتہا پسندی کے زرد بگولے اپنا رنگ جما رہے ہیں انہیں اپنے ضبط، اپنی گرفت میں رکھو۔ ان کا اظہار نہ کرو۔ اگر تم باطنی طور پر اتنی ہی کٹھور، اتنی ہی انتہا پسند ہو تو یہ ضروری نہیں ہے اس کا اظہار بھی کیا جائے۔ اوغر خاں ہمارا محسن ہے، اس سے متعلق اس قسم کے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے تم اچھی نہیں لگتی ہو۔ رادھیکا! تم جانتی ہو ایک بہن کی حیثیت سے جو محبت میں نے تم سے کی تھی شاید ہی وہ کسی بھائی نے کی ہو۔ لیکن اب تمہاری باتوں کی وجہ سے اس محبت میں کمی اور اس میں کسی قدر نفرت کا رنگ بھرنے لگا ہے۔ اس قسم کی گفتگو کیوں کرتی ہو؟''

کشن سنگھ جب خاموش ہوا تب بڑی ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رادھیکا کہنے لگی۔

''اچھا گولی مارو اس موضوع کو۔ تم نے شروع میں کہا تھا کہ تم اوغر خاں کے لئے دو بری خبریں لے کر آئے ہو۔ اب ایک بری خبر تو اس سے متعلق سنا چکے ہو، دوسری بھی کہہ لو۔''

کشن سنگھ نے پھر دکھ بھرے انداز میں کہنا شروع کیا۔

''دوسری بری خبر یہ ہے کہ اوغر خاں کی نانی اماں فوت ہو چکی ہے۔ یہ تو تمہیں پتہ ہی ہے کہ اس کی نانی آگرہ سے یہاں سورت میں آ گئی تھی۔ آج زرنگار اور رن مست خاں کی شادی کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس شادی کے بعد جب اس کی نانی اماں کو خبر ہوئی کہ شیتل ماری جا چکی ہے تو وہ بیچاری دم توڑ گئی۔ باہر لشکری اسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ اعتقاد خاں اور دوسرے بہت سے سالار بھی تعزیت کرنے کے لئے اوغر خاں اور رن مست خاں کی طرف چلے گئے ہیں۔''

یہ خبر سن کر رادھیکا واقعی پریشان اور غمزدہ ہو گئی تھی۔ کچھ دیر اس نے خاموشی اختیار کئے رکھی پھر بکھرتی ہوئی آواز میں کشن سنگھ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''بھائی! یہ خبر واقعی افسوس ناک ہے۔ اگر کچھ لوگ تعزیت کرنے کے لئے اوغر خاں کی طرف گئے ہیں تو ہم دونوں بہن بھائی کو بھی جانا چاہئے۔ اوغر خاں ہمارا محسن ہے۔ میں مانتی ہوں کوئی بھی شخص ہمیں اس طرح پناہ دینے پر رضامند نہ ہوتا اس لئے کہ ہمیں پناہ دے کر دشمنوں سے دشمنی لینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بھائی!

Marfat.com

میرے خیال میں اٹھو، دونوں بہن بھائی اوغر خاں کے پاس چلیں اور اس کی نانی اماں کے مرنے کے افسوس میں شامل ہوں۔"

کشن سنگھ نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ پھر دونوں بہن بھائی خیمے سے نکل کر اوغر خاں کی طرف جانے کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔

❖

اوغر خاں اور رن مست اپنی نانی کی مسہری کے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے کہ زرنگار کا باپ سکندر ان کے قریب آیا۔ پہلے بڑے پیارے انداز میں دونوں کے شانے تھپتھپائے اس کے بعد بڑی ہمدردی اور شفقت میں ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے بیٹو! اٹھو، تمہارے لشکر کے کچھ سالاروں کے علاوہ میرے اور قنبر خاں کے جاننے والے کچھ لوگ دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہاں جا کر بیٹھو۔ اوغر خاں میرے بھائی! تمہارا ساتھی سالار اعتقاد خاں بھی وہاں بیٹھا بڑی بے چینی سے تمہارا منتظر ہے۔ اس کے علاوہ حویلی میں کچھ عورتیں بھی جمع ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ اب یہاں میت کے پاس عورتیں ہی بیٹھیں گی۔ اٹھ بچو! جو لوگ تم سے افسوس کرنے کے لئے آئے ہیں ان سے ملو۔"

سکندر کے کہنے پر اوغر خاں اور رن مست خاں دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کمرے سے نکل کر جب وہ صحن کی طرف آئے تو اس وقت حویلی میں کشن اور رادھیکا دونوں بہن بھائی داخل ہوئے تھے اس موقع پر کشن سنگھ کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ بیچارہ پریشان، فکرمند تھا۔ دوسری طرف رادھیکا کا چہرہ بھی پریشانی اور فکرمندی کا اظہار کر رہا تھا۔ اوغر خاں کی نگاہ چونکہ ان دونوں پر پڑ چکی تھی لہٰذا دیوان خانے کی طرف جانے کی بجائے وہ ان کی طرف گیا۔ رن مست خاں بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ کشن سنگھ اور رادھیکا دونوں بہن بھائی نے نہایت کرب خیز انداز میں اوغر خاں اور رن مست خاں سے ان کی نانی کے مرنے پر افسوس کیا۔ اس موقع پر رادھیکا اوغر خاں کے مزید قریب ہوئی پھر دھیمے سے لہجے میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"امیر! مجھے آپ سے ایک بہت بڑا گلہ اور شکوہ ہے۔"

اوغر خاں نے چونکنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"کیا مجھ سے تمہاری دیکھ بھال و نگرانی میں کوتاہی ہوئی ہے؟"

Marfat.com

رادھیکا نے سر کو جھٹکا دیا، کہنے لگی۔
''نہیں امیر! ایسی کوئی بات نہیں۔ جس وقت ہم احمد نگر سے سورت کا رخ کئے ہوئے تھے راستے میں آپ کو کچھ مخبروں نے شیتل اور اس کی ماتا کے مارے جانے کی خبر دے دی تھی لیکن افسوس آپ نے ہم دونوں بہن بھائی سے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔''
اس موقع پر کشن کو بھی یاد آ گیا۔ وہ بھی رادھیکا کے ساتھ مل کر شیتل کے مرنے کی اطلاع پر شکوہ کرنے لگا تھا۔ جب دونوں بہن بھائی خاموش ہوئے تو انہیں مخاطب کرتے ہوئے اوغر خاں کہنے لگا۔
''جس وقت شیتل کی موت کی ہمیں خبر دی گئی ہم نے کسی کو نہیں بتایا۔ تمہارا گلہ شکوہ اپنی جگہ بجا ہے لیکن میں اور اعتقاد خاں نے اس کی موت کا کسی سے ذکر نہ کیا اور پہلے کی طرح اپنا سفر سورت کی طرف جاری رکھا۔''
اس موقع پر ایک طرف سے چلتی ہوئی زرنگار بھی وہاں آ گئی تھی اور رن مست خاں کے پہلو میں آن کھڑی ہوئی تھی۔ اوغر خاں نے پہلے اس کا اور رادھیکا کا تعارف کرایا۔ رادھیکا زرنگار کو گلے لگا کر ملی۔ جب وہ علیحدہ ہوئیں تب اوغر خاں نے زرنگار کو مخاطب کیا۔
''زرنگار میری بہن! رادھیکا کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اس کی دیکھ بھال ایسے کرنا جیسے ہمارے ہاں کوئی سب سے اچھا، سب سے زیادہ با عزت اور باوقار مہمان آیا ہو۔ جبکہ کشن سنگھ کو میں اپنے ساتھ دیوان خانے میں لے جاتا ہوں۔''
اوغر خاں کے ان الفاظ پر رادھیکا چونکی تھی۔ استفہامیہ سے انداز میں اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔
''امیر! میں ایک پُروقار اور صاحبِ عزت شخصیت کب سے ہو گئی؟''
اوغر خاں نے اس کے ان الفاظ کا تو کوئی جواب نہ دیا، زرنگار کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
''زرنگار میری بہن! میرے اور رن مست دونوں بھائیوں کی طرح کشن اور رادھیکا نے بھی بڑے دکھ، بڑے کرب دیکھے ہیں۔ ان دونوں بہن بھائی کے لئے کیا یہی بڑا غم اور دکھ کافی نہیں ہے کہ انہیں ان کی جاگیر سے محروم کر دیا گیا ہے، ان کے ماں باپ کو قتل کر دیا گیا۔ اب یہ بے چارے نہ چاہتے ہوئے بھی ہمارے ہاں پناہ

Marfat.com

لینے پر مجبور ہیں۔

میری بہن! تم رادھیکا کو اپنے ساتھ لے جاؤ، اس کی خدمت یہ جان کر کرنا کہ یہ تمہارے بھائی اوغر خاں کے لئے ایک انتہائی قابل عزت اور اہم شخصیت ہے۔''

اس موقع پر رادھیکا پھر اوغر خاں سے کچھ کہنا چاہتی تھی پر اوغر خاں حرکت میں آیا۔ کشن سنگھ کا ہاتھ پکڑ کر وہ دیوان خانے کی طرف ہو لیا۔ رن مست خاں بھی ان کے ساتھ تھا جبکہ زرنگار رادھیکا کا ہاتھ پکڑ کر سامنے والے کمرے کی طرف لے گئی تھی۔ اوغر خاں اور رن مست خاں دونوں بھائی جب دیوان خانے میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے اعتقاد خاں دونوں سے گلے ملا اور ان کی نانی اماں کے مرنے پر افسوس کیا اور بعض دوسرے سالار اور مقامی لوگ بھی ان سے اظہارِ افسوس کر رہے تھے۔

اسی روز مہر النساء کی تجہیز و تکفین کا اہتمام کر دیا گیا تھا اور اگلے روز جس وقت اوغر خاں اور اعتقاد خاں اپنے لشکر کے ساتھ اورنگ آباد کا رخ کرنا چاہتے تھے ایک قاصد اورنگ زیب عالمگیر کی طرف سے آیا جس نے یہ اطلاع دی کہ میرِ محترم اب اورنگ آباد سے احمد نگر کا رخ کر رہے ہیں لہٰذا وہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ احمد نگر ہی کا رخ کریں۔ اس پر اوغر خاں اور اعتقاد خاں احمد نگر کا رخ کر گئے تھے جبکہ رن مست خاں نے چند دن مزید زرنگار کے پاس قیام کیا اس کے بعد وہ اپنے حصے کے لشکر کو لے کر پہلے کی طرح دلیر خاں کی طرف چلا گیا تھا۔

❖

اوغر خاں اور اعتقاد خاں دونوں ایک روز احمد نگر کے نواح میں پہنچے۔ انہوں نے دیکھا شہر کے نواح میں دور تک خیموں کا ایک شہر آباد کر دیا گیا تھا۔ جب وہ ان خیموں کے قریب اپنے لشکر کے ساتھ پہنچے تو اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے سارے سالاروں کے ساتھ ان کا بہترین استقبال کیا۔ ساتھ ہی اورنگ زیب عالمگیر نے اعتقاد خاں اور اوغر خاں کے لشکر کو پہلے سے پڑاؤ کرنے والے لشکر کے پہلو میں خیمہ زن ہونے کا حکم دیا تھا۔ ساتھ ہی اورنگ زیب نے اوغر خاں کی نانی اور شیتل کی موت پر تعزیت بھی کی تھی۔

جس وقت لشکری وہاں خیمے نصب کرنے لگے تھے اورنگ زیب عالمگیر اعتقاد خاں اور اوغر خاں کے علاوہ اپنے دیگر سالاروں کو بھی اپنے خیمے میں لے گیا تھا۔

Marfat.com

ساتھ ہی اس نے کچھ دوسرے چھوٹے سالاروں کو بھی اپنے خیمے میں طلب کر لیا تھا۔
جب سب لوگ جمع ہو گئے تب اورنگ زیب عالمگیر خصوصیت سے اعتقاد خاں اور اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔
''اورنگ آباد پہنچ کر جو کارروائیاں میں نے کیں پہلے میں تم دونوں کو ان سے آگاہ کرتا ہوں تا کہ صورت حال تمہاری نگاہ میں رہے، اس کے بعد جو لائحہ عمل میں ترتیب دینا چاہتا ہوں اس پر گفتگو کی جائے گی۔ اورنگ آباد میں قیام کے دوران میں نے اپنے سالار حسن علی خاں کو ایک لشکر دے کر کلیان کی طرف روانہ کیا تھا۔ اس نے مرہٹوں کے اس قلعہ پر حملہ کیا اور مرہٹوں کو خاصا نقصان پہنچایا لیکن بارشوں کی وجہ سے واپس آنا پڑا۔ دوسرا لشکر شہاب الدین کی کمانداری میں ناسک پر حملہ آور ہونے کے لئے بھیجا گیا تھا اس نے بھی ناسک کو فتح کر لیا تھا اور اس کے آس پاس کے علاقوں کو بھی اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔
اپنے ان دو سالاروں کے علاوہ میں نے اپنے بیٹے اعظم کو ان شاہراہوں کی طرف بھیجا ہے جو بیجاپور اور مرہٹوں کو ملاتی ہیں۔ اعظم کے پاس جو اس سے پہلے لشکر تھا اس میں، میں نے مزید اضافہ کر دیا ہے۔ اسے میں نے میواڑ سے ہٹا دیا ہے۔ میواڑ کے راجپوتوں سے فی الحال کوئی خطرہ نہیں ہے اس بناء پر میں نے اعظم کو دوسری مہم سونپی ہے۔ اب جو کچھ میں آئندہ کے لئے کہنا یا کرنا چاہتا ہوں اسے غور سے سنو۔
اب تک جو مجھے خبریں ملتی رہی ہیں ان کے مطابق صرف راجپوت اور مرہٹے ہی آپس میں گٹھ جوڑ، اتفاق اور اتحاد نہیں کرتے رہے بلکہ بیجاپور اور گولکنڈہ کی مسلمان حکومتیں بھی ان کا ساتھ دیتی رہی ہیں۔ راجپوتوں کی تو ایک طرح سے ہم نے کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ وہ جلد ہمارے خلاف اٹھنے کے قابل نہیں رہے۔ یہی حالت میں مرہٹوں کی کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد بیجاپور اور گولکنڈہ والوں کو بھی ان کے کئے کی سزا ملنی چاہئے اس لئے کہ مسلمان ہوتے ہوئے انہوں نے ہمارے ہی خلاف ہمارے دشمنوں کی مدد اور اعانت کی۔''
یہاں تک کہنے کے بعد اورنگ زیب عالمگیر رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔
''سب سے پہلا کام جو میں اب کرنے لگا ہوں وہ یہ کہ میں دلیر خاں اور رن

Marfat.com

مست خاں کی قوتوں میں اضافہ کرنے لگا ہوں۔ اپنے سالار روح اللہ کو ایک لشکر دے کر ان دونوں کی طرف روانہ کروں گا۔ اس کے بعد بیجا پور والوں پر ضرب لگائی جائے گی۔ انہیں اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا جائے گا۔

اپنے بیٹے اعظم کو میں نے اس لئے ان شاہراہوں پر گھات لگانے کے لئے بھیج دیا ہے جو شاہراہیں مرہٹوں کے علاقے میں بیجا پور کو جاتی ہیں تا کہ جب ہم مرہٹوں کے خلاف حرکت میں آئیں اور بیجا پور والے مرہٹوں کی مدد کرنا چاہیں تو اعظم ان کے سامنے دیوار بن جائے اور اگر دلیر خاں، رن مست خاں اور روح اللہ خاں بیجا پور والوں پر ضرب لگائیں اور بیجا پور والے مرہٹوں سے مدد طلب کریں اور مرہٹے بیجا پور والوں کی طرف بڑھیں۔ تب بھی اعظم انہیں بیجا پور کی طرف نہ جانے دے۔ اس طرح اپنے بیٹے اعظم کے ذریعہ میں بیجا پور اور مرہٹوں کا ایک طرح سے ربط اور تعلق ختم کرنا چاہتا ہوں اور ایسا انشاء اللہ ہو کر رہے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اورنگ زیب عالمگیر رکا پھر کہنے لگا۔

''اوغر خاں اور اعتقاد خاں میرے دونوں بچو! جس وقت تم لوگوں نے احمد نگر کے نواح میں مرہٹوں کے لشکر کو شکست دی تھی مجھے اس کی خبر مل گئی تھی۔ لہٰذا میں محسوس کرتا تھا کہ احمد نگر کو مرہٹوں سے خطرہ ہے۔ جب تم لوگ مرہٹوں کو شکست دینے کے بعد سورت کی طرف چلے گئے تب میں نے اپنے بیٹے معظم علی کو ایک لشکر دے کر احمد نگر کی طرف روانہ کیا تھا۔ اس طرح معظم علی مجھ سے پہلے ہی ایک لشکر لے کر احمد نگر پہنچ چکا تھا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اورنگ زیب عالمگیر رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''اب میرے مستقبل کا لائحہ عمل غور سے سنو۔ ایک لشکر میں اپنے بیٹے معظم علی کی کمانداری میں دینے لگا ہوں، اس کے ساتھ کچھ چھوٹے سالار بھی ہوں گے۔ یہ مرہٹوں کے ساحلی علاقوں کا رخ کرے گا اور حملہ آور ہو گا۔ وہیں اس کے بڑے باغی بھائی اکبر نے پناہ لے رکھی ہے۔ کوشش کی جائے گی کہ اکبر کو زندہ گرفتار کر کے اپنی تحویل میں لیا جائے تا کہ مرہٹے اس کے باغی پن سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ یہ مہم معظم علی کو سونپی جائے گی۔

اوغر خاں اور اعتقاد خاں جہاں تک تم دونوں کا تعلق ہے تم دونوں میرے لئے

Marfat.com

بڑی اہمیت رکھتے ہو۔ میں کچھ مزید سالاروں کو تمہارے ساتھ کروں گا۔ یہ سالار داؤد خاں اور اسد خاں بھی ہو سکتے ہیں۔ ضرورت پڑی تو تمہیں مزید لشکری اور اچھے سالار بھی مہیا کئے جائیں گے۔ میں چاہوں گا کہ تم جگہ جگہ مرہٹوں کے خلاف حرکت میں آؤ اور ان کا ایسا ناطقہ بند کر دو کہ ایک جگہ انہیں ٹکنے کا موقع نہ ملے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اورنگ زیب پھر رکا، پھر اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"اوغر خاں! مجھے اطلاع ملی ہے کہ دو بہن بھائی کشن سنگھ اور رادھیکا نے تمہارے پاس پناہ لے رکھی ہے اس لئے کہ مرہٹوں کا سالار سنت ان کے خلاف حرکت میں آیا تھا۔ ان کے ماں باپ کو قتل کر دیا گیا۔ اوغر خاں! میں ان کے علاقوں کی طرف بھی ایک لشکر بھجوا رہا ہوں اور ان کا علاقہ بھی پھر مرہٹوں کی ترک و تاز اور شکست و ریخت سے محفوظ ہو گا۔ فی الفور میرا ارادہ یہی ہے کہ شہاب الدین کو میں اس طرف ایک اچھے خاصے بڑے لشکر کے ساتھ روانہ کروں۔ اس طرح میں مرہٹوں کے چاروں طرف انہیں پھانسنے کے لئے ایک جال بچھانا چاہتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ وہ ہمارے جال میں پھنسیں گے ضرور۔ فی الحال میں اپنے بیٹے کام بخش کو کچھ دوسرے سالاروں کے ساتھ اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔ میرے پاس ایک خاصا بڑا لشکر بھی ہو گا اور جہاں کہیں بھی میں ضرورت محسوس کروں گا کہ وہاں مزید لشکر اور سالاروں کی ضرورت ہے تو وہاں حسب ضرورت لشکری مہیا کئے جائیں گے۔"

اورنگ زیب عالمگیر یہاں تک کہنے کے بعد رکا، دم لیا، سرسری سی ایک نگاہ باری باری اس نے اعتقاد خاں اور اوغر خاں پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

"اب تم بولو، تمہارا اس سلسلے میں کیا ارادہ ہے؟"

اعتقاد خاں اور اوغر خاں نے نگاہوں ہی نگاہوں میں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے کوئی فیصلہ کیا پھر اوغر خاں اورنگ زیب عالمگیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرِ محترم! جہاں تک میرا اور اعتقاد خاں کا تعلق ہے تو ہم دونوں تو سب سے پہلے شمبھو جی کے خلاف حرکت میں آنا چاہتے ہیں۔ شمبھو جی نے ایک موقع پر کچھ قاصد میرے اور اعتقاد خاں کی طرف روانہ کئے تھے اور کشن سنگھ اور رادھیکا کی واپسی کا مطالبہ کیا تھا۔ ساتھ ہی انتہائی سخت الفاظ میں ہمیں دھمکی دی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ

Marfat.com

اگر ہم نے رادھیکا اور کشن سنگھ کو واپس نہ کیا تو ہماری زندگیاں خطرے میں پڑ جائیں گی۔ میں شمبھو جی پر یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ زندگی ہماری خطرے میں نہیں پڑی بلکہ اب تو اس کی زندگی کے اردگرد خطرات منڈلانے لگیں گے۔“

اوغر خاں رکا، دم لیا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

”میرِ محترم! اس وقت میری سب سے پہلی اور شدید ترین خواہش یہ ہے کہ میں شمبھو جی پر حملہ آور ہوں، اس سے ٹکراؤں اور اسے زندہ گرفتار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ میرِ محترم! اگر میں ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو میں اپنے آپ سے متعلق یہ خیال کروں گا کہ میں آپ کے اچھے اور کامیاب سالاروں میں سے ہوں اور اگر میں ایسا نہ کر سکا تو پھر میں جانوں گا میں نے لشکریوں کے سالار کی حیثیت سے اپنی سلطنت کی بہتری کے لئے کچھ نہیں کیا۔“

اوغر خاں کے ان الفاظ کے جواب میں تھوڑی دیر تک توصیفی انداز میں اورنگ زیب عالمگیر نے اس کی طرف دیکھا پھر اس کی پیٹھ تھپتھپائی، ساتھ ہی بڑی ہمدردی اور شفقت میں اورنگ زیب عالمگیر کہنے لگا۔

”بیٹے! تمہیں یہ الفاظ ادا کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس سے پہلے بہت سی بلکہ بے شمار مہموں میں تم ثابت کر چکے ہو کہ تم میرے نایاب اور عزیز ترین اور چوٹی کے سالاروں میں سے ایک ہو بلکہ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ تم میرے ان سالاروں میں سے ایک ہو جن پر میں بد سے بدتر حالات میں بھی اعتماد اور بھروسہ کر سکتا ہوں اور جو ہر میدان میں میری کامیابی اور کامرانی کی وجہ بن سکتے ہیں۔“

اورنگ زیب عالمگیر کے خاموش ہونے پر اوغر خاں پھر بول اٹھا۔

”شمبھو جی پر حملہ آور ہونے اور اسے زندہ گرفتار کرنے کے لئے میرِ محترم میں سب سے پہلے یہ قدم اٹھانے لگا ہوں کہ میں آج ہی اپنے کچھ مخبر روانہ کروں گا جو شمبھو جی کے گرد منڈلاتے رہیں گے اور مجھے اس کی ہر نقل و حرکت سے آگاہ کرتے رہیں گے۔ پھر کوئی مناسب موقع جان کر میں اور اعتقاد خاں دونوں بھائی شمبھو جی پر وارد ہوں گے اور اسے زندہ گرفتار کر کے آپ کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔“

اوغر خاں جب رکا تب اورنگ زیب عالمگیر کہنے لگا۔

”اوغر خاں! کشن سنگھ اور رادھیکا سے کہنا کہ اب وہ اپنے علاقوں کی طرف جانا

Marfat.com

چاہیں تو جا سکتے ہیں۔ ان کے علاقوں میں ہمارا ایک خاصا بڑا لشکر شہاب الدین کی کمانداری میں قیام کرے گا۔ اگر وہ دونوں بہن بھائی تمہارے لشکر ہی میں قیام کرنا چاہیں تو ان کی مرضی اور اگر وہ واپس اپنے علاقوں میں جا کر ٹھہرنا چاہیں تو پھر شہاب الدین کو میں تاکید کر دوں گا کہ ان دونوں کا وہ خاص خیال رکھے۔ تم بھی شہاب الدین کو سمجھا دینا کہ ان دونوں بہن بھائی کی حفاظت اور ان کے تحفظ کا خوب اہتمام کرے۔ ویسے مجھے امید ہے کہ جب ہمارا ایک خاصا بڑا لشکر ان کے علاقے میں قیام کرے گا تو مرہٹوں کا سالار سنت یا اس کا کوئی ساتھی صرف رادھیکا کو حاصل کرنے اور کشن سنگھ سے انتقام لینے ان علاقوں کا رخ نہیں کرے گا۔ اب تم دونوں اٹھو، تمہاری خیمہ گاہ تیار ہو چکی ہے۔ اپنے اور اپنے لشکریوں کے آرام کا اہتمام کرو۔ اس کے بعد پورا لشکر ایک ساتھ کھانا کھائے گا پھر جس جس سالار، جس جس لشکر کو جس طرف جانا ہے اس کی روانگی کا اہتمام کیا جائے گا۔"

اس کے ساتھ ہی سارے سالار اورنگ زیب عالمگیر کے خیمے سے نکل گئے تھے۔

مغرب کی نماز کے بعد کشن سنگھ اور رادھیکا دونوں بہن بھائی اپنے خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ خیمے کے دروازے پر اوغر خاں نمودار ہوا۔ اسے دیکھتے ہی دونوں بہن بھائی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اوغر خاں خیمے میں داخل ہوا، ایک نشست پر جب وہ بیٹھ گیا تب دونوں بہن بھائی بھی اپنی جگہ پر ہو بیٹھے۔ اس موقع پر گفتگو کا آغاز اوغر خاں نے کیا۔ دونوں بہن بھائی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میں تم دونوں بہن بھائی کے لئے آج ایک اچھی خبر لے کر آیا ہوں۔"

اوغر خاں کے ان الفاظ کے جواب میں دونوں بہن بھائی بڑے غور سے اس کی طرف دیکھنے لگے تھے یہاں تک اوغر خاں نے پھر کہنا شروع کیا۔

"دن کے پہلے حصے میں میری اور باقی سارے سالاروں کی میر محترم اورنگ زیب عالمگیر کے ساتھ تفصیل کے ساتھ گفتگو ہوئی تھی اس کے بعد میں کچھ دوسرے سالاروں کے ساتھ رابطہ کرتا رہا اور مختلف موضوعات پر ان سے گفتگو کی۔ آپ دونوں بہن بھائی کے لئے اچھی خبر یہ ہے کہ ہمارے لشکر کا ایک سالار کافی بڑا لشکر لے کر آپ دونوں بہن بھائی کے علاقے کی طرف جائے گا۔ اس سالار کا نام شہاب الدین ہے۔ میں نے شہاب الدین کو آپ دونوں سے متعلق تفصیل کے ساتھ بتا دیا ہے۔

Marfat.com

شہاب الدین آج رات کے پچھلے پہر اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ آپ کے علاقے کی طرف روانہ ہوگا۔ آپ دونوں بہن بھائی اس کے ساتھ چلے جانا اور پہلے کی طرح اپنی حویلی میں قیام کرنا۔ شہاب الدین وہاں تمہارے تحفظ کا بہترین اہتمام کرے گا۔ دراصل میرِ محترم کے کہنے پر مختلف لشکر مختلف مقامات کی طرف متعین کئے جا رہے ہیں۔ اس طرح ہم مرہٹوں کے خلاف گھیرا تنگ کرتے ہوئے انہیں اپنے سامنے بے بس اور مطیع بنانے کا تہیہ کر چکے ہیں۔

میں نے شہاب الدین سے تفصیل کے ساتھ گفتگو کر لی ہے۔ وہ تمہارے علاقوں میں قیام کرے گا۔ اس موقع پر میں تم دونوں بہن بھائی سے بھی کہوں گا کہ وہ علاقہ چونکہ تمہارا ہے لہٰذا تم دونوں بہن بھائی بھی شہاب الدین سے تعاون کرنا۔ تمہاری حفاظت کے لئے تمہاری حویلی کے اردگرد ہر وقت مسلح جوان رہیں گے۔ اپنے تحفظ سے متعلق تم دونوں کو فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آج رات کے پچھلے پہر تک تم دونوں بہن بھائی اپنا سامان سمیٹ کر تیار رہنا اور شہاب الدین کے ساتھ اپنے علاقوں کی طرف کوچ کر جانا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں خاموش ہوگیا پھر ان دونوں بہن بھائی کی طرف دیکھنے لگا۔ اس موقع پر کشن سنگھ کے چہرے پر تو خوشی کے جذبات و تاثرات تھے لیکن رادھیکا ایک دم بجھ گئی تھی۔ اداس اور افسردہ ہوگئی تھی۔ اس کی گردن جھک گئی تھی۔ اوغر خاں چند ثانیوں تک اس کا جائزہ لیتا رہا پھر اسے مخاطب کیا۔

''رادھیکا! میں دیکھتا ہوں میری گفتگو سے جہاں کشن سنگھ خوش ہوا ہے وہاں تمہارے چہرے پر مایوسی اور اُداسی کے تاثرات نمایاں ہو گئے ہیں۔ کیا تم اپنے علاقوں کی طرف نہیں جانا چاہتی ہو؟''

رادھیکا نے آہستہ آہستہ اپنی گردن سیدھی کی، ایک بھرپور نگاہ اس نے اوغر خاں پر ڈالی پھر بجھی بجھی سی آواز میں کہنے لگی۔

''امیر! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں اپنے علاقوں کی طرف جانا چاہتی ہوں۔ دراصل میں یہاں سے روانگی کا سن کر اداس اور افسردہ ہوگئی ہوں۔ آپ کے پڑاؤ میں رہتے ہوئے کئی ماہ گزر چکے ہیں اور میں تو ایک طرح سے پڑاؤ کی اس زندگی سے مانوس ہوگئی ہوں۔ انسان کے رہنے کے لئے رہائش کتنی ہی بری کیوں نہ ہو وہاں جب وہ کچھ عرصہ رہے تو جب وہ وہاں سے جدا ہوتا ہے تو اُداسی اور افسردگی ضرور

Marfat.com

اسے اپنی گرفت میں لیتی ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ اگر کسی شخص کو زندان ہی میں ڈال دیا جائے، کئی سال تک وہ زندان میں رہے اور جب زندان سے اسے رہائی ملے اور رہائی ملنے کے بعد وہ زندان سے باہر نکلے تو ایک بار مڑ کر اداس سے انداز میں زندان کی طرف دیکھے گا ضرور۔ اس لئے کہ اس کی زندگی کی بہت سی یادیں اس سے وابستہ ہو چکی ہوتی ہیں۔"

یہاں تک کہتے ہوئے اوغر خاں رک گیا۔ اس لئے کہ ایک لشکری خیمے کے دروازے پر نمودار ہوا تھا اور اپنے ہاتھوں میں وہ ایک خاصی بڑی چرمی خرجین اٹھائے ہوئے تھا۔ ہاتھ کے اشارے سے اوغر خاں نے اسے اندر آنے کے لئے کہا۔ وہ لشکری اندر داخل ہوا۔ چرمی خرجین اس نے اوغر خاں کے قریب رکھ دی پھر وہ خیمے سے نکل گیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد وہ خرجین اوغر خاں نے کشن سنگھ کے سامنے رکھ دی اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کشن سنگھ! تم دونوں بہن بھائی ایک عرصہ میرے ساتھ رہے ہو، اس دوران میں تم دونوں کی کوئی خدمت نہیں کر سکا۔ تم دونوں کو جو تحفظ اور پناہ دی یہ تمہاری خدمت نہیں تھی۔ یہ جو خرجین میں نے تمہارے سامنے رکھی ہے اس میں تمہارے اور رادھیکا کے لئے کچھ کپڑے ہیں۔ یہ میں نے لشکر میں شامل کچھ عورتوں کی مدد سے خاص طور پر سلوائے ہیں۔ اس میں رادھیکا کے لئے کچھ زیورات اور دوسری ضروریاتِ زندگی کی اشیاء ہیں......"

اوغر خاں یہاں تک ہی کہنے پایا تھا کہ رادھیکا نے بولتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی۔

"امیر! آپ کو اتنی زحمت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ آپ نے ہمیں تحفظ دیا، پناہ دی۔ میں سمجھتی ہوں یہ آپ کا ہم پر وہ احسان ہے جسے میں اور میرا بھائی زندگی بھر نہ اتار سکیں گے۔"

اس موقع پر کشن سنگھ بڑی ممنونیت سے کچھ دیر تک اوغر خاں کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

"اوغر خاں میرے بھائی! میں ان چیزوں کو آپ کی طرف سے بہترین تحفہ سمجھ کر قبول کروں گا۔ میری بہن بھی اسے قبول کرنے سے انکار نہیں کرے گی۔ اس موقع پر میری آپ سے ایک التجا بھی ہے۔"

Marfat.com

اوغر خاں غور سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ کچھ کہنے لگا تھا کہ اس سے پہلے ہی رادھیکا بول اٹھی۔

''امیر! اس موقع پر میں بھی آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔''

''وہ کیا؟'' رادھیکا کی طرف دیکھتے ہوئے اوغر خاں نے پوچھ لیا۔

''آپ ہمارے علاقوں کی طرف شہاب الدین کو کیوں بھیج رہے ہیں؟ آپ ایک لشکر کے ساتھ خود ان علاقوں کا رخ کیوں نہیں کرتے؟ آپ کی موجودگی میں ہم اپنے آپ کو زیادہ محفوظ خیال کریں گے۔''

اوغر خاں مسکرایا اور کہنے لگا۔

''رادھیکا! تمہارا اندازہ درست ہے۔ شہاب الدین بہت اچھا ہے۔ میں تم دونوں بہن بھائی کو ضمانت دیتا ہوں وہ تمہیں کوئی شکایت کا موقع نہیں دے گا۔ تمہارے تحفظ کا بھی بہترین اہتمام کرے گا۔ دراصل میں نے اپنے ذمہ دو انتہائی اہم مہمیں لے لی ہیں۔ پہلی مہم تم جانتی ہو، میں نے وعدہ کر رکھا ہے کہ سنت کو قتل کروں گا اور اس سے تم دونوں بہن بھائی کا انتقام لوں گا۔ اور میرا دل کہتا ہے کہ سنت کی موت میرے ہاتھوں قریب آ گئی ہے۔

لیکن سنت سے پہلے میں مرہٹوں کے پیشوا شمبھو جی پر ہاتھ ڈالوں گا۔ آج ہی میں نے اپنے کچھ مخبر شمبھو جی پر نگاہ رکھنے کے لئے روانہ کر دیئے ہیں۔ جونہی مجھے وہ اس کے محل وقوع اور کسی مناسب جگہ اس کے قیام کرنے کی اطلاع دیں گے میں اس پر حملہ آور ہوں گا۔ یا تو اس کی گردن کاٹ کر لاؤں گا یا اسے زندہ میرِ محترم کے سامنے پیش کروں گا۔

میں تم دونوں بہن بھائی کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ شمبھو جی کے بعد میں سنت کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔ اگر میں اسے زندہ پکڑنے میں کامیاب ہو گیا تو خود اسے لے کر تم دونوں بہن بھائی کے پاس آؤں گا اور تم دونوں بہن بھائی جو چاہو گے اس سے سلوک ہو گا۔ اور اگر وہ میرے ہاتھوں مارا گیا تو اس کا کٹا ہوا سر ضرور تمہاری طرف بھیجا جائے گا تاکہ تمہیں اطمینان ہو جائے کہ میں نے تم دونوں سے جو وعدہ کیا تھا اسے میں نے پورا کر دکھایا ہے۔''

اوغر خاں کی اس گفتگو سے رادھیکا مطمئن ہو گئی تھی۔ جواب میں کچھ نہ بولی، خاموش رہی۔ پھر اوغر خاں نے کشن سنگھ کی طرف دیکھا۔

Marfat.com

''کشن سنگھ! اس موقع پر تم بھی کچھ کہنا چاہتے تھے۔ کہو کیا کہنا ہے؟''
کشن سنگھ نے اس موقع پر ایک گہری نگاہ اپنے قریب بیٹھی اپنی بہن رادھیکا پر ڈالی اور آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے کوئی اشارہ کیا۔ پھر اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''بھائی! بات یہ ہے کہ آج ہم دونوں بہن بھائی نے یہاں سے کوچ کر جانا ہے، رخصت ہو جانا ہے۔ جانے سے پہلے میری خواہش ہے کہ آج رات کا کھانا آپ ہم دونوں بہن بھائی کے ساتھ کھائیں۔''
اس پر اوغر خاں جست لگانے کے انداز میں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا، مسکرایا پھر کشن سنگھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''کشن سنگھ! مجھ سے وہ مطالبہ نہ کرو جس سے کسی کی دل شکنی ہو۔ تم اکیلے ہوتے تو میں جہاں تم چاہتے تمہارے ساتھ کھانا کھا لیتا۔ لیکن میرے بھائی! تمہارے ساتھ اس خیمے میں رادھیکا ہے۔ اس بناء پر میں تمہارے ساتھ کھانا نہیں کھا سکتا۔''
اس کے ساتھ ہی رادھیکا اور کشن سنگھ کے ردِعمل کا انتظار کئے بغیر اوغر خاں ان کے خیمے سے نکل کر چلا گیا تھا۔

O❖O

Marfat.com

اورنگ زیب عالمگیر نے احمد نگر میں قیام کرنے کے بعد ہر مخالف قوت پر ضرب لگانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اپنے سالاروں میں سے اعتقاد خاں، اوغر خاں، داؤد خاں اور اسد خاں کو تو اس نے مرہٹوں کے لئے مختص کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ جہاں کہیں بھی مرہٹے لوٹ مار اور تباہی و بربادی کا کھیل کھیلنا چاہیں تو فوراً ان پر حملہ آور ہوں اور ان کا سدِ باب کریں۔

دوسری طرف اورنگ زیب عالمگیر نے بیجاپور کی سلطنت پر بھی دباؤ ڈالنا شروع کر دیا تھا۔ دلیر خاں گزشتہ ایک عرصے سے بیجاپور والوں کے خلاف جنگ میں مصروف تھا لیکن فی الحال کوئی خاص کامیابی نہ ہوئی تھی۔ اب اورنگ زیب عالمگیر نے بذاتِ خود بیجاپور کی طرف توجہ دی۔ پہلے اس نے اپنے بیٹے اعظم کے علاوہ دلیر خاں، رن مست خاں اور ایک سالار روح اللہ کو بیجاپور پر ضرب لگانے کے لئے احکامات جاری کئے۔ اس طرح یہ چاروں سالار بیجاپور پر حملہ آور ہوئے۔

ان سالاروں کے کئی مقامات پر بیجاپور والوں کے لشکر سے معرکے ہوئے جن میں بیجاپور والوں کو نقصان اور شکست اٹھانا پڑا۔ بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے کوئی مواقع پر اورنگ زیب عالمگیر کے لشکریوں کو قحط اور اناج کی کمی کا سامنا کرنا پڑا لیکن انہوں نے اپنی اس مہم کو جاری رکھا۔ ان سالاروں نے پیش قدمی کرتے ہوئے پہلے حیدر آباد پر قبضہ کر لیا۔ حیدر آباد کا حاکم گولکنڈہ کی طرف بھاگ گیا۔ اب انہوں نے بیجاپور والوں پر مزید دباؤ ڈالنا شروع کر دیا تھا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اورنگ زیب عالمگیر بھی احمد نگر سے نکل کر ایک لشکر کے ساتھ بیجاپور کی طرف گیا اور بیجاپور کے نواح میں رسول نگر کے مقام پر اس نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔

جن دنوں بیجاپور والوں پر دباؤ ڈالا جا رہا تھا ان دنوں مسلمانوں کی دوسری سلطنت جسے گولکنڈہ کے نام سے پکارا جاتا تھا ان کی بدقسمتی کہ وہ اندر ہی اندر خفیہ طور

Marfat.com

پر مرہٹوں کو بیجا پور والوں کی مدد کرنے کے لئے خطوط لکھتے رہے۔ انہوں نے بیجا پور کے حکمران کو بھی خطوط لکھے۔ اسے یقین دلایا کہ وہ اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف اس کی مدد کریں گے اور گولکنڈہ والوں کی بدقسمتی کہ یہ خطوط اورنگ زیب عالمگیر کے ہاتھ لگ گئے۔ اورنگ زیب اس وقت تو خاموش رہا اس لئے کہ وہ پہلے بیجا پور والوں کو اپنے سامنے زیر کرنا چاہتا تھا اس کے بعد گولکنڈہ پر ہاتھ ڈالنا چاہتا تھا۔

آخر اورنگ زیب عالمگیر کے سالاروں کا دباؤ بیجاپور پر بڑھتا رہا۔ اورنگ زیب عالمگیر کے سالاروں نے بیجا پور والوں کے لئے ضروریاتِ زندگی کی آمد کے تمام راستے کاٹ کر رکھ دیئے۔ اس طرح بیجا پور کے لوگوں کو قحط کا سامنا کرنا پڑا۔ علاوہ ازیں بارش نہ ہونے کے باعث بھی فصلیں تباہ ہو گئیں لہٰذا بیجا پور شہر اور قلعہ کے اندر لا تعداد آدمی اور گھوڑے ہلاک ہونا شروع ہو گئے۔ یوں ان کی کامیابی اور ان کے بچاؤ کی ساری امیدیں ختم ہو گئیں۔

دوسری طرف اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر کو بھی ضروریاتِ زندگی کی کمی محسوس ہو رہی تھی تاہم وہ کسی نہ کسی طرح اپنے لشکریوں کو رسد کا سامان پہنچاتا رہا۔ اورنگ زیب عالمگیر کے لشکریوں کے لئے دوسرا بہت بڑا مسئلہ یہ تھا کہ ان کے پاس کوئی منجنیق یا قلعہ شکن آلات نہ تھے جبکہ بیجا پور کی فصیل اور قلعہ انتہا درجہ کے مضبوط اور مستحکم تھے جس کی بناء پر اورنگ زیب عالمگیر کے لشکری جلد ان میں شگاف ڈال کر شہر میں داخل نہ ہو سکے۔

تاہم اورنگ زیب عالمگیر کے کہنے پر کچھ سالاروں اور لشکریوں نے اس شدت کے ساتھ بیجا پور کا محاصرہ کیا کہ بیجا پور کے لشکری و سالار اور حکمران بلبلا اٹھے۔ آخر انہوں نے بیجا پور کے دو معزز اشخاص کو صلح کے لئے اورنگ زیب عالمگیر کی خدمت میں بھیجا۔

اورنگ زیب عالمگیر نے شاندار انداز میں ان کا استقبال کیا۔ بڑی شفقت اور محبت کے ساتھ ان کے ساتھ پیش آیا اور ان کی صلح کی شرائط کو منظور کر لیا۔ صلح کی شرائط کے منظور ہونے پر بیجا پور کی عادل شاہی سلطنت کا آخری حکمران سکندر اپنا دارالحکومت چھوڑ کر رسول پور میں اورنگ زیب عالمگیر کے پڑاؤ میں اورنگ زیب عالمگیر کی خدمت میں حاضر ہوا۔

کہتے ہیں اورنگ زیب عالمگیر نے بھی شاہانہ انداز میں اس کا خیر مقدم کیا، بڑی

Marfat.com

گرم جوشی سے اسے ملا۔ دورانِ گفتگو اورنگ زیب عالمگیر نے بیجا پور کے حکمران سکندر کو شاہ کی جگہ خان کے خطاب سے نوازا۔ ساتھ ہی اس کے لئے ایک لاکھ روپے کی سالانہ پنشن منظور کی گئی۔ اس کے علاوہ بیجا پور کے لشکر کے تمام افسروں اور سالاروں کو اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے ہاں ملازم رکھ لیا تھا۔

یوں اورنگ زیب عالمگیر ایک فاتح کی حیثیت سے بیجا پور کے ایک دروازے سے شہر میں داخل ہوا۔ جس دروازے سے اورنگ زیب داخل ہوا اس دروازے کا نام ہی فتح دروازہ رکھ دیا گیا تھا۔

اورنگ زیب عالمگیر جب عادل شاہی سلطنت کے حکمران سکندر کے محل میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا عجیب وغریب قسم کی تصویریں اور دوسرے نقش و نگار محل کی دیوار پر بنے ہوئے تھے اور کچھ آویزاں تھے۔ اورنگ زیب عالمگیر نے پہلے طنزیہ انداز میں ان کا جائزہ لیا پھر وہ سارے نقش و نگار مٹا کر رکھ دیئے۔ تصویریں اتار دی گئیں کیونکہ اورنگ زیب عالمگیر کے خیال کے مطابق وہ سب چیزیں احکامِ شرعی کے برعکس تھیں۔

اس فتح کے بعد بیجا پور کو دارالحکومت کی جگہ محض ایک صوبائی صدر مقام کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔

بیجا پور کو فتح کرنے اور اسے اپنی سلطنت میں شامل کرنے کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے اب گولکنڈہ کی حکومت کی طرف توجہ دی۔ گولکنڈہ کی حکومت کو قطب شاہی حکومت بھی کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں اس سلطنت کی بنیاد ایک شخص سلطان قلی نے 1443ء میں رکھی تھی۔ اس کا نام تو سلطان قلی تھا لیکن اس نے قطب الملک کا لقب اختیار کیا تھا لہٰذا اس کی حکومت کو قطب شاہی کے نام سے موسوم کیا جانے لگا۔

1512ء میں ان قطب شاہیوں کی گولکنڈہ میں آزاد اور خود مختار حکومت قائم ہوئی۔ 1547ء میں یہ سلطان قلی یعنی قطب شاہ اپنے بیٹے جمشید کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس کے بعد اس خاندان میں یکے بعد دیگرے کئی حکمران تخت نشین ہوئے۔

اس خاندان کے کل آٹھ حکمران تھے۔ پہلے سلطان قلی 1512ء میں خود مختار حکمران بنا۔ 1543ء میں اس کے بیٹے جمشید نے قتل کر کے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی 1550ء میں سبحان قلی حکمران بنا۔ 1550ء ہی میں ابراہیم حکمران بن گیا۔ 1580ء میں محمد قلی گولکنڈہ کا قطب شاہی حکمران بنا۔ 1612ء میں محمد نام کا ایک شخص

Marfat.com

بادشاہ بنا۔ 1626ء میں عبداللہ حاکم بنا اور 1672ء میں ابوالحسن قطب شاہی یعنی گولکنڈہ کے تخت و تاج کا وارث بنا اور یہ ابوالحسن گولکنڈہ کی سلطنت کا آخری حکمران تھا۔

جب تک اونگ زیب عالمگیر اور اس کے سالار مرہٹوں، بیجا پور اور راجپوتوں کے خلاف برسر پیکار رہے گولکنڈہ کی قطب شاہی حکومت نہایت باقاعدگی کے ساتھ اورنگ زیب عالمگیر کو خراج ادا کرتی رہی۔ بدقسمتی سے جب گولکنڈہ یعنی قطب شاہیوں کا آخری حکمران ابوالحسن تخت نشین ہوا تو اس نے اپنی سلطنت کی تمام انتظامی ذمہ داریاں اپنے ایک برہمن وزیر کے سپرد کر دیں اور خود محل میں بند ہو کر رہ گیا جہاں وہ ہر وقت اپنی داشتاؤں و رقاصاؤں کے جھرمٹ میں عیش و عشرت میں مصروف رہتا۔ ابوالحسن کی اس عیش و عشرت اور انتظامی امور سے غفلت کی بناء پر سلطنت کا نظام درہم برہم ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اس کی ان حرکتوں کی وجہ سے ریاست کا اقتدار عملاً ابوالحسن کی بجائے برہمن وزیر کے تین رشتہ داروں کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ ان تین میں سے ایک کا نام مدنا، دوسرا اس کا بھائی اکنا اور بھتیجا رستم راؤ تھے۔

یہ تینوں بدعنوان و غیر ذمہ دار اور خود بھی عیش و عشرت کے دلدادہ تھے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر طرف بدعنوانیاں پھیل گئیں اور مسلمانوں نے ہندوؤں کی طرف سے نامناسب سلوک کی شکایات کرنا شروع کر دیں۔ علاوہ ازیں برہمن وزیر نے اپنے رشتہ داروں مدنا، اکنا اور رستم راؤ کے ذریعے مغلوں کے خلاف مرہٹوں کے ساتھ بھی اتحاد قائم کرنا شروع کر دیا تھا اور یہ ساری باتیں اورنگ زیب کے مخبر اورنگ زیب تک پہنچا رہے تھے۔ لیکن اورنگ زیب ان دنوں مرہٹوں، بیجا پور اور راجپوتوں کے خلاف مصروف تھا لہٰذا گولکنڈہ والوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکا جس پر گولکنڈہ والے یہ سمجھ بیٹھے کہ اورنگ زیب ان پر حملہ آور نہیں ہونا چاہتا اس بناء پر وہ اندر ہی اندر نہ صرف اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف سازشیں کرتے رہے بلکہ اپنی جنگی تیاریوں میں بھی مصروف رہے۔

جن دنوں اورنگ زیب عالمگیر نے بیجا پور والوں کا محاصرہ کر رکھا تھا ان دنوں گولکنڈہ قطب شاہی حکمران ابوالحسن کا ایک خط پکڑا گیا تھا جو اس نے اورنگ زیب کے دربار میں اپنے سفیر کے نام لکھا تھا۔ اس خط میں ابوالحسن نے اورنگ زیب کو اس

Marfat.com

بناء پر بزدل اور پست ذہن قرار دیا تھا کہ اس نے بیجا پور پر حملہ کر دیا تھا۔
اس خط میں قطب شاہیوں کے حکمران نے بیجا پور کی مدد کے لئے لشکر بھیجنے اور امداد دینے کا اظہار بھی کیا تھا۔

جب اورنگ زیب عالمگیر کو گولکنڈہ کے حکمران کا یہ خط ملا تو وہ بڑا برہم ہوا۔ خط ملتے ہی اس نے اپنا ایک لشکر حیدر آباد پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا تھا لیکن راستے ہی میں گولکنڈہ والوں نے اس لشکر پر حملہ آور ہو کر اسے نقصان بھی پہنچایا تھا۔ اس بناء پر اورنگ زیب عالمگیر قطب شاہیوں کی گولکنڈہ کی سلطنت کے خلاف سخت برہم تھا اور اس نے تہیہ کر رکھا تھا کہ بیجا پور والوں سے نمٹنے کے بعد وہ گولکنڈہ والوں کا بندوبست ضرور کرے گا۔ ان حالات کی خبر گولکنڈہ کے لشکریوں کے سالارِ اعلیٰ کو بھی ہو چکی تھی۔ سالارِ اعلیٰ کا نام محمد ابراہیم تھا۔ یہ شخص جنگ کا بہترین تجربہ رکھتا تھا لیکن اسے خبر تھی کہ اس سلسلے میں چونکہ گولکنڈہ والوں سے اورنگ زیب عالمگیر کے حق میں کچھ غلطیاں اور زیادتیاں ہوئی ہیں اور اسے خدشہ تھا کہ جونہی اورنگ زیب عالمگیر بیجا پور والوں سے فارغ ہو گا، گولکنڈہ پر وہ ایسی ضرب لگائے گا کہ گولکنڈہ کے کسی بھی لشکر کو اپنے سامنے ٹکنے نہ دے گا۔ ان خیالات کے تحت گولکنڈہ کے سپہ سالارِ اعلیٰ محمد ابراہیم نے گولکنڈہ والوں کا ساتھ ترک کر دیا اور مغلوں سے آن ملا اور اورنگ زیب عالمگیر کے ہاں اس نے ملازمت اختیار کر لی۔

بیجا پور والوں سے فارغ ہونے اور بیجا پور کے سارے علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کے بعد اورنگ زیب عالمگیر اب گولکنڈہ والوں سے نمٹنے کے لئے بالکل یکسوئی کے ساتھ فارغ تھا۔ اس لئے کہ راجپوت ان دنوں خاموش تھے۔ بیجا پور کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا گیا تھا جبکہ مرہٹوں کی کارروائیوں کو روکنے کے لئے اورنگ زیب عالمگیر کے سالاروں میں سے اوغر خاں، اعتقاد خاں، داؤد خاں، اسد خاں اور ایسے ہی دیگر سالار بالکل تیار اور مستعد تھے۔ جہاں کہیں بھی مرہٹے کارروائی کرنے کی کوشش کرتے وہ فوراً ان کا سدِ باب کر لیتے تھے۔ اس بناء پر اورنگ زیب نے اب بڑی یکسوئی کے ساتھ گولکنڈہ والوں سے نمٹنے کا تہیہ کیا۔

اورنگ زیب عالمگیر کے لشکریوں نے سب سے پہلے حیدر آباد پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد دریائے موسیٰ کے دونوں کناروں کے ساتھ ساتھ اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر آگے بڑھتے رہے۔ آخر اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے لشکر کے ساتھ گولکنڈہ کا

Marfat.com

محاصرہ کر لیا۔ ابھی محاصرہ جاری تھا کہ اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر کو قحط سے دوچار ہونا پڑا۔ اس لئے کہ جون کے مہینہ میں زبردست بارشیں شروع ہو گئیں اور اورنگ زیب عالمگیر کا پڑاؤ ایک طرح کی جھیل کی صورت اختیار کر گیا۔ گولکنڈہ والوں نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رات کو موسلا دھار بارش کے دوران مغلوں کے پڑاؤ پر اچانک حملہ کر دیا اور مغل اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ پانی اور موسلادھار بارش میں انہیں دشمن کے شب خون کا سامنا کرنا پڑے گا۔

گولکنڈہ والوں کے اس شب خون کا بہرحال مغلوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اس کے بعد سنبھل کر اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر نے پھر گولکنڈہ پر حملے شروع کر دیئے۔ اس موقع پر مؤرخین لکھتے ہیں کہ اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر نے گولکنڈہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس دوران اورنگ زیب خود میدانِ جنگ میں اپنے لشکریوں کے اندر موجود رہا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس وقت وہ لشکر میں موجود تھا دونوں طرف لڑائی اپنے زوروں پر تھی۔ توپوں کے کئی گولے اورنگ زیب عالمگیر کے قریب آ کر گرتے رہے لیکن وہ اپنی جگہ پر بالکل ستون کی طرح جما رہا اور اپنے لشکریوں کو للکارتے ہوئے ان کا حوصلہ بڑھاتا رہا۔

گو اورنگ زیب عالمگیر کے لشکر میں خوراک کی انتہا درجہ کی کمی ہو چکی تھی۔ قحط کا سا عالم تھا اس کے علاوہ زیادہ بارشوں کی وجہ سے وبائیں بھی پھوٹ پڑی تھیں لیکن اورنگ زیب عالمگیر نے بڑی استقامت کا مظاہرہ کیا، جنگ جاری رکھی۔ اس نے مزید کمک اور رسد کا سامان منگوایا اور گولکنڈہ کا پہلے کی نسبت زیادہ شدت سے محاصرہ کر لیا۔

اب اورنگ زیب عالمگیر نے ایک طرح گولکنڈہ والوں کی مکمل طور پر ناکہ بندی کر دی۔ رسد کا سلسلہ اس نے بالکل منقطع کر دیا۔ اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے لشکر کے مختلف سالاروں کو گولکنڈہ کے مختلف دروازوں پر متعین کیا ہوا تھا۔ کسی دروازے پر دلیر خاں تھا، کسی پر رن مست خاں، کسی دروازے کے سامنے روح اللہ خاں، کسی دروازے کے سامنے کوئی اور سالار تھا۔

گولکنڈہ والوں کی بھی ہمت جواب دے رہی تھی۔ اورنگ زیب عالمگیر کا محاصرہ اتنا سخت تھا کہ گولکنڈہ والے چیخ چلا اٹھے۔ لہٰذا گولکنڈہ کے عام لوگ اور لشکری بھی چیخ چیخ کر اپنے حکمرانوں اور برہمن وزیر سے مطالبہ کرنے لگے کہ وہ اورنگ

Marfat.com

زیب عالمگیر کے سامنے ہتھیار ڈال دیں اور اطاعت قبول کر لیں۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو وہ خود نکل کر اورنگ زیب عالمگیر سے صلح کر لیں گے۔

اسی دوران ایک افغان سالار حرکت میں آیا۔ اس کا نام عبداللہ تھا۔ اس نے اس سمت کا شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا جس سمت اورنگ زیب عالمگیر کا سالار روح اللہ اپنے لشکر کے ساتھ حملے کر رہا تھا۔

دروازہ کھلتے ہی روح اللہ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ گولکنڈہ میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے لشکریوں اور شہریوں نے قلعے کا صدر دروازہ بھی کھول دیا۔ اس کے ساتھ ہی دوسری سمتوں سے بھی اورنگ زیب عالمگیر کے سالار اور لشکری گولکنڈہ میں داخل ہو گئے تھے۔

جب اورنگ زیب عالمگیر کا لشکر گولکنڈہ شہر میں داخل ہوا تب گولکنڈہ کی سلطنت کے حکمران ابوالحسن کے ہوش ٹھکانے آئے۔ وہ عیش و عشرت، شراب نوشی، رقاصاؤں اور داشتاؤں کی ساری محفلوں کو بھول گیا۔ سب سے پہلے روح اللہ اس کے محل میں داخل ہوا اور اورنگ زیب عالمگیر کے اس سالار نے گولکنڈہ کے حکمران ابوالحسن کو گرفتار کر لیا۔ شہر پناہ کے ایک دروازے پر اورنگ زیب عالمگیر کا بیٹا اعظم بھی برسرِ پیکار تھا اور وہ بھی شہر میں داخل ہو چکا تھا۔ لہٰذا اورنگ زیب عالمگیر کے سالار روح اللہ نے ابوالحسن کو گرفتار کر کے اعظم کے حوالے کر دیا اور اعظم ابوالحسن کو اپنے ساتھ لے کر اورنگ زیب کی طرف گیا اور ابوالحسن کو اورنگ زیب کے سامنے پیش کیا۔

اورنگ زیب عالمگیر نے ابوالحسن سے بہترین سلوک کیا۔ بڑی عزت و بڑے وقار کے ساتھ اس سے پیش آیا۔ اسے دولت آباد کے قلعے میں نظر بند کر دیا گیا اور پچاس ہزار روپے سالانہ اس کی پنشن مقرر کر دی گئی تھی۔

اس طرح بیجا پور کے بعد گولکنڈہ پر بھی اورنگ زیب عالمگیر کا قبضہ ہو گیا تھا۔ اس کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے بیجا پور اور گولکنڈہ کے اضلاع میں سے ساگرہ، اچھونی، کرنول، درائے چھور، بنگلور، بانکا پور، بلگام اور اس طرح کے دوسرے بہت سے شہروں پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔

❖

اورنگ زیب عالمگیر کے سالار شہاب الدین نے اپنے ایک لشکر کے ساتھ رادھیکا اور کشن سنگھ کے علاقے میں پڑاؤ کر لیا تھا۔ جس وقت کشن سنگھ اور رادھیکا

Marfat.com

دونوں بہن بھائی شہاب الدین کے لشکر سے نکل کر اپنی حویلی کی طرف گئے تو دنگ رہ گئے۔ وہاں کے لوگ ان کے استقبال کے لئے اُمڈ آئے تھے۔ اس دوران شہاب الدین نے نہ صرف یہ کہ ان کی حویلی کے قریب ہی اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا تھا بلکہ ان کی حویلی کے اطراف میں بھی اپنے مسلح جوان ان کی حفاظت اور تحفظ کے لئے مقرر کر دیئے تھے۔

رادھیکا اور کشن سنگھ دونوں بہن بھائی جب اپنی حویلی میں داخل ہوئے تو دنگ رہ گئے۔ حویلی میں کام کرنے والے ان کے ملازم لوٹ آئے تھے۔ شاید انہیں رادھیکا، کشن سنگھ اور شہاب الدین کے لشکر کی آمد کی اطلاع ہو چکی تھی۔ سب نے بہترین انداز میں دونوں بہن بھائی کا سواگت کیا۔ استقبال کرنے والوں میں رادھیکا کی حویلی میں کام کرنے والا سب سے پسندیدہ جوڑا بھی تھا۔ دونوں میاں بیوی تھے، بوڑھے تھے لیکن رادھیکا، اس کے بھائی اور اس کے والدین کے بڑے مخلص اور وفادار تھے۔ بوڑھے کا نام کلیان مل اور اس کی بیوی کا نام پاروتی تھا۔

کشن اور رادھیکا باری باری کلیان مل اور پاروتی سے گلے ملے۔ اس موقع پر پاروتی کو مخاطب کر کے رادھیکا کچھ کہنا چاہتی تھی کہ پاروتی نے دکھی سے لہجے میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''بیٹا! تم دونوں نے یہاں سے بھاگنے کی سخت غلطی کی۔ یہیں رہتے تو وہ سنت تمہارا کیا بگاڑتا؟ تمہاری حویلی کے اندر ایک نہیں کئی تہہ خانے ہیں۔ ان تہہ خانوں میں سے کسی ایک میں تم دونوں اپنے ماتا پتا کو لے جاتے تو مرہٹوں کا سالار تمہیں حاصل کرنے کے لئے کہاں تم چاروں کو ڈھونڈ پاتا؟''

پاروتی جب خاموش ہوئی تب بے پناہ خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے رادھیکا نے پھر ایک بار آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا پھر وہ علیحدہ ہوئی اور کہنے لگی۔

''اماں! ایسا ممکن نہیں تھا۔ جس وقت سنت کی ہمیں آمد کی اطلاع ملی تھی اس وقت میں، میرا بھائی اور میرے ماتا پتا اگر حویلی کے تہہ خانے میں چلے جاتے تو میں سمجھتی ہوں یہ ہماری سب سے بڑی غلطی ہوتی۔ اماں! اگر ہم تہہ خانے میں چلے جاتے تو یاد رکھنا حویلی کے اندر کام کرنے والے سب کو سنت گرفتار کر لیتا اور ان پر ایسی سختی کرتا، انہیں ایسی کٹھنائیوں سے گزارتا کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی اپنی جان بچانے کی خاطر ہمارا اتا پتہ ضرور بتا دیتا اور ایک بار سنت ہمیں ہماری حویلی کے تہہ

Marfat.com

خانے سے گرفتار کر لیتا تو پھر زندگی بھر ہم اس کے قیدی بن کر رہ جاتے۔ اور خاص طور پر میری زندگی تو ختم ہو جاتی۔ اس لئے کہ میں نے اس سے شادی کرنے سے انکار کر دینا تھا اور اس نے زبردستی مجھے اپنے پاس داشتہ اور رکھیل کے طور پر رکھ لینا تھا اور میں نے اس رویے کو برداشت نہیں کرنا تھا اور خودکشی کر لینی تھی۔ اس طرح میرا خاتمہ ہو جاتا۔ میرے خاتمے کے ساتھ ہی میرے ماں باپ بھی بیچارے ختم ہو کر رہ جاتے اور ہمیں کیا ملتا۔

اماں! یہاں سے نکل کر ہم دریائے گوداوری کے کنارے اپنے ایک عزیز کے پاس ٹھہرے رہے۔ وہاں سے ہم شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے ایک سالار اوغر خاں کے پاس چلے گئے تھے۔

اماں! اس نے ہمارے ساتھ بہترین سلوک کیا۔ معزز مہمانوں اور انتہائی باوقار قابل عزت مہمانوں کی طرح ہمیں اپنے پاس ٹھہرایا، ہماری خاطر خدمت کی اور ہماری بہترین دیکھ بھال اور حفاظت کا سامان بھی کیا۔

اماں! تم دیکھتی ہو کہ یہ مسلمانوں کا ہم پر کیا کم احسان ہے کہ ہم دونوں بہن بھائی کے ساتھ اتنا بڑا لشکر آیا ہے اور یہاں پڑاؤ کر گیا ہے۔ ہماری حویلی کے اطراف میں بھی مسلح جوان پھیلا دیئے گئے ہیں اور اس طرح ایک بار پھر انہی مسلمانوں کی وجہ سے میں اور میرا بھائی حویلی میں آنے کے قابل ہوئے ہیں۔''

یہاں تک کہتے کہتے رادھیکا کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ مسکراتے ہوئے کشن سنگھ اپنا منہ رادھیکا کے کان کے قریب لے گیا اور کہنے لگا۔

''یہ مت کہو کہ ان مسلمانوں کا یہ ہم پر کیا کم احسان ہے۔ یہ کہو کہ ان اچھوتوں کا ہم پر کیا کوئی کم احسان ہے کہ ایک لشکر یہاں پڑاؤ کر گیا ہے اور ہماری حویلی کی حفاظت کا بھی اہتمام کر دیا گیا ہے۔''

اس موقع پر غصے اور گھورنے کے انداز میں رادھیکا نے کشن سنگھ کی طرف دیکھا پھر احتجاج بھرے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''کشن میرے بھائی! ایسی بری اور گندی باتیں نہیں کرتے۔''

کشن سنگھ نے تعجب سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''میری بہن! کیا میں نے یہ غلط اور گندی بات کی ہے؟ تم نے خود ہی تو انہیں اچھوت کہا تھا، ان کے برتنوں میں کھانے پینے سے انکار کر دیا تھا، اپنے لئے علیحدہ

Marfat.com

برتنوں کا اہتمام کیا تھا۔

رادھیکا نے پھر کشن سنگھ کی طرف گھور کر دیکھا پھر کہنے لگی۔

''یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے۔ اس پر بعد میں بھی گفتگو ہو سکتی ہے۔ بہرحال اس وقت ہم خصوصیت کے ساتھ اوغر خاں کا جتنا بھی شکریہ ادا کریں کم ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد لمحہ بھر کے لئے رادھیکا رکی، پھر بوڑھی پاروتی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''اماں! پہلے تو حویلی میں داخل ہوتے ہیں۔ حویلی کافی عرصے سے اُجڑی پڑی ہے، اس کی صفائی کی ضرورت ہے۔ پھر ضرورت کا سامان منگوانا پڑے گا۔ میں چاہتی ہوں کہ حویلی میں پہلے کی طرح چہل پہل اور رونق آ جائے۔''

جواب میں پاروتی مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

''بیٹا! چہل پہل اور رونق تو تم دونوں بہن بھائی کے آنے پر ہی آ چکی ہے۔ جہاں تک حویلی کی صفائی وستھرائی اور اس کے اندر ضرورت کا سامان لانے کا تعلق ہے تو اس سے متعلق تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ تمہاری آمد کی اطلاع پہلے ہی ہو چکی تھی۔ جس وقت تم اس لشکر کے ساتھ احمد نگر سے روانہ ہوئی تھیں تو مسلمانوں کے کچھ آدمی ان علاقوں میں منڈلاتے رہے تھے۔ انہوں نے تم دونوں بہن بھائی کی حویلی کا بھی جائزہ لیا تھا۔ دوسرے علاقوں کی طرف بھی گھومتے رہے۔ انہوں نے ہی تمہاری آمد کی اطلاع کر دی تھی اور یہ اطلاع پاتے ہی آس پاس کے لوگ اُمڈ آئے۔ سب نے مل کر تمہاری حویلی کو بالکل دھو کر صاف کر دیا ہے اور ضرورت کا سارا سامان بھی اس میں ڈلوا دیا۔ اب بولو تم کیا کہتی ہو؟''

پاروتی کے ان الفاظ پر وفورِ جذبات اور بے پناہ خوشی میں ایک بار پھر رادھیکا نے پاروتی کو اپنے ساتھ لپٹا کر اس کی پیشانی چوم لی۔ اس کے بعد بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دونوں بہن بھائی اپنی حویلی میں داخل ہو گئے تھے۔

❖

رتنا گرھی کے نواح میں مرہٹوں کے پیشوا شمبھو جی نے اپنے ایک خاصے بڑے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا۔ پڑاؤ کے وسطی حصے میں دائرے کی صورت میں ایک شامیانہ نصب تھا اور اس شامیانہ کے ایک طرف ایک لکڑی کی شہ نشین سی بنی ہوئی تھی۔ اس شہ نشین پر شمبھو جی بیٹھا ہوا تھا اور ایک ایک دو دو کر کے اس کے چھوٹے

Marfat.com

بڑے سالار اس شامیانے میں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔

جو سالار بھی شامیانے تلے آتا، شمبھو جی اپنی جگہ سے اٹھ کر بہترین انداز میں اس کا استقبال کرتا، اس سے گلے ملتا اور اپنے سامنے لگی نشستوں پر بیٹھنے کے لئے کہتا۔

جب اس نے اندازہ لگایا کہ اس کے سارے سرکردہ سالار اس کے سامنے جمع ہو گئے ہیں تب وہ بھی اپنی نشست پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر اپنے سارے سالاروں کا جائزہ لیتا رہا پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز ساتھیو! میں نے دو کاموں کے سلسلے میں تم لوگوں کو یہاں جمع ہونے کی زحمت دی ہے۔ تھوڑی ہی دیر پہلے ہمارے کچھ مخبر دو خبریں لے کر آئے ہیں۔ ان خبروں ہی کی روشنی میں، میں تم سب سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی خبر جو ہمارے لئے بہت اچھی ہے وہ یہ کہ اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اعظم شاہ نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ درروڑ کے مقام پر پڑاؤ کیا ہوا ہے، اس کے پڑاؤ میں ضروریاتِ زندگی اور دوسرا بے شمار قیمتی سامان ہے۔ اپنے پڑاؤ سے نکل کر اس وقت وہ درروڑ کے اطراف میں مختلف مہموں میں مصروف ہے۔ اس موقع پر اگر ہمارا کوئی لشکر درروڑ میں اعظم شاہ کے پڑاؤ پر حملہ آور ہو تو اس کے پڑاؤ کی ہر چیز کو قبضے میں لے کر پڑاؤ کے اندر جس قدر محافظ لشکری ہیں ان کا خاتمہ کر سکتا ہے۔ اس طرح ہم دو طرح کا چرکا اورنگ زیب عالمگیر کو لگا سکتے ہیں۔ ایک تو پڑاؤ لٹنے سے انہیں خاصا مالی نقصان ہو گا۔ دوسرے پڑاؤ کے اندر جس قدر لشکری ہوں گے ان کا جب خاتمہ ہو گا تب بھی اورنگ زیب عالمگیر اور اس کا بیٹا اعظم شاہ بل کھا کر رہ جائیں گے۔ میرے بھائیو! یہ تو ایک خبر ہے، درروڑ میں اعظم شاہ کے پڑاؤ پر حملہ آور ہونے کے لئے کسے جانا ہے اس کا فیصلہ تو میں بعد میں کروں گا۔ پہلے دوسری خبر سناتا ہوں۔

دوسری خبر بہت اہم ہے وہ یہ کہ اورنگ زیب عالمگیر کا بیٹا اکبر جسے ہم نے اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے اور جسے ہم نے پالی میں اسے اس کے ایک لشکر کے ساتھ رکھا ہوا ہے وہ پالی سے نکل کر گوا کی طرف روانہ ہو چکا ہے اور آنے والے مخبروں نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ وہ گوا پہنچ کر وہاں سے اپنے لئے ایک بحری جہاز خریدے گا اور اس جہاز میں اپنے کچھ لواحقین کے ساتھ ایران کا رخ کرے گا

Marfat.com

اور وہاں جا کر پناہ لے لے گا۔ جبکہ میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دینا چاہتا۔

اکبر اگر یہاں سے چلا جاتا ہے تو اس کے جانے سے ہمیں نقصان ہی نقصان دکھائی دیتے ہیں۔ اکبر جب تک ہمارے پاس رہتا ہے اور وہ ہماری پناہ میں قیام کرتا ہے تو ہمارے پاس اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف حرکت میں آنے اور اس کے خلاف بغاوت کرنے اور مغلوں کے مختلف علاقوں پر حملہ آور ہو کر لوٹ مار کرنے اور تباہی و بربادی کا کھیل کھیلنے کی ایک وجہ رہتی ہے۔

لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات رہے گی کہ اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اکبر نے چونکہ اپنے باپ کے خلاف بغاوت کر رکھی ہے۔ وہ اپنے باپ کو ہندوستان کا شہنشاہ تسلیم نہیں کرتا، خود شہنشاہ بننا چاہتا ہے اس بناء پر تخت و تاج حاصل کرنے کے لئے وہ مرہٹوں سے مدد حاصل کر رہا ہے۔ اس طرح لوگوں کی نگاہیں ہماری بغاوت و سرکشی پر کم رہیں گی، اکبر کی مدد پر زیادہ جمی رہیں گی۔ اور اگر اکبر یہاں سے جا کر ایران پناہ لے لیتا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف ہمارے پاس حرکت میں آنے کے لئے کوئی وجہ نہیں رہے گی۔ ٹھیک ہے راجپوتوں اور مرہٹوں نے اورنگ زیب عالمگیر کو بدنام کرنے کے لئے اس کے خلاف جھوٹی خبریں پھیلا کر اسے بدنام کرنے کی ایک مہم چلا رکھی ہے ورنہ عام لوگ جانتے ہیں کہ ہندوستان میں اورنگ زیب عالمگیر جیسا انصاف پسند اور عادل حکمران نہ کوئی ہوا ہے اور میرے خیال میں نہ ہی ہوگا۔ اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے میں یہی کہوں گا کہ اکبر کو ہر صورت میں ایران جانے سے ہمیں روکنا ہوگا۔

اس مہم کے لئے میں اپنے دو ساتھیوں کا انتخاب کرتا ہوں۔ ابھی تھوڑی دیر تک دُرگا داس اور کوی کیلاش دونوں اپنے کچھ مسلح دستوں کے ساتھ گوا کا رخ کریں گے۔ میرے خیال میں جس طرح مخبروں نے مجھے اطلاع دی ہے اس کے مطابق اکبر اپنے محافظ دستوں اور اپنے لواحقین کے ساتھ بڑی سست روی سے پالی سے گوا کا رخ کئے ہوئے ہے۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ دُرگا داس اور کوی کیلاش اکبر سے پہلے گوا پہنچ جائیں گے۔ اس سلسلے میں، میں علیحدگی میں بھی دُرگا داس اور کوی کیلاش کو سارا معاملہ سمجھا دوں گا اور یہ اکبر کو بہلا پھسلا کر پھر اپنے ساتھ لے آئیں گے۔ اس بار میں اسے پالی میں نہیں رکھنا پسند کروں گا۔ میں چاہوں گا کہ وہ یہیں ہماری نگاہوں میں رتنا گڑھی میں رہے تاکہ ہم اس پر نگاہ رکھ سکیں اور آئندہ وہ یہاں سے نکل کر کسی

Marfat.com

اور سمت جانے کی کوشش نہ کرے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد شمبھو جی رُکا، کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''میرے ساتھیو! اکبر کو واپس لانے کے لئے تو میں دُرگا داس اور کوی کیلاش کا انتخاب کر چکا ہوں۔ اب دروڑ کی مہم کے لئے میں ہر جی کو منتخب کرتا ہوں۔ ہر جی اپنے چند چھوٹے سالاروں کے ساتھ ایک لشکر لے کر دروڑ کا رخ کرے گا اور اعظم شاہ کی غیر موجودگی میں اس کے پڑاؤ پر حملہ آور ہو کر دو کام کرے گا۔ پڑاؤ کے اندر جس قدر ضرورت کی شے ہے اسے اپنے قبضے میں کر لے گا اور پڑاؤ کے اندر جس قدر مسلح جوان اور محافظ ہیں ان سب کو تہہ تیغ کر کے واپس آ جائے گا۔''

یہ فیصلے کرنے کے بعد شمبھو جی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے سارے سالار بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے اس نے تھوڑی دیر تک دُرگا داس اور کوی کیلاش کے ساتھ اکبر کو واپس لانے کے لئے رازدارانہ گفتگو کی۔ اس گفتگو کے بعد دُرگا داس اور کوی کیلاش چند دستوں کو لے کر رتنا گڑھی سے گوا کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ اس کے بعد شمبھو جی، ہر جی کی طرف متوجہ ہوا۔ لشکر کا ایک حصہ اس کی سرکردگی میں دیا اور اسے دروڑ میں اعظم شاہ کے پڑاؤ پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کر دیا گیا تھا۔

❖

دراصل اورنگ زیب عالمگیر کا بیٹا اکبر پالی میں شمبھو جی کی پناہ میں تھا۔ اس کے ساتھ ایک چھوٹا سا لشکر بھی تھا۔ گو وہ وہاں قیام کر کے بطورِ شہنشاہِ ہند فرمان بھی جاری کرتا رہا تھا لیکن اس کی کوئی وقعت، کوئی عزت اور وقار نہ تھا۔ شمبھو جی بار بار اسے دہلی کے تاج و تخت پر قبضہ کرنے کا وعدہ دیتا اور اس سلسلے میں اسے بھرپور مدد فراہم کرنے کے وعدے وعید بھی کرتا رہا لیکن اب صورت حال بڑی تیزی سے تبدیل ہو رہی تھی۔ اورنگ زیب عالمگیر دہلی سے اٹھ کر احمد نگر میں آ کر بیٹھ گیا تھا۔ اس نے اپنے مختلف لشکر اپنے تجربہ کار اور جانثار سالاروں کے سپرد کرتے ہوئے مختلف سمتوں میں باغیوں پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کر رکھے تھے۔ اور پھر جب اکبر کے پاس یہ خبریں پہنچیں کہ اورنگ زیب عالمگیر نے راجپوتوں کو ایک طرح سے خاموش کروا دیا ہے اور ان کی طاقت اور قوت کی کمر توڑ کر رکھی دی ہے اور یہ کہ اس کے بعد اس نے

Marfat.com

بیجا پور اور گولکنڈہ پر بھی بزورِ طاقت قبضہ کر لیا ہے تب اکبر بڑا مایوس ہوا۔

پہلے تو وہ یہ امید لگائے ہوئے تھا کہ اگر حالات نے اس کے حق میں پلٹا کھایا تو اس کا باپ اورنگ زیب دہلی پر حکمرانی کرتا رہے گا اور وہ دکن کا شہنشاہ بن جائے گا۔ اس لئے کہ مرہٹے اس کی پشت پناہی پر تھے۔ اس کے علاوہ اس سلسلے میں بیجا پور اور گولکنڈہ کی دونوں سلطنتیں بھی خفیہ طور پر مرہٹوں کا ساتھ دے رہی تھیں اور اندر ہی اندر ان تینوں قوتوں نے اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرنے کا عہد بھی کر رکھا تھا۔ بلکہ اس سے پہلے اس اتحاد میں راجپوت بھی شامل تھے لیکن اب معاملہ بالکل الٹی صورت اختیار کر چکا تھا۔ اب جب اورنگ زیب عالمگیر کے سالار مختلف علاقوں پر حملہ آور ہو کر نہ صرف مرہٹوں کو اپنے سامنے زیر کرنے لگے تھے بلکہ دوسرے بہت سے باغیوں کو بھی چپ کرا دیا تھا۔ تب اکبر کو احساس ہوا کہ شمبھو جی اسے صرف وعدوں پر ٹال رہا ہے لہٰذا اس سے کسی تعاون کی توقع رکھنا عبث ہے۔ چنانچہ اس نے پالی سے نکل کر پرتگالی علاقے میں جانے اور وہاں سے ایک خاص بحری جہاز لے کر ایران پہنچ کر پناہ حاصل کرنے کا ارادہ کر لیا۔

اس مقصد کے لئے اکبر پالی سے گوا کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ دوسری طرف شمبھو جی کے کہنے پر اس کے سالار دُرگا داس اور کوی کیلاش بھی اکبر کو روکنے اور اسے رتنا گڑھی لانے کے لئے گوا کی طرف جا چکے تھے۔

اکبر اپنے ساتھیوں اور لواحقین کے ساتھ گوا کے قریب پہنچ گیا۔ وہاں جا کر اس نے ایک جہاز خریدا اور ایران کی طرف روانہ ہونے ہی والا تھا کہ دُرگا داس اور کوی کیلاش وہاں پہنچ گئے۔ دُرگا داس اور کوی کیلاش کے وہاں پہنچنے سے وقتی طور پر اکبر کو یہ احساس ہو گیا کہ مرہٹوں کے ہاں اس کی کچھ نہ کچھ وقعت اور عزت ہے۔ اگر اس کی عزت نہ ہوتی تو دُرگا داس اور کوی کیلاش اسے لینے کے لئے نہ آتے۔ لہٰذا ملاقات کے دوران شمبھو جی کے کہنے پر دُرگا داس اور کوی کیلاش نے اکبر کو سمجھایا کہ وہ یہاں سے نکلنے میں جلد بازی نے کام نہ لے۔ ایسے کام بڑے صبر اور تحمل سے اپنی تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ انہوں نے اکبر کو یہ بھی یقین دلایا کہ مرہٹے اب اپنی کارروائیوں میں پہلے کی نسبت تیزی پیدا کرنے لگے ہیں اور اگر وہ اکبر کو پورے ہندوستان کا شہنشاہ نہ بنا سکے تو بھی اکبر کو جنوبی ہند کا شہنشاہ ضرور بنا دیں گے۔

اس طرح دُرگا داس اور کوی کیلاش نے اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اکبر سے

Marfat.com

چکنی چپڑی باتیں کرتے ہوئے اسے ایران جانے سے روک دیا اور اپنے ساتھ رتنا گڑھی لے گئے۔

دوسری طرف شمبھو جی کا سالار ہرجی ایک خاصا بڑا لشکر لے کر اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے اعظم شاہ کے پڑاؤ پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑی تیزی سے آگے بڑھا۔ ہرجی کی خوش قسمتی کہ اس وقت اعظم شاہ اپنے لشکر کے ایک بڑے حصے کے ساتھ ایک مہم کے سلسلے میں اپنے پڑاؤ سے باہر تھا اور پڑاؤ کے اندر چھوٹا سا ایک لشکر حفاظت کے لئے چھوڑ گیا تھا۔ تاہم پڑاؤ کے اندر اعظم شاہ کی بیوی جہاں زیب بانو موجود تھی۔ جہاں زیب بانو جنگ کا وسیع تجربہ رکھتی تھی۔ بہترین قسم کی تیغ زن اور جنگوں کے اندر اگلی صفوں میں حصہ لینے والی خاتون تھی۔

جہاں مرہٹوں کی خوش قسمتی کہ اس وقت اعظم شاہ اپنے پڑاؤ میں موجود نہ تھا، پڑاؤ کے اندر چھوٹا سا لشکر تھا۔ اس کی دیکھ بھال اس کی بیوی جہاں زیب بانو کر رہی تھی۔ وہاں جہاں زیب بانو کی بھی خوش قسمتی کہ مخبروں نے اسے بروقت اطلاع کر دی کہ شمبھو جی کا ایک سالار ہرجی پڑاؤ پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے لہٰذا اس وقت جو لشکر جہاں زیب بانو کے پاس تھا اسے استوار کرتے ہوئے اس نے مرہٹوں کا مقابلہ کرنے کا تہیہ کر لیا۔

ہرجی بڑی برق رفتاری سے دروڑ میں اعظم شاہ کے پڑاؤ کے پاس آیا اور آتے ہی اس نے پڑاؤ پر دُکھوں کے اندیشوں، انحطاط کی کہر، زوال کی لہریں پھیلاتے گورکھ دھندوں کے پھیلاؤ اور صحراؤں سے اٹھتے بگولوں کی طرح حملہ کر دیا تھا۔

ہرجی کی بدقسمتی کہ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے جہاں زیب بانو پوری طرح تیار تھی۔ جہاں زیب بانو چھوٹے سے لشکر کے آگے رہی۔ جوابی کارروائی کرتے ہوئے جہاں زیب بانو اجالا پھیلاتی کرنوں کی طرح صنفِ لطیف سے قہر مانیوں کا آتشیں پیکر بن گئی۔ مرہٹے جب حملہ کر چکے تب جہاں زیب بانو نے بھی اپنے کام کی ابتدا کی اور وہ جوابی کارروائی کے طور پر آندھیوں کے مہیب جھکڑوں، موت کے بے انت روگ، ابتلاؤں اور مصائب کا گلیم پھیلاتی شعلہ نشان برق سامان قضا کے نادیدہ پیکروں اور سنگریزوں کی شدید بارش کی طرح حملہ آور ہو گئی تھی۔

اپنے جوابی حملوں سے جہاں زیب بانو نے مرہٹوں کے لشکر کے اندر ایک کہرام اور ایک قیامت برپا کر کے رکھ دی تھی۔ مرہٹے امید بھی نہیں کر رہے تھے کہ پڑاؤ

Marfat.com

کے اندر چھوٹا سا لشکر ان کے خلاف اس قدر سخت کارروائی کرے گا کہ ان کی شکست و ریخت کا کام شروع کر دے گا۔

لگاتار تکبیریں بلند کرتے ہوئے جہاں زیب بانو نے اس تیزی، اس خوفناکی سے حملے کیے کہ اس نے بڑے خوفناک انداز میں مرہٹوں کے لشکر کی قطع و برید کرتے ہوئے ان کی موروثی اور تمدنی شجاعت کو درد کی چبھن میں تبدیل کر کے رکھ دیا تھا۔

یہ ٹکراؤ کوئی زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکا۔ اس لئے کہ مرہٹوں کا سالار ہرجی اور اس کے لشکری زیادہ دیر تک جہاں زیب بانو کے جوابی حملوں کی تاب نہ لا سکے۔ جہاں زیب بانو کی صفوں میں پڑاؤ میں شامل عورتیں بھی تھیں اور وہ بھی کمال جرأت مندی کا اظہار کرتے ہوئے مرہٹوں پر ٹوٹ پڑی تھیں۔ اس طرح شمبھو جی کے سالار ہرجی کو اعظم شاہ کی بیوی جہاں زیب بانو کے ہاتھوں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور مؤرخین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ جہاں زیب بانو نے اپنے پڑاؤ کی حفاظت کرتے ہوئے حملہ آور مرہٹوں کو مار بھگایا تھا۔

اس طرح ہرجی مرہٹوں کے ساتھ نہ صرف اعظم شاہ کے پڑاؤ کو لوٹنے کے لئے آیا تھا بلکہ پڑاؤ کے اندر جو محافظ دستے تھے ان کا خاتمہ بھی کرنا چاہتا تھا لیکن مرہٹوں کی بدقسمتی کہ وہ اپنے ساتھ جو سامان لے کر آئے تھے وہ بھی پھینک کر انہیں فرار ہونا پڑا۔ اس طرح شمبھو جی کی یہ مہم بھی ناکامی کا شکار ہو گئی تھی۔

❖

اورنگ زیب عالمگیر کا بیٹا اکبر رتنا گڑھی میں شمبھو جی کے مہمان کی حیثیت سے زیادہ دیر قیام نہ کر سکا۔ گو مرہٹوں نے اسے ہر آسائش مہیا کی ہوئی تھی اس کے باوجود وہ مرہٹوں کے رویے سے مطمئن نہ ہو سکا۔ اس دوران شہزادہ اکبر نے بہت کوشش کی کہ اورنگ زیب کے کسی علاقے میں داخل ہو جائے اور وہاں اپنے حکمران ہونے کا اعلان کر دے۔ لیکن اسے کامیابی نہ ہو سکی۔ ان حالات سے مایوس ہو کر باغی شہزادہ اکبر پھر گوا کی طرف گیا۔ جو جہاز اس نے خریدا تھا اس میں اپنے لواحقین اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ وہ ایران کی طرف روانہ ہو گیا۔ ایران کی طرف جانے کے لئے چونکہ اسے مسقط سے گزرنا پڑا تھا لہٰذا مؤرخین لکھتے ہیں کہ کچھ عرصہ وہ مسقط کے سلطان کی حراست میں بھی رہا اس کے بعد ایران کی طرف چلا گیا تھا۔

❖

Marfat.com

اور تمہارے حصے کے دونوں لشکریوں کو ملا دیا جائے تو بھی شمبھو جی اور کیلاش کے پاس اس سے تین گنا بڑا لشکر ہے۔ انہوں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ جس قدر مال و دولت اس وقت دونوں سالاروں کے پاس ہے اس سے پہلے شمبھو جی اور کیلاش کو اتنا مال و دولت کہیں سے نہ ملا ہوگا۔''

اوغر خاں رکا، کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

''میں نے آنے والے ان مخبروں کو کھانا کھانے کے لئے بھیج دیا ہے۔ اتنی دیر تک وہ کچھ آرام بھی کر لیں گے۔ ہم دونوں بھائی پہلے مل کر کھانا کھاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ آدھی رات کے لگ بھگ اپنے لشکر کے ساتھ ہم یہاں سے کوچ کر جائیں۔

اعتقاد خاں میرے بھائی! میں چاہتا ہوں کہ ابھی اسی وقت کچھ مخبر اور مسلح جوان سنگِ شور کی طرف روانہ کر دیئے جائیں جو ہمارے آگے آگے شاہراہوں اور راستوں کا جائزہ لیتے رہیں۔ راستے میں اگر کوئی مرہٹہ جاسوس ملے تو اس کا کام تمام کرتے چلے جائیں۔ اس کے بعد آدھی رات کے قریب ہم یہاں سے کوچ کریں۔ سنگِ شور کا رخ کریں۔ سنگِ شور سے چند میل دور میرے بھائی میں تم سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔ میں چاہوں گا کہ سنگِ شور ہم صبح سویرے پہنچیں۔ پہلے تم مرہٹوں کے لشکر کا رخ کرنا اور ان پر حملہ آور ہو جانا۔ تمہارے لشکر کی عددی کیفیت کو دیکھتے ہوئے شمبھو جی اور کوی کیلاش تمہیں کوئی اہمیت نہیں دیں گے۔ وہ یہی خیال کریں گے کہ ان کا لشکر تمہارے لشکر سے چھ گنا بڑا ہے۔ لہٰذا اگر ٹکراؤ طول بھی پکڑ گیا تو وہ تمہیں پیس کر رکھ دیں گے۔

جس وقت اعتقاد خاں! تم مرہٹوں کے ساتھ الجھو گے مرہٹوں کے ایک حصے پر حملہ آور ہو گے اور مرہٹے اپنے آپ کو مسلح کرنے اور استوار کرنے کے بعد پوری طرح تم سے ٹکرائیں گے اس وقت تک ان کی پشت سے نمودار ہو کر خداوند نے چاہا تو ان پر میں ایسا حملہ کروں گا کہ ان کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ یہاں سے روانہ ہونے سے پہلے سارے سالاروں اور لشکریوں کو ہدایت کر دی جائے گی کہ اس ٹکراؤ کے نتیجہ میں ہر سالار، ہر لشکری کوشش کرے گا کہ شمبھو جی اور کوی کیلاش کو جنگ کے دوران ہلاک نہ کیا جائے بلکہ ان دونوں کو زندہ پکڑنے کی کوشش کی جائے۔''

Marfat.com

اعتقاد خاں کہنے لگا۔

''یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے؟ ہمارے سامنے متوقع شکار تو ان دنوں شمبھو جی ہی ہے اور ہم نے اس کو چھوڑنا نہیں ہے، کہیں بھی چلا جائے، سمندر میں اتر جائے، زمین کے اندر چلا جائے، کہیں بھی جائے ایک بار اسے ڈھونڈ نکالنا ہے اور پھر تم نے تو میرِ محترم کے ساتھ وعدہ کر رکھا ہے کہ تم اسے ضرور پکڑ کر ان کے سامنے پیش کرو گے۔''

اعتقاد خاں کی اس گفتگو سے اوغر خاں خوش ہو گیا تھا، کہنے لگا۔

''اعتقاد خاں! تم سچ کہتے ہو میرے بھائی۔ بس یوں جانو کہ تمہارے اور میرے امتحان کا وقت آ گیا ہے۔ جس وقت مغرب کی نماز کے بعد تم اپنے خیمے کی طرف چلے آئے اور میں اپنے کچھ سالاروں سے گفتگو کرنے لگا تھا اسی وقت ہمارے کچھ مخبر پڑاؤ میں داخل ہوئے تھے۔ انہوں نے جو مجھ پر انکشاف کئے وہ بڑے خوش کن اور بڑے دلچسپ ہیں۔

یہ ہمارے وہی مخبر ہیں جنہیں ہم نے شمبھو جی کا محلِ وقوع جاننے اور اس کی نقل و حرکت سے متعلق ہمیں آگاہ کرنے کے لئے کہا تھا۔ انہوں نے اطلاع دی ہے کہ شمبھو جی نے ایک خاصے بڑے لشکر کے ساتھ رتنا گڑھی سے بائیس میل دور سنگِ شور کے مقام پر قیام کیا ہوا ہے۔ اس کے سالاروں میں سے کوی کیلاش بھی اس کے ساتھ ہے۔ دونوں کے پاس بہت بڑا لشکر ہے۔ انہوں نے کچھ علاقوں میں مار دھاڑ، شکست و ریخت اور شب خون مارنے کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ اس طرح اس تباہی و بربادی کے نتیجہ میں جہاں انہوں نے کچھ لوگوں کا خوب قتل عام کیا وہاں اپنے لئے مال و دولت کے ڈھیر بھی جمع کئے۔ اب ہمارے مخبروں کا کہنا ہے کہ سنگِ شور کے مقام پر شمبھو جی اور اس کا دست راست کوی کیلاش اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس اس قدر مال و دولت ہے جسے دیکھ کر وہ مست ہو گئے ہیں۔ ان دنوں وہ شراب میں دھت ہیں اور موج و مستی میں انہیں اپنے اطراف کی کوئی خبر نہیں ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''اعتقاد خاں! آنے والے مخبروں نے مجھ پر یہ بھی انکشاف کیا کہ اگر میرے

Marfat.com

اعتقاد خاں اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا تھا کہ اوغر خاں اس خیمے میں داخل ہوا۔ اس موقع پر اوغر خاں کے چہرے پر خوش کن تاثرات تھے۔ اوغر خاں کو دیکھتے ہی شکووں بھری آواز میں اعتقاد خاں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے بھائی! مغرب کی نماز تم نے میرے ساتھ ہی ادا کی تھی۔ اس کے بعد تم کچھ سالاروں سے باتیں کرنے لگے تھے۔ میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ مجھے بھوک لگی ہے، جلد خیمے میں آ جانا، اکٹھے کھانا کھائیں گے۔ دیکھو میں کتنی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ اس بناء پر میں نے ابھی کھانا بھی نہیں منگوایا۔''

اوغر خاں چپ چاپ آگے بڑھ کر اعتقاد خاں کے سامنے بیٹھ گیا اور غور سے اعتقاد خاں کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ جواب میں اعتقاد خاں مسکرایا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''آج تو تم مجھے ایسے دیکھ رہے ہو جیسے اس سے پہلے میرا تمہارا کوئی تعارف ہی نہیں ہے، آپس کی جان پہچان ہی نہیں ہے۔ اور یہ کہ تم پہلی بار مجھے دیکھ رہے ہو۔ پھر میں یہ بھی محسوس کرتا ہوں کہ تمہارا چہرہ آج کچھ بدلا بدلا سا ہے۔''

اعتقاد خاں مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اوغر خاں بول اٹھا۔

''اعتقاد خاں میرے بھائی! تمہارا اندازہ درست ہے۔ آج مجھے ایک ایسی خبر ملی ہے جس کی بناء پر میں کھانا کھانا بھول گیا ہوں۔''

اعتقاد خاں نے پھر غور سے اس کی طرف دیکھا، کہنے لگا۔

''کھانا تو اچھی بری دونوں خبریں ہی بھلا سکتی ہیں بھائی میرے۔ تم کیسی خبر لے کر آئے ہو؟''

''میرے چہرے سے تم کیا اندازہ لگاتے ہو؟'' اوغر خاں نے گھورتے ہوئے اس کی طرف دیکھا تھا۔

اعتقاد خاں نے لمحہ بھر کے لئے پھر غور سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''میرے بھائی کے نقش و نگار تو بتاتے ہیں کہ خبر اچھی ہی ہے۔ اب اس کی تفصیل بتا دو تا کہ اس خبر سے میں بھی لطف اندوز ہو جاؤں۔''

اعتقاد خاں جب خاموش ہوا تب اوغر خاں کہنے لگا۔

''پہلے یہ کہو کہ ان دنوں کون ہمارا ہدف ہے؟ اور کس کو اپنے جال میں پھانسنے کے لئے ہم بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں؟''

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں خاموش ہو گیا۔ غور سے اعتقاد خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اب بولو تمہاری کیا رائے ہے؟''

اوغر خاں کے اس انکشاف پر اعتقاد خاں کی خوشی اور اس کی مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ جواب دیتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے بھائی! رائے کی ایسی تیسی۔ شمبھو جی اور کوی کیلاش سے متعلق تم نے یہ تفصیل بتا کر ان پر حملہ آور ہونے اور انہیں قابو کرنے کے جو میرے جذبات تھے ان میں تم نے ایک طرح کی آگ بھڑکا کر رکھ دی ہے۔ میرے بھائی! میں ابھی کھانا لانے کے لئے کہتا ہوں۔ دونوں بھائی یہیں بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں اس کے بعد اپنی منزل کی طرف کوچ کرتے ہیں۔ اس لئے کہ شمبھو جی اور کیلاش سے متعلق یہ تفصیل سننے کے بعد اب یہاں بیٹھا نہ جائے گا۔''

اعتقاد خاں کے ان الفاظ پر اوغر خاں خوش ہو گیا تھا۔ دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر خیمے سے نکلے۔ پہلے اپنے کچھ مخبروں اور مسلح جوانوں کو سنگِ شور کی طرف جانے والی شاہراہوں کی طرف بھیج دیا۔ اتنی دیر تک ان کے کہنے پر ان کے کچھ لشکری دونوں کا کھانا ان کے کمرے میں لے گئے تھے جبکہ اعتقاد خاں اور اوغر خاں دونوں لشکر کو کوچ کا کہہ کر اپنے خیمے میں آئے۔ دونوں نے مل کر کھانا کھایا۔ لشکر کو تھوڑی دیر تیاری اور ستانے کا موقع دیا، اس کے بعد لگ بھگ آدھی رات کے قریب دونوں اپنے لشکر کے ساتھ سنگِ شور کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

❖

شمبھو جی اور اس کا دستِ راست کوی کیلاش اپنے طور پر بڑے محفوظ انداز میں سنگِ شور کے مقام پر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ ان کے اطراف میں مرہٹے مخبر منڈلاتے پھر رہے ہیں۔ اول تو سنگِ شور کی طرف آ کر کوئی حملہ آور ہونے کی جرأت نہیں کرے گا اور اگر کوئی کرے گا بھی تو مخبر مرہٹے بروقت اس کی اطلاع کر دیں گے۔ اس بناء پر بے شمار مال و دولت ملنے کی وجہ سے شمبھو جی اور کوی کیلاش سنگِ شور میں موج مستی میں مبتلا تھے۔

دوسری طرف اعتقاد خاں اور اوغر خاں بھی قہرِ خداوندی کی طرح ان کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہے تھے اور ان کے آگے آگے ان کے مخبر اور ان کے مسلح جوان

Marfat.com

ریگزاروں کے طوفان کی طرح شاہراہوں اور راستوں پر نظر آنے والے مرہٹہ مخبروں کا کام تمام کرتے چلے جا رہے تھے۔

ایک روز صبح ہی صبح شمبھو جی اور کوی کیلاش جب اپنے لشکریوں کے ساتھ صبح کے وقت اٹھ رہے تھے کہ اچانک وہ بوکھلا کر رہ گئے۔ اس لئے کہ ایک طرف سے اعتقاد خاں اپنے لشکر کے ساتھ تکبیریں بلند کرتا ہوا نمودار ہوا پھر وہ شمبھو جی کے پڑاؤ پر جسموں کو پُر آشوب کر دینے والی زمانے بھر کی وحشتوں، وقت کے در و دیوار پر قضا کے احکام رقم کر دینے والے عناصر اور درد کے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

مرہٹوں نے اعتقاد خاں کو دیکھ لیا تھا لہٰذا پورے پڑاؤ میں شور مچ گیا کہ اورنگ زیب عالمگیر کا سالار اعتقاد خاں اپنے لشکر کے ساتھ مرہٹوں پر حملہ آور ہوا ہے۔ اس بنا پر اس کا مقابلہ کرنے کے لئے مرہٹے بڑی تیزی سے اپنے آپ کو مسلح کرنے کے ساتھ ساتھ استوار بھی کرتے جا رہے تھے۔

شمبھو جی اور کوی کیلاش ایک طرح سے مطمئن بھی تھے۔ اس لئے کہ جس لشکر کے ساتھ اعتقاد خاں ان پر حملہ آور ہوا تھا وہ لشکر کم از کم شمبھو جی اور کوی کیلاش کے لشکر کا چھٹا حصہ بھی نہ تھا۔ اس بناء پر انہوں نے تہیہ کر لیا تھا کہ بڑی تیزی سے تیار ہونے کے بعد اپنی صفوں کو درست کر کے حملہ آور اعتقاد خاں اور اس کے لشکریوں کا خاتمہ کر کے رکھ دیں گے۔ جب تک شمبھو جی اور کوی کیلاش سنبھلتے، لشکر کو استوار کرتے اس وقت تک اعتقاد خاں نے حملہ آور ہو کر ان کے لشکر کے خاصے بڑے حصے کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور جب مرہٹے تیار ہو کر اور خم ٹھونک کر اعتقاد خاں کے سامنے آئے تب ان پر قضا کا دوسرا حصہ نمودار ہوا۔

اچانک ان کی پشت کی طرف سے تکبیریں بلند ہوئیں۔ ان تکبیروں کے ساتھ ہی اوغر خاں محرومیوں کے موسموں اور وحشتوں کی رُتوں میں دشت کی سی ویرانیاں کھڑی کر دینے والی آگ اور تیزاب کی بارش، ریگِ منافرت کے پُر جفا دشت میں عذابوں و سزاؤں کے ان گنت قصے کھڑے کر دینے والی دہکتی موجوں کے ریلوں اور بھڑکتی آتش کے فشار کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اب مرہٹوں کے حواس بد حال ہونا شروع ہو گئے تھے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اعتقاد خاں کے ساتھ ہی ساتھ کوئی اور لشکر نمودار ہو گا اور ان کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر ان کا قتل عام شروع کر دے گا۔ یہی حالت اوغر خاں نے بھی کی۔

Marfat.com

سامنے کی طرف سے اعتقاد خاں نے پہلے ہی ان کے لشکر کا ایک خاصا بڑا حصہ کاٹ کر رکھ دیا تھا اور جس وقت مرہٹے سنبھل کر اس کے سامنے آئے، اس کا مقابلہ کرنے کی ٹھانی تب پشت کی طرف سے اوغر خاں نے حملہ آور ہو کر ان کے لشکر کے پشتی حصے کو کافی حد تک ختم کر کے رکھ دیا تھا۔ اب سامنے کی طرف سے اعتقاد خاں اور پشت کی طرف سے اوغر خاں نے جان لیوا انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے چاروں طرف مرہٹوں کے لئے قضا اور موت کا کھیل شروع کر دیا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد جب مرہٹوں کے لشکر میں یہ خبریں پھیل گئیں کہ سامنے کی طرف سے تو اعتقاد خاں اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا ہے جبکہ پشت کی طرف سے اورنگ زیب عالمگیر کا سالار اوغر خاں ان پر ٹوٹ پڑا ہے تب مرہٹے جی چھوڑ بیٹھے۔ اس لئے کہ اوغر خاں کا نام ہی ان کے لئے وحشت اور لرزہ طاری کر دینے والا ایک بھیانک اسم تھا۔ بہت سے مرہٹے تو اپنی جان بچانے کی خاطر اِدھر اُدھر ہونے لگے۔ باقی نے جب دیکھا کہ ان کے لشکری اوغر خاں کا نام سنتے ہی اپنی جانیں بچانے کے درپے ہو گئے ہیں تو وہ بھی جنگ سے جی چرانے لگے تھے۔ اس طرح اعتقاد خاں اور اوغر خاں دونوں کو ان پر حملہ آور ہو کر کاری ضربیں لگانے کا موقع مل گیا جس کے نتیجہ میں شمبھو جی اور کوی کیلاش کے لشکر کے بڑے حصے کو کاٹ کر رکھ دیا۔ بہت کم مرہٹوں کو اپنی جان بچا کر بھاگنا نصیب ہوا۔ جبکہ شمبھو جی اور کوی کیلاش دونوں کو زندہ گرفتار کر لیا گیا تھا۔

اعتقاد خاں اور اوغر خاں کی شمبھو جی اور کوی کیلاش کے خلاف یہ شاندار اور سنہری فتح تھی۔ اس فتح کے بعد سب سے پہلے تو اعتقاد خاں اور اوغر خاں نے اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال کی، اس کے بعد مرہٹوں کے لشکر کے اندر جس قدر مال و دولت اور دوسرا سامان تھا وہ اپنے قبضہ میں لے لیا گیا۔ پھر اوغر خاں اور اعتقاد خاں ایک جگہ بیٹھ گئے اور اپنے چھوٹے سالاروں کو انہوں نے شمبھو جی اور کوی کیلاش کو لانے کا حکم دیا۔

جب شمبھو جی اور کوی کیلاش دونوں کو پکڑ کر اعتقاد خاں اور اوغر خاں کے سامنے لایا گیا اس وقت ان دونوں کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور انہیں نہتا کر دیا گیا تھا۔ اس موقع پر اوغر خاں نے ایک سالار کی طرف دیکھا اور بڑے پیار و محبت سے اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

''مرہٹوں کی ان دو لومڑیوں کے پشت پر بندھے ہوئے ہاتھ کھول دو۔ یہ شکست خوردہ لشکر کے دو بدترین سالار ہیں۔ ذرا مجھے ان سے بات تو کرنے دو۔''

ایک سالار آگے بڑھا، شمبھو جی اور کوی کیلاش کی پشت پر بندھے ہاتھ اس نے کھول دیئے۔ اس موقع پر اعتقاد خاں اور اوغر خاں دونوں کچھ دیر تک شمبھو جی اور کوی کیلاش کی طرف دیکھتے رہے پھر اپنے سالار کو مخاطب کرتے ہوئے اوغر خاں نے پوچھ لیا۔

''ذرا یہ تو بتاؤ ان دونوں میں کوی کیلاش اور شمبھو جی کون ہے؟''

اوغر خاں کے اس استفسار کے جواب میں اس کا چھوٹا سالار مسکراتا ہوا کہنے لگا۔

''امیر! جو دائیں جانب ہے شمبھو جی ہے۔ بائیں طرف والا کوی کیلاش ہے۔''

اوغر خاں نے سب سے پہلے کوی کیلاش کی طرف دیکھا، کسی قدر سخت لہجے میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کوی کیلاش! تم تو قنوج شہر کے برہمن ہو...... برہمن مرہٹوں کو اچھوت خیال کرتے ہیں۔ اچھوتوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، ان کے برتنوں میں کھانا حرام خیال کرتے ہیں۔ پھر تم کیسے ان کے ساتھ اتحاد کرتے ہوئے ان کے ساتھ رہنے لگے؟''

کوی کیلاش نے اوغر خاں کو کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی گردن جھک گئی تھی۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے اوغر خاں تھوڑی دیر تک طنزیہ سے انداز میں مسکراتا ہوا اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے اپنی نگاہیں شمبھو جی پر جما دی تھیں۔ شمبھو جی کی بھی گردن اس وقت جھکی ہوئی تھی لہٰذا اوغر خاں نے اسے مخاطب کیا۔

''شمبھو جی! ذرا آپ اپنا چہرہ تو اوپر کیجئے تا کہ میں کم از کم آپ کا پورا چہرہ ہی دیکھ سکوں۔ شمبھو جی! مجھے اوغر خاں کہتے ہیں..... آپ نے ایک دفعہ ایک قاصد میری طرف بھیجا تھا اور دھمکی آمیز انداز میں آپ نے مجھ سے رادھیکا اور اس کے بھائی کشن سنگھ کو طلب کیا تھا اور ان دونوں کو تمہارے حوالے نہ کرنے پر تم نے مجھے خاصی سخت اور جان لیوا قسم کی دھمکیاں دی تھیں۔ تمہاری ان دھمکیوں کے جواب میں، میں نے بھی اپنے دل میں ٹھان لی تھی کہ اگر خداوند قدوس نے مجھے زندگی دی تو میں تجھے گرفتار کر کے امیرِ محترم کے سامنے ضرور پیش کروں گا۔ دیکھو! جو کچھ میں نے ٹھان رکھی تھی آج میں نے اس کی تکمیل کر دی ہے۔

Marfat.com

شمبھو جی! اگر میں نے میرِ محترم کے ساتھ یہ وعدہ نہ کیا ہوتا کہ تمہیں زندہ گرفتار کر کے ان کے سامنے پیش کروں گا تو اب تک تم نے جو مسلمانوں کے خلاف اپنا نامۂ اعمال تیار کیا ہے اس پر ایک بار نظر دوڑانے کے بعد میں ابھی اور اسی وقت کوی کیلاش کے ساتھ تمہاوی گردن کاٹ کر رکھ دیتا۔ پر میں ایسا نہیں کروں گا فکر مند نہ ہو۔ تم دونوں کو میرِ محترم کی طرف روانہ کیا جائے گا اور وہ جو چاہیں تم دونوں کے ساتھ سلوک کریں۔"

شمبھو جی نے بھی جب اوغر خاں کے ان الفاظ کا کوئی جواب نہ دیا تب اس کے کہنے پر چھوٹے سالار ان دونوں کو پکڑ کر وہاں سے ہٹا کر لے گئے۔ اوغر خاں اور اعتقاد خاں نے پورا دن وہیں پڑاؤ کیے رکھا اور آنے والی شب کو وہ وہاں سے کوچ کرتے ہوئے احمد نگر کا رخ کر گئے تھے۔ احمد نگر میں جب اعتقاد خاں اور اوغر خاں کی اس فتح کی خبر پہنچی تو اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے سالاروں کے ساتھ اعتقاد خاں اور اوغر خاں کا شاندار استقبال کیا۔ شمبھو جی اور کوی کیلاش کو اورنگ زیب عالمگیر کے سامنے پیش کیا۔ اورنگ زیب عالمگیر شاید ان دونوں کو معاف کر دیتا لیکن ایک موقع پر شمبھو جی نے نہ صرف اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف بلکہ حضورؐ کے خلاف بھی چند نازیبا الفاظ ادا کیے تھے۔

شمبھو جی نے جو الفاظ اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف استعمال کیے تھے ان کی وجہ سے شاید اورنگ زیب شمبھو جی کو معاف کر دیتا لیکن شمبھو جی نے جو حضورؐ کی شان میں گستاخی کی تھی وہ اورنگ زیب عالمگیر جیسے حکمران کے لئے قطعی ناقابل برداشت تھی۔ اس بناء پر اورنگ زیب عالمگیر نے شمبھو جی اور کوی کیلاش کو پہلے زندان میں ڈالا اس کے بعد ان دونوں کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

○❖○

Marfat.com

حسین و خوبصورت رادھیکا ایک روز اپنی محل اور قلعہ نما حویلی میں اپنی خوابگاہ کے اندر اداس و افسردہ، بے سدھ سی ایک نشست پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اپنا سر اس نے نشست کے پشتی حصے پر ٹکا رکھا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ کافی دیر تک کمرے کی چھت کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتی رہی ہو اور پھر تنگ آ کر اس نے اپنی آنکھیں بند کر کے خیالوں میں کھو جانے میں ہی اپنی عافیت جانی ہو۔ ایسے میں اس کی خوابگاہ کے دروازے پر پاروتی نمودار ہوئی۔ کچھ دیر تک بوڑھی پاروتی دروازے پر کھڑی ہو کر فکرمندی و پریشانی کی حالت میں رادھیکا کی طرف دیکھتی رہی، پھر کھنکاری۔ اس کے کھنکارنے پر رادھیکا سنبھل گئی تھی۔ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ پاروتی آہستہ آہستہ آگے بڑھی، رادھیکا کے قریب جا کر بیٹھ گئی۔ کچھ دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتی رہی پھر انتہائی ہمدردی اور شفقت میں کہنے لگی۔

''بیٹی! اگر تُو برا نہ مانے تو میں تجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ تُو نے ہمیشہ مجھے ماں کا درجہ دیا ہے اور اس رشتے کو سامنے رکھتے ہوئے میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔''

رادھیکا نے زبردستی اپنے خوبصورت لبوں پر مسکراہٹ بکھیر لی۔ کہنے لگی۔

''اماں! کہو کیا کہنا چاہتی ہو؟ تمہیں اس سلسلے میں مجھ سے پوچھنے اور اجازت لینے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔''

رادھیکا کی اس گفتگو سے پاروتی کو کسی حد تک تقویت ہوئی، پھر کہنے لگی۔

''بیٹی! میں پچھلے کچھ دنوں سے دیکھ رہی ہوں تُو اُلجھی اُلجھی، اُداس و پریشان اور فکرمند رہتی ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے کسی نے تمہاری ذات میں ہلچل برپا کر کے رکھ دی ہو۔ کسی نے تمہارے جذبات و احساسات کو کچلا ہو اور کسی نے تمہاری دل شکنی کر کے رکھ دی ہو۔ بیٹی کہو کیا بات ہے؟ کیا معاملہ ہے جس کی بناء پر تم نے اپنی یہ حالت بنا لی ہے؟ پہلے تم خوب باہر نکلتی تھیں، گھومتی پھرتی تھیں، مسلمانوں کے لشکر

Marfat.com

کے پڑاؤ کی طرف بھی چلی جاتی تھیں۔ لیکن اب تو تم نے باہر نکلنا ہی چھوڑ دیا ہے۔"
پاروتی کی اس گفتگو سے رادھیکا کا دل بھر آیا تھا۔ کچھ دیر ہونٹ کاٹتی رہی، اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔ پھر سر پر بندھے ہوئے رومال سے اس نے اپنی آنکھیں خشک کیں، کچھ غور سے اس نے پاروتی کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔
"اماں! تمہارا اندازہ ٹھیک اور درست ہے۔ مجھے دھیرے دھیرے دیمک کی طرح رینگتا ایک روگ لگ گیا ہے جو میرے سرخ جسم کو آہستہ آہستہ سنسان رگوں میں تبدیل کر دے گا۔ اماں! اسی روگ نے میرے سانسوں کی سیڑھیوں، میرے سینے میں سوئے سپنوں، میرے دل کے در و دیوار پر قہر کے لپکتے شعلے نقش کر دیئے ہیں اور میرے دل، میرے ذہن اور میرے جسم کی آسودگی وطمانیت کی جگہ زندگی کی ویرانیاں اور سلگتی آتش بھر دی ہے۔"
یہاں تک کہنے کے بعد رادھیکا جب رکی تب بڑی فکرمندی اور پریشانی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پاروتی پھر بول اٹھی۔
"بیٹی! یہ تم کس قسم کی باتیں کر رہی ہو؟ کون سا روگ تمہیں لگ گیا ہے میری بچی! کس نے تمہیں یہ روگ دے دیا ہے؟ جس نے تمہاری یہ حالت بنانا شروع کر دی ہے؟"
جواب میں پھر رادھیکا دکھ بھرے انداز میں کہنے لگی۔
"اماں! دیارِ صدق کا ایک مسافر میرے خیالات کے خدوخال میں ہلچل برپا کر چکا ہے۔ وقت کے ایک ہمراز نے مجھے اور میری زندگی اور جیون کو یخ بستہ مجبوریوں کی کٹھنائیوں کے اوپر کھڑا کر دیا ہے۔ فطرت کی بزمِ ارتقاء میں ایک امین نے اماں میری رگ رگ میں تلاطم، میرے لہو کے اسرارِ نہاں میں ان گنت بھاگتی خواہشیں اور میرے عزم کی دیواروں پر درد کے بھڑکتے آتش کدے کھڑے کر دیئے ہیں۔"
یہاں تک کہنے کے بعد رادھیکا جب خاموش ہوئی تب پاروتی گہری سوچوں میں کھو گئی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ بڑی ہمدردی، بڑی شفقت میں وہ رادھیکا کی طرف بھی دیکھے جا رہی تھی۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، بڑے پیارے انداز میں اس نے رادھیکا کے سر پر ہاتھ پھیرا پھر انتہائی نرم آواز میں اسے مخاطب کیا۔
"بیٹی! تو کیا میں یہ جانوں تُو کسی سے محبت کرنے لگی ہے؟ کسی کی چاہت، کسی کے پریم نے تمہاری یہ حالت کر دی ہے؟"

Marfat.com

تلخ سی مسکراہٹ میں رادھیکا نے پاروتی کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

''اماں! تمہارا اندازہ درست ہے۔ میں چاند کی رفاقت ابھرتی سنورتی ریشمی چاہت اور ستاروں کو چھونے کی خواہش کرنے لگ گئی ہوں۔ بہاروں کو پانے کی آرزو میرے اندر طوفان کھڑے کر رہی ہے۔ میری ذات کو محبت اور چاہت کے افسانوں میں الجھا رہی ہے۔ اماں! مجھے کسی سے ایسی محبت ہو گئی ہے جو الیوں کو حیات کا رس، جو شہد کو شیرینی، جو جفا کو وفا، جو نفرت کو خوش رنگ محبت عطا کر جاتی ہے۔

جس سے میں نے محبت کی ہے اماں! کاش کوئی اسے اب تک بتا چکا ہوتا کہ میں اس کی ذات کے زندان کی اسیر بنا چاہتی ہوں۔ کوئی اس پر اب تک یہ انکشاف کر چکا ہوتا کہ مجھے اس سے ایسی محبت ہو چکی ہے جو لمحوں کو بکھیر دیتی ہے، شہروں کو اُجاڑتی ہے اور خاموشیوں کے گنبد تک گرا مارتی ہے۔ اماں! ایک شخص کی محبت کی روشنی، اس کی چاہت کی زریں کرنوں نے میرے دنوں کو تاریک، میری راتوں کو نمناک، میری زندگی کی نغمگی تک کو عقوبت خانوں میں تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ اماں! جب تک وہ مجھے نہ ملا مجھے سکون اور آسودگی نصیب نہ ہو گی۔ اگر وہ مجھے نہ ملا تو یوں جاننا میرا جیون اپنے انت کو پہنچ جائے گا۔''

رادھیکا جب خاموش ہو گئی، پاروتی بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ پریشان، فکر مند، بکھری بکھری بھی تھی۔ پھر دھیمے سے لہجے میں پاروتی نے پوچھا۔

''بیٹی! آخر وہ ہے کون جس کی محبت میں تُو جکڑی گئی ہے؟ جس کی چاہت نے تجھے مایوسیوں کے چاہ میں ڈال دیا ہے؟ بیٹی تُو تو بڑی حوصلہ مند، بڑی عزم والی لڑکی تھی۔ تیری یہ حالت دیکھتے ہوئے مجھے تم پر رحم آ رہا ہے۔ میں تو اکثر سوچا کرتی تھی کہ تُو زندگی میں نہ تو کسی کو دل دے گی نہ کسی سے محبت کرے گی بلکہ دیکھنے والے تجھے پانے کی حسرت دل میں لے کر کڑھتے کڑھتے مر جائیں گے۔ لیکن تیری یہ حالت دیکھتے ہوئے میں پریشانی اور فکرمندیوں کا شکار ہو گئی ہوں۔ میری بچی! بتا وہ کون ہے جس کی وجہ سے تیری یہ حالت ہو گئی ہے؟''

جواب میں رادھیکا چند لمحوں تک آنکھیں جھپکاتی رہی، ہونٹ کاٹتی رہی پھر کہنے لگی۔

''اماں! جس کی وجہ سے میری یہ حالت ہے، جس کی محبت، جس کی چاہت میری رگ رگ، میرے جسم کے ہر اعضاء و جوارح اور میری ذات کی نس نس اور روم

Marfat.com

روم میں سما چکی ہے اس کا نام اوغر خاں ہے۔''

پاروتی چونکی اور کہنے لگی۔

''میری بچی! یہ تُو کیا کہہ رہی ہے؟ کیا یہ وہی اوغر خاں ہے جس کے پاس تُو رہ کر آئی ہے؟''

جواب میں جب رادھیکا نے اثبات میں گردن ہلائی تب پاروتی پھر بول اٹھی۔

''بیٹی! یہاں آنے کے چند دن بعد تُو نے مجھ پر انکشاف کیا تھا کہ اوغر خاں پونا کے والی جے سنگھ کی بیٹی شیتل کو چاہتا تھا۔ شیتل بھی اس سے بے پناہ محبت کرتی تھی۔ پھر تو نے مجھے یہ بتایا کہ مرہٹوں نے حملہ آور ہو کر شیتل کا کام تمام کر دیا ہے۔ میری بچی! جب تُو اوغر خاں کے پاس رہ رہی تھی تو وہاں رہتے ہوئے تُو نے کیوں اس پر اپنی محبت کا اظہار نہ کیا؟ کیا ایسا تُو نے شیتل کی وجہ سے نہ کیا تھا؟

میری بیٹی! یہ تم نے غلطی کی بلکہ فاش غلطی کی۔ تمہیں چاہئے تھا کہ اپنی محبت کا اظہار اوغر خاں پر کر دیتی۔ اگر ایسا ہو جاتا تو میرا اندازہ ہے کہ شیتل کے ساتھ ساتھ اوغر خاں تجھے بھی اپنی زندگی کا ساتھی بنا لیتا۔ اس طرح آج تم ذہنی کرب کا شکار نہ ہوتیں۔''

پاروتی جب خاموش ہوئی تب انتہائی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے رادھیکا کہنے لگی۔

''اماں! آپ کی سوچ کا اندازہ درست نہیں۔ اوغر خاں کے پاس رہتے ہوئے مجھے اس سے کوئی محبت نہ تھی بلکہ میں اسے دوسرے مسلمانوں کی طرح اچھوت خیال کرتی تھی۔ اس کے برتنوں تک میں کھانا پینا ترک کر دیا تھا۔ اپنے برتن علیحدہ کر لئے تھے۔ اس بناء پر میرا بھائی کشن سنگھ مجھ سے ناراض بھی تھا۔ اس لئے کہ کشن سنگھ اوغر خاں کو اپنے بھائی کی طرح چاہتا ہے۔ ایسا کرنے میں وہ حق بجانب بھی ہے۔ اس لئے کہ اوغر خاں ہمارا محسن، ہمارا مربی ہے۔ لیکن خطا مجھ سے ہی ہوئی تھی کہ میں نے اسے اچھوت جاننا شروع کیا تھا۔

اماں! اوغر خاں کے پاس رہتے ہوئے مجھے اس سے صرف ایک ہمدردی اور لگاؤ تھا۔ اس وقت میں یہی سمجھ رہی تھی کہ یہ ہمدردی اور لگاؤ اس بناء پر ہے کہ وہ ہماری مدد پر آمادہ ہے، ہمیں اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے ساتھ ہی اس نے وعدہ کر رکھا ہے کہ وہ مرہٹوں کے سالار سنت سے ہمارا انتقام لے گا۔ پر اماں میری بدقسمتی کی ابتداء

Marfat.com

اس وقت ہوئی جب میں اوغر خاں کے پاس سے نکل کر یہاں اپنی حویلی میں آ گئی۔ یہاں ایک دو دن تو ٹھیک گزر گئے اس کے بعد مجھے اوغر خاں کی یاد آنا شروع ہو گئی۔ وہ ہمدردی، وہ لگاؤ جو اوغر خاں کے پڑاؤ میں پلتا رہا تھا یہاں آ کر اس نے میری ذات کے اندر طوفان، میری ذات کے اندر آتش کدے کھڑے کر دیئے تھے اور پھر مجھے احساس ہوا کہ وہ ہمدردی صرف ہمدردی نہ تھی۔ وہ لگاؤ صرف لگاؤ نہ تھا بلکہ وہ تو محبت کا ایک الاؤ تھا، چاہت کا ایک آتش فشاں تھا جو اوغر خاں سے علیحدہ ہونے کے بعد میرے جیون اور میرے جسم میں پھٹ پڑا۔ اماں! اب میں محسوس کرتی ہوں کہ جس قدر محبت و چاہت مجھے اوغر خاں سے ہے وہ مجھے دنیا کی کسی ہستی، کسی بھی شے سے نہیں ہے۔ اماں! اوغر خاں کے پاس رہتے ہوئے مجھ نگوڑ ماری کو کیا خبر تھی کہ ایک دن اسی شخص کی محبت جس کو میں اچھوت سمجھ رہی ہوں طوفان بن کر آتش فشانی لاوہ بن کر میری ذات میرے جسم میرے جیون کا گھیراؤ کر لے گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رادھیکا رکی، پھر بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے پاروتی کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگی۔

''اماں! اب بتاؤ میں کیا کروں؟ میں بڑی بے بس اور لاچار ہو گئی ہوں۔ اپنی اس محبت کا اظہار میں اپنے بھائی کشن سنگھ سے بھی نہیں کر سکتی اس لئے کہ اوغر خاں کے پاس رہتے ہوئے میرا رویہ درست نہیں تھا۔ میں اسے اچھوت خیال کرتی رہی اور بھائی اس کے معاملے میں مجھے ڈانٹتے رہے۔ اب میں کس منہ سے اپنے بھائی کے سامنے یہ اقرار کروں کہ وہ شخص جسے میں اچھوت خیال کرتی تھی اب وہی میری زندگی کا ہدف، میری ذات کا محو اور میرے جیون کا مرکزی نقطہ بن چکا ہے۔''

رادھیکا رکی، کچھ سوچا، پاروتی کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

''اماں! میں تم سے جھوٹ نہیں کہوں گی۔ اپنے دل کی ہر بات کہہ دوں گی اس لئے کہ میں نے ہمیشہ تمہیں ماتا کا درجہ دیا ہے۔ اماں! کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے کہ میں فی الفور اپنی اس حویلی سے بھاگ کر اوغر خاں کے پاس پہنچ جاؤں۔ اپنا سر اس کے قدموں میں رکھ دوں اور اس سے کہوں کہ تم میری ذات ہی نہیں میرے جسم کا ایک حصہ ہو۔ تمہارے بغیر میں ادھوری ہوں۔ میں تمہارے بنا نہیں رہ سکتی۔ اپنی حویلی کی بجائے میں تمہارے پڑاؤ کے خیموں کو ترجیح دیتی ہوں۔''

رادھیکا جب خاموش ہوئی تب پاروتی نے آگے بڑھ کر رادھیکا کو اپنے ساتھ

Marfat.com

لپٹا لیا۔ اس کا گال تھپتھپایا، اس کی پیشانی چومی پھر اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگی۔

''میری بچی! تُو اتنی فکرمند اور اتنی پریشان کیوں ہو رہی ہے؟ اب تُو اپنی حالت کو سنبھال۔ اوغر خاں کو تم سے کسی نے چھین تو نہیں لیا یا اب وہ کسی ایسی جگہ تو نہیں چلا گیا جہاں سے وہ لوٹ کر......''

پاروتی اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکی۔ اس لئے کہ رادھیکا نے تڑپ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا، کہنے لگی۔

''اماں! اوغر خاں سے متعلق کبھی ایسا جملہ نہ کہنا۔ اب تو اوغر خاں کو میں اپنی ذات، اپنے جسم، اپنے جیون سے بھی زیادہ چاہنے لگی ہوں۔''

جواب میں پاروتی مسکرائی پھر کہنے لگی۔

''اچھا تُو فکرمند نہ ہو۔ اپنے آپ کو سنبھال۔ اب تمہاری اس محبت اور چاہت کے سلسلے میں، میں تمہاری رازدار ہوں۔ میں تمہیں وچن دیتی ہوں کہ کوئی مناسب موقع جان کر میں خود تمہاری اس محبت کا اظہار کشن پر کروں گی۔ میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ جب کشن کو پتہ چلے گا کہ تم اس کے دوست، اس کے بھائی اوغر خاں کو پسند کرنے لگی ہو تو وہ ناراض نہیں ہو گا، خفا نہیں ہو گا بلکہ ضرور کوئی ایسی تدبیر کرے گا جس کے تحت تمہیں اوغر خاں کا جیون ساتھی بنا دیا جائے۔''

پاروتی کے ان الفاظ پر رادھیکا کسی حد تک مطمئن اور خوش ہو گئی تھی، مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ پاروتی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی، رادھیکا کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہنے لگی۔

''میری بچی! اب اٹھ، ہاتھ منہ دھو، اپنے آپ کو سنبھال۔ تُو نے کل کا لباس بھی تبدیل نہیں کیا۔ اچھا، صاف ستھرا لباس پہن اور مطمئن ہو جا۔ جیسا تُو چاہ رہی ہے ویسا ہی ہو گا۔''

پاروتی کے کہنے پر رادھیکا مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر اس کا ہاتھ تھام کر پاروتی رادھیکا کو کمرے سے باہر لے جا رہی تھی۔

❖

سورج غروب ہونے سے تھوڑی دیر پہلے زرنگار کا باپ سکندر اپنی حویلی میں داخل ہوا، سیدھا دیوان خانے کی طرف گیا۔ دیوان خانے میں اس وقت زرنگار اور

Marfat.com

اس کی ماں سلطانہ بیٹھی کسی موضوع پر گفتگو کر رہی تھیں۔

سکندر دیوان خانے میں داخل ہونے کے بعد دونوں ماں بیٹی کے سامنے جا بیٹھا۔ اس کے چہرے پر اس وقت سکون بھرا تبسم تھا۔ دنوں ماں بیٹی کچھ دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتی رہیں پھر سلطانہ نے پوچھ لیا۔

''آج آپ خلاف معمول کچھ زیادہ خوش دکھائی دے رہے ہیں۔ پہلے جب کبھی بھی آپ کام سے واپس گھر آئے میں نے کبھی آپ کا چہرہ ایسا خوش وخرم نہیں دیکھا۔''

جواب میں سکندر کھل کر مسکرایا، کہنے لگا۔

''آج معاملہ ہی ایسا ہے کہ میں خوش دکھائی دے رہا ہوں۔ اس لئے کہ میرا بیٹا رن مست خاں آ رہا ہے۔''

سکندر کے ان الفاظ پر جہاں سلطانہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرنے لگی تھی وہاں زرنگار چونکی تھی۔ اپنی جگہ پر خوشی میں تقریباً اچھلتے ہوئے اس نے پوچھ لیا۔

''ابا! کہاں ہے رن مست خاں؟''

یہ سوال کرنے کے بعد زرنگار بڑی بے تابی اور بے چینی میں سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے جواب کا انتظار کرنے لگی تھی کہ سکندر بول اٹھا۔

''بیٹی! وہ سُورت شہر کے مستقر میں پہنچ چکا ہے۔ میرے خیال میں تھوڑی دیر تک آنے ہی والا ہو گا......''

سکندر یہاں تک ہی کہنے پایا تھا کہ اسے رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ حویلی کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ اس پر جست لگاتے ہوئے زرنگار اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی پھر باری باری اپنی ماں اور باپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''میرے خیال میں وہ آ گئے ہیں...... میں دروازہ کھولتی ہوں۔''

زرنگار نے جب حویلی کا دروازہ کھولا تو واقعی رن مست خاں دروازے پر کھڑا تھا۔ اسے دیکھتے ہی بے پناہ خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے زرنگار کہنے لگی۔

''آپ اندر آئیں...... تھوڑی دیر پہلے گھر میں آپ ہی کا ذکر ہو رہا تھا۔ بابا ابھی باہر سے آئے ہیں اور انہوں نے ہمیں اطلاع پہلے سے کر دی ہوئی ہے کہ آپ مستقر میں پہنچ چکے ہیں، تھوڑی دیر تک گھر آئیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد زرنگار رکی پھر بڑے پیار و محبت میں رن مست خاں کو

Marfat.com

مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ کا گھوڑا کہاں ہے؟''

رن مست خاں حویلی میں داخل ہوا، کہنے لگا۔

''گھوڑے کو میں مستقر ہی میں چھوڑ آیا ہوں۔''

اتنی دیر تک سکندر اور سلطانہ بھی باہر نکل آئے تھے۔ سکندر پہلے رن مست خاں کو گلے لگا کر ملا، سلطانہ نے بھی اُسے پیار کیا۔ پھر تینوں رن مست خاں کو دیوان خانے میں لے گئے۔ جب سب نشستوں پر بیٹھ گئے تب سکندر نے رن مست خاں کو مخاطب کیا۔

''بیٹے! تھوڑی دیر پہلے مجھے مستقر میں تمہاری آمد کی اطلاع ہو چکی تھی لیکن مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ تم اکیلے آئے ہو یا تمہارے ساتھ تمہارا لشکر بھی ہے۔''

اس پر رن مست خاں کہنے لگا۔

''میں اکیلا نہیں، میرے ساتھ میرا لشکر بھی ہے اور میں میرِ محترم کی طرف سے کچھ سامان پہنچانے کے لئے اپنے سالار شجاعت خاں کی طرف جا رہا ہوں۔ میں نے میرِ محترم سے اجازت لی تھی کہ میں سورت میں رک کر اور قیام کر کے شجاعت خاں کی طرف جاؤں گا۔ اس بناء پر انہوں نے مجھے ایک ہفتہ یہاں قیام کرنے کی اجازت دے دی۔''

رن مست خاں جب خاموش ہوا تب شکووں بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے زرنگار کہنے لگی۔

''آپ کو اپنے ساتھ بھائی کو بھی لانا چاہئے تھا۔ شیتل کی وجہ سے ایک تو وہ پہلے ہی اداسی اور افسردگی محسوس کر رہے ہوں گے اور پھر آپ اور میری شادی کے بعد میرے خیال میں وہ اپنے آپ کو تنہا محسوس کریں گے۔ ایسے میں انہیں اپنوں اور اپنائیت دونوں کی ضرورت ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد زرنگار رکی، پھر رن مست خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''ان دنوں ویسے بھی اوغر بھائی کا یہاں آنا بہت ضروری تھا۔ اس لئے کہ اماں نے بھائی کے لئے ایک بے حد خوبصورت اور اعلیٰ شخصیت کی لڑکی تلاش کر رکھی ہے۔ اماں اور ابا چاہتے ہیں کہ بھائی کی شادی اس سے کرا دی جائے۔ وہ لڑکی سُورت شہر

Marfat.com

کی رہنے والی ہے۔ پیشے کے لحاظ سے اس کے خاندان والے تاجر ہیں، صاحبِ ثروت ہیں اور پھر لڑکی ہی نہیں لڑکی کے اہل خانہ بھی بھائی کو اچھی طرح جانتے ہیں اور ان کی کارکردگی سے متاثر بھی ہیں اور وہ......"

یہاں تک کہتے کہتے زرنگار کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ مسکراتے ہوئے رن مست خاں بول پڑا

"اس سے آگے میرے خیال میں تم یہ کہنا چاہو گی کہ وہ رشتہ دینے کے لئے تیار بھی ہیں۔"

اس بار زرنگار کی بجائے اس کی ماں سلطانہ بول اٹھی۔

"نہیں بیٹے! ایسا معاملہ نہیں ہے۔ ابھی ہم نے ان سے رشتے کی بات نہیں کی۔ میں نے صرف لڑکی کو دیکھا ہے۔ جب ان سے تعارف کراتے ہوئے تمہارا اور اوغر خاں دونوں بھائیوں کا ذکر آیا تو انہوں نے بھی اوغر خاں کی تعریف کی۔ وہ پورے کا پورا خاندان اوغر خاں کی جرأت اور شجاعت کا گرویدہ ہے۔ اب میں تو یہ چاہتی تھی کہ اوغر خاں یہاں آئے، چند دن ہمارے ہاں قیام کرے۔ اس کے قیام کے دوران میں اور زرنگار دونوں ماں بیٹی کسی نہ کسی بہانے اس لڑکی کو اپنے ہاں لے کر آئیں گے۔ اوغر خاں ایک نظر اس لڑکی کو دیکھ لے۔ اگر وہ لڑکی اسے پسند آئے تب ہم اس کے اہلِ خانہ سے رشتے کی بات کریں گے۔"

سلطانہ جب خاموش ہوگئی تب کسی قدر سنجیدگی اور فکرمندی میں رن مست خاں کہنے لگا۔

"اماں! بھائی نے اپنے آپ کو یکسر ہی تبدیل کر لیا ہے۔ پہلے وہ صرف میرے ساتھ ہی نہیں سب لوگوں کے ساتھ ہنستے تھے، ٹھٹھہ و مزاح بھی کر لیتے تھے۔ لیکن شیتل کے مرنے کے بعد انہوں نے بالکل ہی سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ لیا ہے۔ بہت کم گفتگو کرتے ہیں۔ زیادہ تر خاموش ہی رہتے ہیں۔ آپ کی طرف آتے ہوئے میں ان سے مل کر آیا ہوں۔ اس لئے کہ انہوں نے ان دنوں احمد نگر ہی میں قیام کیا ہوا ہے۔ اس ملاقات کے دوران میں نے ان سے شادی کرنے کے لئے بھی کہا۔ میں نے ان سے یہاں تک کہا کہ آپ کسی لڑکی کا انتخاب کریں۔ میں، زرنگار اور اس کے ماں باپ سب مل کر آپ کی شادی کا بہترین اہتمام کریں گے۔ لیکن جو جواب انہوں نے دیا وہ میرے لئے انتہا درجہ کا مایوس کن ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ اب شادی

Marfat.com

نہیں کریں گے۔‘‘

رن مست خاں کے ان الفاظ پر سکندر، سلطانہ اور زرنگار بھی لحہ بھر کے لئے سنجیدہ و فکرمند ہو گئے تھے۔ پھر اس خاموشی و سنجیدگی اور افسردگی کو زرنگار نے توڑا۔ رن مست خاں کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

’’اگر انہوں نے آپ کو یہ جواب دیا ہے تو فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ایک بار بھائی کو پکڑ کر یہاں لے آئیں، پھر دیکھیں میں، اماں اور ابا تینوں مل کر کیسے انہیں شادی پر آمادہ کر لیتے ہیں۔‘‘

زرنگار جب خاموش ہوئی تب چونکنے کے انداز میں رن مست ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

’’میں آپ لوگوں کو بھائی سے متعلق ایک اچھی خبر بتانا تو بھول ہی گیا۔‘‘

اس پر چونکنے کے انداز میں زرنگار نے پوچھ لیا۔

’’وہ کیا؟‘‘

رن مست بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

’’بھائی اور اعتقاد خاں دونوں مرہٹوں کے پیشوا شمبھو جی پر حملہ آور ہوئے تھے۔ شمبھو جی ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ ایک جگہ پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ وہاں بھائی اور اعتقاد خاں دونوں ان پر حملہ آور ہوئے۔ شمبھو جی کے ساتھ اس کا دستِ راست کوی کیلاش بھی تھا۔ مرہٹوں کے لشکر کی اکثریت کو بھائی اور اعتقاد خاں نے موت کے گھاٹ اتار دیا جبکہ شمبھو جی اور کوی کیلاش دونوں کو زندہ گرفتار کر کے میرِ محترم کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ اس طرح اب شمبھو جی مرہٹوں کا پیشوا نہیں ہے بلکہ مرہٹوں نے اب شمبھو جی کے سوتیلے بھائی رام جی کو اپنا پیشوا تسلیم کر لیا ہے۔‘‘

رن مست خاں کے خاموش ہونے پر اسے مخاطب کرتے ہوئے زرنگار مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ سکندر خاں، سلطانہ اور اپنی بیٹی زرنگار دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

’’باتیں بعد میں ہو جائیں گی، میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں مجھے بھوک لگی ہے۔ رن مست بھی یقیناً......‘‘

سکندر کو رُک جانا پڑا۔ اس لئے کہ مسکراتے ہوئے رن مست بول اٹھا۔

’’بھوک تو خیر مجھے بھی لگی ہے۔‘‘

Marfat.com

اس پر زرنگار اور سلطانہ دونوں اٹھ کر مطبخ کی طرف چلی گئی تھیں جبکہ اسکندر اور رن مست خاں دونوں دیوان خانے میں بیٹھ کر مرہٹوں سے متعلق گفتگو کرنے لگے تھے۔

❖

رادھیکا اور پاروتی دونوں حویلی کے کمرے میں بیٹھی کسی موضوع پر گفتگو کر رہی تھیں کہ اس کمرے میں کشن سنگھ داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی بے چینی اور بے تابی کا اظہار کرتے ہوئے رادھیکا اپنی جگہ پر اٹھتے ہوئے کہنے لگی۔

''بھائی! میں بڑی شدت سے آپ کا انتظار کر رہی تھی۔ اس لئے کہ ایک انتہائی اہم موضوع سے متعلق میں آپ سے تفصیل جاننا چاہتی تھی۔''

کشن سنگھ آگے بڑھ کر سامنے والی نشست پر بیٹھ گیا۔ رادھیکا بھی بیٹھ گئی۔ پھر کشن سنگھ کہنے لگا۔

''اگر تم مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہو تو میری بہن میں بھی تمہارے لئے دو اچھی خبریں لے کر آیا ہوں۔''

رادھیکا کی آنکھوں میں چمک اور خوشی پیدا ہوئی پھر کہنے لگی۔

''بھائی! اگر تمہارے پاس اچھی خبریں ہیں تو کہو تاکہ میں بھی ان اچھی خبروں کی خوشی سے مستفید ہوسکوں۔''

جواب میں کشن سنگھ کہنے لگا۔

''نہیں، ایسے نہیں۔ اگر میں نے وہ اچھی خبریں پہلے کہہ دیں اور اس کے بعد جو تم مجھ سے پوچھنا چاہتی ہو اس موضوع پر گفتگو شروع ہو گئی تو پھر ان اچھی خبروں کی خوشی ماند پڑ جائے گی۔ لہٰذا پہلے تم پوچھو، تم کیا پوچھنا چاہتی ہو؟ کیا جاننا چاہتی ہو؟''

کشن سنگھ کے ان الفاظ کے جواب میں اپنے خوبصورت ہونٹوں پر رادھیکا نے زبان پھیری پھر کہنے لگی۔

''بھائی! مجھے تھوڑی دیر پہلے اماں نے بتایا ہے کہ گزشتہ شب مسلمانوں کا لشکر اپنے سالار شہاب الدین کی سرکردگی میں یہاں سے چلا گیا تھا۔ اماں بھی کسی سے سن کر آئی ہے۔ یہ خبر سن کر میں پریشان ہو گئی تھی کہ اگر مسلمانوں کا لشکر اس طرح ہمارے ہاں سے کہیں اور چلا جاتا ہے اور ہم سے انتقام لینے کے لئے مرہٹے ان

Marfat.com

علاقوں پر حملہ آور ہوئے تو ہمیں تو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"
رادھیکا کے اس استفسار پر کشن سنگھ مسکرایا پھر کہنے لگا۔
"میری بہن! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ دراصل اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے لشکریوں کے مختلف حصے مختلف جگہوں پر متعین کر رکھے ہیں۔ جگہ جگہ ان لشکریوں نے پڑاؤ کر رکھے ہیں تاکہ مرہٹے اِدھر اُدھر حملہ آور ہو کر جو لوٹ مار کا بازار گرم کرتے ہیں ان کی اس شکست و ریخت کو روکا جائے۔ میرِ محترم نے شہاب الدین کی سرکردگی میں ایک لشکر یہاں متعین کیا ہے۔ اُس کے متعین کئے جانے کا بھی مقصد یہی ہے کہ اگر ان علاقوں میں مرہٹے تباہی و بربادی کا کھیل کھیلنا چاہیں تو انہیں ایسا نہ کرنے دیا جائے۔ جو تم گزشتہ شب سے متعلق پوچھ رہی ہو تو وہ کوئی بڑا حادثہ یا بڑی بات نہ تھی۔ دراصل مسلمانوں کے لشکر کے سالار شہاب الدین نے میرِ محترم کے کہنے پر ان علاقوں کے اطراف میں اپنے مخبر اور اپنے طلایہ گر پھیلا رکھے ہیں جو مرہٹوں سے متعلق اطلاعات فراہم کرتے رہتے ہیں۔
گزشتہ دن شہاب الدین کو اطلاع ملی تھی کہ مرہٹوں کا ایک لشکر حملہ آور ہونے اور لوٹ مار کرنے کے لئے ان علاقوں کا رخ کر رہا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی گزشتہ شب شہاب الدین صرف اپنے آدھے حصے کے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا۔ آدھا حصہ اس نے پڑاؤ ہی میں رکھا، آدھا حصہ لے کر وہ مرہٹوں کی طرف گیا۔ رات کی تاریکی میں مرہٹوں پر حملہ آور ہوا۔ ان کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور باقی کو بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ راتوں رات یہ کارروائی کرنے کے بعد شہاب الدین واپس اپنے پڑاؤ میں آ گیا تھا۔
میری بہن! اس سلسلے میں تمہیں فکرمند ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ شہاب الدین پورا لشکر لے کر یہاں سے تو نہیں چلا گیا۔ آدھا لشکر پڑاؤ ہی میں تھا، اس نے اپنی کارروائی کی اور پھر تم یہ بھی دیکھتی ہو کہ صرف ہماری حویلی نہیں بلکہ اردگرد جو دوسری بستیاں ہیں وہاں بھی مسلح مسلمان ہر حفاظت کی خاطر سرگرداں رہتے ہیں۔"
کشن سنگھ کے خاموش ہونے پر رادھیکا نے کسی قدر مطمئن انداز میں کہنا شروع کیا۔
"اگر شہاب الدین صرف آدھے لشکر کے ساتھ مرہٹوں کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے یہاں سے گیا تھا تو پھر تو فکر کی کوئی بات نہیں۔ باقی اگر آدھا لشکر

Marfat.com

یہاں تھا تو یہاں کے لوگوں کی حفاظت اور تشفی کے لئے اتنا لشکر ہی کافی ہے۔ بہرحال بھائی! آپ نے جو مجھے جواب دیا ہے اس سے تو میں مطمئن ہو گئی ہوں۔ اب آپ جو دو خبریں لے کر آئے ہیں وہ کہیں تا کہ ہم بھی ان سے مستفید ہوں۔''

کشن سنگھ تھوڑی دیر تک مسکرا کر رادھیکا کی طرف دیکھتا رہا، پھر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میری بہن! میرے پاس جو پہلی خبر ہے وہ تو اوغر خاں سے متعلق ہے۔''

اوغر خاں کا نام سن کر رادھیکا بری طرح چونکی تھی۔ انتہائی فکرمندی اور پریشانی سے وہ کشن سنگھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''کیا ہوا اوغر خاں کو؟''

رادھیکا کی اس حالت پر کشن سنگھ خود چونک اٹھا تھا۔ لمحہ بھر کے لئے اس نے عجیب سے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''میری بہن! اس بیچارے کو کیا ہونا ہے؟ وہ ہمارا محسن ہے، ہمارا مربی ہے۔ میں تو ہر وقت اس کی سلامتی اور اس کی درازئ عمر کا خواہشمند رہتا ہوں۔''

کشن سنگھ کے ان الفاظ کے جواب میں رادھیکا کہنے لگی۔

''میرے بھائی! صرف تم ہی نہیں، اور بہت سے لوگ بھی اوغر خاں کی سلامتی، اس کی خوشحالی اور اس کی درازئ عمر کی خواہش اور آرزو رکھتے ہیں۔''

اس موقع پر کشن سنگھ چند لمحوں تک غور سے رادھیکا کی طرف دیکھتا رہا پھر طنزیہ سے انداز میں کہنے لگا۔

''یقیناً بہت سے آدمی اوغر خاں کو اس کے کردار کی وجہ سے پسند کرتے ہیں اور اس کی سلامتی کے خواہش مند بھی ہیں۔ لیکن ان لوگوں میں میری بہن! کم از کم تم شامل نہیں ہو۔''

رادھیکا نے گھورنے کے انداز میں کشن سنگھ کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

''بھائی! یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ ان لوگوں میں، میں شامل ہوں اور میں یہ بھی کہہ سکتی ہوں کہ ان میں، میں سرِ فہرست ہوں بلکہ میرا نام تمہارے نام سے بھی پہلے آنا چاہئے۔''

کشن سنگھ پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر رادھیکا کو گھورتا رہا پھر کہنے لگا۔

''میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری بہن کے اندر ایک خاصی بڑی تبدیلی ہے کہ وہ

Marfat.com

ایک اچھوت کی سلامتی اور درازئ عمر کی خواہش اور آرزو بھی رکھتی ہے۔"

اس موقع پر خفگی کے انداز میں رادھیکا نے کشن سنگھ کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

"بھائی! اس مضوع پر تو بعد میں بھی گفتگو ہو سکتی ہے۔ پہلے یہ تو بتاؤ کہ اوغر خاں سے متعلق تم کیا خبر لے کر آئے ہو؟"

کشن سنگھ مسکرایا اور کہنے لگا۔

"اوغر خاں سے متعلق خبر یہ ہے کہ بڑے طوفانی اور زوردار انداز میں وہ مرہٹوں کے پیشوا شمبھو جی پر حملہ آور ہوا۔ اس وقت شمبھو جی اور اس کا دستِ راست کوی کیلاش ایک جگہ پڑاؤ کیے ہوئے تھے کہ اوغر خاں اور اعتقاد خاں دونوں ان پر حملہ آور ہوئے۔ مرہٹوں کے لشکر کو انہوں نے کاٹ کر رکھ دیا اور شمبھو جی اور کوی کیلاش کو گرفتار کر کے احمد نگر کی طرف لے گئے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کشن سنگھ رکا، غور سے رادھیکا کی طرف دیکھا پھر پوچھنے لگا۔

"کیا یہ اوغر خاں سے متعلق اچھی خبر نہیں ہے؟"

رادھیکا بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اور اپنے لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہنے لگی۔

"بھائی! یہ اچھی خبر نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ یہ بہت ہی اچھی خبر ہے۔"

رادھیکا کے ان الفاظ پر کشن سنگھ بھی کھل کر مسکرا دیا تھا۔ یہاں تک کہ رادھیکا نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"بھائی! اب دوسری خبر کہو۔"

کشن سنگھ اچانک سنجیدہ ہو گیا۔ کہنے لگا۔

"میری بہن! دوسری خبر بھی اچھی ہے لیکن اس خبر نے مجھے ایک فکرمندی اور پریشانی میں ڈال کر رکھ دیا ہے۔ میری بہن! دوسری خبر یہ ہے کہ رن مست خاں ان علاقوں کی طرف آ رہا ہے۔ وہ شہاب الدین اور اس کے لشکریوں کے لئے کچھ سامان لا رہا ہے اور چند دن یہاں قیام بھی کرے گا۔"

کشن سنگھ مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ بیچ مایں بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے رادھیکا بول اٹھی۔ کہنے لگی۔

"اگر رن مست بھائی ادھر آ رہا ہے تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت ہی اچھی خبر

Marfat.com

ہے۔ پر میرے بھائی اس خبر کی وجہ سے تمہیں کون سی پریشانی اور فکرمندی لاحق ہے؟''
پہلے جیسی سنجیدگی میں کشن سنگھ کہنے لگا۔
''میری بہن! جب رن مست یہاں آئے گا تو میں چاہوں گا کہ وہ چند دن کے لئے ہمارے ساتھ ہماری حویلی میں قیام بھی کرے۔ پر میرے لئے مصیبت یہ ہے کہ میں اسے کیسے حویلی میں ٹھہراؤں گا اور کیسے اس کی خاطر و خدمت کروں گا؟''
جستجو بھرے انداز میں رادھیکا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔
''کیوں...... کیا ہو گیا؟ کیا وہ ہماری حویلی میں قیام نہیں کر سکتا؟ اور کیا ہم اس کی خاطر و خدمت اور دعوت نہیں کر سکتے؟''
کشن سنگھ نے ایک لمبا سانس لیا اور کہنے لگا۔
''میری بہن! رن مست خاں اوغر خاں کا بھائی ہے اور مسلمان بھی ہے۔ اوغر خاں جو ہمارا محسن اور مربی ہے اسے تم اچھوت سمجھتی ہو تو رن مست تو تمہاری نگاہوں میں اس سے بھی کمتر ہو جائے گا۔ جب وہ ایک اچھوت ہے تو پھر ایک اچھوت کی ہم اپنے ہاں کیسے دعوت کریں گے؟ کیسے اس کی خاطر و خدمت کریں گے؟ اور ایک اچھوت کو کیسے ہم اپنی حویلی میں قیام کرنے کی دعوت دے سکیں گے؟''
کشن سنگھ کی اس گفتگو کے جواب میں بڑی خفگی اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے رادھیکا کہنے لگی۔
''بھائی! یہ تم نے کیا بار بار اچھوت اچھوت کی رٹ لگا رکھی ہے؟ میرے بھائی! اگر وہ اچھوت ہیں تو پھر یوں جانو میں بھی اچھوت ہوں۔''
رادھیکا کے ان الفاظ پر کشن سنگھ چونکا، کہنے لگا۔
''میری بہن! تم اچھوت تو نہیں ہو۔ تم تو ایک اچھوتی بہن ہو۔ ناراض اور خفا کیوں ہوتی ہو؟ یہ بات میں اپنی طرف سے تو نہیں کہہ رہا بلکہ اسے تو تم نے اپنے رویے سے خود ثابت کیا ہوا ہے۔''
غصے کا اظہار کرتے ہوئے رادھیکا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی، کہنے لگی۔
''اس موضوع پر میں بعد میں آپ سے بات کروں گی۔'' پھر وہ غصے میں پاؤں پٹختی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔ پاروتی بھی اٹھ کر اس کے پیچھے پیچھے باہر چل دی تھی۔

❖

Marfat.com

شمبھو جی اور کوی کیلاش کے شکست کھانے اور گرفتار ہو جانے کے بعد مرہٹوں نے شیوا جی کے بیٹے اور شمبھو جی کے سوتیلے بھائی راجہ رام کو اپنا پیشوا بنا لیا تھا۔ رائے گڑھ کے مقام پر اس کی تخت نشینی کا اعلان کیا گیا اور رائے گڑھ میں مرہٹوں کی ساری قوت کو جمع کیا گیا تاکہ مغلوں کے خلاف مل کر کارروائی کی جائے۔ شمبھو جی کے بیوی بچے اور دوسرے سرکردہ مرہٹہ سالاروں اور اُمراء کے اہلِ خانہ بھی رائے گڑھ میں منتقل کر دیئے گئے تھے۔

دوسری طرف اورنگ زیب عالمگیر بھی بدلتے ہوئے حالات پر گہری نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ اوغر خاں اور اعتقاد خاں کو اس نے خصوصیت کے ساتھ مرہٹوں کے پیچھے لگایا ہوا تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر کو جب شمبھو جی کے بعد راجہ رام کے تخت نشین ہونے کی اطلاع ملی اور مخبروں نے یہ بھی بتایا کہ رائے گڑھ کے مقام پر مرہٹوں نے اپنی ساری طاقت و قوت کو مجتمع کرنا شروع کر دیا ہے تب اورنگ زیب عالمگیرؒ کے کہنے پر اعتقاد خاں اور اوغر خاں لشکر لے کر رائے گڑھ کی طرف بڑھے۔

مرہٹے بھی تیار اور چوکس تھے۔ ان کے مخبروں نے راجہ رام، ہرجی، سنت، دھن اور ایسے ہی دوسرے سالاروں کو اطلاع کر دی تھی کہ اورنگ زیب عالمگیر کا لشکر اوغر خاں اور اعتقاد خاں کی سرکردگی میں رائے گڑھ پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے لہٰذا ان کا مقابلہ کرنے کے لئے مرہٹوں نے رائے گڑھ سے باہر اپنے لشکر کا پڑاؤ کر لیا تھا تاکہ حملہ آوروں کا رائے گڑھ سے باہر مقابلہ کیا جائے۔

اوغر خاں اور اعتقاد خاں جوں ہی اپنے لشکر کے ساتھ رائے گڑھ کے نواح میں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ان پر حملہ آور ہونے کے لئے مرہٹے اپنی صفیں درست کرنے لگے تھے۔ اعتقاد خاں اور اوغر خاں نے بھی فوراً جوابی کارروائی کرتے ہوئے اپنے لشکر کو استوار کرنا شروع کر دیا تھا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے مرہٹے اعتقاد خاں اور اوغر خاں پر ویرانوں میں نزول کرتے تاریکیوں کے سیلِ بے اماں، فضاؤں کی ہر شے کا مزاج برہم کر دینے والے کروٹیں لیتے بے ضمیر بگولوں اور لہو پر تشنگی کی مہریں ثبت کر دینے والے نوکیلے نیزوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

اعتقاد خاں اور اوغر خاں نے بھی جوابی کارروائی کی۔ پہلے انہوں نے لمحوں کے اُبال اور آندھیوں تک میں سلوٹیں ڈال دینے والی کڑکتی برق کی طرح تکبیریں بلند

Marfat.com

کیں اس کے بعد وہ دونوں بھی مرہٹوں پر بدن کی دھجیاں اُڑاتی خواہشوں کی آندھیوں، زندگی کے اعصاب توڑ دینے والے تقدیر کے پُر شور بگولوں، انقلاب برپا کر دینے والے خشمگیں عناصر اور کروٹیں لیتی آندھیوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

رائے گڑھ سے باہر دونوں لشکر قیامت خیزی کے انداز میں ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے تھے کہ ہر کوئی دوسرے کو زیر کرنا چاہتا تھا۔ ہر گھڑی قیامت میں تبدیل ہونے لگی تھی۔ چہروں پر سوالوں کے انبار جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ موت کے خونی کاررواں جانوں کا آزار بننے لگے تھے۔ قضا کے سائے چاروں طرف رقص کرنے لگے تھے جن کے سامنے زیست بری طرح کراہ اٹھی تھی۔

مرہٹوں کا خیال تھا کہ وہ رائے گڑھ کے نواح میں اعتقاد خاں اور اوغر خاں کو شکست دے کر مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن ان کی ساری امیدیں خاک میں مل گئیں۔ رائے گڑھ کے نواح میں اوغر خاں اور اعتقاد خاں دونوں نے مرہٹوں کو بدترین شکست دی۔ اس موقع پر مرہٹوں سے ایک بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی۔

مرہٹوں کا سالار ہرجی شکست کے بعد رائے گڑھ میں داخل ہونے کی بجائے لشکر کے ایک بہت بڑے حصے کے ساتھ دائیں جانب بھاگ گیا جبکہ باقی سالاروں کے ساتھ رام جی شکست اٹھا کر شہر کی طرف بھاگا۔ اب ان کی بدقسمتی اپنے لشکر کے ساتھ اوغر خاں اور اعتقاد خاں بھی ان کے پیچھے ہو لئے اور جب مرہٹے شہر میں داخل ہوئے اور شہر پناہ کے محافظوں نے دروازہ بند کرنا چاہا تو مسلمان لشکریوں نے ان پر حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کر دیا اور مرہٹوں کے پیچھے پیچھے وہ بھی شہر میں داخل ہو گئے۔

شہر کے اندر ایک بار گھمسان کا رن پڑا۔ یہاں بھی مرہٹوں کو بدترین شکست ہوئی۔ اس شکست کے نتیجہ میں راجہ رام اور دوسرے سالار اپنے لشکر کو لے کر شہر پناہ کے دوسرے دروازوں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کا ارادہ تھا کہ شہر سے نکل کر کسی اور سمت بھاگیں گے۔

اس موقع پر اوغر خاں اور اعتقاد خاں نے آپس میں صلح مشورہ کرنے کے بعد یہ طے کیا کہ اعتقاد خاں شہر کے اندر ہی رہے۔ شہر کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لے لے۔ جبکہ اوغر خاں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ راجہ رام اور مرہٹوں کے دوسرے

Marfat.com

سالاروں کے تعاقب میں نکل کھڑا ہو گا۔ اب مرہٹوں کی صورت حال یوں ہو گئی کہ ہر جی تو ایک لشکر لے کر دوسری سمت بھاگا تھا۔ اس کا رخ حیدر آباد کی طرف تھا۔ جبکہ راجہ رام اور دوسرے سالار شہر پناہ سے نکل کر اپنی جانیں بچانے کے لئے پہلے اکٹھے ایک سمت بھاگے۔

سورج غروب ہونے کے بعد چونکہ تاریکی پھیلنے لگی تھی لیکن اوغر خاں نے ان کا تعاقب ترک نہیں کیا۔ مرہٹوں نے جب دیکھا کہ اوغر خاں سائے کی طرح ان کے پیچھے چلا آ رہا ہے تب انہوں نے یہ قدم اٹھایا، جس لشکر کو لے کر وہ بھاگے تھے اس کا بڑا حصہ تو انہوں نے راجہ رام کے ساتھ ہی رہنے دیا باقی چھوٹے چھوٹے حصے سنت، دھن اور کچھ دوسرے سالاروں کی سرکردگی میں علیحدہ ہو گئے۔ اوغر خاں نے باقی سالاروں کو تو نظر انداز کر دیا لیکن راجہ رام کے پیچھے وہ پڑ گیا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ راجہ رام اپنی جان بچانے کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھاتا رہا، اِدھر اُدھر بھاگتا رہا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ لیکن اوغر خاں اس کے پیچھے تھا۔ اس نے بھی تہیہ کیا ہوا تھا کہ راجہ رام کا خاتمہ کر کے رہے گا۔ اس موقع پر چونکہ مرہٹوں کی طاقت و قوت منتشر ہو گئی تھی لہٰذا اوغر خاں چاہتا تھا کہ راجہ رام کا خاتمہ کیا جائے تاکہ مرہٹے پھر یکجا ہو کر سرکش اور باغی بن کر سر اٹھانے کے قابل نہ رہیں۔

❖

سورج غروب ہونے کے لئے کافی جھک گیا تھا۔ رادھیکا اپنی خوابگاہ میں مسہری پر لیٹی نہ جانے کن خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی کہ کھنکھارتے ہوئے اس کا بھائی کشن سنگھ اس کی خواب گاہ میں داخل ہوا۔ رادھیکا اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اپنے بال اور اپنا لباس درست کیا۔ اتنی دیر تک کشن سنگھ آگے بڑھ کر مسہری کے پاس جو نشستیں تھیں ان میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔ اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے رادھیکا بول اٹھی۔

''بھائی! اس وقت کہاں سے آ رہے ہو؟''

کشن سنگھ تھوڑی دیر تک بڑے غور سے رادھیکا کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

''میں تو کافی دیر سے حویلی ہی میں ہوں۔ مسلمانوں کے سالار شہاب الدین کی طرف گیا ہوا تھا لیکن وہاں سے تو میں کافی دیر پہلے کا لوٹ چکا ہوں۔ اماں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ میری بہن! اس وقت تو میں ایک انتہائی اہم موضوع پر تم سے گفتگو

Marfat.com

کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اس گفتگو کے بعد میں تمہیں ایک اچھی نہیں بلکہ دو اچھی خبریں سناؤں گا۔''

تیز نگاہوں سے رادھیکا نے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

''کیسی گفتگو کرنا چاہتے ہو مجھ سے؟''

کشن سنگھ نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔''اماں پاروتی نے مجھ پر ایک انکشاف کیا ہے۔ وہ انکشاف میرے لئے نیا، انوکھا بلکہ ناقابل اعتبار ہے اور اسی موضوع پر میں میری بہن تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اماں نے مجھے بتایا ہے کہ تم اوغر خاں سے محبت کرنے لگی ہو۔ میری بہن! دیکھ میری عزت کا سوال ہے۔ اوغر خاں کو میں اپنا بھائی کہہ چکا ہوں۔ میرا دل کہتا ہے کہ تم نہ اسے پسند کرتی ہو نہ اس سے محبت کر سکتی ہو۔ اس لئے کہ تم اسے اچھوت خیال کرتی ہو میری بہن! میں ابھی سے تمہارے پاؤں پڑ جاتا ہوں پر یہ نہ کرنا کہ اوغر خاں کو اپنی محبت کا چکمہ دے کر پھر اس سے علیحدہ ہو کر اسے تکلیف اور اذیت دینے کی کوشش کرو۔ شیتل کو وہ پیار کرتا تھا، اب وہ مر چکی ہے۔ پتہ نہیں اس نے پہلے شیتل کے غم کو کیسے برداشت کیا ہو گا؟ اب تُو نے اگر اسے اپنی محبت کے جال میں پھانسنے کے بعد اسے دھوکا دیا تو میری بہن میں ابھی سے تمہیں کہے دیتا ہوں کہ پھر اس حویلی میں تم اکیلی رہو گی۔ میں تمہیں چھوڑ کر چلا جاؤں گا، تم سے کوئی رشتہ، کوئی تعلق، کوئی ربط نہ رکھوں گا۔ اس سے پہلے جو تم باتیں یا رویہ یا سلوک اوغر خاں کے ساتھ روا رکھتی رہی ہو اسے میں نے بڑی مشکل سے برداشت کیا تھا۔ ایسا رویہ میری بہن کے علاوہ کوئی کرتا تو یقیناً میرے لئے ناقابل برداشت ہوتا۔ سو میری بہن جو ہو چکا سو ہو چکا۔ اوغر خاں ایک اچھا، ایک نایاب انسان ہے۔ وہ کہیں بھی ہاں کہے، حامی بھرے اس کے لئے ہزاروں نہیں، لاکھوں حسین سے حسین تر لڑکیاں مل سکتی ہیں۔ لہٰذا میری تم سے بنتی ہے کہ اوغر خاں سے محبت اور چاہت کا مذاق نہ کرنا۔ اس لئے کہ وہ میرا بھائی ہے۔ شیتل کے غم کے بعد میں نہیں چاہتا کہ وہ ایسے ہی کسی اور غم اور اذیت کا شکار ہو۔''

کشن سنگھ کے ان الفاظ سے رادھیکا بیچاری اور زیادہ اُداس، افسردہ اور غمگین ہو گئی تھی۔ کشن سنگھ جب خاموش ہوا تب دُکھ بھرے انداز میں وہ کہنے لگی۔

''بھائی! میں کسی کو کیا دھوکا دوں گی۔ میں تو خود کسی کے جال میں پھنس چکی ہوں۔ اوغر خاں کو اگر میں دھوکا دوں تو یوں جانو میں خود اپنی موت کو دعوت دوں۔

Marfat.com

بھائی! اوغر خاں اب میرے لئے صداقت کی آواز اور میری زندگی کے آسمان پر امید کا ستارہ ہے۔ یہاں آنے کے بعد رات کے سینے کے ویران گوشوں، آسمان پر چمکتے ستاروں کی سرگوشی، سازِ حیات کی تاروں میں مجھے صرف اوغر خاں کا نام ہی سنائی دیتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ ابھی سے نہیں ازل سے میرے دل میں بس رہا تھا یا یہ کہ کائنات کے ناظم نے مجھے اسی کے لئے پیدا کیا تھا۔

اوغر خاں اب میری زندگی کے اُفق پر چاہت کی شمع، محبت کی بازگشت، میرے تخیل کے اُڑانوں میں میرا شیر گرم سکون، میری سانسوں کا سنگیت، میری محبت کا سُلگتا راگ، میرے ہونٹوں کا تبسم، میری نگاہوں کا سکون اور میرے دل کی دھڑکنوں کا محرک ہے۔ میں اگر اوغر خاں کو دھوکا دوں تو بھگوان مجھے نرک میں ڈالے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رادھیکا جب خاموش ہوئی تب کچھ دیر تک بڑی حیرت سے کشن سنگھ اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

''میری بہن! مجھے تمہاری کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔ اوغر خاں کے پڑاؤ میں رہتے ہوئے جو تمہارا اس کے ساتھ رویہ تھا وہ کہاں گیا؟ تم اسے اچھوت خیال کرتی تھیں۔ اب وہ تمہارا نظریہ کدھر چلا گیا؟ تم نے ان کے برتنوں میں کھانے پینے سے انکار کر دیا تھا۔ اب تمہارا یہ عقیدہ کہاں کھو گیا ہے؟''

جواب میں رادھیکا کے لبوں پر ہلا سا تبسم نمودار ہوا، کہنے لگی۔

''میرے بھائی! یہ باتیں سب کاغذی محل، ریت کے گھروندے، کچے دھاگوں کے آشیانے تھے جو میری محبت کے طوفان کے سامنے خس و خاشاک کی طرح اُڑ کر ختم ہو گئے۔ اب اوغر خاں میری روح کا نغمہ ہے، میری زندگی کے اُفق پر وہی میری حیات کی نوید ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رادھیکا جب رکی تب کشن سنگھ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''رادھیکا! تُو میری وہ بہن ہے جس کے لئے میں اپنی جان تک قربان کر سکتا ہوں۔ دیکھ! ہمارے ماں باپ مر چکے ہیں۔ میں ہی تیرا بھائی، تیری ماں اور تیرا باپ ہوں۔ میں نے ہاتھ آگے بڑھایا ہے، میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ اور سوگند کھا کہ یہ جو تُو محبت کا اظہار کر رہی ہے اس محبت میں اوغر خاں کو دھوکا نہیں دے گی اور یہ بھی سوگند کھا کہ تیرا یہ پریم، تیری یہ محبت سچی ہے۔ یہ سوچ کر میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا کہ یہ

Marfat.com

ہاتھ صرف تیرے بھائی کا نہیں تیری ماں اور تیرے باپ کا ہاتھ ہے۔"

رادھیکا نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ کشن کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا پھر بڑے مضبوط لہجے میں کہنے لگی۔

"بھائی! میں رادھیکا ہوں۔ میں نے نہ اس سے پہلے کسی کو دھوکا دیا ہے نہ دوں گی۔ بھائی! میں اوغر خاں کو کیا دھوکا دوں گی؟ میں تو خود اس کے پریم، اس کی محبت میں جل کر خاک ہو چکی ہوں۔ اب میں کہاں دھوکا دینے کے قابل رہی ہوں؟"

رادھیکا کے ان الفاظ پر کشن سنگھ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ رادھیکا کا سر اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر اس کی پیشانی پر ایک بوسہ دیا۔ کہنے لگا۔

"میری بہن! اگر اوغر خاں کے ساتھ تیرا پریم سچا ہے تو یوں جان آج تیرا بھائی بے حد خوش ہے۔ اوغر خاں کو میں نے بھائی کہا تھا۔ قسم بھگوان کی میں اکثر و بیشتر سوچا کرتا تھا کہ میری بہن کے لئے اوغر خاں جیسا کوئی جوان ملے جس سے میں اپنی بہن کو بیاہ دوں۔ آج یوں جانو تم نے میرے خوابوں کی تعبیر سجا کر خود ہی میرے سامنے رکھ دی ہے۔ اب میں بھی تمہیں دو اچھی خبریں سناتا ہوں۔

میری بہن! پہلی خبر یہ ہے کہ اعتقاد خاں اور اوغر خاں مرہٹوں کے مرکزی شہر رائے گڑھ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ رائے گڑھ کے نواح میں اوغر خاں، اعتقاد خاں اور مرہٹوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں اوغر خاں اور اعتقاد خاں نے انہیں بدترین شکست دی۔ اس شکست کے نتیجہ میں مرہٹوں کے مختلف سالار اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ مرہٹوں نے شمبھو جی کے بعد چونکہ اس کے سوتیلے بھائی رام جی کو اپنا پیشوا بنا لیا تھا۔ لہٰذا رات کی تاریکی میں اوغر خاں رام جی کے پیچھے لگ گیا۔ اس وقت سنت اور دھن کے علاوہ کچھ اور سالار بھی رام جی کے ساتھ تھے۔ وہ تو اس سے علیحدہ ہو گئے لیکن اوغر خاں رام جی کے پیچھے لگا رہا۔ سنا ہے وہ ان علاقوں سے گزرتے ہوئے پچھلی سمت کہیں آگے نکل گیا ہے اور مجھے امید ہے کہ رام جی کا تعاقب ترک کر کے یا اسے پکڑنے کے بعد اوغر خاں انہی راستوں سے واپس جائے گا۔ ایسی صورت میں ہم اسے ملیں گے، اپنی حویلی میں ٹھہرائیں گے، اس کی خاطر و خدمت کریں گے۔

دیکھو میری بہن! جب اوغر خاں پلٹ کر یہاں آئے گا تو میں اس پر تمہاری محبت کا انکشاف کروں گا۔ میری بہن! پھر کوئی وقت مقرر کر کے میں تمہیں اوغر خاں

Marfat.com

کے ساتھ بیاہ دوں گا۔ جس روز ایسا ہو گا یوں سمجھنا میں نے اپنی زندگی کا مقصد پا لیا ہے۔''

کشن سنگھ کے اس انکشاف پر رادھیکا خوش ہو گئی تھی۔ کہنے لگی۔

''وہ یہاں سے راجہ رام کے تعاقب میں گزر بھی گئے اور حیرت کی بات ہمیں خبر تک نہ ہوئی۔ بھائی! جب وہ واپس آئیں گے تو ہم ان کی ایسی خاطر و خدمت کریں گے کہ اگر ان کے دل میں میرے خلاف ماضی کا کوئی غبار ہے تو میں اسے دھو کر رکھ دوں گی۔''

رادھیکا رکی پھر اپنے بھائی کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''کیا اس تعاقب میں اعتقاد بھائی بھی ان کے ساتھ ہے؟''

کشن سنگھ کہنے لگا۔

''نہیں میری بہن! ایسا نہیں ہے۔ اعتقاد خاں کو اوغر خاں نے رائے گڑھ ہی میں چھوڑا تھا۔ اعتقاد خاں کے ذمہ یہ کام لگایا تھا کہ وہ رائے گڑھ کا نظم و نسق درست کرے۔ اب چونکہ مسلمانوں نے رائے گڑھ پر قبضہ کر لیا ہے لہٰذا رائے گڑھ میں اس وقت راجہ رام اور دوسرے سالاروں کے علاوہ شمبھو جی کے بیوی بچے بھی قیام کیے ہوئے تھے۔

کہتے ہیں اعتقاد خاں مرہٹہ خاندان کی تمام عورتیں، بچے، شمبھو جی کے بچے جن میں شمبھو جی کا ایک دس سالہ لڑکا شاہو جی بھی شامل ہے ان سب کو لے کر وہ احمد نگر کی طرف گیا اور انہیں اورنگ زیب عالمگیر کے سامنے پیش کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے جب ان لوگوں کو اورنگ زیب عالمگیر کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے ان لوگوں سے نہایت باعزت سلوک کیا اور ان کے آرام و آسائش کا بھی بہترین خیال رکھا۔''

کشن سنگھ جب رکا تب بڑے تجسس بھرے انداز میں رادھیکا نے پوچھ لیا۔

''بھائی! یہ ساری خبریں آپ کو کہاں سے ملیں؟''

جواب میں کشن سنگھ مسکرا دیا۔ کہنے لگا۔

''میں مسلمانوں کے پڑاؤ میں گیا ہوا تھا۔ شہاب الدین کے پاس کچھ دیر بیٹھا اور یہ ساری خبریں مجھے وہاں سے ہی ملیں۔ اس کے علاوہ ایک اور بہت اچھی خبر بھی میرے پاس ہے۔''

پیار بھرے انداز میں رادھیکا نے کشن سنگھ کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔

Marfat.com

''اگر ایک اور اچھی خبر ہے تو میرے بھائی! بتاتے کیوں نہیں؟''
کشن سنگھ پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔
''اچھی خبر یہ ہے کہ گزشتہ دو دن سے رن مست خاں یہاں پہنچا ہوا ہے۔ پڑاؤ میں اس سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے اس سے کہا تھا حویلی میں آنا اور شام کا کھانا ہمارے ساتھ کھانا۔''
اس موقع پر رادھیکا نے گھورنے کے انداز میں کشن سنگھ کی طرف دیکھا، کہنے لگی۔
''بھائی! آپ نے یہ تو بہت غلط کیا۔ اگر رن مست یہاں آیا ہوا ہے تو آپ اسے اپنے ساتھ لے کر آتے۔ وہ اوغر خاں کا بھائی ہے۔ اس لحاظ سے اب وہ میرا بھی بھائی ہے۔ یہ تو آپ نے بہت بڑی غلطی کی۔ وہ کیا سوچے گا کہ آپ اسے وہاں ہی چھوڑ آئے۔ رن مست یہاں آئے گا تو میں اس سے بھی پوچھوں گی کہ وہ دو دن کا یہاں آیا ہوا ہے اور اس نے ہماری طرف آنے کی زحمت نہیں کی۔ لیکن میرے بھائی! تمہاری غلطی یہ ہے کہ تم اسے اپنے ساتھ نہیں لے کر آئے۔ اگر اسے اپنے ساتھ لاتے تو اس کی بھی عزت افزائی ہوتی۔ تم اسے وہاں چھوڑ آئے ہو لہٰذا اس نے یہی خیال کیا ہوگا کہ تم نے اوپر اوپر سے اسے پوچھا ہے۔''
رادھیکا کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے کشن سنگھ بول اٹھا تھا۔
''میری بہن! ایسی کوئی بات نہیں۔ تم اٹھو، میرے ساتھ دیوان خانے میں چلو۔ رن مست کو میں اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں۔ وہ اس وقت دیوان خانے میں بیٹھا ہم دونوں بہن بھائی کا انتظار کر رہا ہوگا۔ میں اسے کہہ کر آیا ہوں کہ میں رادھیکا کو لے کر آتا ہوں۔''
رادھیکا نے گھورنے کے انداز میں کشن سنگھ کی طرف دیکھا، کہنے لگی۔
''میرے بھائی! تم نے تو تھوڑی دیر پہلے مجھ سے کہا تھا کہ تم کافی دیر ہوئی لشکر سے گھر لوٹ چکے ہو اور یہ کہ پاروتی کے پاس بیٹھے رہے ہو۔ اور اس پر تم نے اوغر خاں سے میری محبت کی ساری کیفیت بیان کر دی ہے۔''
کشن سنگھ مسکرایا، کہنے لگا۔
''میری بہن! تمہاری محبت کی داستان تو پاروتی نے مجھے صبح ہی کہہ دی تھی۔

Marfat.com

لیکن میں اس موضوع پر بڑی سنجیدگی سے تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ ساتھ ہی مجھے ان علاقوں میں گشت کرنے والے لشکری نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ رن مست آیا ہوا ہے۔ اس بناء پر میں لشکر گاہ میں چلا گیا۔ بہرحال میری بہن! یہ باتیں بعد میں کرنے کی ہیں۔ اٹھو! رن مست اکیلا بیٹھا ہم دونوں بہن بھائی کا انتظار کر رہا ہوگا۔''

رادھیکا اٹھ کھڑی ہوئی۔ دونوں بہن بھائی دیوان خانہ میں داخل ہوئے۔ وہاں رن مست اکیلا ایک نشست پر بیٹھا ہوا تھا۔ جونہی وہ دونوں بہن بھائی دیوان خانے میں داخل ہوئے رن مست اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ مسکراتے ہوئے رادھیکا قریب گئی۔ کہنے لگی۔

''بھائی! تم کیسے ہو؟''

رن مست نے مسکراتے ہوئے اپنی خیریت بتائی پھر تینوں نشستوں پر بیٹھ گئے۔ اس موقع پر رادھیکا نے پھر رن مست خاں کو مخاطب کیا۔

''میرے بھائی! تمہارے آنے کی اطلاع تو چند دن پہلے ہی ہمیں ہو چکی تھی کہ تم یہاں جو لشکر ہے اس کے لئے کچھ سامان لے کر آ رہے ہو۔ لیکن کیا تم احمد نگر سے ہو کر آ رہے ہو؟ بھائی سے بھی مل کر آ رہے ہو یا باہر ہی باہر آئے ہو؟''

جواب میں رن مست خاں کہنے لگا۔

''میں پہلے احمد نگر گیا تھا۔ وہاں بھائی سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ میرِ محترم سے میں نے چند دن اپنی بیوی کے پاس سورت میں رہنے کی اجازت لی تھی۔ ایک ہفتہ میں سورت میں زرنگار کے پاس رہا، اس دوران بھائی اور اعتقاد خاں رائے گڑھ پر حملہ آور ہونے کے لئے چلے گئے تھے۔ اب سنا ہے بھائی مرہٹوں کے پیشوا راجہ رام کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ وہ وہاں سے لوٹیں تو پھر بھائی کو میں نے ایک بار سورت لے کر جانا ہے۔''

رن مست خاں جب خاموش ہوا تو تجسس بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے رادھیکا بول اٹھی۔

''کیوں...... انہیں سورت کیوں لے کر جانا ہے؟''

رادھیکا کے اس سوال پر رن مست خاں کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔ کہنے لگا۔

''رادھیکا میری بہن! تم جانتی ہو کہ شیتل کے مارے جانے کے باعث بھائی

Marfat.com

کچھ اداس اور افسردہ رہنے لگے ہیں۔ میری بہن! تم دونوں بہن بھائی ان کے پڑاؤ میں رہے ہو۔ وہ تم لوگوں سے ٹھٹھہ مذاق بھی کر لیا کرتے تھے، لوگوں سے گھل مل جاتے تھے، اٹھتے بیٹھتے تھے۔ اب انہوں نے سنجیدگی اختیار کر لی ہے۔ بہت کم بولتے ہیں، کسی سے زیادہ ملتے بھی نہیں ہیں۔ ان کی اس حالت پر جہاں میں خود پریشان ہوں وہاں زرنگار کے ماں باپ بھی فکرمند ہیں۔ لہٰذا زرنگار کی ماں سلطانہ نے سورت شہر میں ایک لڑکی کا چناؤ کیا ہوا ہے اور وہ اس لڑکی سے بھائی کی شادی کرانا چاہتی ہیں۔"

رن مست خاں کے اس انکشاف پر جہاں کشن سنگھ پریشانی اور فکرمندی کا شکار ہو گیا تھا وہاں رادھیکا کے چہرے پر بھی ہوائیاں اُڑنے لگی تھیں۔ پریشانیاں و فکرمندیاں، غم اور دکھ بھرے احساسات اس کے چہرے پر ہجوم کر آئے تھے۔ کچھ دیر خاموشی رہی۔ یہاں تک کہ رادھیکا نے پھر رن مست خاں کو مخاطب کیا۔

"وہ لڑکی کون ہے اور......"

رادھیکا اپنی بات مکمل نہ کر سکی۔ رن مست بول اٹھا تھا۔

"زرنگار کی ماں کا کہنا ہے کہ وہ انتہا درجہ کی ایک خوبصورت لڑکی ہے۔ اس کے آباؤ اجداد تاجر پیشہ ہیں۔ لڑکی کو ابھی صرف زرنگار کی ماں نے دیکھا ہے۔ ابھی ان سے رشتے کی بات نہیں کی۔ زرنگار کی اماں چاہتی ہے کہ پہلے بھائی کو سورت لے جایا جائے گا پھر کسی بہانے سے لڑکی کو زرنگار اور اس کی ماں اپنے ہاں بلائیں گی۔ چھوٹی سی ایک دعوت ہو جائے گی جس کے دوران بھائی کو اس لڑکی کی جھلک دکھائی جائے گی۔ اس کے بعد اگر بھائی نے پسند کیا تو اس لڑکی سے بھائی کا رشتہ طے کر کے شادی کی تاریخ مقرر کر دی جائے گی۔ میں خود اس سلسلے میں تاخیر نہیں چاہتا تھا۔ میرے علاوہ زرنگار کے ماں باپ بھی چاہتے ہیں کہ بھائی کی شادی بھی وقت ضائع کیے بغیر ہونی چاہیے۔"

رن مست خاں جب خاموش ہوا تو کمرے میں تھوڑی دیر تک کاٹ کھانے والی خاموشی طاری رہی پھر رادھیکا دکھ بھرے انداز میں کہنے لگی۔

"رن مست میرے بھائی! اس طرح تو میرے کیے کرائے پر پانی پھر کر رہ جائے گا۔"

چونکنے کے انداز میں رن مست نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

Marfat.com

''رادھیکا میری بہن! میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟''
اس موقع پر رادھیکا نے اپنے آپ کو سنبھالا، کچھ سوچا پھر کہنے لگی۔
''دراصل بات یہ ہے کہ یہاں بھی میں نے اوغر خاں کے لئے لڑکی تلاش کر رکھی ہے۔ وہ لڑکی میری پسند کی ہے۔ اس لڑکی نے گو اوغر خاں کو نہیں دیکھ رکھا لیکن وہ غائبانہ طور پر ہی اوغر خاں سے محبت کرتی ہے۔ لہٰذا میرے بھائی! اس موقع پر میری تم سے التماس ہے کہ اوغر خاں کو سورت لے جانے سے پہلے یہاں میرے پاس لے کر آؤ۔ یہاں ہمارے ہاں جو لڑکی ہے پہلے اوغر خاں اسے دیکھے گا۔ اگر یہاں کی لڑکی کو اس نے پسند نہ کیا تو پھر اوغر خاں کو سورت شہر والی لڑکی دکھائیں گے اور اس نے اگر اسے پسند کر لیا تو اس کی شادی طے کر لیں گے۔''
رادھیکا یہاں تک کہنے کے بعد لحہ بھر کے لئے رکی، پھر رن مست خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔
''رن مست خاں! بھائی بتا رہا تھا کہ مرہٹوں کے پیشوا راجہ رام کا تعاقب کرتے ہوئے اوغر خاں ان علاقوں سے آگے نکل گئے ہیں اور یہ بھی سنا ہے کہ اگر انہوں نے راجہ رام کو گرفتار کر لیا تو یا وہ راجہ رام کو پکڑنے میں کامیاب نہ ہوئے تب بھی دونوں صورتوں میں وہ انہی راستوں سے واپس جائیں گے۔
میرے بھائی! کیا ایسا ممکن نہیں کہ اوغر خاں کی واپسی تک تم بھی یہیں قیام کرو۔ پھر دونوں بھائی یہاں سے رخصت ہونا۔ اس دوران میں اوغر خاں کو وہ لڑکی بھی دکھا لوں گی جسے میں نے اس کے لئے پسند کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ تم بھی یقیناً لڑکی کو پسند کرو گے۔ لڑکی والوں کی کچھ مجبوریاں بھی ہیں، وہ شادی بھی جلدی کرنا چاہتے ہیں۔''
رن مست خاں نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔
''میری بہن! میں نے آج رات کے وقت یہاں سے کوچ کر جانا ہے۔ میں پہلے ہی دو دن یہاں قیام کر چکا ہوں۔ بھائی کا کچھ پتہ نہیں وہ کب لوٹتے ہیں؟ اس کے لئے انہیں ایک ہفتہ بھی لگ سکتا ہے، دو چار دن بھی لگ سکتے ہیں۔ لیکن میں یہاں اتنے دن قیام نہیں کر سکتا۔ میری بہن! کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم مجھے آج وہ لڑکی دکھا دو جسے تم نے میرے بھائی اوغر خاں کے لئے پسند کیا ہے؟''
رن مست خاں کے اس سوال پر رادھیکا کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتی رہی پھر

Marfat.com

اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میرے بھائی! فی الحال تو میں تمہیں وہ لڑکی نہیں دکھا سکتی لیکن میں تمہارے سامنے اس کا خاکہ کچھ یوں پیش کر سکتی ہوں کہ وہ لڑکی قد کاٹھ میں بالکل میرے جیسی ہے۔ میرے بھائی! اگر تم مجھے خوبصورت اور حسین سمجھتے ہو تو پھر یوں جانو وہ لڑکی خوبصورت بھی میرے جیسی ہے۔''

رادھیکا کے ان الفاظ پر رن مست خاں خوش ہو گیا تھا پھر کہنے لگا۔

''میری بہن! اگر وہ لڑکی جس کا انتخاب آپ نے میرے بھائی کے لئے کیا ہے اگر وہ اپنے قد کاٹھ، خوبصورتی اور حُسن میں بالکل آپ جیسی ہے تو پھر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بھائی سورت والی لڑکی پر اس لڑکی کو ترجیح دیں گے جسے آپ نے ان کے لئے پسند کیا ہے اور اس کی وجہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ رادھیکا میری بہن! آپ اپنی شخصیت، خوبصورتی اور حُسن میں شیتل اور میری بیوی زرنگار سے کہیں آگے ہیں۔ وہ دونوں آپ کی خوبصورتی، آپ کی شخصیت اور آپ کے جمال کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔''

رن مست خاں کی اس گفتگو سے رادھیکا کسی قدر مطمئن ہو گئی تھی۔ پھر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ کہنے لگی۔

''بھائی! آپ دونوں بیٹھ کر باتیں کریں میں ذرا آپ کے کھانے کا اہتمام کرتی ہوں۔ اس لئے کہ کھانے کا وقت ہونے والا ہے۔'' اس کے ساتھ ہی رادھیکا دیوان خانے سے نکل گئی تھی۔

رن مست خاں نے اس روز رات کا کھانا کشن سنگھ اور رادھیکا کے ساتھ کھایا اور اسی رات وہ اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

Marfat.com

رادھیکا اور کشن سنگھ ایک روز شہاب الدین کے لشکر میں داخل ہوئے۔ دونوں بہن بھائی جب شہاب الدین کے خیمے میں داخل ہوئے تو شہاب الدین نے اپنی جگہ سے اٹھ کر دونوں بہن بھائی کا استقبال کیا۔ دونوں آگے بڑھ کر جب نشستوں پر بیٹھ گئے تب شہاب الدین نے انہیں مخاطب کیا۔

''آج دونوں بہن بھائی اکٹھے آئے ہیں۔ تم دونوں کا یوں آنا میں سمجھتا ہوں کسی وجہ اور علت کے بغیر نہیں ہے۔''

جواب میں ایک گہری نگاہ کشن سنگھ نے اپنے پہلو میں بیٹھی رادھیکا پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

''شہاب الدین میرے محترم! ان دنوں میری بہن کے ذہن میں دھرم کے سلسلے میں ایک خلجان اور ہیجان اٹھا ہوا ہے، اسی کے سلسلے میں ہم دونوں بہن بھائی آپ کی طرف آئے ہیں۔ اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو آپ کے لشکر میں جو آپ کے مذہبی پیشوا ہوتے ہیں کیا میری بہن کی ملاقات ان سے ہو سکتی ہے؟''

کشن سنگھ کے خاموش ہونے پر شہاب الدین نے آواز دے کر کسی کو بلایا جس کے جواب میں ایک لشکری خیمے کے دروازے پر آن کر رکا جسے دیکھتے ہی شہاب الدین کہنے لگا۔

''دیکھو کیا قاضی حسام الدین اس وقت اپنے خیمے میں ہیں؟ اگر ہیں تو واپس آ کر مجھے بتاؤ۔''

وہ لشکری وہاں سے ہٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد لوٹا اور شہاب الدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''قاضی صاحب اس وقت اپنے خیمے میں موجود ہیں۔''

یہ جواب سن کر شہاب الدین اٹھ کھڑا ہوا اور کشن سنگھ اور رادھیکا کی طرف

Marfat.com

دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔
''تم دونوں بہن بھائی اگر کچھ پوچھنا چاہتے ہو تو میرے ساتھ آؤ۔ قاضی صاحب اس وقت اپنے خیمے میں ہیں۔ میں ان سے آپ دونوں کا تعارف کرا دیتا ہوں۔ وہیں بیٹھ جائیں گے۔ رادھیکا نے جو کچھ پوچھنا ہوگا وہ پوچھ لے گی۔''
شہاب الدین کے جواب پر رادھیکا اور کشن سنگھ دونوں بہن بھائی خوش ہوئے تھے۔ پھر تینوں خیمے سے نکلے۔ ایک خیمے میں داخل ہوئے تھے۔ اندر لشکر کے قاضی حسام الدین بیٹھے ہوئے تھے۔ جب وہ تینوں خیمے میں داخل ہوئے تو اپنی جگہ سے اٹھ کر انہوں نے ان کا استقبال کیا۔ کشن سنگھ اور شہاب الدین سے پُرجوش انداز میں مصافحہ کیا۔ تینوں کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ شہاب الدین نے پہلے کشن سنگھ اور رادھیکا کا ان سے تعارف کرایا پھر قاضی حسام الدین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''یہ بچی جس کا نام میں نے آپ سے رادھیکا کہا ہے یوں جانیں یہ میری بہن ہے۔ یہ آپ سے دین دھرم سے متعلق کچھ پوچھنا چاہتی ہے۔''
شہاب الدین کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ قاضی حسام الدین نے رادھیکا کی طرف دیکھا پھر انتہائی شفقت میں کہنے لگے۔
''بچی! جو کچھ تُو پوچھنا چاہتی ہے پوچھ۔''
شہاب الدین کے ان الفاظ پر رادھیکا نے کچھ سوچا پھر کہنے لگی۔
''قاضی صاحب! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا مردم پرستی گناہ ہے؟ اور کیا مردم پرستی اور دیوتا پرستی صرف ہمارے دھرم میں ہے؟ اور کیا انسان کو ایسا کرنا چاہئے یا نہیں؟ میرا سب سے پہلا سوال تو یہ ہے اس کا جب جواب ملے گا تو پھر میں دیکھوں گی کہ اپنی تسلی کے لئے مجھے کوئی اور سوال کرنا چاہئے یا نہیں۔''
رادھیکا کے اس سوال پر قاضی حسام الدین نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری، لمحہ بھر کے لئے ہلکا سا تبسم بھی ان کے چہرے پر نمودار ہوا پھر کہنے لگے۔
''بیٹی! انسان پرستی اور انسان کی پوجا کرنا، انسان کو خالق اور رازق سمجھنا، انسان کے آگے سر جھکانا ہمارے ہاں گناہِ کبیرہ ہے۔ حرام ہے۔ میری بچی! زمانہ قدیم میں مُردہ انسانوں کی پوجا کی جاتی تھی۔ روح کے بارے میں قدیم انسانوں کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ اپنی مرضی کی مالک ہے اور جب چاہے جسم میں واپس آ سکتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں لوگ مُردوں سے خوف محسوس کرنے لگے کہ نہ جانے وہ روح اپنے مُردے

Marfat.com

میں آ کر کب مُردہ زندہ ہو کر واپس آ جائے۔ اس لئے وہ ان مُردوں کی ضروریاتِ مادی ان کی قبروں پر رکھ دیتے تھے۔ بلکہ اگر کوئی سردار یا بزرگ مر جاتا تو اس کی بیوی اور غلاموں کو بھی قتل کر کے اس کے ساتھ ہی دفن کر دیا کرتے تھے۔ مُردوں سے ڈرنا اور دنیاوی مصائب کو ان کی طرف منسوب کرنا جب شروع ہوا تو نتیجہ یہ نکلا کہ مُردو کو لوگ مافوق الفطرت قوت تسلیم کرنے لگے۔

قدیم انسان کو بہت جلد اپنے فانی ہونے کا احساس ہو گیا۔ خوف اور نیستی نے اسے زندہ انسان کے احترام اور پرستش کی طرف مائل کیا۔ خصوصاً طاقتوروں اور سرداروں کو مافوق الفطرت قوت کا مالک سمجھا جانے لگا۔ یہ احترام اس قدر بڑھا کہ ان کی طرف دیکھنا، ان کی نشست پر بیٹھنا بے ادبی اور حرام قرار دیا گیا۔ سرداروں کے ساتھ ساتھ پروہتوں، کاہنوں اور جادوگروں کی پرستش کا بھی رواج عام ہو گیا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قاضی حسام الدین رکے پھر وہ اپنی بات کو بڑھاتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

''بیٹی! انسان پرستی کا باقاعدہ آغاز تو مصر سے ہوا۔ ان کے ہاں دیوتاؤں کے ساتھ ساتھ مُردہ پرستی بھی رائج تھی۔ یہ مُردہ پرستی آگے چل کر انسان پرستی میں تبدیل ہو گئی۔ مصر کے بادشاہ خود کو سورج دیوتا کا مظہر سمجھتے تھے۔ بادشاہ کے جسم کو دیوتاؤں کا جسم قرار دیا جاتا تھا جو وفات کے بعد دیوتا بنا دیئے جاتے تھے اور انہیں مختلف نام دے دیئے جاتے تھے۔

قدیم مصری تحریروں میں ایسے خطابات کا پتہ چلتا ہے جن میں بادشاہ کو خدا بلکہ اس سے بھی اعلیٰ مرتبے کا حامل قرار دیا جاتا تھا۔ دیوتاؤں کے مقابلے میں سب سے زیادہ قوی اور مقدس بادشاہ کی ذات تھی۔ مصر کے حکمرانوں میں فراعنہ کے خاندان کے اکثر بادشاہوں نے یہ القاب استعمال کئے۔

چند ایک فرعونوں کو چھوڑ کر دیگر تمام فرعون اپنے آپ کو خدا سمجھتے تھے اور خدا بنے بیٹھے تھے۔ یہی حال بابل کے بادشاہوں کا بھی تھا۔ ان میں سے نمرود کا ذکر اکثر مختلف مذاہب کی کتابوں میں بھی ملتا ہے وہ بھی اپنے آپ کو خدا ہی خیال کرتا تھا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ایک بار پھر قاضی حسام الدین رکے، دوبارہ غور سے رادھیکا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے۔

''بیٹی! اب میں تمہارے دھرم کی طرف آتا ہوں۔ ہندوؤں کے ہاں بھی یہ

Marfat.com

عقیدہ ہے کہ دیوتا انسانی شکل میں نمودار ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہندوؤں کے وشنو، کرشن اور رام وغیرہ جیسے اوتار بھگوان ہی کا روپ قرار دیئے گئے ہیں۔ نیز یہ بھی سمجھا گیا کہ بھگوان کسی بھی روپ میں کسی بھی ذات میں پیدا ہو سکتا ہے اور اسے دنیاوی خواہشات سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ اس کی بناء پر جوگیوں، سنیاسیوں اور ملنگوں کی پرستش بھی شروع ہوئی۔ یہی چیز آگے چل کر مسلمانوں میں بھی داخل ہو چکی ہے۔ ملنگوں اور مست و مجذوب لوگوں کے آگے سر جھکایا جانے لگا ہے۔

بیٹی! مصر کے بعد انسان پرستی یا شاہ پرستی سب سے زیادہ یونان اور پھر جاپان میں رہی۔ قدیم یونانیوں میں ہر سال بادشاہ کی سالگرہ بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی تھی۔ مرنے کے بعد بھی اس کی پوجا برقرار رہتی بلکہ اسے دیوتاؤں میں شامل کر لیا جاتا تھا۔

بعض پرانی یونانی کتابوں میں ایسے دیوتاؤں کا ذکر ملتا ہے جو انسان تھے اور اس کے باوجود غیر فانی سمجھے جاتے تھے۔ ان سے متعلق عقیدہ عام تھا کہ وہ قادرِ مطلق ہیں اور جب چاہیں اپنے آپ کو دنیا میں ظاہر کر سکتے ہیں۔

قدیم یونان کے اس عقیدے پر یونانی فلسفہ نے آخر کار کاری ضرب لگائی۔ فیثا غورث، ارسطو اور افلاطون جیسے فلسفیوں کے افکار نے دیوتاؤں کو نظامِ کائنات سے بالکل بے دخل کر دیا۔ انسان کو مجبور و محض قرار دے دیا گیا اور دیوتاؤں کے غیر فانی ہونے کے عقیدے کی جگہ عناصرِ اربعہ کی بقاء نے لے لی۔

یونانیوں سے انسان پرستی اور بادشاہ پرستی کا عقیدہ رومنوں میں بھی منتقل ہوا۔ ان کے بادشاہ مسجودِ خلائق بن کر حکمرانی کرتے رہے۔ سکندر اعظم کے باپ فلپ مقدونی کی پرستش اس کی زندگی میں کی جانے لگی تھی اور اس نے شاہ پرستی کو باقاعدہ قانونی شکل دی تھی۔

رومنوں کے شہنشاہ اگسٹس کے مرتے ہی سینٹ نے فیصلہ صادر کر دیا کہ اسے خداؤں کے زمرے میں شامل کر لیا جائے۔ بادشاہ کی پرستش سے انکار کرنے والوں کو سزا دی جاتی تھی۔ آگے چل کر ان بادشاہوں کے باقاعدہ مجسمے بھی تیار ہونے لگے تھے۔

رومنوں کی طرح یورپ کی اکثر اقوام بھی انسان پرستی کی قائل تھیں۔ خصوصاً ٹیوٹانی لوگ دیوتاؤں کے بار بار انسانی روپ میں پیدا ہونے پر یقین رکھتے تھے۔

Marfat.com

بادشاہوں کو خدا سمجھا جاتا تھا۔ ان کا زبردست احترام کیا جاتا تھا اور ان کے عتاب سے بچنے کے لئے طرح طرح کے جتن کیے جاتے تھے۔ قربانیاں پیش کی جاتی تھیں، نذرانے چڑھائے جاتے تھے۔

مشرقِ بعید میں میری بیٹی! انسان پرستی کی سب سے بڑی مثال بُدھ مت کے پیرکاروں اور جاپانیوں کے ہاں ملتی ہے۔ بُدھ مت کے پیروکاروں نے مہاتما بُدھ کو خدا ہی کا مظہر قرار دے رکھا ہے اور اس کے مجسموں کی پرستش کرتے ہیں۔

جاپانیوں کے ہاں بادشاہ کی پوجا اب تک رائج ہے۔ وہاں بادشاہ کو دیوی کی اولاد قرار دیا گیا۔ یوں وہاں سب سے پہلے جس بادشاہ کی پوجا شروع ہوئی اس کا نام جیموں ٹینوں تھا۔ شاہی محل قومی مذہب کا مرکز بن گیا تھا اور بادشاہ کو آسمان کا بیٹا قرار دے کر اختیارات اس کے ہاتھ میں دے دیئے گئے تھے۔ (تاریخ میں اس سے بڑی مثال اور نہیں مل سکتی کہ آج سے ڈھائی ہزار سال پیشتر جس خاندان نے اپنا شجرۂ نسب دیوتاؤں سے ملایا تھا آج تک وہی خاندان وہاں بڑے طمطراق کے ساتھ حکمرانی کر رہا ہے)

یہاں تک کہنے کے بعد قاضی حسام الدین جب خاموش ہوئے تب کچھ دیر کی سوچ و بچار کے بعد رادھیکا پھر بول اٹھی۔

''آپ نے انسان پرستی، مُردہ پرستی اور بادشاہ پرستی کی تفصیل تو مجھے بتا دی۔ اب آپ کا دین انسان سے متعلق کیا کہتا ہے؟''

جواب میں قاضی حسام الدین نے گلا صاف کیا پھر کہنے لگے۔

''بیٹی! انسان کو اللہ تعالیٰ نے دیگر مخلوقات میں اشرف ترین مقام دیا ہے اور اسے اپنی بہترین مخلوق بھی قرار دیا گیا ہے جسے بہترین صورت و ہیئت میں پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے لئے خداوندِ قدوس نے ہماری کتابِ مقدس میں فرمایا ہے۔

''یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا۔''

''میری بیٹی! ہمارا دین زمین پر انسان کے منصب اور نظریۂ حیات پر مکمل روشنی ڈالتا ہے۔ انسان نے کبھی بھی بذاتِ خود یہ کوشش نہیں کی کہ اپنے مقصدِ تخلیق کو سمجھے۔ کبھی اس نے خود کو بالکل ہی بے بس اور مجبور مخلوق تصور کر لیا اور کبھی جبر و اختیار کا بے پناہ مالک بن بیٹھا۔

اسلام کے نزدیک ان دونوں انتہاؤں کے مابین اصل حقیقت کچھ اور ہے۔

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ مختصر سے عرصۂ حیات میں انسان خود کو ایک لمحہ کے لئے بھی زندہ رکھنے پر قادر نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ فرمانِ خداوندی بھی ہے کہ انسان کو اس کائنات میں ایک اہم مقام حاصل ہے لیکن انسان اس کائنات میں خداوندِ قدوس کے نائب کی حیثیت رکھتا ہے۔

انسان اس کائنات میں تصرف کرنے کا حق دار ہے۔ نائب کے اس فرض کو ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان خدا کے سوا کسی اور کے آگے نہ جھکے۔ دنیا کی اشیاء کو خدا کے احکامات کی حدود میں رہتے ہوئے استعمال کرے، انہیں امانت سمجھے، اپنے اعمال خدا کے قانون کے مطابق انجام دے اور قیامت کے روز جوابدہی کو پیشِ نظر رکھے۔ ان عوامل کو سامنے رکھتے ہوئے ہر کوئی یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ اس دنیا میں انسان کسی خاص مقصد کے لئے بھیجا گیا ہے۔ گویا اس کا اپنا کوئی نصب العین ہے جس کے لئے اسے زندگی بسر کرنا ہے۔''

قاضی حسام الدین جب رکے تب رادھیکا نے تیسرا سوال داغ دیا۔

''قاضی صاحب! انسان کی تخلیق کے بارے میں آپ کا دین کیا کہتا ہے؟ برا نہ مانئے گا اس وقت میرے ذہن میں دھرم سے متعلق جو خلجان ہے اس کے تحت میں ایک سکون، ایک آسودگی حاصل کرنا چاہتی ہوں۔''

رادھیکا کے خاموش ہونے پر قاضی حسام الدین نے بڑی شفقت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''بیٹی! انسان جسے آدمی بھی کہتے ہیں اور جو نسلِ انسانی سے تعلق رکھنے والا ہے جسے ہم اشرف المخلوقات بھی کہتے ہیں اس کی تخلیق اسی عالمِ گل سے ہوئی جس کے بارے میں ہماری مقدس کتاب کہتی ہے:

''ہم نے انسان کو سوکھی مٹی سے، سیاہ کیچڑ سے جو متغیر ہو چکا تھا پیدا کیا اور جنوں کو ہم نے تیز آگ سے پیدا کیا۔ اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ اس انسان کو سوکھی ہوئی مٹی اور سیاہ متغیر کیچڑ سے پیدا کرنے والا ہوں جب میں اسے تکمیل کو پہنچاؤں اور اپنی روح اس میں پھونکوں تو تم اس کے لئے سجدہ کرنا اور سارے فرشتوں نے فرمانبرداری کی مگر ابلیس نے انکار کر دیا کہ وہ سجدہ کرے۔

اس پر کائنات کے مالک خداوند قدوس نے ابلیس کو مخاطب کر کے فرمایا۔

''کیا وجہ ہے کہ ابلیس! تو فرمانبرداری کرنے والوں کے ساتھ نہیں ہوتا؟''

Marfat.com

جواب میں ابلیس کہنے لگا۔

''یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ میں انسان کی فرمانبرداری کروں جسے تُو نے سوکھی مٹی سے جو متغیر ہو چکی تھی پیدا کیا۔''

اس پر خداوند قدوس نے ابلیس سے متعلق فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا۔

''نکل جا...... کیونکہ تُو مردود ہو گیا ہے اور تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔''

اس نے کہا۔ ''میرے رب! تُو مجھے اس دن تک مہلت دے جس دن انسان اٹھائے جائیں گے۔''

خداوندِ قدوس نے فرمایا۔ ''تجھے مہلت ہے ایک معلوم وقت تک۔''

ابلیس کہنے لگا۔

''میرے رب! جس طرح تُو نے مجھے گمراہ ٹھہرایا ہے اسی طرح میں انسان کو زمین پر خوبصورت بن کر دکھاؤں گا اور ان سب کو ناکام رکھوں گا سوائے تیرے خاص بندوں کے۔''

ابلیس کی اس گفتگو کے جواب میں خداوندِ قدوس نے فرمایا۔

''یہ سیدھا راستہ ہے میری طرف کہ میرے بندوں میں تیرا کوئی غلبہ نہیں ہو گا۔ مگر وہ جاہلوں میں سے ہوں گے جو تیرے پیچھے چلیں گے اور یقیناً ان سب کی جگہ دوزخ مقرر ہے۔''

یہاں تک کہتے کہتے قاضی حسام الدین کو رک جانا پڑا اس لئے کہ بیچ میں رادھیکا پھر بول اٹھی تھی۔

''قاضی صاحب! اگر اس کائنات کا ناظم، مالک اور منتظم اعلیٰ خدا ہے تو پھر اس کائنات میں ظالم ظلم کیوں کرتا ہے؟ قاتل قتل کیوں کرتا ہے؟ چور چوری کیوں کرتا ہے؟ کیا وہ حاکم اعلیٰ ایسے لوگوں کو روک نہیں سکتا؟''

قاضی حسام الدین مسکرائے۔ کہنے لگے۔

''میری بیٹی! ہر انسان کے اندر خداوندِ قدوس نے دو داعیے رکھے ہیں۔ نیکی اور بدی کا داعیہ۔ اب انسان کو اختیار اور ارادے کی بھی آزادی دی ہوئی ہے۔ چاہے وہ نیکی کے داعیئے کو استعمال کرتا رہے چاہے بدی کے داعیئے کو۔ جو وہ اعمال کرے گا اس کی سزا و جزا اسے قیامت کے دن دی جائے گی۔ جہاں تک قاتل و ظالم اور چور کے اعمال کا تعلق ہے تو میری بیٹی! خداوندِ قدوس نے کائنات میں جو قانونِ

Marfat.com

فطرت ڈالا ہوا ہے اس کے اندر دو چیزیں کارفرما ہیں۔ ایک خداوندِ قدوس کی مشیت دوسری خداوندِ قدوس کی رضامندی۔

چور جب چوری کرتا ہے، قاتل جب قتل کرتا ہے، ظالم جب ظلم کرتا ہے تو اس میں خداوندِ قدوس کی مشیت شامل ہوتی ہے۔ یعنی مشیت کے تحت اسے اجازت ہے کہ جو وہ چاہے کرے۔ لیکن اس کے ان اعمال میں خداوندِ قدوس کی رضامندی شامل نہیں ہے۔ خدا نے جو احکامات انسان کے لئے جاری کئے ہیں اگر انسان ان احکامات کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے تو خدا کی رضامندی ان میں ہے۔ خدا کا جو قانونِ مشیت ہے اس کے تحت انسان اختیار و ارادے کی آزادی کی وجہ سے ہر وہ کام کر سکتا ہے جو کرنا چاہے گا اور ان کے ان اعمال کا احتساب خداوندِ قدوس قیامت کے روز کرے گا۔''

قاضی حسام الدین جب خاموش ہوئے تب رادھیکا کہنے لگی۔

''قاضی صاحب! اگر آپ برا نہ مانیں تو کیا مجھے اجازت ہے کہ میں وقتاً فوقتاً آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے دین سے متعلق معلومات حاصل کرتی رہوں؟''

قاضی حسام الدین بڑی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگے۔

''بیٹی! تیری حیثیت میرے ہاں بیٹی کی سی ہے۔ تُو جب چاہے میرے پاس آ سکتی ہے۔ جو سوال تُو کرے گی اس کا جو بھی شافی جواب مجھے آتا ہو گا میں تجھ سے کہہ دیا کروں گا۔''

اس پر ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے کشن سنگھ اور رادھیکا دونوں بہن بھائی اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر انہوں نے قاضی حسام الدین سے جانے کی اجازت لی۔ قاضی صاحب بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ساتھ ہی شہاب الدین بھی کھڑا ہو گیا تھا۔ شہاب الدین خیمے کے باہر تک ان دونوں بہن بھائی کے ساتھ آیا پھر شہاب الدین اپنے خیمے کی طرف چلا گیا جبکہ رادھیکا اور کشن دونوں بہن بھائی اپنی حویلی کا رخ کر رہے تھے۔

❖

جن دنوں اوغر خاں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ مرہٹوں کے پیشوا راجہ رام کے پیچھے پڑا ہوا تھا اور راجہ رام اس سے بچنے کے لئے ادھر اُدھر دربدر کی ٹھوکریں کھا رہا

Marfat.com

تھا انہی دنوں مرہٹوں کا دوسرا سالار ہرجی اس لشکر کو لے کر حیدر آباد کی طرف بڑھا جس لشکر کے ساتھ اس نے رائے گڑھ سے فرار اختیار کیا تھا۔

جس وقت اوغر خاں کے آگے آگے راجہ رام بھاگ رہا تھا تو دوسرے سالار جن میں سنت، دھن اور کچھ دیگر بھی نمایاں تھے وہ بھی اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ہرجی سے جا ملے تھے۔ اب اوغر خاں اکیلے راجہ رام کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔ راجہ رام چونکہ مرہٹوں کا پیشوا تھا لہٰذا اوغر خاں چاہتا تھا کہ اس کا خاتمہ کر کے مرہٹوں پر ایک کاری ضرب لگائے۔ لیکن جن علاقوں کے اندر راجہ رام سرگرداں تھا وہ علاقے اس کے دیکھے بھالے تھے جبکہ اوغر خاں ان علاقوں سے چونکہ نا آشنا تھا لہٰذا اوغر خاں کے آگے آگے بھاگتے ہوئے راجہ رام جنجی نام کے علاقوں کی طرف چلا گیا۔ اس طرح وہ اوغر خاں کے تعاقب سے بچ کر ایک طرح سے محفوظ مقام پر پہنچ گیا تھا۔ اوغر خاں نے احتیاطاً اپنے لشکر کے ساتھ کچھ دنوں کے لئے وہیں قیام کر لیا تھا جہاں راجہ رام اس کے سامنے سے روپوش ہو گیا تھا۔

دوسری طرف ہرجی اور دوسرے مرہٹہ سالار حیدر آباد کی طرف بڑھے۔ حیدر آباد میں اس وقت کوئی مسلمانوں کی بڑی قوت نہ تھی۔ لہٰذا ہرجی اور دوسرے مرہٹہ سالاروں نے حملہ آور ہو کر حیدر آباد پر قبضہ کر لیا۔ حیدر آباد کے علاوہ وہ مختلف علاقوں پر بھی آسانی کے ساتھ قابض ہو گئے اور انہوں نے وہاں آرکوٹ کے قلعے کے علاوہ دیگر بہت سے قلعوں پر قبضہ کرتے ہوئے نہ صرف اپنی طاقت و قوت کو مضبوط اور مستحکم بنا لیا بلکہ آس پاس اور اردگرد کے علاقوں میں لوٹ مار مچا کر رکھ دی تھی۔

ان علاقوں میں جو مغلوں کا لشکر تھا جب وہ مرہٹوں کی سرکوبی کے لئے پہنچا تو مرہٹوں نے اپنی پرانی چال چلی بظاہر خاموشی اختیار کر لی لیکن چھوٹے چھوٹے لشکروں میں بٹ کر اِدھر اُدھر پھیل کر تباہی و بربادی کا بازار گرم رکھا۔

دوسری طرف راجہ رام کے جنجی پہنچ جانے کے بعد مرہٹوں کو تقویت ملی۔ وہ پہلے پریشان تھے کہ شاید ان کا پیشوا اوغر خاں کے ہاتھوں مارا جائے گا لیکن اس کے جنجی پہنچنے کے بعد مرہٹوں نے اور زیادہ پر پُرزے نکالنے شروع کر دیئے۔ آخر اعتقاد خاں مرہٹوں کی سرکوبی کے لئے آرکوٹ کے قلعے کی طرف بڑھا۔

دوسری طرف اوغر خاں ابھی تک وہیں قیام کئے تھا جہاں اس نے راجہ رام کا

Marfat.com

تعاقب ترک کر دیا تھا۔ اعتقاد خاں جب مرہٹوں کے قریب گیا تو مرہٹوں کے گشتی دستوں نے اعتقاد خاں کے لشکر کے لئے اجناس کی بہم رسانی بند کرا دی۔ اعتقاد خاں آگے بڑھ کر آرکوٹ کا محاصرہ کر کے مرہٹوں پر ضرب لگانا چاہتا تھا لیکن سامان کی بہم رسانی بند ہو جانے کی وجہ سے اسے پیچھے ہٹنا پڑا تھا۔ اس صورتِ حال کی خبر جب اورنگ زیب کو پہنچی تو اس نے اپنے بیٹے کام بخش اور ایک دوسرے سالار اسد خاں کو ایک لشکر کے علاوہ دوسرا سامان دے کر اعتقاد خاں کی طرف روانہ کیا۔

کمک پہنچنے کے بعد دسمبر کے مہینے میں اعتقاد خاں نے کام بخش اور اسد کے ساتھ مل کر قلعے کا دوبارہ محاصرہ کر لیا لیکن وہاں مرہٹوں نے ایسی طاقت وقوت جمع کر رکھی تھی کہ کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

جن دنوں اعتقاد خاں، اسد خاں اور کام بخش مرہٹوں کے ساتھ ٹکرا رہے تھے انہی دنوں مرہٹوں کے دو اور بڑے بڑے لشکر وہاں پہنچ گئے۔ مرہٹوں کے ایک لشکر نے گلیورم کے مقام پر جو مغلوں کا لشکر تھا اس پر حملہ آور ہو کر مغلوں کے لشکر کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا۔ مغلوں کے لشکر کے سالار کو مرہٹوں نے کاویری پت کے مقام پر گرفتار کر لیا۔ دوسرے مرہٹہ لشکر نے جنجی میں مرہٹوں کے علاقوں کا محاصرہ کرنے والے اعتقاد خاں کے ایک لشکر کا محاصرہ کر لیا اور اسے نقصان پہنچایا جس کی وجہ سے اعتقاد خاں کو ایک بار پھر پیچھے ہٹنا پڑا۔

اس کے پیچھے ہٹنے کے باث اورنگ زیب عالمگیر کے لشکریوں کو مزید نقصان اٹھانا پڑا۔ اس لئے کہ مرہٹے حملہ آور ہوئے اور ایک مسلمان سالار اسماعیل کو 500 گھوڑوں سمیت گرفتار کر لیا۔

جس وقت اعتقاد خاں، کام بخش اور اسد خاں تینوں مرہٹوں کے خلاف برسرِ پیکار تھے اور کوشش کر رہے تھے کہ کسی نہ کسی طرح انہیں شکست دے کر اور ان کا محاصرہ کر کے انہیں اپنے سامنے بے بس اور مجبور کر دیا جائے کہ اورنگ زیب عالمگیر بیمار ہوا اور بیماری کے دوران کچھ غیر ذمہ دار لوگوں نے اس کی وفات کی خبر اُڑا دی۔

یہ بھی مشہور کر دیا گیا کہ اورنگ زیب کے فوت ہونے کے بعد اس کے بیٹے معظم علی نے شاہ عالم کے لقب سے تخت پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ ساری خبریں شاید مرہٹے مسلمانوں کے اندر انتشار اور افراتفری پیدا کرنے کے لئے اُڑا رہے تھے۔ یہ خبر ملنے کے بعد اورنگ زیب عالمگیر کا بیٹا کام بخش بڑا گھبرایا۔ گھبراہٹ کے عالم میں

Marfat.com

اس نے مرہٹوں کے پیشوا راجہ رام کے ساتھ خفیہ خط و کتابت شروع کر دی اور یہ منصوبہ بنایا کہ وہ کسی نہ کسی طرح خود بھی راجہ رام کے پاس جنجی پہنچ جائے اور اپنے اہلِ خانہ کو بھی وہاں پہنچا دے۔ پھر مرہٹوں کی مدد سے تخت پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے۔ کام بخش وہی راستہ اختیار کرنا چاہ رہا تھا جو اس سے پہلے اس کے بڑے بھائی اکبر نے اختیار کیا تھا اور ناکام رہا تھا۔

اعتقاد خاں اور اس کے نائب اسد خاں کو جب خبر ہوئی کہ کام بخش اندر ہی اندر مرہٹوں کے ساتھ رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے تب اعتقاد خاں اور اسد خاں نے اپنے دیگر سالاروں کے ساتھ مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کی خبر نے جو لشکریوں کے اندر افراتفری پیدا کی ہے اسے رفع کرنے کے لئے فی الوقت مرہٹوں پر حملے بند کرتے ہوئے پیچھے ہٹا جائے۔ ساتھ ہی اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے کام بخش کی کڑی نگرانی کی جائے۔

لہٰذا جس علاقے میں اعتقاد خاں اور اسد خاں ان دنوں مرہٹوں کے ساتھ برسرِ پیکار تھے وہ علاقہ چھوڑ کر وہ پیچھے ہٹ گئے۔ اسی دوران اورنگ زیب عالمگیر کا بیٹا کام بخش جو مرہٹوں کے پیشوا راجہ رام کے ساتھ مل کر ساز باز کر رہا تھا اس نے ارادہ کیا کہ اعتقاد خاں اور اسد خاں دونوں کو گرفتار کر کے پورے لشکر کی کمانداری اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اس طرح اس کی طاقت وقوت میں اضافہ ہو جائے گا۔

کام بخش کے ان ارادوں کی خبر مخبروں نے اعتقاد خاں اور اسد خاں کو بھی کر دی تھی لہٰذا انہوں نے کام بخش کو گرفتار کر لیا اور اسے اورنگ زیب عالمگیر کے پاس احمد نگر روانہ کر دیا گیا۔ اس طرح مسلمانوں کے اندر ایک بہت بڑا انتشار پھیلنے کا خطرہ ٹل گیا اس لئے کہ اسی دوران یہ خبریں بھی آنی شروع ہو گئیں کہ اورنگ زیب عالمگیر نہ بیمار ہے نہ وہ فوت ہوا ہے بلکہ وہ بھلا چنگا ہے اور اپنے لشکریوں کی کارگزاری پر وہ کڑی نگاہ رکھے ہوئے ہے۔

اس صورتِ حال کے تحت اعتقاد خاں اور اسد خاں نے اپنے چند دوسرے سالاروں کے ساتھ جن میں داؤد خاں اور قاسم خاں نمایاں تھے نئے سرے سے مرہٹوں پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔

❖

رادھیکا اب بڑی باقاعدگی سے شہاب الدین کے لشکر میں قاضی حسام الدین

Marfat.com

کے پاس جانے لگی تھی۔ کبھی کبھی کشن سنگھ بھی اس کے ساتھ ہو لیتا تھا لیکن اب وہ اکثر و بیشتر اکیلی ہی چلی جاتی تھی۔ قاضی حسام الدین کے پاس بیٹھ کر وہ دین دھرم سے متعلق گفتگو کرتی۔ اسلام سے متعلق معلومات حاصل کرتی۔ اس طرح رادھیکا نے لگاتار قاضی حسام الدین کی صحبت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے اندر کافی تبدیلی پیدا کر لی تھی۔

ایک روز اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے رادھیکا اپنی حویلی میں داخل ہوئی۔ گھوڑے کو اس نے اصطبل میں باندھا، اس کی زین اتاری، اس کے منہ سے دہانہ بھی نکال دیا۔ پہلے گھوڑے کو پانی پلایا۔ اس کے آگے چارہ ڈالا۔ کچھ دیر اس کے پاس کھڑی ہو کر اس کی گردن، اس کی پیٹھ تھپتھپاتی رہی پھر وہ اصطبل سے نکلی۔ جب وہ باہر آئی تو سامنے پاروتی شاید اسی کا انتظار کر رہی تھی۔ اس کے قریب جانے کے بعد پاروتی کو مخاطب کرتے ہوئے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں رادھیکا نے پوچھ لیا۔

''اماں! کیا بات ہے؟ آپ یہاں صحن میں کیوں آن کھڑی ہوئی ہیں؟ بھائی کہاں ہے؟''

رادھیکا جب خاموش ہوئی تب پاروتی کہنے لگی۔

''بیٹی حویلی میں ایک مہمان آ کر بیٹھا ہوا ہے۔ کشن سنگھ اس وقت اس مہمان کے پاس ہی بیٹھا باتیں کر رہا ہے۔ چلو، تم بھی چلو۔''

پاروتی کی طرف رادھیکا نے غور سے دیکھا پھر کہنے لگی۔

''اماں! یہ آنے والا مہمان کون ہے؟ اور مجھے اس کے پاس کیوں جانا چاہئے؟ ہو سکتا ہے وہ بھائی کا کوئی دوست ہو۔ میں اپنی خوابگاہ کی طرف جاتی ہوں۔ بھائی کو میری آمد سے آگاہ کر دینا۔''

جواب میں پاروتی مسکرائی اور کہنے لگی۔

''بیٹی! جو مہمان اس وقت دیوان خانے میں بیٹھا ہوا ہے وہ تمہارا ہی جاننے والا ہے اور وہ تمہارے ہی انتظار میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے بعد شاید وہ یہاں سے چلا جائے۔''

رادھیکا چونکی، پاروتی کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

''اماں! میرا انتظار کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟ میں تو خود کسی کے انتظار میں رہتی ہوں اور دنیا میں اس وقت ایک ہی شخص ہے جس کا مجھے انتظار ہے۔''

Marfat.com

رادھیکا اپنی بات مکمل نہ کر سکی۔ اس لئے کہ پاروتی مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

''بیٹی! تُو پہلے دیوان خانے میں جا کر تو دیکھ۔ ہو سکتا ہے جس کا تجھے انتظار ہو وہی یہاں آ کر اور دیوان خانے میں بیٹھ کر تیرا انتظار کر رہا ہو۔''

رادھیکا نے تیز نگاہوں سے پاروتی کی طرف دیکھا پھر حویلی میں داخل ہوئی۔ پاروتی اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ رادھیکا جب دیوان خانے کے دروازے پر آئی تب دنگ رہ گئی۔ اس نے دیکھا دیوان خانے کے اندر اوغر خاں اور اس کا بھائی کشن سنگھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے رادھیکا دیوان خانے میں داخل ہوئی۔ اس کی آمد پر اوغر خاں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ کشن سنگھ بھی کھڑا ہو گیا تھا۔ رادھیکا آگے بڑھی اور ایک قاتل مسکراہٹ میں اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ کب آئے؟ آپ کھڑے کیوں ہو گئے...... بیٹھیں نا۔''

اوغر خاں بیٹھ گیا۔ وہ سامنے ہو بیٹھی۔ ایک طرف پاروتی بھی بیٹھ گئی تھی۔ اس موقع پر رادھیکا شاید اوغر خاں کو مخاطب کر کے بہت کچھ پوچھنا چاہتی تھی لیکن اوغر خاں نے اسے مخاطب کیا۔

''رادھیکا! تمہاری آمد سے پہلے کشن سے میری تفصیل کے ساتھ گفتگو ہوئی ہے۔ کشن نے مجھے بتایا ہے کہ میرا بھائی رن مست یہاں آیا تھا اور اس نے انکشاف کیا تھا کہ اس کے سسرال والے میرے لئے ایک لڑکی کا چناؤ کر چکے ہیں اور وہ لڑکی مجھے دکھانے کے بعد میرا اس کے ساتھ رشتہ طے کرنا چاہتے ہیں جبکہ تمہاری آمد سے تھوڑی دیر پہلے کشن مجھے یہ بھی بتا چکا ہے کہ ایک لڑکی کا انتخاب تم نے بھی میرے لئے کر رکھا ہے۔ یہ ساری خبریں جان کر میں تو خود حیران ہو رہا ہوں کہ میں اتنی اہمیت اختیار کر گیا ہوں کہ......''

اوغر خاں کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے رادھیکا بول اٹھی تھی۔

''آپ ابھی اتنی اہمیت اختیار نہیں کر گئے۔ اہمیت تو آپ کی پہلے بھی بہت زیادہ تھی۔ صرف دو لڑکیاں ہی آپ کے ساتھ ازدواجی رشتے میں منسلک ہونے کے لئے تیار نہیں بلکہ آپ کی شخصیت، آپ کے کردار، عادات و اطوار، آپ کے منصب، آپ کی ناموری کو دیکھتے ہوئے حسین سے حسین تر اور مغرور سے مغرور تر لڑکی بھی

Marfat.com

آپ کی ساتھی بننے کے لئے آپ کے سامنے جھک سکتی ہے۔''
رادھیکا جب رکی تب اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے اوغر خاں کہنے لگا۔
''رادھیکا! دراصل میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ مجھے یہاں سے جلد کوچ کرنا ہے۔ میں دراصل اس لڑکی کو دیکھنا چاہتا ہوں جس کا انتخاب تم نے میرے لئے کیا ہے۔ اس کے بعد سورت شہر جا کر میں دوسری لڑکی کو بھی دیکھوں گا۔ پھر فیصلہ کروں گا کہ مجھے کس کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہئے۔''
اوغر خاں کے ان الفاظ پر رادھیکا کچھ پریشان و فکرمند ہو گئی تھی۔ کہنے لگی۔
''امیر! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ چند یوم تک ہمارے ہاں رکیں۔ دونوں بہن بھائی نے اتنا عرصہ آپ کے پڑاؤ میں قیام کیا۔ کیا ہم دونوں بہن بھائی کی خاطر چند دن......''
اوغر خاں نے رادھیکا کی بات کاٹ دی۔ کہنے لگا۔
''رادھیکا! پہلے تو مجھے وہ لڑکی دکھاؤ جس کا انتخاب تم نے میرے لئے کیا ہے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ میرے متعلق تمہارا انتخاب کیسا ہے؟ اس کے بعد مل کر فیصلہ ہوگا کہ مجھے یہاں قیام کرنا چاہئے یا نہیں۔ اور اگر تم نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا تو پھر برا نہ ماننا میں ابھی اور اسی وقت یہاں سے اپنے لشکر کو لے کر کوچ کر جاؤں گا۔ شہاب الدین کا لشکر تمہاری ان بستیوں کے بائیں جانب ہے جبکہ میرے لشکر نے دائیں جانب پڑاؤ کیا ہے۔ شہاب الدین کی طرف پیغام بھیج دیا ہے کہ میں اپنے لشکر کے ساتھ یہاں پہنچ گیا ہوں۔ اس لئے آج شام کا کھانا بھی شہاب الدین میرے لشکریوں کے لئے تیار کرائے گا۔''
اوغر خاں کے ان الفاظ پر رادھیکا سنجیدہ ہو گئی تھی۔ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی پھر پاروتی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔
''اماں! تم میرے ساتھ آؤ۔ جس لڑکی کا انتخاب ہم نے امیر کے لئے کیا ہے تم اس کو بلا کر لاؤ۔ میں اپنی خوابگاہ والا کمرہ تیار کرتی ہوں۔ وہیں اس لڑکی کو بٹھاتے ہیں اور وہیں امیر سے اس کی ملاقات کا اہتمام کرتے ہیں۔''
اس کے ساتھ ہی رادھیکا پاروتی کا ہاتھ پکڑ کر دیوان خانے سے باہر نکل گئی تھی۔
دیوان خانے میں اوغر خاں اور کشن پہلے کی طرح آپس میں گفتگو کرنے لگے

Marfat.com

تھے۔ کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ دیوان خانے کے دروازے پر پاروتی نمودار ہوئی اور اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''امیر! وہ لڑکی یہاں آ گئی ہے۔ رادھیکا نے اسے اپنی خوابگاہ میں بٹھا دیا ہے۔ آپ میرے ساتھ آئیں۔ میں اُس لڑکی تک آپ کو لے جاتی ہوں۔''

کشن سنگھ اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ اوغر خاں اُٹھا۔ دیوان خانے کے دروازے پر آیا۔ پاروتی اُسے راہ داری میں کچھ آگے لے گئی۔ پھر رک گئی۔ اس کے بعد اوغر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''امیر! یہ بائیں طرف جو پہلا دروازہ ہے اس میں اندر چلے جائیں۔ وہاں وہ لڑکی بیٹھی ہے جس کا انتخاب رادھیکا نے آپ کے لئے کیا ہے۔ وہاں آپ اس سے مل سکتے ہیں، اسے دیکھ سکتے ہیں، اس سے گفتگو کر سکتے ہیں۔''

پاروتی کے ان الفاظ پر اوغر خاں نے ذومعنی انداز میں اس کی طرف دیکھا تھا۔ پھر پاروتی پیچھے ہٹ گئی جبکہ اوغر خاں آہستہ آہستہ اس کمرے کی طرف بڑھا تھا۔

❖

راہداری میں چلتا ہوا آہستہ آہستہ اوغر خاں جب اس کمرے کے دروازے پر گیا جس کمرے کے اندر اس لڑکی کو بٹھایا گیا تھا جسے اوغر خاں کے لئے پسند کیا گیا تھا اور جسے اوغر خاں نے دیکھنا تھا، دروازے پر کھڑے ہو کر اوغر خاں کچھ دیر تک غور سے اس لڑکی کو دیکھتا رہا اس لئے کہ وہ لڑکی اس وقت نشست پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا منہ مخالف سمت اور پشت اوغر خاں کی طرف تھی۔ اسے دیکھتے ہوئے اوغر خاں کچھ دیر تک دروازے پر کھڑے ہو کر مسکراتا رہا، پھر دروازے پر کھڑے ہی کھڑے ہلکے مگر پیار بھرے انداز میں اس نے پکارا۔

''رادھیکا...... رادھیکا!''

اس پکار پر وہ لڑکی بدک کر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ مڑ کر اس نے دیکھا، وہ رادھیکا تھی۔ کھل کر مسکراتے ہوئے اوغر خاں کمرے میں داخل ہوا۔ اس موقع پر رادھیکا فکرمندی سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اوغر خاں آگے بڑھا، رادھیکا ابھی تک پریشانی کے عالم میں اسے دیکھے جا رہی تھی۔ مسکراتے ہوئے اوغر خاں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا اور پیار بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''بیٹھ جاؤ! پریشان اور فکرمند کیوں ہو گئی ہو؟''

Marfat.com

اوغر خاں کے کہنے پر رادھیکا چپ چاپ اس کے قریب بیٹھ گئی۔ اس موقع پر اوغر خاں نے پھر اسے مخاطب کیا۔

''رادھیکا! اب تم یہ سوچ رہی ہو گی یا مجھ سے یہ سوال کرو گی کہ دروازے پر کھڑے ہی کھڑے مجھے کیسے پتہ چل گیا کہ تم رادھیکا ہو۔ اس لئے کہ تمہاری پشت میری طرف تھی۔ دوسرا سوال تم مجھ سے یہ بھی کر سکتی ہو کہ......''

یہاں تک کہتے کہتے اوغر خاں کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ پیار بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے رادھیکا کہنے لگی۔

''میں آپ سے کچھ نہیں پوچھوں گی۔ میں تو آپ سے صرف یہ درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ آپ مجھ سے نفرت تو نہیں کرتے؟''

اوغر خاں سنجیدہ ہو گیا تھا۔ غور سے اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''رادھیکا! تم سے نفرت کیسی؟''

رادھیکا فکرمند اور غمزدہ سی ہو گئی اور کہنے لگی۔

''آپ کے لشکر میں خیمہ گاہ کی زندگی بسر کرتے ہوئے میرے خیالات نہ جانے کیوں بھٹک گئے تھے۔ میں نے اپنے لئے کھانے کے علیحدہ برتنوں کا اہتمام کیا تھا۔ اس بناء پر اب تک میرے دل، میرے ذہن میں ایک خلش ہے کہ آپ مجھ سے میرے اس رویے کی وجہ سے ناراض نہ ہوں۔''

لمحہ بھر کے لئے اوغر خاں نے غور سے رادھیکا کی طرف دیکھا۔ اس موقع پر رادھیکا کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں اوغر خاں نے اسے مخاطب کیا۔

''ذرا میری طرف دیکھو۔''

رادھیکا نے چہرہ سیدھا کیا اور اپنی خوبصورت، بڑی بڑی آنکھیں اس نے اوغر خاں کی آنکھوں میں ڈال دیں۔ اس موقع پر اوغر خاں کہنے لگا۔

''رادھیکا! تم ایک حسین و خوبصورت اور پُر جمال لڑکی ہو جس سے کوئی نفرت نہیں کر سکتا۔''

رادھیکا نے حیرت اور خوشی کے ملے جُلے جذبات میں سوال کر دیا۔

''کیا آپ بھی؟''

''ہاں...... میں بھی تم سے نفرت نہیں کر سکتا۔'' پہلے جیسے لہجے ہی میں اوغر خاں نے کہہ دیا تھا۔

Marfat.com

''تو کیا میں سمجھ لوں کہ آپ مجھے چاہتے ہیں؟ مجھے پسند کرتے ہیں؟''
رادھیکا جب خاموش ہوئی تب اوغر خاں کہنے لگا۔
''رادھیکا! میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ جب تک شینل زندہ رہی میں اسی کی طرف مائل رہا۔ تمہارے متعلق میں نے اس طرح کبھی غور نہیں کیا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد یاد رکھنا میری نگاہوں، میرے ذہن اور میرے دل کا مرکز ہمیشہ تم ہی رہی۔ رادھیکا! یہاں آنے کے بعد کشن نے تفصیل کے ساتھ مجھے بتا دیا ہے کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو اور میری زندگی کا ساتھی بننا چاہتی ہو۔ اس نے مجھے یہ بھی بتا دیا ہے کہ تمہارے خیالات میں زمین آسمان کی تبدیلی آ چکی ہے اور تم اب کسی کو اچھوت نہیں خیال کرتیں بلکہ اور لوگوں کے مقابلے میں اپنے آپ کو اچھوت سمجھنے لگی ہو۔ اس نے مجھ پر یہ بھی انکشاف کیا کہ تم شہاب الدین کے لشکر میں قاضی حسام الدین کے پاس جاتے ہوئے اپنے ذہن میں بہت بڑی تبدیلی لانے کے ساتھ ساتھ اسلام سے متعلق بھی بہت کچھ حاصل کر چکی ہو۔''
اس موقع پر رادھیکا بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بول اٹھی۔
''اسلام سے بہت کچھ حاصل نہیں کر چکی بلکہ میں اسلام میں داخل ہو چکی ہوں اور یہ قاضی حسام الدین کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے۔''
رادھیکا رکی، کچھ دیر غور سے اس نے اوغر خاں کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔
''امیر! اس موقع پر میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ جب تک آپ یہاں نہیں آئے تھے میں بڑی فکرمند رہتی تھی، پریشان تھی کہ میں آپ سے محبت تو کرنے لگ گئی ہوں پتہ نہیں آپ میری اس محبت کا کیا جواب دیتے ہیں؟ مجھے یہ بھی فکر لاحق تھی کہ کہیں آپ مجھے ٹھکرا نہ دیں۔ اگر ایسا ہوا تو میں زندہ نہ رہ سکوں گی۔
امیر! جو الفاظ آپ نے اس وقت میرے حق میں ادا کئے ہیں یہ الفاظ سننے سے پہلے میں رنج و غم کا شکار تھی مجھ پر نامہربان تقدیر، ناسازگار ماحول، پُرآشوب حزن اور کاٹ کھانے والے سکوت کی پرچھائیاں چھائی ہوئی تھیں لیکن اب میں خیال کرتی ہوں جیسے مجھے میری فردوسِ گم گشتہ مل گئی ہے، مجھے اپنا کڑی کمانوں سا سخت جان ساتھی مل گیا ہے۔ پہلے میں مریضانہ خستگی کا شکار تھی، اب آپ کی محبت ملنے کے بعد میں شوقِ راہ نورد کی صورت اختیار کر چکی ہوں۔ پہلے میں دکھ بھری حکایت تھی لیکن اب آپ کی محبت ملنے کے بعد میں سمجھتی ہوں میں سہانی درخشاں داستانوں سے بھی کہیں

Marfat.com

آگے جا چکی ہوں۔''

جب تک رادھیکا بولتی رہی، مسکراتے ہوئے اوغر خاں اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

''اچھا یہ کہو تمہیں مجھ سے کس قدر محبت ہے؟''

جواب میں ہلکے ہلکے تبسم میں ایک بار رادھیکا نے اوغر خاں کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

''مجھے آپ سے ایسی گہری ایسی تیز محبت ہے جو رگ رگ میں آتشِ بے دود کی طرح شعلہ زن ہو جاتی ہے اور جو بھڑکے تو بحر بھی اسے بجھا نہ سکے۔ امیر! میں آج کتنی خوش و مطمئن ہوں اس کا اندازہ میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ آپ پہلے مرد ہیں جو میری زندگی میں آئے ہیں۔ اس سے قبل بڑے بڑے راجکماروں اور راجاؤں نے مجھ پر اپنی محبت کی رِدا پھیلانے کی کوشش کی لیکن میں کسی کی طرف مائل نہ ہوئی۔ اس سے پہلے بڑے بڑے راجکماروں نے مجھے اپنا جیون ساتھی بنانا چاہا لیکن میں نے کسی کو اپنے لئے پسند نہ کیا۔ امیر! آپ پہلے مرد ہیں جس سے میں نے محبت کی ہے۔ اب آپ ہی میرے لئے بے رنگ دھندلکوں میں خیالوں کے گلاب، میرے لئے گردشِ مقیاس میں حوصلوں کا شباب اور نا اُمیدیوں کے بھنور میں اب آپ ہی میرے تحفظ کا قلزم ہیں۔''

رادھیکا جب خاموش ہوئی تو اوغر خاں کہنے لگا۔

''رادھیکا! یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم جیسی لڑکی میری زندگی کا ساتھی بن رہی ہے۔ میں جھوٹ نہیں بولوں گا، جب میں یہاں آیا تو تمہاری محبت کا انکشاف کشن نے مجھ پر کیا۔ اگر کشن ایسا نہ کرتا تو میں سچائی سے کہتا ہوں میں کشن سے درخواست کرتا کہ رادھیکا کو میری زندگی کا ساتھی بنا دو۔''

اوغر خاں کے اس انکشاف پر رادھیکا ایسی خوش ہوئی کہ سپردگی کے انداز میں اس نے اپنا سر اوغر خاں کے شانے پر رکھ دیا، کہنے لگی۔

''بس آپ مجھے مل رہے ہیں، دنیا میں مجھے کچھ نہیں چاہئے۔''

جواب میں اوغر خاں کہنے لگا۔

''رادھیکا! تم سے شادی کرنے کے لئے میری چار شرطیں ہیں۔''

ان الفاظ پر رادھیکا چونکی تھی۔ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ غور اور فکرمندی سے اوغر

Marfat.com

خاں کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ پھر کہنے لگی۔

''کیسی شرطیں؟ خدا کے لئے ایسی کڑی شرطیں نہ لگایئے گا جو میرے بس سے ہی کہیں باہر ہوں۔''

اوغر خاں مسکرایا اور کہنے لگا۔

''میری پہلی شرط یہ ہے کہ میری تمہاری شادی آج ہی ہو گی۔ دوسری شرط یہ ہے کہ یہ شادی انتہائی سادگی سے انجام پائے گی۔ شادی میں صرف میرے لشکر کے سالاروں کے علاوہ شہاب الدین اور اس کے لشکر کے کچھ سالار شامل ہوں گے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ شادی کے بعد آج ہی ہم دونوں میاں بیوی پڑاؤ میں منتقل ہو جائیں گے۔ رات ہم میاں بیوی کی حیثیت سے اپنے خیمے میں بسر کریں گے۔

میری چوتھی شرط یہ ہے کہ کل میں اور تم دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے اپنے لشکر کے ساتھ احمد نگر کی طرف کوچ کر جائیں گے۔

میری پانچویں شرط یہ ہے کہ شادی کے موقع پر یا شادی کے بعد تم اپنے بھائی سے کچھ نہیں لو گی۔''

اوغر خاں جب خاموش ہوا تب تھوڑی دیر تک زہد شکن انداز میں مسکراتے ہوئے رادھیکا اس کی طرف دیکھتی رہی پھر کہنے لگی۔

''جس طرح شادی کے لئے آپ کی پانچ شرطیں ہیں اسی طرح شادی کے لئے میری بھی پانچ شرطیں ہیں اور چھٹی ایک درخواست ہے۔''

اوغر خاں نے غور سے اس کی طرف دیکھا، کہنے لگا۔

''جس طرح مین نے اپنی شرطیں کہی ہیں تم بھی کہہ لو۔''

رادھیکا مسکرائی، کہنے لگی۔

''میری پہلی شرط یہ ہے کہ شادی آج ہی ہو گی۔ دوسری شرط یہ ہے کہ شادی سادگی سے ہو گی۔ تیسری شرط یہ ہے کہ آج شادی کے بعد ہم دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے پڑاؤ میں اپنے خیمے میں رہیں گے۔ میری چوتھی شرط یہ ہے کہ کل ہم یہاں سے احمد نگر کی طرف کوچ کر جائیں گے۔ میری پانچویں شرط یہ ہے کہ شادی کے موقع پر یا شادی کے بعد ہم بھائی سے کچھ نہ لیں گے۔ جبکہ میری چھٹی درخواست یہ ہے کہ آپ اس بات کی اجازت دے دیجئے گا کہ بھائی اگر شادی کے موقع پر اپنی خوشی سے ہمیں کچھ دینا چاہے تو میں اور آپ دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے قبول

Marfat.com

کرلیں گے۔''

رادھیکا جب خاموش ہوئی تب اوغر خاں کہنے لگا۔

''تمہاری شرطیں تو کچھ بھی نہ ہوئیں۔ تم نے تو جواب میں میری ہی شرطیں دہرا دی ہیں۔''

اس پر رادھیکا کھل کر مسکرائی، کہنے لگی۔

''جب میں آپ سے محبت کرتی ہوں، آپ کو اپنا جیون ساتھی بنا چکی ہوں، جب آپ ہی میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے دل کا سرور ہیں تو پھر میری اور آپ کی شرطیں مختلف کیسے ہوسکتی ہیں؟''

رادھیکا جب خاموش ہوگئی پھر اوغر خاں نے کہنا شروع کیا۔

''دیکھو رادھیکا! تمہاری اور اپنی زندگی سنوارنے کے لئے میرے پاس بہت کچھ ہے۔ بھائی سے کچھ لینے کی تمہیں کچھ ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہاں اگر تم یہ خیال کرتی ہو کہ بھائی اگر اپنی خوشی سے کچھ دینا چاہے تو تم قبول کرنا چاہتی ہو۔ ایسی صورت میں، میں کوئی اعتراض کھڑا نہیں کروں گا۔ رادھیکا! مجھے تم سے محبت تو پہلے ہی ہو چکی تھی لیکن آج تم نے جس کردار کا اظہار کیا تو تمہارے اس کردار نے تم سے میری محبت میں اور اضافہ کر دیا ہے اور پہلے کی نسبت تمہاری وقعت، تمہارا وقار اب میری نگاہوں میں اور بڑھ گیا ہے۔

رادھیکا! اس موقع پر اگر کوئی اور لڑکی ہوتی تو وہ نئے کپڑے پہنتی، بناؤ سنگھار بھی کرتی، اس کے بعد اس کے سامنے آتی جسے اس نے پسند کیا۔ لیکن میں خوش ہوں جس وقت تم قاضی حسام الدین کی طرف سے آئی تھیں اور جس لباس میں، جس حالت میں تم دیوانخانے میں میرے سامنے گئی تھیں اسی حالت میں آکر یہاں خوابگاہ میں بیٹھ گئی ہو۔ میرے خیال میں تم طہارت خانے ہاتھ منہ دھونے کے لئے بھی نہیں گئیں اور تمہارا یہ کردار میں عمر بھر بھول نہ سکوں گا۔ رادھیکا! اپنے دل پر یہ بھی بات بٹھا کر رکھنا کہ تمہارا حُسن، تمہاری خوبصورتی، تمہارا جمال، تمہاری شخصیت کا وقار اور تمہارا رکھ رکھاؤ پہلے ہی ایسا ہے کہ ان گنت حسین لڑکیاں بھی اگر تمہارے سامنے بٹھا دی جائیں تو تمہارے سامنے ان سب کا جمال ماند پڑ کر رہ جائے۔''

جواب میں رادھیکا کچھ کہنا چاہتی تھی کہ چونک سی پڑی۔ ایک دم اوغر خاں کے پہلو سے اٹھ کر سامنے والی نشست پر ہو بیٹھی۔ اس لئے کہ باہر راہداری میں کوئی

Marfat.com

کھانسا تھا۔ اس کے بعد اس کمرے کے دروازے پر پاروتی نمودار ہوئی۔ پھر اوغر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''امیر! ہمارے مہمان آ چکے ہیں۔ لہٰذا آپ دیوان خانے میں آ جائیں۔''

اس کے ساتھ ہی پاروتی وہاں سے ہٹ گئی۔ پاروتی کے ان الفاظ پر رادھیکا نے عجیب سے انداز میں اوغر خاں کی طرف دیکھا پھر پوچھا۔

''یہ کون سے مہمان ہیں جو آپ کو بلا رہے ہیں اور دیوان خانے میں آ کر بیٹھ گئے ہیں؟''

رادھیکا کے اس استفسار پر اوغر خاں کہنے لگا۔

''آنے والوں میں شہاب الدین اور اس کے کچھ سالار ہوں گے اور اپنے لشکر کے کچھ سالار ہوں گے۔ ساتھ ہی میرے خیال میں شہاب الدین کے لشکر کے قاضی حسام الدین ہوں گے جو میرے اور تمہارے نکاح کا اہتمام کریں گے۔ رادھیکا! تم یہیں بیٹھو میں ان کے پاس جاتا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی اوغر خاں اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ دروازے کی طرف بڑھنا چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ اس کمرے میں شہاب الدین، قاضی حسام الدین، کشن سنگھ اور اوغر خاں کے لشکر کے چند سالار داخل ہوئے تھے۔ اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے قاضی حسام الدین بول اٹھے۔

''بیٹے! آپ یہیں بیٹھے رہیں۔ دیوان خانے میں آپ کو جانے کی ضرورت نہیں ہے۔''

اوغر خاں چپ چاپ اپنی نشست پر بیٹھ گیا۔ کمرے میں داخل ہونے والے بھی سب نشستوں پر بیٹھ گئے۔ اس طرح ان سب کی موجودگی میں قاضی حسام الدین نے اوغر خاں اور رادھیکا کا نکاح پڑھاتے ہوئے انہیں رشتۂ ازدواج میں باندھ دیا تھا۔

اس کے بعد جب شہاب الدین، قاضی حسام الدین، کشن اور دوسرے لوگ اٹھے تو اوغر خاں بھی ان کے ساتھ اٹھ کر دیوان خانے کی طرف چلا گیا تھا۔ رادھیکا وہیں بیٹھی رہی تھی۔ اس موقع پر اس کی آنکھوں، اس کے چہرے پر دور دور تک خوشیاں رقص کر رہی تھیں۔ طمانیت موجیں مار رہی تھی۔ کچھ دیر تک وہ اسی خوشی سے لطف اندوز ہوتی رہی پھر اچانک اسے کوئی خیال گزرا اور آواز دے کر اس نے پاروتی کو بلایا۔

Marfat.com

تھوڑی دیر بعد پاروتی اس کے کمرے میں داخل ہوئی اور رادھیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''آپ نے مجھے بلایا؟''

رادھیکا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ پاروتی کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''دیوان خانے سے ذرا بھائی اور میرے پتی کو بلا کر لائیں۔''

پاروتی وہاں سے ہٹ گئی۔ دیوان خانے کے دروازے پر گئی۔ کشن سنگھ، اوغر خاں دونوں کو بلایا اور ان دونوں کو ساتھ لے کر رادھیکا کی خوابگاہ میں داخل ہوئی۔ رادھیکا ان دونوں کے قریب آئی پھر اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ یہ کیا ظلم کر رہے ہیں؟ دیوان خانے میں شہاب الدین بھی آ گئے ہیں، قاضی حسام الدین بھی ہیں۔ آپ کے لشکر کے علاوہ شہاب الدین کے لشکر کے سالار بھی ہیں۔ یہ سارا اہتمام کرنے سے پہلے کم از کم ان کی ضیافت اور کھانے کا اہتمام تو کیا جانا چاہئے تھا۔ اب وہ اتنی دیر بیٹھے رہیں گے کہ کھانا تیار ہو اور وہ کھا کر جائیں۔''

رادھیکا کے خاموش ہونے پر خوش کن انداز میں اوغر خاں کہنے لگا۔

''تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سلسلے میں میرے اور کشن سنگھ کے درمیان تفصیل کے ساتھ معاملہ طے ہو چکا ہے۔ سارے مہمان اب یہاں سے نکل کر شہاب الدین کے لشکر کا رخ کریں گے۔ میں، کشن اور تم بھی شہاب الدین کے لشکر کا رخ کرو گی۔ آج ہم دونوں کی شادی کی خوشی میں شہاب الدین کے لشکری ہی میں ہماری دعوت اور ضیافت ہے۔ ہماری ضیافت میں پاروتی اور ان کے شوہر بھی ہمارے ساتھ جائیں گے۔ اب بولو رادھیکا! تم کیا چاہتی ہو؟''

رادھیکا مسکرائی اور کہنے لگی۔

''میں نے اب کیا چاہنا ہے۔ میں نے زندگی میں جو کچھ چاہا تھا مجھے مل گیا ہے۔ اب تو میں کلّی طور پر مطمئن اور خوش ہوں۔''

رادھیکا کے ان الفاظ پر جہاں اوغر خاں مسکرا دیا تھا وہاں کشن سنگھ کے چہرے پر بھی دور دور تک خوشیاں رقص کر گئی تھیں۔ اس موقع پر اوغر خاں نے کشن سنگھ کو مخاطب کیا۔

''کشن میرے بھائی! شہاب الدین کے لشکر میں دعوت کے بعد میں اور رادھیکا

Marfat.com

دونوں میاں بیوی اب اپنے لشکر کی طرف چلے جائیں گے۔ رات ہم اپنے خیمے میں رہیں گے اور اگلے روز ہم یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔"

اوغر خاں کے ان الفاظ پر کشن سنگھ چونکا، کہنے لگا۔

"بھائی! یہ کیسے ممکن ہے؟ میں اس پر تو اعتراض نہیں کروں گا کہ آپ دونوں میاں بیوی حویلی میں قیام کرنے کی بجائے اپنے خیمے میں قیام کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کو ایسا کرنے کا حق حاصل ہے لیکن اس موقع پر میری گزارش یہ ہے کہ شہاب الدین کے لشکر میں دعوت کے بعد آپ واپس حویلی میں آئیں۔ میری بہن کی شادی ہوئی ہے اور بہن کی شادی پر میں اسے بہت کچھ دینا چاہوں گا۔"

"اور ہم کچھ نہیں لینا چاہتے۔" غور سے کشن سنگھ کی طرف دیکھتے ہوئے اوغر خاں نے کہہ دیا تھا۔

اس موقع پر پہلے سوالیہ سے انداز میں کشن نے رادھیکا کی طرف دیکھا پھر اوغر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"بھائی! یہ کیسے ممکن ہے، میری ماتا اور میرے پتا جی نے رادھیکا کی شادی کے لئے جو چیزیں جمع کر رکھی ہیں ان سب کی یہ حق دار ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ دعوت کے بعد آپ دونوں میاں بیوی اپنے لشکر میں نہیں جائیں گے، یہاں ہم واپس حویلی میں آئیں گے، جو چیزیں میں اپنی بہن کو دینا چاہتا ہوں وہ آپ لینے سے انکار نہیں کریں گے۔ ساری چیزیں میں آپ کے سامنے رکھ دوں گا اور معاملہ آپ دونوں پر چھوڑ دوں گا کہ......"

کشن سنگھ کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ اوغر خاں کہنے لگا۔

"اچھا ٹھیک ہے...... ہم تمہاری بات مانتے ہیں۔ شہاب الدین کے لشکر میں دعوت کے بعد ہم سیدھے لشکر میں نہیں، حویلی میں واپس آئیں گے۔ اب تم خوش ہو؟"

جواب میں کشن سنگھ مسکرا دیا تھا۔ پھر سب حویلی سے نکل کر شہاب الدین کے پڑاؤ کا رخ کر گئے تھے۔

❖

دعوت کے بعد تینوں شہاب الدین کے پڑاؤ سے واپس حویلی میں آئے۔ پہلے تینوں دیوان خانے میں داخل ہوئے، پھر کشن اوغر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

''بھائی! آپ دونوں یہاں بیٹھیں۔ میں وہ سامان لے کر آتا ہوں جو میرے ماتا پتا نے رادھیکا کے لئے بنایا تھا۔ اسے ہماری خوش قسمتی کہیں یا سامان کی خوش قسمتی جس وقت سنت ان علاقوں پر حملہ آور ہوا تو وہ ہمارے ماتا پتا کو قتل کرنے کے بعد رادھیکا کو حاصل کرنے کی خاطر یہاں سے چلتا بنا۔ ہماری حویلی سمیت اس نے یہاں کے کسی مکان کو نقصان نہیں پہنچایا۔ حویلی کے سامان کی نگرانی اماں پاروتی اور اس کے شوہر کے ذمہ زیادہ تر رہی تھی۔ لہٰذا انہوں نے حویلی کی ہر شے کی خوب حفاظت کی اور ایک چیز بھی اس میں اِدھر اُدھر نہیں ہونے دی۔''

اس کے ساتھ ہی کشن دیوان خانے سے نکل گیا تھا۔

اوغر خاں اور رادھیکا دونوں ایک ہی نشست پر پہلو سے پہلو ملائے بیٹھے تھے۔ اس موقع پر اوغر خاں گہری سوچوں میں کھویا ہوا تھا کہ رادھیکا نے اس کا شانہ پکڑ کر ہلایا پھر بڑے پیار میں کہنے لگی۔

''آپ کہاں کھو گئے ہیں؟''

اوغر خاں چونکا اور رادھیکا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''رادھیکا! جو سامان کشن لینے جا رہا ہے پہلے یہ سوچو وہ ہم رکھیں گے کہاں؟''

جواب میں رادھیکا کہنے لگی۔

''میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ جو سامان بھائی اپنی خوشی سے دے وہ رکھ لیں گے۔ جہاں تک سامان کو سنبھالنے کا تعلق ہے تو آپ کا خیمہ انتہا درجہ کا محفوظ ہے۔ وہیں پڑا رہے گا۔''

رادھیکا جب خاموش ہوئی تب اوغر خاں کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ رادھیکا پھر بول اٹھی۔ ''اب آپ یہ بھی سوچ رہے ہوں گے کہ جب جنگوں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا، لشکری مستقر میں منتقل ہو جائیں گے تو پھر ہم سامان کہاں رکھیں گے؟''

جواب میں اوغر خاں مسکرایا اور کہنے لگا۔

''اس وقت سامان سنبھالنا اور رکھنا ہمارے لئے آسان ہو گا۔ ہم اپنی حویلی میں رہیں گے۔''

اوغر خاں کے ان الفاظ پر رادھیکا چونکی تھی، کہنے لگی۔

''اچھا ہوا آپ نے خود ہی یاد کرا دیا۔ وہ حویلی میں نے دیکھی تو نہیں ہوئی لیکن مجھے زرنگار نے بتایا تھا کہ آپ دونوں بھائیوں کی آگرہ میں ایک حویلی ہے۔''

Marfat.com

رادھیکا کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اوغر خاں بول اٹھا تھا۔

''جنگوں کا سلسلہ اگر ختم ہو گیا تو میں اور رن مست خاں اس حویلی میں نہیں رہیں گے۔ اس لئے کہ جب میر محترم دہلی میں رہیں گے تو وہ یہ بھی پسند کریں گے کہ ہم بھی لشکر کے سالاروں کی حیثیت سے دہلی ہی میں قیام کریں۔ اس بناء پر آگرہ کی حویلی کو فروخت کر کے ہم دہلی میں اپنی رہائش کا انتظام کر لیں گے۔ ویسے ایک موقع پر اشارتاً میر محترم نے بھی کہا تھا کہ وہ مجھے اور رن مست خاں کو دہلی میں رہائش مہیا کریں گے۔ اگر ایسا ہو گیا تو میں سمجھتا ہوں ہمارے سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رکا، کچھ دیر تک غور سے رادھیکا کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''رادھیکا! اب میں اور تم دونوں میاں بیوی ہیں۔ میں تم سے کوئی بات چھپاؤں گا نہیں۔ تم میرے اور رن مست خاں کے ماضی سے اچھی طرح واقف ہو اس لئے کہ ایک موقع پر میں تمہیں اپنے پورے حالات بتا چکا تھا۔ اسی طرح رن مست خاں کی بیوی زرنگار بھی ہمارے حالات سے واقف ہے۔ رادھیکا! گو میں رن مست خاں سے چند دن بڑا ہوں لیکن وہ میرا احترام ایسے ہی کرتا ہے جیسے کوئی بڑے بھائی اور باپ کا کرتا ہے۔ اگر رن مست خاں اور زرنگار ہمارے ساتھ رہنا چاہیں تو اس موقع پر میں تم سے کہوں گا کہ تم اپنی طرف سے پوری کوشش کرنا کہ ہمارے درمیان اتفاق اور تعاون ایسا ہی رہے جیسا ہم دونوں کے درمیان شادی سے پہلے تھا۔ ہاں اگر رن مست خاں یا زرنگار میں سے کوئی بھی علیحدہ رہنا چاہے تو پھر ان دونوں کو علیحدہ رہائش رکھنے کی اجازت ہو گی اور اس سلسلے میں، میں اور تم دونوں کوئی اعتراض بھی کھڑا نہیں کریں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رکا پھر اچانک جیسے اس کو کچھ یاد آ گیا ہو وہ دوبارہ رادھیکا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''رادھیکا! میں تم سے ایک بات کہنا بھول گیا۔ جس وقت شہاب الدین کے ہاں دعوت کے دوران میں اور شہاب الدین ایک طرف چلے گئے تھے تب شہاب الدین نے مجھ پر انکشاف کیا تھا کہ اس نے کچھ قاصد سورت شہر کے علاوہ رن مست خاں اور احمد نگر میں میر محترم کی طرف روانہ کر دیئے ہیں اور انہیں میری اور تمہاری

Marfat.com

شادی سے متعلق آگاہ کرنے کے لئے کہہ دیا ہے۔ اب ہم دونوں میاں بیوی یہاں سے اپنے لشکر کے ساتھ سیدھے احمد نگر کا رخ کریں گے اس کے بعد میرِ محترم جو بھی مہم ہمارے ذمے لگائیں گے اس کے لئے نکل کھڑے ہوں گے۔"

اوغر خاں جب خاموش ہوا تب رادھیکا کہنے لگی۔

"میرا جس قدر ضرورت یا استعمال کا سامان اس حویلی میں ہے وہ سب میں یہاں سے لے کر جاؤں گی۔ اس لئے کہ مجھے اب ان علاقوں سے ایک طرح کی نفرت ہو چکی ہے۔ میں مڑ کر ادھر نہیں آؤں گی۔ جاتے جاتے اپنے بھائی کشن سے بھی کہہ دوں گی کہ جتنا عرصہ یہاں شہاب الدین قیام کئے ہوئے ہے وہ حویلی اور اپنی دوسری جائیداد اونے پونے داموں جیسے بھی بکتی ہے بیچ ڈالے۔ اس کے بعد اگر وہ اپنے ذہن میں رہائش کے لئے مناسب جگہ رکھتا ہے تو وہاں چلا جائے۔ نہیں تو دہلی میں ہمارے پاس آ کر رہے۔"

رادھیکا کی اس گفتگو کا جواب اوغر خاں دینا ہی چاہتا تھا کہ کشن سنگھ چمڑے کے دو بڑے بڑے صندوق گھسیٹتا ہوا دیوان خانے میں لے آیا تھا۔ دونوں صندوق اس نے اوغر خاں اور رادھیکا کے سامنے رکھ دیئے اور پھر رادھیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میری بہن! پہلے اس سارے سامان کا جائزہ لو۔ اگر اس میں کوئی کمی بیشی ہو تو مجھے بتا دو۔"

رادھیکا مسکرائی۔ چمڑے کے ان دونوں صندوقوں کو کھول کر ان کا جائزہ لیا۔ اس موقع پر اوغر خاں بھی اس سارے سامان کو دیکھ رہا تھا۔ سامان میں سونے کے سکوں کی خرجینوں کے علاوہ زیورات و جواہرات، انتہا درجہ کے قیمتی کپڑے اور دوسرا ضرورت کا سامان بھرا ہوا تھا۔

اوغر خاں اس موقع پر کشن سنگھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"کشن میرے بھائی! رادھیکا اتنا سامان اپنے ساتھ لے جا کر کیا کرے گی؟"

جواب میں کشن سنگھ اوغر خاں کے پاس بیٹھ گیا، اپنا ہاتھ اس کے شانے پر رکھا پھر کہنے لگا۔

"بھائی! یہ سارا سامان رادھیکا کی ملکیت ہے۔ اس کی ذات سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ میرے بھائی! یہ سامان میں اپنے پاس یہاں رکھ کر کیا کروں گا؟ ان دونوں چرمی صندوقوں میں ساری ہی اشیاء رادھیکا کے استعمال کی ہیں۔ لہٰذا اس کی اشیاء اس

Marfat.com

کے ساتھ جانی چاہئیں۔

بھائی! رادھیکا کے جانے کے بعد اب میرا بھی یہاں دل نہیں لگے گا۔ ویسے چند دن پہلے میرے اور رادھیکا کے درمیان مختصر سی گفتگو ہوئی تھی اور ہم دونوں بہن بھائی نے ارادہ کیا تھا کہ ہمیں یہاں سے کہیں اور منتقل ہو جانا چاہئے۔ جب تک شہاب الدین اپنے لشکر کے ساتھ یہاں پڑاؤ کئے ہوئے ہے۔ ہم محفوظ ہیں۔ اب شہاب الدین ہمیشہ تو یہاں پڑا نہیں رہے گا اور پھر رادھیکا بھی آج چلی جائے گی۔ اس کے جانے کے بعد ویسے ہی اُداسیاں مجھ پر مسلط ہو جائیں گی۔ اس بناء پر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اپنی حویلی اور جائیداد بیچ کر میں کسی محفوظ جگہ منتقل ہو جاؤں گا یا آپ کے لشکر میں آن ملوں گا۔ اور جب جنگوں کا یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا تو آپ کے ساتھ ہی آگرہ یا دہلی کی طرف چلا جاؤں گا۔ میں یہ بھی نہیں چاہوں گا کہ شادی کے بعد میری بہن رادھیکا ان علاقوں کی طرف آئے۔ اس لئے کہ یہاں ہم دونوں بہن بھائی کے لئے خطرہ ہے۔ میں تو کسی نہ کسی طرح کبھی شہاب الدین کے لشکر میں اور کبھی حویلی میں دن گزار لوں گا لیکن میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ رادھیکا بھی کبھی یہاں آئے اور اس کی زندگی خطرات سے دوچار ہو۔

بھائی! آپ دونوں کی شادی ہوگئی ہے۔ میرے لئے یہ انتہا درجہ کا خوشی کا موقع ہے۔ میں نے اس سے پہلے کبھی اظہار نہیں کیا تھا لیکن بھگوان کی قسم میں اکثر مواقع پر اپنے دل میں یہ خواہش کرتا تھا کہ کوئی ایسا موقع آئے کہ اوغر خاں اور میری بہن رادھیکا ایک دوسرے کو پسند کرنے لگیں۔ اور پھر ایک دوسرے کے جیون ساتھی بن جائیں۔ آج جبکہ میرے من کی آشا پوری ہو چکی ہے تو میں سمجھتا ہوں اس سے بڑھ کر میرے لئے خوشی کا کوئی موقع نہیں ہو سکتا۔"

کشن تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر اپنی کمر سے بندھی ہوئی ایک چرمی خرجین کھولی اور وہ اس نے اوغر خاں کی گود میں رکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"بھائی! شادی کی خوشی میں یہ خرجین آپ میری طرف سے قبول کیجئے۔"

اس موقع پر ذومعنی انداز میں اوغر خاں نے کشن سنگھ کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ "اس خرجین میں ہے کیا؟"

"کچھ بھی نہیں ہے...... بس معمولی سی کچھ چیزیں ہیں۔" کندھے اچکاتے ہوئے کشن نے لاپرواہی میں کہہ دیا تھا۔

Marfat.com

اوغر خاں نے پہلے ایک گہری نگاہ کشن پر ڈالی پھر اپنے پہلو میں بیٹھی رادھیکا کی طرف دیکھا اس کے بعد اس نے جب چھوٹی خرجین کا منہ کھولا تو اس کے اندر انتہا درجہ کے قیمتی جواہرات تھے۔ اوغر خاں سنجیدہ ہو گیا تھا۔ خرجین کا منہ اس نے بند کر دیا پھر خرجین اٹھا کر اس نے واپس کشن سنگھ کی گود میں رکھی اور بڑی محبت میں کہنے لگا۔

''کشن! اب جبکہ رادھیکا میری بیوی ہے، اس لحاظ سے تم میرے بھائی ہو۔ یہ خرجین اپنے پاس رکھو، مجھے ان جواہرات کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ......''

کشن نے اوغر خاں کی بات کاٹ دی، کہنے لگا۔

''بھائی! یہ تھیلی واپس نہ کیجئے گا۔ یوں جانئے گا کہ یہ تھیلی اور اس میں جو سامان ہے یہ آپ پر حلال اور میرے لئے حرام ہے۔''

اس کے ساتھ ہی کشن نے وہ خرجین اٹھا کر پھر اوغر خاں کی گود میں رکھ دی تھی۔

اوغر خاں اس موقع پر عجیب سے انداز میں رادھیکا کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ رادھیکا کے چہرے پر بڑی دلفریب مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ ہاتھ بڑھا کر اس نے اوغر خاں کی گود سے وہ خرجین اٹھا لی اور اسے اپنی گرفت میں لیتے ہوئے کہنے لگی۔

''جب کشن بھائی نے اسے اپنے لئے حرام اور آپ کے لئے حلال کہہ دیا ہے تو پھر ایسی چیز کو لینا پاپ نہیں پُن ہے۔''

رادھیکا کے ان الفاظ پر جہاں اوغر خاں مسکرا دیا تھا وہاں خود کشن بھی خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ پھر اوغر خاں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا، کشن سنگھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''کشن میرے عزیز بھائی! تھوڑی دیر تک میں اپنے کچھ لشکریوں کو بھیجتا ہوں۔ وہ بار برداری کا کوئی جانور لے آئیں گے اور رادھیکا کے ان دونوں چرمی صندوقوں کو اٹھا کر میرے پاس پہنچا دیں گے۔''

اوغر خاں کے اٹھنے کے ساتھ ہی رادھیکا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس موقع پر اوغر خاں نے رادھیکا کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''رادھیکا! بھائی سے ملو۔ اس لئے کہ کل صبح ہی صبح ہم نے کوچ کر جانا ہے۔''

کشن کچھ اُداس، افسردہ اور سنجیدہ ہو گیا تھا۔ رادھیکا کے قریب آیا، اس کا سر چوما پھر کہنے لگا۔

Marfat.com

''رادھیکا! میں کل صبح اندھیرے منہ تمہارے پڑاؤ میں داخل ہوں گا اور وہیں تمہیں رخصت کروں گا۔''

اس کے ساتھ ہی اوغر خاں اور رادھیکا دونوں میاں بیوی حویلی سے نکل کر اپنے لشکر کی طرف چلے گئے تھے۔

اگلے روز دونوں نے اپنے لشکر کے ساتھ احمد نگر کی طرف کوچ کر لیا تھا۔

○❖○

Marfat.com

جن دنوں اوغر خاں رام جی کے پیچھے پڑا ہوا تھا اور دیگر سالار حیدر آباد کی طرف مرہٹوں کے ساتھ الجھے ہوئے تھے ان دنوں انگریزوں نے بھی اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف کارروائیاں کرنی شروع کر دی تھیں۔ دراصل انگریزوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے 1612ء میں سورت شہر میں تجارت کا آغاز کیا تھا۔ کمپنی نے اپنے کام کا آغاز عجیب وغریب طریقے سے کیا۔ یہ کمپنی آگرہ و دِلّی سے مقامی اشیاء خرید کر انگلستان کی بنی ہوئی اشیاء فروخت کرنا شروع ہو گئی تھی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی ایک ایجنسی میسولی پٹم میں بھی تھی۔ میسولی پٹم کی بندرگاہ اس وقت قطب شاہی حکومت کے علاقے میں شامل تھی۔ 1633ء میں انگریزوں نے بالا سور اور ہری ہر پور میں دو کارخانے بھی کھول دیئے اور 1640ء میں انہوں نے مدراس میں ایک قلعے کی بنیاد بھی رکھی اور اس قلعے کا نام انہوں نے فورٹ سینٹ جارج رکھا تھا۔

یہ علاقہ چونکہ مغلوں کی سلطنت میں شامل نہ تھا لہٰذا مغلوں نے کوئی اعتراض نہ کیا۔

1651ء میں انگریزوں نے ہُگلی یعنی بنگال میں اپنا پہلا تجارتی دفتر کھول دیا۔ انگریز مختلف علاقوں سے ریشم، چینی اور اس قسم کی دیگر اشیاء خرید کر برآمد کیا کرتے تھے۔ اس وقت صوبہ بنگال کا گورنر شاہ جہاں کا بیٹا شجاع تھا۔ اس نے 1652ء میں انگریزوں کو تین ہزار روپے سالانہ کے عوض تجارت کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

اس کے بعد ہندوستان میں انگریزوں نے اپنے تمام دفاتر کی تنظیم نو کی جو آزاد حکومت کے قیام کے مترادف تھی۔

مدراس میں انگریزوں نے اپنا صدر دفتر بنا لیا جہاں کمپنی کا سربراہ بیٹھتا تھا اور سورت اور مدراس کی کمپنیاں اس کے ماتحت کام کیا کرتی تھیں۔

اس کے بعد بنگال کے ساتھ تجارت میں انگریزوں نے خوب ہاتھ رنگے۔ اس

Marfat.com

طرح بنگال کی تجارت تیزی سے بڑھتی گئی حتیٰ کہ اس صوبہ سے کمپنی کی برآمدات کی مالیت لگ بھگ 34 ہزار پاؤنڈ سالانہ ہوگئی تھی۔ اس کے بعد یہی تجارت بڑھتی بڑھتی ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈ سالانہ تک جا پہنچی تھی۔

اس کے بعد انگریزوں نے یورپ سے ماہر رنگ ساز بھی بلائے تاکہ وہ ریشم کے رنگ کا معیار بلند کرسکیں۔ انہوں نے ہُگلی سے سمندر تک جہاز رانی بھی شروع کردی۔ اس طرح انگریزوں کے پہلے جہاز نے خلیج بنگال میں سفر شروع کیا تھا۔

شاہ جہان کے بیٹے شجاع کے بنگال سے چلے آنے کے بعد انگریزوں کو مغلوں سے کچھ شکایات پیدا ہوگئی تھیں۔ پہلے وہ اپنی برآمدات پر سالانہ تین ہزار بطور ٹیکس ادا کیا کرتے تھے لیکن اب چونکہ ان کی آمدنی اور ان کی برآمدات میں اضافہ ہوا تھا لہٰذا ان سے زیادہ ٹیکس کا مطالبہ کیا جانے لگا تھا۔ جبکہ انگریزوں کا کہنا تھا کہ وہ اسی سے پہلے جو ان کا معاہدہ ہوا ہے اس کے تحت ساڑھے تین فیصد ٹیکس ادا کریں گے۔

اس ٹیکس کے علاوہ انگریزوں کو مغل سلطنت سے دوسری شکایت یہ تھی کہ راہداری کی فیس کے علاوہ بعض مصنوعات کی مفت سپلائی کا سلسلہ نہیں ہونا چاہیے۔

انگریزوں کو تیسری شکایت یہ تھی کہ بعض سرکاری عہدیدار ان کے تجارتی سامان کو کھول کر اس کا معائنہ کرتے ہیں اور پھر بہت سا سامان کم نرخ پر خرید کر اسے منڈی میں فروخت کر دیتے ہیں۔

جہاں تک انگریزوں کے پہلے مطالبے کا تعلق تھا وہ ناجائز تھا کیونکہ مغل سلطنت میں تاجروں پر ڈھائی فیصد ٹیکس عائد تھا۔ اس کے مقابلے میں انگریزوں پر ایک فیصد مزید اس لئے ٹیکس عائد کیا گیا کہ وہ جذیہ ادا نہیں کرتے تھے۔ جہاں تک ان کے دوسرے اور تیسرے مطالبے کا سوال تھا اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے اُمراء کو نہایت سختی کے ساتھ ایسے اقدامات کی ممانعت کردی تھی بلکہ ایسے اقدامات کو غیر قانونی بھی قرار دے دیا تھا۔ لہٰذا جو عہدیدار ایسا کرتے تھے وہ گویا اورنگ زیب عالمگیر کے احکامات کے خلاف کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں راہداری بھی ختم کر دی گئی تھی اور اس سلسلے میں اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے پوتے عظیم الشان کو بھی نہایت سختی کے ساتھ منع کر دیا تھا کہ وہ انگریزوں سے زبردستی یا کم قیمت پر کوئی چیز حاصل نہ کرے۔

حقیقت یہ تھی کہ خود انگریز تاجروں نے بعض ہدے داروں کے ساتھ مل کر بد

Marfat.com

عنوانیاں شروع کر دی تھیں۔ لہٰذا ان عہدیداروں نے بھی انگریزوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا۔ اورنگ زیب کے لئے یہ بہت مشکل تھا کہ وہ ہر جگہ موجود ہوتا اور ہر بات کا خود خیال رکھتا لہٰذا اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف جو انگریزوں کو شکایت تھی وہ ایک طرح سے ان کے اپنے ہی آدمیوں کی پیدا کردہ تھی۔

جب انگریزوں کے ان ناجائز مطالبات کو منظور نہ کیا گیا تو انہوں نے بزورِ قوت اپنے مطالبات منوانے کی کوشش شروع کر دی۔ اس طرح بنگال میں لڑائی شروع ہوگئی۔ ہوا یہ کہ ہُگلی میں اورنگ زیب عالمگیر کے ایک سالار نے تین انگریزوں کو گرفتار کرلیا جو بغاوت اور فتنہ گری میں ملوث تھے۔ جواباً انگریزوں نے ہُگلی کے شہر کو نذرِ آتش کر کے مغلوں کے ایک جہاز پر قبضہ کرلیا اور بہت سی حکومتی کشتیوں کو آگ لگا دی۔

اس کے جواب میں بنگال کے وائسرائے اور اورنگ زیب کے ماموں شائستہ خاں نے انگریزوں کے سارے کارخانوں پر قبضہ کرلیا۔ شائستہ خاں نے یہی نہیں کیا بلکہ جب انگریزوں نے طاقت استعمال کرنا چاہی تو اس نے ان سے بڑھ کر طاقت استعمال کی اور انہیں ادھیڑ کر رکھ دیا جس کے نتیجے میں انگریز ہُگلی سے بذریعہ سمندر فرار ہو گئے۔

اب انگریزوں نے تخریب کاری کی کارروائیاں شروع کر دی تھیں۔ پہلے انہوں نے میابُرج کے قریب ایک مغل عمارت کو آگ لگا دی اور کلکتہ کے قریب ایک قلعہ پر حملہ کر دیا۔ اس کے فوراً بعد انہوں نے سمندر کے اندر ایک جزیرے پر بھی قبضہ کر لیا جہاں انہوں نے اپنی عسکری طاقت کو جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔

اس کے بعد انگریزوں نے بالا سور کے شہر کو لوٹ کر آگ لگادی اور وہاں جو مغل جہاز کھڑے تھے انہیں آگ لگا کر تباہ کر دیا۔ انگریزوں کی ان کارروائیوں کے جواب میں اورنگ زیب عالمگیر کا ماموں شائستہ خان جو بنگال میں اورنگ زیب عالمگیر کی طرف سے حاکم تھا وہ حرکت میں آیا اور جس جزیرے پر انگریزوں نے قبضہ کیا تھا اس جزیرے کی طرف بڑی تیزی سے بڑھا۔

انگریزوں نے جب دیکھا کہ شائستہ خان اس جزیرے پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے جس پر انہوں نے قبضہ کرلیا ہے تب انگریز اس جزیرے کو خالی کر کے فوراً اِدھر اُدھر ہو گئے۔

Marfat.com

وقتی طور پر انگریز شائستہ خان کے سامنے دب گئے اور شائستہ خان نے انہیں نئی شرائط کے تحت تجارت شروع کرنے کی اجازت دے دی۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کو یہ خبریں جب برطانیہ پہنچیں تو برطانیہ سے کمپنی کا ایک نیا سربراہ آ گیا۔ اس کا نام ہیتھ تھا۔ اس نے بنگال خالی کر کے صرف چٹاگانگ کو تجارت کے لئے ایک محفوظ اور آزاد اڈہ بنانے کی کوشش شروع کر دی۔ اس نے آتے ہی بالاسور کے قلعہ کو نقصان پہنچایا اور لوگوں پر انتہائی مظالم ڈھائے۔ لیکن جب شائستہ خاں نے آنکھیں دکھائیں اور جوابی کارروائی کرنا چاہی تو ہیتھ مدراس کی طرف چلا گیا۔

اورنگ زیب عالمگیر کو جب انگریزوں کی ان ناجائز کارروائیوں کا علم ہوا تو اس نے انگریزوں کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ پوری مغل سلطنت میں ان کی تجارت پر پابندی عائد کر دی لیکن اس وقت مصیبت یہ تھی کہ مغلوں کے پاس کوئی بحری بیڑا نہ تھا جس کی بناء پر انگریزوں نے اپنی سمندری طاقت کے باعث اورنگ زیب کو صلح کرنے پر مجبور کر دیا۔ اورنگ زیب نے اس بناء پر بھی انگریزوں سے صلح کر لی کہ ان دنوں ان گنت لوگ سمندر کے راستے حج کے لئے جاتے تھے لہٰذا زائرین حج کے لئے سمندری راستوں کو محفوظ رکھنا بھی اورنگ زیب ضروری سمجھتا تھا۔

آخر انگریزوں اور اورنگ زیب عالمگیر کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا جس کے تحت بنگال میں ایک نیا حاکم مقرر کیا گیا جس کا نام ابراہیم زعیم خان تھا جو ایک نرم دل اور منکسر المزاج شخص تھا۔ اس معاہدے کے تحت ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایجنٹ کو مدراس سے کلکتہ جانے کی اجازت دے دی گئی۔ یہی وہ دن تھا جب شمالی ہند میں برطانوی اقتدار کی بنیاد پڑ گئی تھی۔

اس معاہدے کے بعد انگریز مغلوں کو اپنے سامنے کمزور خیال کرنے لگے تھے۔ لہٰذا لندن میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے چیئرمین جوزیہ چائلڈ نے مغل سلطنت سے مکمل نجات حاصل کرنے کی پالیسی پر عمل کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس نے انگریزوں کے کارخانوں کو سورت سے منتقل کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ تجارتی مرکز کے طور پر اس نے بمبئی کا انتخاب کیا تھا کہ مغلوں کو وہاں رسائی حاصل نہ ہو سکے۔ یہ بھی حکم جاری کیا کہ سمندر میں مغل جہازوں کو داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔ لیکن مسٹر چائلڈ کے ان احکامات پر پوری طرح عمل نہ ہو سکا۔ کیونکہ جب انگریزوں نے سورت

Marfat.com

سے کارخانے منتقل کرنے کی کوشش کی تو وہاں جو اورنگ زیب عالمگیر کا حاکم تھا اس نے فوری طور پر انگریزوں کے کارخانوں پر اپنا پہرہ لگا دیا اور کارخانوں میں کام کرنے والوں کو کارخانوں کے اندر ہی رہنے کا حکم دے دیا۔

اس صورتِ حال کے تحت چائلڈ ایک بحری بیڑہ لے کر ہندوستان کے ساحل پر پہنچا اور اس نے مغلوں سے ہرجانہ ادا کرنے کا مطالبہ کیا کیونکہ ان کے کارخانے سورت میں بند کر دیئے گئے تھے چائلڈ کی اس کارروائی کے جواب میں سورت میں جو اورنگ زیب عالمگیر کا حاکم تھا اس نے فوری طور پر انگریز کارخانے دار اور اس کے مقامی ساتھیوں کو قید کر کے کارخانوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے جواب میں چائلڈ نے یہ کارروائی کی کہ اس نے مغلوں کے وہ جہاز جو اس وقت ساحل پر کھڑے تھے ان پر قبضہ کر لیا۔ اس کے جواب میں مغلوں نے بھی جوابی کارروائی کی اور انہوں نے تمام انگریز قیدیوں کو جیل میں منتقل کر دیا۔

ٹیکسوں کی ادائیگی کے سلسلے میں ایک طرح سے اب انگریزوں اور اورنگ زیب عالمگیر کے درمیان اختلافات گہرے ہو گئے تھے اور لڑائی کی سی صورت سامنے آنے لگی تھی۔ حالانکہ اورنگ زیب عالمگیر ٹیکسوں کے سلسلے میں انتہائی نرمی سے کام لینے والا تھا۔ اپنے دورِ حکومت میں اورنگ زیب عالمگیر نے لاتعداد ٹیکس منسوخ کر دیئے۔ ان ٹیکسوں کی تعداد جو معاف کئے ساٹھ سے اسی تک بیان کی جاتی ہے۔ گو ان ٹیکسوں کی تنسیخ سے خزانے کو بے پناہ مالی نقصان اٹھانا پڑا مگر پیداوار میں اضافہ کے باعث مالیہ میں اضافہ کیا گیا اور دیگر اقدامات کے تحت نہ صرف عوام سے ٹیکس کا بوجھ کم ہو گیا بلکہ مذکورہ بالا خسارہ بھی پورا کر دیا گیا۔

اورنگ زیب عالمگیر ایسا مہربان اور نرم دل تھا کہ اپنے دور میں وہ مسلمانوں سے زکوٰۃ اور ہندوؤں سے جزیہ وصول کیا کرتا تھا۔ جزیہ کی ادائیگی کے عوض ہندوؤں کو وہ تمام ٹیکس معاف تھے جو مسلمانوں کو ادا کرنے ہوتے تھے۔ اس اعتبار سے ہندوؤں یا ان کے علاوہ جس قدر غیر مسلم ہندوستان میں تھے ان کے ساتھ کوئی ناانصافی نہ ہوتی تھی بلکہ مجموعی طور پر انہیں مسلمانوں کے مقابلے میں کم ادائیگی کرنا پڑتی تھی۔ لہٰذا انگریز ٹیکسوں کے سلسلے میں جو شکایات کرتے تھے وہ بالکل ناجائز اور غیر مناسب تھیں۔

ساٹھ سے اسی ٹیکس معاف کرنے کے بعد بھی اورنگ زیب عالمگیر نے زرعی

Marfat.com

ترقی کو اپنے عروج پر پہنچاتے ہوئے اپنی آمدنی بڑھا لی۔ اس طرح جب ہم اس کے دور کا جائزہ لیتے ہیں تو اکبر کے دورِ حکومت میں سرکاری خزانے کی سالانہ آمدنی قریباً ایک کروڑ نوے لاکھ پاؤنڈ ہوا کرتی تھی جبکہ یہی آمدنی شاہ جہان کے زمانے میں بڑھ کر دو کروڑ تیس لاکھ پاؤنڈ ہو گئی تھی۔ مگر اورنگ زیب نے گو ساٹھ سے اسّی تک ٹیکس معاف کرتے ہوئے عوام کی بہتری کا بہترین کام کیا اس کے باوجود خود اس کے زمانے میں سرکاری آمدنی لگ بھگ ساٹھ کروڑ پاؤنڈ سالانہ تھی۔

اس قدر ٹیکس معاف کرنے کے باوجود بھی اورنگ زیب عالمگیر نے ایسی شاندار اقتصادی منصوبہ بندی کی کہ اس کے دور میں عوام خوشحال تھے۔ انگریزوں کے علاوہ کسی اور طبقے نے جن میں ہندو بھی شامل تھے ٹیکس کی ادائیگی کے سلسلے میں کبھی کوئی اعتراض نہ کیا تھا۔ اس لئے کہ اورنگ زیب عالمگیر نے انہیں مراعات بھی بہترین فراہم کر رکھی تھیں۔ اس کی منصوبہ بندی اتنی کامیاب تھی کہ اپنی کفالت کرنے کے بعد ملکی مصنوعات غیر ممالک کو برآمد کی جانے لگی تھیں۔ تجارت اور برآمدات کو فروغ دینے کے لئے یہ بہت ضروری تھا کہ ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک ذرائع رسل و رسائل کو بہتر بنایا جائے اور عوام کی بہتری کے لئے اورنگ زیب عالمگیر نے اس کام پر بڑی توجہ دی۔

اس نے شاہراہیں اور عمارتیں تعمیر کرائیں، پُل بنوائے اور دیگر انتظامات کئے۔ ان میں انگریزوں کے لئے بھی بہتری تھی۔ علاوہ ازیں ان سڑکوں کی حفاظت کے لئے بھی متعدد اقدامات کئے گئے۔ پیداوار بڑھانے اور تجارت کو فروغ دینے کی غرض سے نہ صرف ہر شخص کو تجارت کرنے کا موقع ملا بلکہ نئے تاجروں کی حوصلہ افزائی بھی کی گئی۔

اس کے ساتھ اورنگ زیب عالمگیر بہت سی نئی صنعتوں کا قیام عمل میں لایا اور دیگر صنعتوں کے فروغ کے لئے بھی ہر ممکن اقدامات کئے۔ قالین بافی، ریشم اور کمخواب سازی کے کارخانے لگائے گئے۔ قیمتی کپڑا تیار کرنے کے لئے الگ کارخانے لگائے تھے۔ اسی طرح لوہے کا سامان تیار کرنے کے لئے بھی کارخانے تعمیر کئے گئے۔ یہ تمام کارخانے لاہور، فتح پور، سیالکوٹ، آگرہ، ہوشیار پور، جالندھر، اجمیر، پٹنہ، کاٹھیا واڑ، ٹھٹھہ، گجرات، گولکنڈہ، اڑیسہ، بھکر اور کشمیر میں قائم کئے گئے تھے۔ انگریزوں کو یہ بھی شکایت تھی کہ جس طرح اورنگ زیب عالمگیر یہ کارخانے قائم کر رہا

Marfat.com

ہے اس طرح ان کی تجارت ماند پڑ جائے گی۔ اس بناء پر انگریز ٹیکس کا بہانہ بنا کر اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف ایک فتنہ و سرکشی اور بغاوت کھڑی کرنے کے درپے تھے۔ لیکن اورنگ زیب انہیں ایسا کرنے کی اجازت دینے کے لئے تیار نہ تھا۔

انگریز یہ سمجھتے تھے اورنگ زیب عالمگیر کی سلطنت بڑی وسیع ہے اور اگر اس کی سلطنت کے ایک کونے میں وہ کوئی کارروائی کرتے ہیں تو اس کارروائی کی خبر بڑی دیر بعد اورنگ زیب کے پاس پہنچنے پائے گی۔ اتنی دیر تک وہ مزید کارروائیاں کرتے ہوئے اپنے لئے فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ انگریزوں کو غلط فہمی تھی۔ اس لئے کہ اورنگ زیب عالمگیر نے جہاں اپنی سلطنت کو 24 صوبوں میں تقسیم کر رکھا تھا وہاں اس نے صوبوں کے حالات سے باخبر رہنے کے لئے واقعہ نویس اور خفیہ رپورٹر مقرر کئے ہوئے تھے۔ یہ لوگ براہِ راست مرکز کے تحت کام کرتے تھے اور صوبائی والی سے ان کا کوئی سروکار نہ ہوتا تھا۔

یہ لوگ کسی خوف اور جھجک کے بغیر مرکز کو سارے حالات کی تفصیل فی الفور پہنچا دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اورنگ زیب عالمگیر نے واقعہ نویس اور خفیہ اطلاعات مرتب کرنے والے عمّال کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ تمام حالات کی مکمل تفصیل وقتاً فوقتاً اسے روزانہ روانہ کرتے رہیں۔ محتسب، قاضی، دیوان اور بخشی جو صوبوں کے تحت ہوا کرتے تھے وہ بھی حالات پر گہری نظر رکھتے تھے اور اس کی خبر اورنگ زیب عالمگیر کو کر دیا کرتے تھے۔ ان حالات میں جب اورنگ زیب عالمگیر کو یہ خبر ملی کہ انگریزوں نے بمبئی کو اپنا مرکز بنا لیا ہے اور وہاں اپنی ساری طاقت و قوت کو جمع کرتے ہوئے انہوں نے مغلوں کے مختلف علاقوں پر حملہ آور ہو کر مغلوں کو نقصان پہنچانے کا تہیہ کیا ہے تو اورنگ زیب عالمگیر نے بھی ان کی ان کارروائیوں کو ناکام بنانے کا تہیہ کر لیا تھا۔

❖

ایک روز احمد نگر کے مستقر میں رادھیکا اپنے خیمے میں اکیلی تھی اور خیمے میں بکھرا ہوا اپنا اور اوغر خاں کا سامان طے کر کے بڑی ترتیب سے اپنے چمڑے کے صندوقوں کے اندر رکھ رہی تھی۔ چمڑے کے صندوقوں میں جو وہ اپنی حویلی سے نقدی و جواہرات اور قیمتی سامان لے کر آئی تھی وہ اوغر خاں کے خیمے میں جست کے ایک صندوق کے اندر مقفل کر دیئے گئے تھے۔

Marfat.com

رادھیکا سارے سامان کو ترتیب اور قرینے سے لگا رہی تھی کہ خیمے کے دروازے سے کسی کی آواز سنائی دی۔

''خاتون! ہم اندر آ سکتے ہیں؟''

اس آواز پر رادھیکا چونکی تھی۔ ہاتھ میں پکڑا سامان اس نے ایک طرف رکھ دیا اور جب اس نے مڑ کر خیمے کی طرف دیکھا تو دنگ رہ گئی۔ خیمے کے دروازے پر رن مست خاں اور زرنگار دونوں میاں بیوی کھڑے مسکرا رہے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی بے پناہ شوق میں رادھیکا خیمے کے دروازے کی طرف بھاگی اور آگے بڑھ کر اس نے زرنگار کو اپنے ساتھ لپٹا لیا تھا۔ پھر علیحدہ ہوئی اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''آپ دونوں پر افسوس اور صد افسوس۔ خیمے میں داخل ہونے کے لئے آپ مجھ سے اجازت طلب کر رہے ہیں۔''

اس پر رن مست خاں مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''میری بہن! آدمی کسی کے مکان میں یا خیمے میں جائے تو اسے اطلاع دینے کے بعد داخل ہونا چاہئے۔''

اس کے ساتھ ہی تینوں آگے بڑھ کر نشستوں پر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر تک رن مست نے خیمے کا جائزہ لیا پھر رادھیکا کو اس نے مخاطب کیا۔

''رادھیکا میری بہن! پہلے یہ کہو کہ بھائی کہاں ہے؟''

اس موقع پر رادھیکا نے بڑے پیارے انداز میں زرنگار کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا پھر بڑی اپنائیت میں کہنے لگی۔

''آپ کے بھائی میرِ محترم کی طرف گئے ہیں۔ میرے خیال میں کوئی مہم درپیش ہے اور اسی سلسلے میں میرِ محترم نے انہیں بلایا ہے۔''

رادھیکا جب خاموش ہوئی تب شکایت بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے زرنگار بول اٹھی۔

''رادھیکا میری بہن! مجھے تم سے شکوے ہی شکوے اور شکایتیں ہی شکایتیں ہیں۔ سورت شہر میں تم سے کئی بار ملاقات ہوئی لیکن کسی ایک ملاقات میں بھی تم نے یہ تک ذکر نہیں کیا بلکہ بھنک تک نہ پڑنے دی کہ تم بھائی کو پسند کرتی ہو۔ اپنی محبت کو تم نے یوں سات پردوں کے اندر چھپا کر رکھا کہ کسی کو اس کی ہوا تک نہ لگنے دی

Marfat.com

اور پھر جب محترم شہاب الدین نے اپنے لشکر کے ساتھ تمہارے علاقوں میں پڑاؤ کیا تب تم بالکل اجنبیت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے بھائی کے ساتھ اپنی حویلی کی طرف چلی گئیں۔ اس وقت تک کسی کے دل میں یہ شائبہ تک نہ گزر سکتا تھا کہ تم اندر ہی اندر بھائی کو چاہ رہی ہو اور ان سے محبت کر رہی ہوں۔ اور پھر تم نے مزید ظلم یہ کیا کہ جونہی راجہ رام کا تعاقب کرتے ہوئے بھائی ادھر گئے اور جب پلٹے تو تم نے ایک دم سے بھائی کو اپنے شکنجے میں کس لیا اور ایسا کسا کہ شادی کر لی۔ اپنی شادی کی خبر نہ کسی کو دی اور نہ اس سلسلے میں آپ نے دعوت کا اہتمام کیا اور نہ ہی......''

جب تک زرنگار بولتی رہی رادھیکا مسکراتی رہی۔ یہاں تک کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے رادھیکا بول اٹھی۔

''میری بہن! اس سلسلے میں جو کچھ بھی تم کہو گی وہ میرے لئے قابل قبول ہے۔ اوغر خاں کے پڑاؤ میں رہتے ہوئے جو مجھے اس سے قربت تھی میں اسے ہمدردی کا نام دیتی رہی۔ اس لئے کہ اس وقت اوغر خاں شیتل کو پسند کرتے تھے اور شیتل انہیں چاہتی تھی۔ لیکن جب میں ان کے پاس سے رخصت ہونے کے بعد اپنی حویلی میں گئی تب وہ دن مجھ پر بڑے گراں گزرے۔ وہاں جا کر مجھے احساس ہوا کہ وہ ہمدردی نہ تھی، وہ اوغر خاں سے میری محبت تھی جو ان کے پڑاؤ میں رہتے ہوئے شیتل کی وجہ سے دبی دبی رہی۔ لیکن اپنے علاقوں میں جانے کے بعد وہی ہمدردی محبت کا طوفان بن کر آتش فشاں بن کر بھڑک اٹھی اور پھر سارے احساسات اور جذبات کو اپنے ساتھ بہا کر لے گئی۔

زرنگار میری بہن! یہ شادی اتنی جلدی اور عجلت میں ہوئی کہ بیان نہیں کر سکتی۔ جس روز امیر اپنے لشکر کے ساتھ ہمارے علاقوں میں پہنچے اسی روز میرا اور امیر کا نکاح ہو گیا تھا۔ میں نے شادی کے بعد ایک رات بھی اپنی حویلی میں بسر نہیں کی۔ شادی والے دن میری اور امیر کی دعوت شہاب الدین کے لشکر میں تھی اور دعوت کے بعد حویلی گئی، اپنی ضرورت کا سامان لیا اور پھر میں لشکر میں منتقل ہو گئی۔ شادی کے بعد پہلی رات ہم دونوں میاں بیوی نے خیمے میں گزاری اور اگلے روز اپنے لشکر کے ساتھ ہم احمد نگر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اب احمد نگر پہنچے ہمیں چند ہی روز ہوئے ہیں تو پتہ چلا ہے کہ میر محترم اب امیر کو کوئی اور مہم سونپنا چاہتے ہیں۔ یہ مہم کون سی ہے اس کی تو مجھے ابھی تک خبر نہیں ہے۔''

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد رادھیکا رکی پھر وہ اپنی بات کو آگے بڑھا رہی تھی۔

''زرنگار میری بہن! جہاں تک تمہاری دعوت کا تعلق ہے تو دعوت کا ایسا اہتمام کیا جائے گا کہ تم دنگ رہ جاؤ گی۔ یہاں آنے کے بعد بھی امیر کے بہت سے سالاروں اور جاننے والوں نے شکوے گلے کئے اور ان کے ان شکووں گلوں کے جواب میں ہم نے ان کی دعوت بھی کر دی ہے۔ اب امیر یہ ارادہ کر رہے تھے کہ احمد نگر سے ہم دونوں میاں بیوی سورت جائیں گے، وہاں زرنگار سے ملیں گے۔ رن مست خاں کو بھی وہاں بلا لیں گے۔ لیکن لگتا ہے قدرت ہم پر مہربان ہے، ہم دونوں میاں بیوی کو وہاں جانا ہی نہیں پڑا اور تم دونوں میاں بیوی ہمارے پاس آ گئے ہو۔ پہلے یہ کہو دونوں اکیلے آئے ہو یا رن مست کا لشکر بھی اس کے ساتھ ہے؟''

رادھیکا جب خاموش ہوئی تب رن مست خاں بول اٹھا۔

''میری بہن! میں زرنگار سے ملنے کے لئے سورت گیا ہوا تھا۔ لشکر میرا پہلے ہی حیدر آباد کی طرف تھا۔ میرے لشکر کو میرِ محترم نے میری غیر موجودگی میں ہی یہاں بلایا ہے اور ایک قاصد بھیج کر سورت سے مجھے بھی احمد نگر پہنچنے کے لئے حکم دیا تھا اور اس حکم کے جواب میں، میں اور زرنگار دونوں ہی یہاں آ گئے ہیں۔ جو قاصد مجھے بلانے کے لئے گیا تھا اس کا کہنا تھا کہ میرِ محترم مجھے بھائی کے ساتھ کوئی انتہائی اہم مہم سونپنا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں اسی مہم کے سلسلے میں میرِ محترم نے بھائی کو بلایا ہو گا۔ اب بھائی کے واپس آنے کے بعد ہی پتہ چلے گا کہ ہم دونوں بھائیوں کو کس مہم پر روانہ کیا جاتا ہے؟''

رن مست جب خاموش ہوا تب بڑی ہمدردی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے رادھیکا کہنے لگی۔

''رن مست میرے بھائی! میرے خیال میں تم دونوں میاں بیوی جہاں تھکاوٹ محسوس کر رہے ہو گے وہاں تم دونوں کو بھوک بھی لگی ہو گی۔ میں تم دونوں کے کھانے کا اہتمام کرتی ہوں۔''

جواب میں رن مست مسکراتے ہوئے بول اٹھا۔

''میری بہن! آپ کو ایسی زحمت اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہاں آنے کے بعد ہمیں تو بعد میں پتہ چلا کہ بھائی بھی اپنے لشکر کے ساتھ یہاں پڑاؤ کئے ہوئے ہیں۔ میں تو پہلے اپنے لشکر میں گیا وہاں کھانا کھایا۔ میری آمد سے پہلے ہی

Marfat.com

میرے لشکریوں نے میرا خیمہ نصب کر کے اس کی تزئین کا سارا سامان بھی کر دیا تھا۔ جو سامان میں اور زرنگار لے کر آئے ہیں وہ سامان خیمے میں رکھنے کے بعد ہم دونوں میاں بیوی آپ کی طرف آ گئے ہیں۔''

رن مست خاں یہاں تک کہنے کے بعد خاموش ہوا، کچھ سوچا پھر دوبارہ رادھیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''رادھیکا میری بہن! پہلے یہ کہو کہ کشن کیسا ہے؟ اس کے ساتھ اب ہمارا ایک رشتہ ہے۔ لہٰذا کشن سنگھ اب ان علاقوں میں نہ رہے۔ میری بہن! ان دنوں شہاب الدین اپنے لشکر کے ساتھ ان علاقوں میں مرہٹوں کی کارروائیاں روکنے کے لئے پڑاؤ کئے ہوئے ہے۔ کل کو کسی بھی وقت میرِ محترم شہاب الدین کو اس کے لشکر کے ساتھ کسی اور سمت روانہ کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں وہاں کشن کے لئے حالات بدتر ہونے کا خطرہ ہے۔ اس بناء پر......''

یہاں تک کہتے کہتے رن مست کو رُک جانا پڑا۔ اس لئے کہ انتہائی سنجیدگی اور فکرمندی میں رادھیکا بول اٹھی۔

''بھائی! آپ کا کہنا درست ہے۔ اس کا احساس مجھے بھی ہے اور میرے بھائی کو بھی۔ ویسے بھی میری شادی اور وہاں سے روانگی کے بعد کشن بڑا اُداس اور افسردہ تھا۔ اب میرے بعد وہ کوشش کرے گا کہ حویلی کے علاوہ وہاں ہماری جس قدر جائیداد ہے اسے اونے پونے داموں فروخت کر دے۔ اس کے بعد وہ یہ دیکھے گا کہ آپ دونوں بھائی کہاں اور کس جگہ مستقل قیام رکھتے ہیں؟ اس موضوع پر آپ کے بھائی سے بھی میری بات ہوئی تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ گو ہماری حویلی آگرہ میں ہے لیکن جب یہ جنگوں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا تو میرِ محترم یقیناً چاہیں گے کہ لشکریوں کے سالار کی حیثیت سے ہم دہلی میں رہیں۔ اس بناء پر ہم آگرہ کی حویلی فروخت کر دیں گے اور دہلی میں دونوں بھائی مستقل رہائش اختیار کر لیں گے۔''

رادھیکا جب خاموش ہوئی تب کسی قدر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے رن مست کہنے لگا۔

''بھائی ٹھیک کہتے ہیں۔ اگر ان علاقوں میں حالات پُر امن ہو جاتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ بہت جلد پُر امن ہو جائیں گے اس لئے کہ راجپوت دب چکے ہیں، بیجاپور اور گولکنڈہ کی سلطنت کو مطیع اور فرمانبردار بنانے کے بعد ان کے سارے علاقوں

Marfat.com

کو مغل سلطنت میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اب لے دے کر یہ مرہٹے رہتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ بہت جلد مرہٹوں نے جو بغاوت اور سرکشی کا الاؤ گرم کر رکھا ہے اسے بھی ہم بجھا کر رکھ دیں گے۔ اس کے بعد جب واپس جائیں گے تو واپسی پر ہم دونوں بھائی آگرہ میں نہیں رہ سکیں گے۔ میرِ محترم یقیناً پسند کریں گے کہ ہم دہلی میں رہیں۔ اس بناء پر ہم دونوں بھائی دہلی ہی میں اپنے قیام کا کوئی بندوبست کریں گے۔''

رن مست جب خاموش ہوا تب رادھیکا اس بار زرنگار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''میری بہن! اب تم یہ کہو کہ تمہارے ابا، تمہاری امی اور تمہارے ہمسائے میں محترم قنبر خان، ان کی بیوی اور بیٹا کیسے ہیں؟''

جواب میں زرنگار مسکرائی اور کہنے لگی۔

''سب آپ کے خلاف شکوے اور شکایتیں کر رہے ہیں۔''

اس موقع پر ہلکا سا تبسم رادھیکا کے چہرے پر نمودار ہوا پھر شوخ انداز میں زرنگار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''وہ کیوں؟''

''وہ اس لئے کہ میں اور رن مست نے وہاں قیام کیا ہوا تھا کہ شہاب الدین کے لشکر سے کچھ قاصد وہاں پہنچے تھے اور انہوں نے ہمیں اطلاع دی تھی کہ بھائی اور رادھیکا کی شادی ہو چکی ہے، اس موقع پر سب نے کہا کہ کم از کم ہمیں شادی میں بلانا چاہئے تھا۔ اگر وہاں نہیں بلایا جا سکتا تھا تو پھر شادی کا اہتمام سورت شہر میں آ کر کرنا چاہئے تھا۔ بہرحال لوگ بے حد خوش ہیں کہ بھائی کی آپ سے شادی ہو گئی ہے۔ اس لئے کہ آپ سے بڑھ کر کوئی خوبصورت، کوئی حسین اور اعلیٰ شخصیت کی لڑکی بھائی کو مل ہی نہیں سکتی تھی۔''

رادھیکا مسکرائی، کہنے لگی۔

''میری بہن! اندازہ تمہارا درست ہے۔ جس وقت میرا اور امیر کا ہماری حویلی کے اندر انتہائی سادگی میں نکاح ہوا تھا اس وقت نکاح میں شہاب الدین، میرے بھائی کے علاوہ امیر اور شہاب الدین کے کچھ لشکریوں نے شرکت کی تھی۔ نکاح شہاب الدین کے لشکر کے قاضی حسام الدین نے پڑھایا تھا۔ ان کی صحبت میں رہتے ہوئے

Marfat.com

میں نے اسلام قبول کیا اور پھر شہاب الدین نے ہماری شادی کی اطلاع اپنے قاصدوں کے ذریعہ آپ لوگوں کے علاوہ احمد نگر میں میرِ محترم کو بھی کر دی تھی۔ جب ہم یہاں پہنچے تو میرِ محترم ہم دونوں سے ملے۔ میرے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا اور ہم دونوں کو شادی پر مبارکباد بھی دی۔''

اس موقع پر رن مست خاں اپنا منہ زرنگار کے کان کے قریب لے گیا اور پیار بھری سرگوشی میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''زرنگار! ذرا بھائی کی بیوی رادھیکا کی طرف غور سے دیکھو۔ پہلے بھی یہ بھائی کے پڑاؤ میں رہتی رہی ہے پر ہم نے اسے اس انداز میں نہیں دیکھا تھا جس انداز میں اسے ہم اب دیکھ رہے ہیں۔ خوب جائزہ لینے کے بعد مجھے یہ بتاؤ کہ بھائی کے لئے سورت شہر میں جو لڑکی آپ لوگوں نے پسند کی تھی وہ خوبصورت ہے یا رادھیکا؟''

یہاں تک کہنے کے بعد رن مست خاں نے جب اپنا منہ پیچھے ہٹا لیا تب زرنگار کی طرف بڑے غور اور تجسس بھرے انداز میں دیکھتے ہوئے رادھیکا نے زرنگار کو مخاطب کیا۔

''میری بہن! اس موقع پر تمہارے کان میں میرے بھائی نے کیا رازدارانہ کھسر پھسر کی ہے؟''

جواب میں زرنگار کھل کر مسکرا دی۔ پھر جو سوال اس کے کان میں رن مست نے کیا تھا وہ مسکراتے ہوئے اس نے دہرا دیا تھا۔

یہ الفاظ سن کر رادھیکا بھی مسکرا دی تھی۔ پھر زرنگار کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''پھر تم نے رن مست کے سوال کا کیا جواب دیا؟''

زرنگار اس موقع پر تھوڑی دیر کے لئے بڑے غور سے رادھیکا کی طرف دیکھتی رہی پھر کہنے لگی۔

''ابھی تک میں نے انہیں جواب تو نہیں دیا میری بہن! جواب تمہارے سامنے دوں گی۔ میں منہ پر نہ تو تمہاری تعریف کروں گی اور نہ جو سچی بات ہے وہ چھپاؤں گی۔ سورت شہر میں بھائی کے لئے ہم نے جس لڑکی کا انتخاب کیا تھا، حسن و خوبصورتی، شخصیت اور جمال و کمال میں رادھیکا میری بہن وہ تم سے بہت پیچھے ہے۔ میں سمجھتی ہوں بھائی نے اپنی زندگی کے ساتھی کے لئے ایک انمول ہیرے کا انتخاب کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ انمول ہیرا بھائی کی زندگی میں چکا چوند اور جگمگاہٹ پیدا

Marfat.com

کر کے رہے گا۔''

زرنگار کے ان الفاظ پر رادھیکا نے اوپر دیکھتے ہوئے انتہائی رقت میں کہا تھا۔

''انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔''

یہاں تک کہتے کہتے رادھیکا چونک سی پڑی۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے رن مست خاں اور زرنگار بھی کھڑے ہو گئے تھے۔ اس لئے عین اسی لمحہ اوغر خاں خیمے میں داخل ہوا تھا۔ اوغر خاں مسکراتے ہوئے آگے بڑھا۔ پہلے رن مست کو گلے لگا کر اس کی پیشانی چومی پھر زرنگار کے سر پر بوسہ دیا۔ اس کے بعد ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم دونوں میاں بیوی کب آئے؟ مجھے تم دونوں کا بڑی بے چینی سے انتظار تھا۔'' اس کے بعد رادھیکا کی طرف دیکھتے ہوئے اوغر خاں کہنے لگا۔

''رادھیکا! ان دونوں کو کچھ کھانے کے لئے بھی دیا ہے یا میرے آنے تک ان دونوں کو بھوکا ہی بٹھا رکھا ہے؟ لشکر گاہ میں کچھ لشکریوں سے مجھے پتہ چلا ہے کہ دونوں میاں بیوی یہاں پہنچ گئے ہیں۔''

جواب میں رادھیکا ایک طرح سے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

''میں نے تو ان دونوں کے آنے کے ساتھ ہی کھانے کا اہتمام کرنا چاہا لیکن انہوں نے مجھے روک دیا۔ بھائی کا کہنا تھا کہ یہاں آنے کے بعد وہ اپنے لشکر میں گئے، وہاں سے کھانا کھانے کے بعد پھر دونوں یہاں آئے ہیں۔''

اس دوران اوغر خاں آگے بڑھ کر رادھیکا کے قریب ایک نشست پر بیٹھ گیا تھا۔ اس کے بعد کسی قدر سنجیدہ انداز میں رن مست خاں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''بھائی! لگتا ہے میر محترم نے جس مہم کے لئے مجھے یہاں بلایا ہے اسی مہم کے سلسلے میں انہوں نے میرے خیال میں آپ کو اپنے پاس بلایا تھا۔ اگر ایسا ہے تو کیا مہم کی تفصیل مجھے نہیں بتائیں گے؟''

جواب میں اوغر خاں نے تھوڑی دیر تک غور سے رن مست کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''تمہارا اندازہ درست ہے۔ میر محترم نے جس مہم کے لئے ہم دونوں بھائیوں

Marfat.com

کا انتخاب کیا ہے۔ اسی سلسلے میں میرِ محترم نے مجھے بلایا تھا اور اس سے متعلق تفصیل بھی مجھے بتا دی ہے۔ میرِ محترم تک یہ بھی اطلاع پہنچ گئی ہے کہ تم سورت سے یہاں اپنے لشکر میں پہنچ چکے ہو لہٰذا ان کا کہنا ہے کہ دو دن بعد تم دونوں بھائی اپنی مہم کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ اب میں تمہیں مہم کی تفصیل بتاتا ہوں۔

رن مست خاں میرے بھائی! یہ مہم انگریزوں کے خلاف ہے۔ اس سے پہلے انگریز سمندر کے علاوہ خشکی پر بھی ہماری سلطنت کے خلاف کارروائیوں میں مصروف رہے ہیں اور جب میرِ محترم نے ان پر سختیاں کرنا شروع کیں تو انہوں نے اب اپنا مرکز بمبئی شہر کو بنا لیا ہے۔ بمبئی شہر چونکہ میرِ محترم کی سلطنت میں شامل نہیں ہے اس بناء پر انگریزوں کا خیال ہے کہ وہ بمبئی میں اپنی طاقت و قوت کو مستحکم کر کے وہاں سے مسلمانوں کے خلاف تخریبی سرگرمیاں جاری رکھ سکتے ہیں۔ بمبئی میں انگریزوں نے ایک نہیں کئی لشکر جمع کر لئے ہیں۔ اس طرح اپنی بحری طاقت کے بل بوتے پر وہ بمبئی کو اپنا مرکز بنا کر ہندوستان کے اندرونی علاقوں کی طرف پیش قدمی کرنا چاہتے ہیں۔ دراصل انگریز لالچ اور حرص بھری نگاہ سے ہندوستان کو دیکھ رہے ہیں اور یہاں مسلمانوں کی جگہ اپنی حکومت قائم کرنے کے خواہاں ہیں۔

ہم دونوں بھائی بمبئی میں جو انگریزوں کا لشکر ہے پہلے اس پر حملہ آور ہو کر اسے مار بھگانے یا اس کی طاقت و قوت کو کمزور کرنے کی کوشش کریں گے اور رن مست خاں میرے بھائی! یہ ہماری مہم کا پہلا حصہ ہوگا۔

ہماری مہم کا دوسرا حصہ بحری قزاق ہیں۔ اس وقت سمندر کے اندر تین انگریز بحری قزاق کام کر رہے ہیں اور چوتھا گروہ پرتگالیوں کا ہے۔ جو تین بحری قزاق ہیں ان کے نام برج مین، رابرٹ اور ولیم کڈ ہیں۔ یہ تینوں قزاق اپنے ساتھ قزاقوں کا ایک بہت بڑا گروہ رکھتے ہیں۔ یوں جانو برج مین، رابرٹ اور ولیم کڈ کی سرکردگی میں سمندر کے اندر ڈاکوؤں کے بڑے بڑے تین گروہ سرگرداں ہیں اور یہ مسلمانوں کے جہازوں کو لوٹنے اور ان پر قبضہ کرنے کا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔

جہاں تک برج مین کا تعلق ہے تو اس نے کئی مواقع پر حج کے لئے جانے والے زائرین کو لوٹا، اس کے حملہ آور ہونے کی وجہ سے زائرین میں سے اکثر عورتیں جہاز سے سمندر میں اپنی جان اور عزت بچانے کے لئے کود گئی تھیں۔ لہٰذا برج مین کو سبق سکھانا اب ہماری اولین مہم ہوگی۔

Marfat.com

جہاں تک بحری قزاقوں کے دوسرے سربراہ رابرٹ کا تعلق ہے تو یہ انتہائی خطرناک شخص ہے۔ اس کا گروہ سب سے بڑا ہے اور اس نے موزنبیق سے لے کر سماٹرہ تک تباہی و بربادی کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا ہے اور اکثر و بیشتر مسلمانوں کے جہازوں اور کشتیوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔

انگریزوں کا تیسرا بڑا بحری قزاقوں کا سربراہ ولیم کڈ ہے۔ اس کے تحت بھی بے شمار قزاق کام کر رہے ہیں۔ یہ مڈغاسکر کو اپنے ہتھیاروں کا مرکز بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ ایک موقع پر اس نے ایک مسلمان امیر مخلص خاں کے جہاز پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ اس جہاز میں اس وقت لاکھوں کی مالیت کا سامان لدا ہوا تھا۔

یہ تو تین بڑے بحری قزاق ہیں جو اپنے اپنے گروہ کے ساتھ سمندر کے اندر شکست و ریخت کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ پرتگالیوں کا بھی ایک قزاقی گروہ ہے۔ پرتگالیوں کے قزاقوں کے ایک گروہ نے پچھلے دنوں سورت کے ایک تاجر حسن ہمدان کے جہاز پر قبضہ کر لیا تھا اور جس جہاز پر قبضہ کیا گیا اس وقت اس جہاز میں پندرہ لاکھ مالیت کا قیمتی سامان لدا ہوا تھا۔

ان بحری قزاقوں سے متعلق جو اطلاعات میر محترم کو ملی ہیں ان کے مطابق یہ تینوں بلکہ چاروں گروہ سمندر کے اندر بحری قزاقی کا کام سرانجام دینے کے بعد خشکی پر بسیرا کرتے ہیں۔ آپس میں نہ صرف رابطہ رکھتے ہیں بلکہ مال کا لین دین بھی کرتے ہیں اور جو مال یہ سمندر کے اندر سے مختلف جہازوں اور کشتیوں میں لوٹتے ہیں انہیں ساحلی علاقوں میں فروخت کر کے رقوم اپنے پاس جمع کرتے چلے جاتے ہیں۔

میر محترم نے جو ان بحری قزاقوں کے خلاف پہلا قدم اٹھایا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے کچھ طلایہ گروں کو ان بحری قزاقوں کے پیچھے لگا دیا ہے۔ جب کبھی بھی یہ بحری قزاق سمندر کے اندر کارروائیاں کرنے کے بعد اپنے پڑاؤ قائم کریں گے ہمارے مخبر اس کی اطلاع دیں گے اور انہی اطلاعات کی روشنی میں ہم ان بحری قزاقوں پر حملہ آور ہوں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رکا اس کے بعد اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

''میرے بھائی! اب جو کام ہم نے کرنا ہے کچھ اس طرح ہو گا میں اور تم دو دن بعد اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کریں گے۔ بمبئی کے نواح میں جو

Marfat.com

انگریزوں نے اپنا پڑاؤ قائم کر رکھا ہے وہاں انہوں نے ان گنت لشکری جمع کر لئے ہیں تاکہ آنے والے دور میں ہندوستان کے اندرونی علاقوں پر حملہ آور ہو کر مسلمانوں کی سلطنت کو نقصان پہنچائیں۔ انہیں ہم نے اپنا ہدف بنانا ہے۔ کوشش کریں گے کہ شہر کے نواح میں جو انگریز اپنی عسکری طاقت و قوت کو مجتمع کر رہے ہیں ان کی عسکری طاقت پر حملہ آور ہو کر اسے پامال کر کے رکھ دیا جائے۔

میرے بھائی! بمبئی میں انگریزوں کے لشکر کا نقصان کرنے یا ان کا خاتمہ کرنے کے بعد ہم ساحل کے ساتھ ساتھ پیچھے ہٹ جائیں گے۔ ایک جگہ سمندر کے کنارے ہی پڑاؤ کر لیں گے۔ اس دوران وہ مخبر جنہیں میر محترم نے بحری قزاقوں پر نگاہ رکھنے کے لئے روانہ کیا ہے ان کا ہمارے ساتھ رابطہ رہے گا۔ جونہی بحری قزاق ساحل پر اتر کر لوٹا ہوا سامان بیچنے کی کوشش کریں گے یا آپس میں رابطہ قائم کریں گے تب ہمارے وہ مخبر ہمیں اطلاع کر دیں گے۔ اس اطلاع کے بعد میں اور تم ساحل کے ساتھ ساتھ حرکت میں آئیں گے اور ان بحری قزاقوں کو بھی اپنا ہدف بنائیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رکا پھر دوبارہ رن مست خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے بھائی! جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا کہہ چکا۔ اس سلسلے میں اگر تم مزید تفصیل جاننا چاہتے ہو یا جو بات تمہاری سمجھ میں نہ آئی ہو تو وہ تم پوچھ سکتے ہو۔"

جواب میں رن مست خاں مسکرایا اور کہنے لگا۔

"بھائی! معاملہ بالکل واضح اور صاف ہے اور خداوند کو منظور ہوا تو ہم اپنی ان دونوں مہموں میں کامیاب و کامران لوٹیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد رن مست تھوڑی دیر کے لئے خاموش رہا پھر باری باری شرارت آمیز انداز میں زرنگار اور رادھیکا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"بھائی! دو دن بعد جب ہم اپنے لشکر کے ساتھ بمبئی شہر اور اس کے بعد ساحل کے ساتھ ساتھ بحری قزاقوں کا رخ کریں گے تو رادھیکا بہن اور زرنگار کا کیا کریں گے؟ انہیں کہاں رکھیں گے؟ یہاں احمد نگر میں ہمیں اپنی رہائش کا کوئی انتظام کرنا چاہئے جہاں ان دونوں کو رکھنے کے بعد ہم پُر سکون انداز میں اپنی مہم پر روانہ ہو سکیں۔"

رن مست خاں جتنی دیر بولتا رہا رادھیکا گھورنے کے انداز میں اس کی طرف

Marfat.com

دیکھتی رہی۔ اس موقع پر اوغر خاں اور زرنگار بھی مسکراتے ہوئے رادھیکا کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پھر جب رن مست خاں خاموش ہوا تب رادھیکا مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

''میرے عزیز بھائی! جو الفاظ تم نے ادا کئے ہیں میں ان الفاظ کی تہہ تک پہنچ چکی ہوں۔ میرے بھائی! فکر مند نہ ہو۔ تم دونوں بھائیوں کی اس مہم پر روانگی سے پہلے تم دونوں کو میری اور زرنگار کی رہائش کے اہتمام کی زحمت سے نہیں گزرنا پڑے گا اس لئے کہ میں اور زرنگار اس لشکر میں شامل ہوں گی جو ان دونوں مہموں کے لئے روانہ ہو گا۔ میرے بھائی اس سلسلے میں کوئی شک ہو تو تم مجھ سے وضاحت طلب کر سکتے ہو۔''

اس موقع پر زرنگار نے ایک قہقہہ لگایا پھر رن مست خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''میں اس موقع پر بہت کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن میں اپنی بہن رادھیکا کی عقلمندی کی معترف ہوں کہ جو بات مجھے کہنا چاہئے تھی اس نے مجھ سے پہلے ہی ادا کر دی اب آپ بولیں کیا کہتے ہیں؟''

رن مست ہنس دیا۔ کہنے لگا۔ ''میں نے اب کیا کہنا ہے؟ میں تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ ہاں تم دونوں بہنیں واقعی لشکر میں شامل ہوں گی۔''

رن مست خاں کے خاموش ہونے پر زرنگار نے تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اوغر خاں کی طرف دیکھا پھر منہ بسورنے کے انداز میں کہنے لگی۔

''بھائی! مجھے اور ہمارے بہت سے عزیز و اقارب کو آپ کے خلاف انتہا درجہ کا گلہ اور شکوہ ہے۔ آپ نے چپکے چپکے رادھیکا سے، رادھیکا نے چھپ چھپ کر آپ سے محبت کر لی ہمیں خبر تک نہ ہوئی۔ پھر ہمیں ایک طرح سے تجسس میں ڈالنے کے لئے آپ دونوں نے ایک دوسرے پر ہم سب کی غیر موجودگی میں نہ صرف محبت کا اظہار کر دیا بلکہ ایک دوسرے کو اپنا جیون ساتھی بھی بنا لیا۔ بھائی! ہندوستان کی اس قدر وسیع اور عریض سلطنت کے اندر اتنا بڑا حادثہ نمودار ہوا اور ہمیں خبر تک نہ ہوئی۔ نہ ہی ہمیں آپ نے اطلاع دی نہ ہی اپنی شادی میں شرکت کے لئے بلایا حالانکہ میں آپ کی چھوٹی اکلوتی بہن ہوں۔ مجھے تو کم از کم آپ کو بلانا چاہئے تھا۔''

یہ سارے الفاظ زرنگار نے مسکراتے ہوئے کہے تھے۔ جواب میں اوغر خاں

Marfat.com

کہنے لگا۔

''میری بہن! تُو واقعی میری چھوٹی اور اکلوتی بہن ہے لیکن جن حالات میں ہم نے شادی کی میرے خیال میں رادھیکا نے تمہیں بتا دیئے ہوں گے۔ اب جبکہ تم دونوں بہنیں اس وقت اکٹھی ہو تو تم دونوں سے میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں بشرطیکہ تم دونوں برا نہ مانو۔ رادھیکا تو برا نہیں مانے گی اس لئے کہ میں اس موضوع پر اس سے پہلے ہی بات کر چکا ہوں اور یہ ویسا ہی کرے گی جیسا کہ میں چاہ رہا ہوں۔ زرنگار میری بہن! تجھ سے بھی مجھے امید ہے کہ تُو میرے خیالات سے اتفاق اور تعاون کرے گی۔''

اوغر خاں جب خاموش ہوا تب زرنگار بڑی عقیدت سے اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''بھائی! آپ کس قسم کی باتیں کر رہے ہیں؟ آپ کے خیالات، آپ کی تجویز سے تعاون نہ کرنا میں گناہ خیال کرتی ہوں۔ بولیں آپ کیا کہتے ہیں؟''

خوشی اور مسرت بھرے انداز میں اوغر خاں تھوڑی دیر تک زرنگار کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

''میری بہن! اب جبکہ ہم دنوں بھائیوں کی شادی ہو چکی ہے جیسا کہ تم جانتی ہو شادی کے بعد اکثر رشتوں میں دراڑیں پیدا ہو جاتی ہیں، رخ پھر جاتے ہیں، ایک دوسرے کی طرف چہروں کی بجائے پیٹھ ہو جاتی ہے اب میری سب سے بڑی خواہش ہے کہ جس طرح میں اور رن مست آج تک دو سگے بھائیوں کی طرح اکٹھے رہتے رہے ہیں، ہمارے اندر اتفاق و پیار رہا ہے، میں پسند کروں گا تم دونوں بہنیں بھی ایسے ہی رہو۔ اور تمہارے اس طرح رہنے سے میرے اور رن مست کے درمیان پہلے جیسا اتفاق و پیار رہے گا۔''

اس موقع پر زرنگار بڑے عزم، بڑی بے باکی اور استقلال کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''میرے محترم و عظیم بھائی! آپ اس سلسلے میں کوئی فکر ہی نہیں کریں۔ یوں جانیں کہ میں رن مست خاں ہوں اور رادھیکا اوغر خاں ہے۔ جس طرح رن مست خاں اور اوغر خاں نے آج تک اتفاق و تعاون اور باہمی پیار سے زندگی بسر کی ہے اسی طرح میں اور رادھیکا بھی آپ دونوں بھائیوں کو آپس میں تعاون و پیار اور اتفاق

Marfat.com

پیدا کر کے دکھائیں گی۔"

زرنگار کے ان الفاظ پر اوغر خاں خوش ہو گیا تھا۔ پھر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور رادھیکا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"رادھیکا! تم اور زرنگار یہیں بیٹھو، میں اور رن مست جاتے ہیں اور میر محترم کے ساتھ جو میری گفتگو ہوئی ہے اس سے چھوٹے سالاروں کو آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ لشکر کو بھی دو دن بعد کوچ کے لئے تیار رہنے کا کہتے ہیں۔"

رادھیکا اور زرنگار نے جب اثبات میں گردن ہلائی تب اوغر خاں اور رن مست خاں خیمے سے نکل گئے تھے۔

دو دن بعد دونوں بھائیوں نے اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ احمد نگر سے بمبئی کی طرف کوچ کیا تھا۔

○✣○

Marfat.com

بمبئی شہر کے نواح میں جو انگریزوں کا مستقر تھا اس پر حملہ آور ہونے کے لئے اوغر خاں اور رن مست خاں نے پہلے سے اپنے مخبر اس سمت پھیلا دیئے تھے۔ ابھی وہ بمبئی سے کافی دور ہی تھے کہ ان کے کچھ مخبر ان کے پاس آئے اور انہوں نے اوغر خاں پر انکشاف کر دیا کہ بمبئی شہر میں جو انگریزوں کا مرکز اور شہر کے نواح میں جو ان کا مستقر ہے وہاں سارے سالاروں اور لشکریوں تک کو ان دونوں بھائیوں کے حملہ آور ہونے کی خبر ہو چکی ہے۔ لہٰذا انگریز مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار اور مستعد ہیں۔

یہ خبر ملنے کے بعد اوغر خاں نے اپنے لشکر کو روک دیا تھا۔ آنے والے مخبر جب اطلاع کر چکے تب رن مست خاں اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے بھائی! اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟ بمبئی شہر میں جو انگریزوں نے اپنا مرکز بنا رکھا ہے اسے بھی ہمارے آنے کی اطلاع ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ شہر کے نواح میں جو ان کا مستقر ہے جہاں انہوں نے بہت بڑا لشکر رکھا ہوا ہے وہاں بھی یہ اطلاع پہنچ چکی ہے۔ اب ہمارے لئے دو طرح کی مصیبتیں اور الجھنیں اٹھ کھڑی ہوں گی۔ پہلی یہ کہ جس قوت کو ہم نے اپنا ہدف بنانا ہے اسے ہمارے آنے کی اطلاع ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ جہاں ہم حملہ آور ہونے کے لئے جا رہے ہیں وہ علاقہ ہماری مملکت کا نہیں ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ انگریز مرہٹوں کے ساتھ اتحاد اور تعاون کرتے ہوئے ہمارے خلاف ان سے کام لیں اور جب ہم انگریزوں پر حملہ آور ہوں تو مرہٹے پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کریں۔''

Marfat.com

رن مست خاں جب خاموش ہوا تو لمحہ بھر کے لئے اوغر خاں نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''میرے بھائی! اب تک جو حالات گزرے ہیں وہ تمہارے سامنے ہیں۔ آج تک کسی بھی موقع پر ان مرہٹوں نے نہ پرتگالیوں سے تعاون کیا ہے نہ انگریزوں سے بلکہ جب بھی کہیں موقع ملتا رہا ہے یہ مرہٹے ان دونوں قوتوں پر حملہ آور ہو کر ان کے خلاف لوٹ مار کا بازار گرم کرتے رہے ہیں۔ لہٰذا اس موقع پر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ مرہٹے ہمارے خلاف حرکت میں نہیں آئیں گے۔ ویسے بھی مرہٹوں نے ان دنوں اپنی پوری طاقت وقوت کو حیدر آباد میں منتقل کر رکھا ہے۔ ان کے لشکر کا ایک حصہ جنجی میں ہے۔ رام جی بھی وہیں ہے اور پھر ہمارے سالاروں میں سے اعتقاد خاں، اسد خاں، داؤد خاں، دلیر خاں سب ان کے مقابلے پر موجود ہیں اور ان کے ساتھ الجھے ہوئے ہیں۔ میرے خیال میں، میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس الجھاؤ سے نکل کر مرہٹے ہم پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہیں کریں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رکا پھر رن مست خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''تمہاری ایک الجھن، ایک مسئلہ ختم ہوا۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں مرہٹے اپنے آپ کو ہماری اور انگریزوں کی جنگ میں ملوث کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اب میرے بھائی! تمہارا دوسرا خدشہ یہ ہے کہ انگریزوں کو ہمارے آنے اور حملہ آور ہونے کی اطلاع ہو چکی ہے۔ وہ ہمارا مقابلہ کرنے کے لئے تیار اور مستعد ہیں۔ میرے بھائی! اگر انہیں اطلاع ہو چکی ہے تو ہوتی رہے۔ ہم نے کب اور کس موقع پر کہا کہ انہیں اطلاع نہیں ہونی چاہئے۔ ہم تو انہیں بتا کر، اطلاع دے کر مارنا چاہتے ہیں۔ اب انگریزوں کو اپنے سامنے نیچا دکھانے اور ان کے مستقر کو تباہ و برباد کرنے کے لئے جو طریقہ کار اور لائحہ عمل میں اختیار کرنا چاہتا ہوں اس کی تفصیل تم سے کہتا ہوں۔ اس پر عمل کرتے ہوئے خداوند نے چاہا تو انگریزوں کو ہم بھیگے ہوئے کپڑوں کی طرح کھنگال کر رکھ دیں گے۔ یہ اپنے نقصان کا اندازہ کرتے پھریں گے اور نقصان ایسا ہو گا جس کا وہ شمار بھی نہ کر سکیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رکا، اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے رن

Marfat.com

مست خاں کے قریب ہوا، رازداری میں رن مست خاں کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی رن مست بول اٹھا۔

''بھائی! کبھی کبھی آپ ایسا کام کرتے ہیں کہ مجھے اپنے آپ سے نفرت ہوتی ہے اور آپ پر ترس بھی بڑا آتا ہے۔ غصہ تو مجھے آپ پر آ ہی نہیں سکتا۔ اب اس وقت دیکھیں آپ اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر میری طرف آئے۔ آپ یہ بھی کر سکتے تھے کہ مجھے ہاتھ کا اشارہ کرتے، مجھے اپنے قریب بلاتے اور میں آپ کے قریب جاتا جو آپ نے کہنا تھا وہ کہتے۔ مجھے اپنی ذات پر بھی فخر ہوتا کہ میرے......''

اوغر خاں نے مسکراتے ہوئے رن مست خاں کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ کہنے لگا۔

''رن مست خاں! تم اتنے بھی ننھے بچے نہیں ہو کہ میں تمہیں حکم دیتا پھروں۔ ہم انگریزوں پر حملہ آور ہونے کے لئے آئے ہیں۔ جہاں میں لشکر کے ایک حصے کا سالار ہوں ویسے ہی حصے کے سالار تم بھی ہو۔ یہ برابری کا معاملہ ہے۔ پھر میرے بھائی جب میں ایسا کرتا ہوں تو یہ بھی سوچا کرو کہ ایسا کرنے میں میرا قلبی سکون بھی ہوتا ہے۔ بہرحال چھوڑو اس معاملے کو۔ جو میں کہنا چاہتا ہوں غور سے سنو۔''

اس کے ساتھ ہی اوغر خاں اپنا منہ مزید اس کے قریب لے گیا اور کہنے لگا۔

''رن مست خاں میرے بھائی! جو کچھ میں کہنے لگا ہوں، غور سے سننا۔ اس وقت تو ہم نے اپنے لشکر کو روکا ہوا ہے لیکن جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ کہنے کے بعد ہم یہاں سے کوچ کریں گے۔

ہم انگریزوں کے مستقر کے سامنے جا کر پڑاؤ کریں گے تو ظاہر ہے انہیں ہمارے آنے کی اطلاع ہو چکی ہے۔ وہ بالکل تیار ہوں گے۔ ہم ان کے سامنے پڑاؤ کر لیں گے۔ کوشش یہ کریں گے کہ ہم ان کے پڑاؤ کے سامنے دن کے وقت پہنچیں۔ لشکر کے ایک حصے کو، تیار اور مستعد رکھیں گے تاکہ انگریز فی الفور حملہ آور ہونے کی کوشش نہ کریں اور نہ ہی رات کے وقت شب خون مار سکیں۔

میرے عزیز بھائی! ہم دونوں اگلے روز منہ اندھیرے اپنے کام کی ابتدا کریں گے۔ اس وقت سمندر کی طرف سے تیز ہوائیں چل رہی ہوں گی۔ اب بھی چل رہی ہیں۔ منہ اندھیرے بیدار ہونے کے بعد ہم دو قدم اٹھائیں گے۔ پہلا یہ کہ تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ مجھ سے علیحدہ ہوتے ہوئے بائیں جانب چلے جاؤ گے۔ ایسا

Marfat.com

کر کے تم انگریزوں کے پڑاؤ کے بائیں جانب ذرا فاصلے پر مناسب جگہ گھات لگا لو گے اور یہ ساری کارروائی منہ اندھیرے ہی مکمل کر لی جائے گی۔

دوسرا قدم جو میں اٹھاؤں گا وہ یہ کہ اپنے لشکر میں سے میں بہترین گھڑ سواروں کا انتخاب کروں گا جو رات کے اندھیرے میں پہلے سمندر کی طرف جائیں گے پھر سمندر کی طرف سے انگریزوں کے پڑاؤ کی طرف بڑھیں گے۔ ہمارا پڑاؤ چونکہ سمندر کی مخالف سمت ہو گا اور انگریزوں کی پشت پر سمندر ہو گا لہٰذا سمندر کی طرف سے وہ کسی کے حملہ آور ہونے کی امید بھی نہیں کر سکیں گے۔

وہ گھڑ سوار جن کا میں انتخاب کروں گا اور انہیں سمندر کی طرف بھیجوں گا، سمندر کے کنارے جانے کے بعد وہ پلٹیں گے۔ انگریزوں کے پڑاؤ کی طرف بڑھیں گے اور پڑاؤ کے خیموں کو آگ لگا دیں گے۔ اس طرح تیز ہوا میں خیموں کو آگ لگانے کے بعد ہمارے وہ سوار وقت ضائع کئے بغیر واپس اپنے لشکر میں آ جائیں گے۔ چند خیموں کو جب آگ لگے گی تو تیز سمندری ہواؤں کی وجہ سے وہ مزید خیموں کو اپنی گرفت میں لے لے گی۔

اس موقع پر ہمارے پڑاؤ میں بالکل خاموشی اور سکون ہو گا۔ انگریز یہی خیال کریں گے کہ فی الوقت ہمارا ان پر حملہ آور ہونے کا کوئی ارادہ نہیں ہے لہٰذا وہ اپنی پوری توجہ آگ بجھانے پر صرف کر دیں گے۔ جس وقت انگریز اپنی خیمہ گاہ میں لگی آگ کو بجھانا شروع کریں گے سامنے کی طرف سے میں حملہ آور ہوں گا۔ میرے حملہ آور ہونے کی وجہ سے انگریز اپنے کچھ لشکریوں کو تو آگ بجھانے ہی میں لگائے رکھیں گے باقی لشکر کو مجھ پر حملہ آور ہونے کے لئے متعین کر دیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھا رہا تھا۔

"رن مست خاں میرے بھائی! جب یہاں تک کارروائی مکمل ہو جائے گی اور انگریز پوری طاقت وقوت کے ساتھ میرے ساتھ مصروفِ جنگ ہوں گے تب تم اپنے کام کی ابتدا کرنا۔ انگریزوں کے پہلو کی طرف سے نمودار ہونا اور ان پر حملہ آور ہو کر ان کی صفوں کو اُلٹتے چلے جانا۔ جب تم پہلو کی طرف سے حملہ آور ہو گے تو انگریزوں کا دباؤ مجھ پر بھی کم ہو جائے گا اس طرح میں بھی ان کے اندر گھستا چلا جاؤں گا۔ میرے بھائی! ایسا کر کے ہم انگریزوں کو بدترین شکست دے سکتے ہیں اور ان کی طاقت وقوت پر ایسی تباہ کن ضرب لگا سکتے ہیں کہ آنے والے دور میں انگریز

Marfat.com

ہمارے خلاف سر نہیں اٹھائیں گے بلکہ ہماری مقرر کردہ شرائط کے مطابق ہمارے ساتھ تعاون کرتے ہوئے یہاں رہنے پر مجبور ہوں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں خاموش ہو گیا۔ رن مست خاں تھوڑی دیر تک اسے توصیفی انداز میں دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

"بھائی! جو تجویز آپ نے پیش کی ہے اس کے تحت خداوند نے چاہا تو ہماری کامیابی یقینی اور انگریزوں کی بربادی اور ناکامی بھی یقینی ہے۔ لہٰذا ہمیں یہاں رک کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے، آگے بڑھ کر انگریزوں کے مستقر کے سامنے بالکل قریب جا کر پڑاؤ کر لینا چاہئے۔"

رن مست خاں کے ان الفاظ پر اوغر خاں مسکرا دیا تھا۔ پھر دونوں بھائی لشکر کو حرکت میں لائے۔ بڑی تیزی سے آگے بڑھنے لگے تھے۔ یہاں تک کہ دونوں نے انگریزوں کے مستقر کے سامنے جا کر پڑاؤ کر لیا تھا۔ اس وقت دوپہر کا وقت تھا۔

انگریز اپنی جگہ بالکل تیار اور مستعد تھے۔ ان کے لشکر کی تعداد بھی اوغر خاں اور رن مست خاں کے متحدہ لشکر سے زیادہ تھی۔ تاہم بڑے پُر سکون انداز میں اوغر خاں اور رن مست خاں نے اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا۔ لشکر میں شامل جو عورتیں تھیں انہیں پڑاؤ میں منتقل کیا گیا۔ باربرداری کے جانور ایک طرف رکھے گئے۔ ضرورت کا سارا سامان بھی پڑاؤ کے درمیانی حصے میں محفوظ کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد لشکر کے مختلف حصوں کو فرائض سونپتے ہوئے کچھ کو چاق و چوبند رہ کر انگریزوں پر نگاہ رکھنے کے لئے کہا گیا تھا باقی کو آرام کرنے کا مشورہ دیا گیا تھا۔

انگریزوں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کا آنے والا لشکر آتے ہی ان کے ساتھ جنگ کی ابتدا نہیں کرنا چاہتا تو انہوں نے بھی مسلمانوں پر نگاہ رکھنے کے لئے اپنے لشکر کا ایک حصہ مستعد کر دیا تھا۔ اب صورتِ حال یہ تھی کہ انگریزوں کے لشکر اور پڑاؤ کی پشت کی طرف سمندر تھا۔ مسلمان ان کے سامنے تھے۔ یوں دن تمام ہوا، رات وارد ہو گئی۔

رات کے آخری اور پچھلے حصے میں انگریزوں کے پڑاؤ کے اندر افراتفری اور بے چینی اٹھ کھڑی ہوئی تھی اس لئے کہ ان کی خیمہ گاہ کے پشتی حصہ میں اچانک آگ بھڑک اٹھی تھی۔ اوغر خاں کے لشکری ان کے چند خیموں کو آگ لگانے کے بعد کامیابی

Marfat.com

کے ساتھ واپس اپنے لشکر میں جا چکے تھے۔ اس وقت چونکہ تیز سمندری ہوائیں چل رہی تھیں لہٰذا ان کی وجہ سے یہ آگ ایک خیمے سے دوسرے خیمے، دوسرے سے تیسرے خیمے تک برق کے کوندوں کی طرح لپکتی چلی گئی تھی کیونکہ اس حصے میں انگریزوں کے لشکر کے لئے خورد و نوش کے علاوہ جنگ میں کام آنے والا سامان بھی پڑا ہوا تھا لہٰذا انگریز ہر شے کو فراموش کرتے ہوئے آگ بجھانے میں مصروف ہو گئے تھے۔

اس وقت چونکہ اوغر خاں کے لشکر میں بالکل خاموشی تھی لہٰذا انگریز مطمئن تھے کہ اس اچانک بھڑک اٹھنے والی آگ کی وجہ سے مسلمان حملہ آور ہو کر فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کریں گے لیکن انگریزوں کو شاید یہ خبر نہ تھی کہ وہ آگ لگی نہ تھی لگائی گئی تھی۔ ان کی بدبختی کہ رن مست خاں بھی اوغر خاں سے علیحدہ ہو کر بڑی کامیابی کے ساتھ انگریزوں کے لشکر کے پہلو کی طرف جا چکا تھا۔ جس وقت انگریزوں کے لشکر میں بھڑک اٹھنے والی آگ کی وجہ سے افراتفری اور انتشار اٹھ کھڑا ہوا اسی وقت اوغر خاں حرکت میں آیا۔ آگ لگانے سے پہلے ہی وہ اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہونے کے لئے بالکل تیار اور مستعد تھا۔ اس وقت انگریزوں کے لشکر میں آگ کی وجہ سے شور شرابہ، افراتفری کے آثار اٹھتے دکھائی دیئے۔ تب اوغر خاں حرکت میں آیا پھر وہ انگریزوں پر ظلم و عداوت کے ریتلے میدانوں میں نفرت کے اٹھتے طوفانوں، وقت کے لامحدود سمندر میں زندگی کے پتھریلے خارزاروں اور خونخوار بے سحر راتوں میں درد بانٹتے خوفناک استعاروں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اب انگریز عین اوغر خاں کی امیدوں کے مطابق اپنے ردِعمل کا اظہار کر رہے تھے۔ اپنے لشکر کا ایک حصہ انہوں نے آگ بجھانے ہی میں مصروف رکھا۔ لشکر کے دوسرے حصے کو انہوں نے اوغر خاں کا حملہ روکنے اور پھر جوابی کارروائی کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

اس پر انگریزوں کا ایک بہت بڑا لشکر جوابی کارروائی کرتے ہوئے اوغر خاں پر حملہ آور ہوا تھا۔ اوغر خاں اپنے پہلے حملے میں کافی انگریزوں کو کاٹ کر ان کے پڑاؤ کو خون آلود کر چکا تھا اور پھر جس وقت انگریز بری طرح اوغر خاں کے ساتھ مصروفِ جنگ ہوئے تب انگریزوں کے لئے ایک پہلو کی طرف سے ایک مزید بدبختی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس لئے کہ رن مست خاں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ مایوسی کے سیم

Marfat.com

وتھور سے کالے قہر کی صورت اور پیلے موسموں کی چیپ سے صدیوں کے مہیب قحط کی طرح نمودار ہوا تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے انگریزوں کے لشکر کے ایک پہلو پر وہ حبس زدہ سوچوں سے اٹھتے فکر وغم کے خوفناک سایوں اور بھوکی جبلتیں رکھنے والے خونی اندھیاؤ کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

شروع میں انگریزوں نے اپنا پورا زور اوغر خاں پر ڈالا تھا اور انہوں نے ارادہ کیا تھا کہ پوری طاقت وقوت سے حملہ آور ہو کر مسلمانوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیں۔ اس طرح اوغر خاں پر انہوں نے پورا دباؤ ڈالا تھا لیکن جب ایک سمت سے رن مست خاں بھی ان پر حملہ آور ہو گیا تب اغر خاں پر انگریزوں کا دباؤ کم ہوا اور یہ دباؤ کم ہوتے ہی اوغر خاں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ انگریزوں کی صفوں کے اندر گھس کر موت اور زندگی کا کھیل کھیلنے لگا تھا۔ اس موقع پر اس نے انگریزوں کے لشکر کی صفیں کی صفیں الٹ کر رکھ دی تھیں۔

اس موقع پر انگریزوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح حملہ آور مسلمانوں کو مار بھگائیں لیکن ان کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو رہی تھی۔ اوغر خاں اور رن مست خاں ان کے حملوں کو روکتے ہوئے بڑے خوفناک انداز میں جوابی کارروائی کر رہے تھے۔ ان کے لشکری بھی جارحیت اختیار کرتے ہوئے انگریزوں پر خاموشیوں کی ردا سے اٹھتے بحر کے خوفناک گرداب، شہروں کو جلا اور خوابوں کو توڑ دینے والے بے روک آتش فشانی مواد کی طرح ضربیں لگا رہے تھے۔ اس طرح دو طرفہ حملے کے باعث اوغر خاں اور رن مست خاں کے خلاف انگریزوں کا کوئی بھی حربہ کامیاب نہ ہوا۔ انگریزوں کے لشکر کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ بچنے والے انگریزوں نے جب اندازہ لگایا کہ ان کے لشکر کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ اب اگر انہوں نے شکست اٹھا کر بھاگنے والی بات نہ کی تو سارے لشکریوں کو حملہ آور موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔

لہذا بچے کھچے انگریز اپنا پڑاؤ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے اور جو انگریز آگ بجھانے میں مصروف تھے وہ آگ پر تو قابو پا چکے تھے لیکن اس وقت تک تقدیر نے چونکہ ان کے مقدر کے قرطاس پر شکست لکھ ڈالی تھی لہذا وہ بھی اپنی جانیں بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

اتنی دیر تک مشرق سے سورج بھی زمین کے سینے کے ساتھ تانک جھانک کرنے

Marfat.com

لگا تھا۔ ہر شے روشن ہو گئی تھی۔ اوغر خاں اور رن مست خاں نے پہلے اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال کی، انگریزوں کے پڑاؤ کی ہر شے پر انہوں نے قبضہ کیا اس کے بعد انہوں نے اپنا پڑاؤ وہاں سے اٹھایا اور سمندر کے کنارے کنارے سفر کرتے ہوئے وہ چند میل آگے جا کر ایک محفوظ جگہ پڑاؤ کر گئے تھے۔

وہاں پڑاؤ کرنے کے بعد اوغر خاں اور رن مست خاں نے تیز رفتار قاصد احمد نگر میں اورنگ زیب عالمگیر کی طرف بھجوائے تھے اور انگریزوں کی شکست اور اپنی فتح کی خبر بھجوا دی تھی۔ اب وہ وہاں اس لئے پڑاؤ کر گئے تھے تاکہ جونہی ان کے وہ مخبر جنہیں یورپ کے بحری قزاقوں پر نگاہ رکھنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا وہ قزاقوں سے متعلق کوئی خبر دیں تو وہ اپنی دوسری مہم کی ابتداء کریں۔

سمندر کے کنارے اوغر خاں اور رن مست خاں کو زیادہ دن انتظار نہ کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ ان کے مخبروں نے اطلاع کر دی کہ تینوں انگریز قزاقوں کے سربراہوں یعنی برج مین، رابرٹ اور ولیم کڈ کے علاوہ پرتگالی قزاقوں نے بھی کچھ اوپر ساحل سمندر پر پڑاؤ کر رکھا ہے۔ ان کے پاس بے شمار مال ہے اور وہ آپس میں مال کا لین دین کرنے کے ساتھ ساتھ ساحل کے قریب قریب جو شہر اور آبادیاں ہیں وہاں وہ سامان بیچنے کی کوشش کریں گے۔

یہ خبر سن کر اوغر خاں بے حد خوش ہوا۔ اس لئے کہ اس نے وہاں پڑاؤ ہی اس مقصد کے لئے کیا ہوا تھا کہ قزاقوں سے متعلق جونہی اسے خبر ملے تو وہ ان قزاقوں کے خلاف فوری حرکت میں آئے۔ لہٰذا جو مخبر قزاقوں سے متعلق اطلاعات لے کر آئے تھے ان میں سے ایک کو اوغر خاں نے اپنے قریب بلایا پھر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے بھائی! جو خبر تم اور تمہارے ساتھی لائے ہیں یوں جانو وہ میرے لئے انتہا درجہ کی خوشی اور اطمینان کا باعث ہے۔ اب میں تم سے تھوڑی سی مزید تفصیل جاننا چاہتا ہوں تاکہ میں ان بحری قزاقوں کے خلاف کامیاب ضرب لگا سکوں۔

میرا پہلا سوال تم سے یہ ہے کہ ان بحری قزاقوں کے پاس صرف چھوٹی کشتیاں ہیں یا بڑے بڑے جہاز بھی ہیں؟ اگر ان کے پاس دونوں چیزیں ہیں تو پھر اپنے جہازوں اور کشتیوں کو انہوں نے کہاں کہاں لنگر انداز کر رکھا ہے؟''

اوغر خاں کے اس سوال پر وہ مخبر کہنے لگا۔

Marfat.com

''یورپ کے ان بحری قزاقوں کے پاس بڑے بڑے بادبانی جہاز بھی ہیں اور چھوٹی کشتیاں بھی ہیں۔ اب وہ جو ساحل پر اترے ہیں تو ان کے اترنے کی صورتِ حال کچھ اس طرح ہے کہ ان کے بڑے بڑے جہاز تو ساحل سے ذرا پیچھے ہٹ کر کھڑے ہوئے ہیں اور ان کے پاس بے شمار چھوٹی و بڑی کشتیاں بھی ہیں۔ اب بحری قزاق اپنے بحری جہازوں سے انہی چھوٹی بڑی کشتیوں میں سوار ہو کر ساحل کی طرف آئے ہیں۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں بحری جہاز تو ساحل سے ذرا پیچھے کھڑے ہیں اور ان کی ان گنت کشتیاں بالکل ساحل پر کھڑی ہوئی ہیں اور وہ بحری قزاق خود ان کشتیوں سے ذرا فاصلے پر پڑاؤ کیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے باقاعدہ خیمے نصب کیے ہیں اور ایسی بے فکری کے ساتھ وہاں پڑاؤ کیا ہے جیسے کوئی ان پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہیں کر سکتا، کوئی ان کا احتساب اور جواب طلبی تک نہیں کر سکتا۔''

وہ مخبر جب خاموش ہوا تب اوغر خاں مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں ان کا احتساب اور جواب طلبی تو ایسی کروں گا کہ ان کی پشتیں تک یاد رکھیں گی کہ کس حملہ آور سے پالا پڑا تھا؟ بحری قزاقوں پر ایسی ضرب لگانا چاہتا ہوں کہ آنے والے دور میں کوئی بھی غیر ملکی بحری قزاق نہ مسلمانوں کے کسی جہاز پر قبضہ کر سکے اور نہ زائرینِ حج پر حملہ آور ہو کر انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔''

اس کے بعد اوغر خاں نے آنے والے اپنے ان مخبروں کو آرام کرنے کا حکم دیا۔ ان کے جانے کے بعد اس نے رن مست خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''رن مست خاں میرے بھائی! جو صورت حال ہمارے ان مخبروں نے ہمیں بتائی ہے اس کے تحت بحری قزاقوں کی مہم بمبئی کے نواح میں انگریزوں کی مہم سے کہیں زیادہ سخت اور کڑی ثابت ہو گی۔ ہم دونوں کو بڑے طریقے اور کسی خاص حربے کو استعمال کرتے ہوئے ان بحری قزاقوں پر حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کرنا ہو گا۔ ان بحری قزاقوں کے حوصلے بڑھے ہوئے ہیں۔ ماضی میں جگہ جگہ یہ شکست و ریخت کا کام کرتے رہے ہیں۔ لوٹ مار کا بازار انہوں نے گرم کر رکھا ہے۔ اب ہم نے ان پر حملہ آور ہو کر میرِ محترم پر یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم ان بحری قزاقوں سے نمٹ سکتے

Marfat.com

ہیں اور بحری قزاقوں پر ہم نے یہ ثابت کرنا ہے کہ اب تک جو کچھ تم نے کیا وہ کر چکے اس کے بعد ہم تمہیں مزید تباہی اور بربادی پھیلانے والی کارروائیاں نہیں کرنے دیں گے۔

رن مست خاں میرے بھائی! جیسا کہ مخبر بتا چکے ہیں بحری قزاقوں کے جہاز ساحل سے ذرا پیچھے کھڑے ہوئے ہیں۔ ساحل کے ساتھ ان کی کشتیاں ہیں جو ساحل کے ساتھ بندھی ہوئی ہیں۔ انہی کشتیوں میں بیٹھ کر وہ جہازوں سے نکل کر ساحل کی طرف آئے ہیں۔ اب ہم دونوں بھائیوں نے وہ طریقہ کار استعمال کرنا ہے کہ بحری قزاق اب اپنی ان کشتیوں میں بیٹھ کر ہمارے ہاتھوں نکلنے اور بھاگنے نہ پائیں۔

میرے بھائی! میں مخبروں کو تھوڑی دیر آرام کرنے کا موقع فراہم کر رہا ہوں۔ اس کے بعد ہم یہاں سے کوچ کریں گے۔ اس سلسلے میں مخبر ہماری راہنمائی کریں گے۔ ان بحری قزاقوں سے دور ہی تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ مجھ سے علیحدہ ہو کر دائیں طرف ہوتے ہوئے آگے بڑھنا۔ اس طرح تم خشکی پر بحری قزاقوں سے ذرا فاصلے پر چلے جاؤ گے۔ جبکہ میں بڑی تیزی اور برق رفتاری سے آگے بڑھوں گا اور بحری قزاقوں کے سامنے ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ ایک طرح سے اپنے لشکر کو پھیلا کر ان کی راہ روک کھڑا ہوں گا۔ اس موقع پر میں پہلے ہی اپنے کچھ لشکریوں کو ہدایات جاری کر دوں گا کہ ساحل کے ساتھ ساتھ پھیلتے ہی وہ دو کارروائیاں کریں۔

میرے لشکر کا ایک حصہ فوراً کنارے کے ساتھ بندھی ہوئی قزاقوں کی کشتیوں کے رسے کھول کر انہیں سمندر کی طرف دھکیل دے گا۔ ایسا اس لئے کیا جائے گا تاکہ اگر کوئی صورتِ حال ہمارے خلاف بھی ہو جائے تب بھی وہ بحری قزاق ان کشتیوں کے ذریعہ اپنے جہازوں تک نہ پہنچ سکیں۔

دوسرا گروہ جو تیر اندازوں پر مشتمل ہو گا جونہی کشتیوں کے رسے کھول کر انہیں سمندر کی طرف دھکیلا جائے گا تب میرے لشکر کا دوسرا حصہ جو تیر اندازوں پر مشتمل ہو گا وہ آتشیں تیر بحری قزاقوں کے جہازوں اور ان کی کشتیوں پر چلائیں گے۔ اس طرح کوشش کی جائے گی کہ بحری قزاقوں کے جہازوں اور کشتیوں کو آتشیں تیروں کے ذریعہ آگ لگا کر ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو

Marfat.com

گئے تو میرے بھائی میرا اندازہ ہے ہم ان بحری قزاقوں کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اب میں نے اپنے حملے کا ایک رخ تمہارے سامنے پیش کیا ہے۔ جس وقت میں بڑی تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بحری قزاقوں کے سامنے ساحل پر پھیل جاؤں گا اور میرے کچھ لشکری کشتیوں کے رسے کاٹ کر انہیں سمندر کی طرف دھکیلیں گے اور باقی تیر انداز آتشیں تیر برسانا شروع کر دیں گے تو ظاہر ہے اس موقع پر بحری قزاق ساحل پر بیٹھ کر تماشہ تو نہیں دیکھیں گے۔ وہ ایک دم اپنے آپ کو مسلح کریں گے اور مجھ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔

میں ان کے حملے کو روکوں گا۔ اتنی دیر تک میرے بھائی! تم بھی ان کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہونا۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ اپنے لشکر کے دونوں حصوں کے درمیان ہم بحری قزاقوں کو پیس کر رکھ دیں گے۔''

اوغر خاں جب خاموش ہوا تب رن مست خاں سنجیدگی میں کہنے لگا۔

''بھائی! آپ کی اس تجویز کے خلاف میں احتجاج کرتا ہوں۔ جب آپ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بحری قزاقوں کی کشتیوں کے ساتھ ساتھ اپنے لشکر کو پھیلا دیں گے اور جس وقت آپ یہ کام کر رہے ہوں گے بحری قزاق آپ پر ٹوٹ پڑیں گے اور آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ میں چونکہ اس وقت ذرا فاصلے پر ہوں گا لہٰذا مجھے پشت کی جانب سے بحری قزاقوں پر حملہ آور ہونے میں کچھ دیر لگے گی۔ اتنی دیر تک بحری قزاق آپ پر حملہ آور ہو کر آپ کو نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں اور یہ خدشہ کم از کم میرے لئے ناقابل قبول ہے۔''

رن مست خاں کی اس گفتگو کے جواب میں اوغر خاں کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا، پھر کہنے لگا۔

''رن مست میرے عزیز بھائی! ابھی میں نے اپنی گفتگو ختم نہیں کی ہے، تم بیچ میں بولے ہو۔ پہلے مجھے اپنی گفتگو ختم کرنے دو اس کے بعد تم جو اعتراض کرو گے اس کا ازالہ کیا جائے گا۔ میں جانتا ہوں جو اعتراض تم کھڑا کر رہے ہو وہ تم میری سلامتی، میرے تحفظ کی خاطر کر رہے ہو لیکن جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں وہ پہلے کہنے دو۔ تمہارے خدشات دور کرنے کے لئے پہلی بات تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس حملے کی ابتداء سورج طلوع ہونے سے تھوڑی دیر پہلے کی جائے گی۔ جس وقت فضاؤں

Marfat.com

کے اندر ہلکی ہلکی تاریکی ہو گی۔ چونکہ ان دنوں راتیں بے چاند ہیں لہٰذا رات کے پچھلے حصے میں تاریکی خوب ہوتی ہے۔ سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی پہلے جس وقت مشرق سے روشنی پھیلنا شروع ہو جاتی ہے اور آس پاس کی چیزیں ہیولوں کی صورت میں دکھائی دینے لگتی ہیں اس وقت میں ساحل کے ساتھ ساتھ اپنے لشکر کو پھیلا چکا ہوں گا۔ اتنی دیر تک تم بھی پشت کی جانب سے بحری قزاقوں کے قریب آ جانا۔

اب تمہارا خدشہ یہ ہے کہ بحری قزاق ایک دم مجھ پر حملہ آور ہو کر نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے تو اس سے بچنے کے لئے بھی اس موقع پر میں ایک کارروائی کروں گا جس وقت میرے ساتھی کشتیاں کھول رہے ہوں گے ان کے جہازوں اور کشتیوں میں آتشیں تیر پھینکنا شروع ہو جائیں گے۔ اس وقت فضاؤں کے اندر ہلکی ہلکی روشنی ہو چکی ہو گی۔ اسی روشنی میں جہاز اور کشتیاں دکھائی دیں گے۔ میرے بھائی! جب ہماری اس کارروائی کے جواب میں قزاق میری طرف بڑھیں گے تو میں اپنے لشکر کی اگلی دو صفوں کو بالکل تیار رکھوں گا۔ سب سے اگلی صف زمین پر بیٹھ جائے گی، پچھلی صف کھڑی رہے گی۔ ان دو صفوں کے پاس اپنی کمانیں اور تیروں کے ڈھیر ہوں گے۔ اگلی صف بیٹھ کر اور اس سے پچھلی صف کھڑی ہو کر سمندر کی طرف بڑھنے والے بحری قزاقوں پر بارش کی طرح تیر اندازی کریں گے۔ ظاہر ہے جب میرے لشکر کی طرف سے بارش کی طرح موسلا دھار تیر بحری قزاقوں پر برسیں گے تو میرے بھائی وہ آنکھیں بند کر کے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ رکیں گے، سنبھلیں گے، اس کے بعد کوئی طریقہ اختیار کرتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ میرے بھائی! اتنی دیر تک تم ان کی پشت کی جانب سے حملہ آور ہو کر نہ صرف مجھ پر ان کے زور اور دباؤ کو کم کر دو گے بلکہ تمہارے حملہ آور ہونے کی وجہ سے میرے لشکر کی اگلی دونوں صفیں بھی اپنی کمانیں اور تیر ایک طرف رکھ کر اپنی تلواریں سنبھال لیں گی اور پھر سامنے کی طرف سے میں بھی قزاقوں پر ٹوٹ پڑوں گا۔ اس طرح اپنے لشکر کے دونوں حصوں کے درمیان مجھے امید ہے کہ ہم بحری قزاقوں کو پیس کر رکھ دیں گے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد اوغر خاں رکا پھر مسکراتے ہوئے رن مست خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

Marfat.com

''رن مست خاں! میں اپنی بات مکمل کر چکا ہوں میرے بھائی! اب کہہ تُو کیا کہنا چاہتا ہے؟''

جواب میں رن مست خاں خوشی اور طمانیت کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''بھائی! اب میرے لئے کہنے کے لئے آپ نے کچھ چھوڑا ہی نہیں۔ جو خدشات، جو اندیشے میرے ذہن میں ابھر رہے تھے ان کا آپ نے حل بھی میرے سامنے پیش کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں جب آپ شروع میں ہی بحری قزاقوں کی تواضع تیروں سے کریں گے تو واقعی آپ کی طرف بڑھنے میں ان کی رفتار کم ہو جائے گی اور اسی دوران مجھے موقع مل جائے گا اور میں پشت کی جانب سے ان پر حملہ آور ہو کر ان کے کس بل نکالنا شروع کر دوں گا۔ بھائی! میں سمجھتا ہوں جو سالار، جو لشکری آپ کی کمانداری میں کام کرتا ہے وہ آپ سے بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔''

اس موقع پر اوغر خاں نے مسکراتے ہوئے رن مست خاں کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ ''بھائی! میری ایسی بھی تعریف نہ کرو کہ میں پانی کے بلبلے کی طرح پھول پھٹ جاؤں۔''

اس موقع پر رن مست خاں نے تڑپ کر اپنا ہاتھ اوغر خاں کے منہ پر رکھ دیا اور کہنے لگا۔

''خدا نہ کرے بھائی...... اللہ میاں آپ کو لمبی عمر دے۔ ابھی تو میں نے آپ کے بچوں کو اپنی گود میں کھلانا ہے۔''

جواب میں اوغر خاں قہقہہ لگاتے ہوئے کہنے لگا۔

''اس کا مطلب ہے تمہارے بچوں کو مجھے اپنی گود میں کھلانا پڑے گا۔''

اوغر خاں کے ان الفاظ پر رن مست خاں بھی قہقہہ لگاتے ہوئے ہنس پڑا پھر اوغر خاں کہنے لگا۔

''اُٹھو! کھانے کا وقت ہو گیا ہے۔ رادھیکا اور زرنگار بڑی بے چینی سے ہمارا خیمے میں انتظار کر رہی ہوں گی۔''

اس کے ساتھ ہی دونوں وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اوغر خاں جب رن مست کے ساتھ اپنے خیمے میں داخل ہوا تو اس خیمے میں واقعی رادھیکا اور زرنگار بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب وہ دونوں آگے بڑھ کر ان کے قریب بیٹھ گئے تب فکرمندی کا اظہار

Marfat.com

کرتے ہوئے اوغر خاں کی طرف دیکھ کر رادھیکا کہنے لگی۔

''پڑاؤ میں افواہ پھیلی ہوئی ہے کہ بحری قزاقوں کی طرف سے کچھ مخبر آئے تھے اور وہ آپ کو ان سے متعلق تفصیل بتا رہے تھے۔ کیا ان بحری قزاقوں......''

رادھیکا رک گئی۔ اس لئے کہ اوغر خاں بول اٹھا تھا۔

''رادھیکا! تم لوگوں نے ٹھیک سنا ہے۔ بحری قزاق اس وقت کچھ آگے ساحل سمندر پر پڑاؤ کئے ہوئے ہیں اور ان پر حملہ آور ہونے کے لئے آج آدھی رات کے وقت ہم یہاں سے مخبروں کی رہنمائی میں کوچ کریں گے۔''

یہاں تک کہتے کہتے اوغر خاں رک گیا۔ اس لئے کہ دو لشکری ان کا کھانا لے کر آ گئے تھے۔ کھانا رکھ کر وہ چلے گئے۔ رادھیکا اور زرنگار نے کھانے کے برتن لگائے اور چاروں کھجور کی چٹائی پر اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔

○❖○

Marfat.com

جہاں بمبئی کے نواح میں انگریز یہ امید نہیں کر سکتے تھے کہ اورنگ زیب عالمگیر کا کوئی لشکر ان پر حملہ آور ہو سکتا ہے اس لئے کہ بمبئی مغلوں کی عملداری سے بہت باہر تھا اس بناء پر وہاں انگریز اپنے آپ کو محفوظ خیال کرتے تھے۔ لیکن اورنگ زیب عالمگیر نے وہاں بھی انگریزوں پر حملہ آور ہو کر ان کی ساری کجی درست کر کے رکھ دی تھی۔ اسی طرح یورپ کے وہ بحری قزاق بھی یہی خیال کرتے تھے کہ جن علاقوں کے اندر انہوں نے اپنے جہاز اور کشتیاں کھڑی کر کے ساحل پر مال کا لین دین شروع کیا ہوا ہے وہ علاقہ بھی ایسا ہے جہاں اورنگ زیب عالمگیر کا کوئی لشکر حملہ آور ہو کر انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن اب قضاء اور مرگ نے جس طرح بمبئی کے نواح میں انگریزوں کے ایک بہت بڑے لشکر سے تانک جھانک کرتے ہوئے انہیں خاک و خون میں ملا کر رکھ دیا تھا اسی طرح ویسے ہی حوادث اور تقدیر کے ویسے ہی بدترین لمحے ان قزاقوں کے خلاف بھی کروٹیں لینے لگے تھے۔

جس وقت رات اپنے انجام سے بغل گیر ہونے کے لئے اپنے سیاہ دامن سمیٹتی ہوئی بھاگتی جا رہی تھی، فضاؤں کے اندر اِکا دُکا پرندے جاگتے ہوئے مختلف آوازیں نکال کر اپنی موجودگی کا پتہ دینے لگے تھے۔ امیدوں کی پریاں اپنے پر سمیٹنے لگی تھیں۔ زندگی کے آثار خوابیدگی سے بیدار ہونے کے لئے انگڑائیاں لینے لگے تھے۔ ایسے میں بحری قزاق ساحل سمندر پر بے فکری کی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ ساحل کے ساتھ ساتھ دور تک پھیلی ہوئی ٹھنڈی ریت نے ان پر غنودگی اور کسل مندی کو زیادہ گہرا کر کے رکھ دیا تھا۔ یہاں تک کہ موت کے طوفان کی طرح اوغر خاں اور رن مست خاں ان کے قریب پہنچ چکے تھے۔

پھر اچانک اوغر خاں اور رن مست خاں نے اپنے لائحہ عمل کو آخری شکل دیتے ہوئے اپنے کام کی ابتدا کی۔ رن مست خاں اپنے حصے کے لشکر کو لے کر ایک دم سمندر کی مخالف سمت مڑا اور ایک کاوا کاٹ کر بحری قزاقوں کے ایک پہلو کی طرف جا

Marfat.com

کر اپنے آپ کو استوار کرنے کے لئے آگے بڑھنے لگا تھا۔ جبکہ اوغر خاں تھوڑا سا مزید آگے گیا، اس کے بعد اپنے سالاروں اور لشکریوں کے ساتھ پہلے سے طے شدہ منصوبہ کے تحت اس نے اپنی رفتار انتہا درجہ کی تیز کر دی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اوغر خاں اور اس کے لشکری ساحل کے ساتھ ساتھ کھڑی بحری قزاقوں کی کشتیوں کے آگے پھیل گئے تھے۔

ان کے ایسا کرنے پر بحری قزاق جاگ اٹھے تھے۔ گو ریت پر بھاگتے گھوڑوں کی ٹاپیں کوئی زیادہ بلند نہ ہوئی تھیں پھر بھی لشکر کے بھاگنے کے باعث جو زمین پر دھمک پیدا ہوئی تھی وہ ان کے لئے زلزلہ ثابت ہوئی تھی۔ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے تھے۔ اتنی دیر تک اوغر خاں اپنے کام کی ابتدا کر چکا تھا۔ اس کے کچھ لشکریوں نے ساحل پر کھڑی کشتیوں کے رسے کھول کر انہیں سمندر کی طرف دھکیل دیا تھا اور دوسرے لشکریوں نے کشتیوں کے علاوہ ان سے آگے ذرا فاصلے پر کھڑے بحری قزاقوں کے بڑے بڑے جہازوں پر آتشیں تیر پھینکتے ہوئے انہیں آگ لگانا شروع کر دی تھی۔

یہ صورت حال جہاں بحری قزاقوں کے لئے غیر معمولی تھی وہاں ان کے لئے ناقابل برداشت بھی تھی۔ انہوں نے بڑی تیزی سے اپنی پیٹیاں باندھتے ہوئے اپنے آپ کو مسلح کرنا شروع کر دیا تھا۔ اتنی دیر تک اوغر خاں کے تیراندازوں نے ان کے جہازوں اور کشتیوں پر آتش باری کرتے ہوئے انہیں آگ لگا دی تھی اور یہ صورتِ حال بحری قزاقوں کے لئے اور زیادہ اشتعال انگیز تھی۔

بحری قزاقوں نے اپنے آپ کو تیار کرنے میں زیادہ دیر نہ لگائی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے بحری قزاق اپنے آپ کو استوار کرتے ہوئے سرخ آندھیوں میں قضا کے نوکیل تیشوں اور برسوں کے پُر ہول سناٹوں میں صداؤں کے اٹھتے گرداب کی طرح اوغر خاں اور اس کے لشکر کی طرف بڑھے تھے۔

جونہی بحری قزاق اوغر خاں اور اس کے لشکر پر حملہ آور ہونے کے لئے ان کے ذرا نزدیک ہوئے اوغر خاں، اس کے سالار اور لشکری ہوش و خرد کے پاسبانوں، فوزمندی کی داستانوں کے امینوں کی طرح حرکت میں آئے۔ اوغر خاں کے لشکر کی اگلی صف ایک دم زمین پر بیٹھ گئی تھی۔ پچھلی صف مستعد تھی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اوغر خاں کے پہلے سے طے شدہ منصوبے کے مطابق اگلی دونوں صفوں نے آگے بڑھنے والے قزاقوں پر برق و باراں کی لپک، برستے اولوں کے پیچ و تاب کی طرح اندھا

Marfat.com

دھند اور موسلا دھار قسم کی تیر اندازی شروع کر دی تھی۔

اس تیر اندازی کے باعث بحری قزاقوں کے لشکر کی اگلی صفیں چھد کر رہ گئی تھیں۔ ان کے ان گنت ساتھی خاک و خون ہو کر زمین پر لوٹنے لگے تھے۔ اس تیر اندازی کے باعث قزاقوں کے لشکر کی نگاہوں میں تھکن، چہروں پر اضطراب طاری کرنے والا خوف و ہراس پھیل گیا تھا۔ پھر جو بحری قزاق بری طرح زخمی ہوئے تھے اور زمین پر گر کر واویلا کرنے لگے تھے ان کی چیخ و پکار نے باقی بحری قزاقوں کو متفکر اور متوحش و مضحمل اور رنجیدہ و بے چین اور پریشان کر کے رکھ دیا تھا۔

بحری قزاقوں نے اندازہ لگایا کہ اگر اسی طرح ان کا نقصان ہوتا رہا تو پھر ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر رہ جائے گی۔ لہٰذا اپنے سامنے اپنی ڈھالیں رکھتے ہوئے وہ پھر آگے بڑھے۔ ابھی وہ اوغر خاں پر حملہ آور ہونے کے لئے اس کے قریب ہی پہنچے تھے کہ ان کی پشت کی طرف سے طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ رن مست خاں تابندگی اور درخشندگی کو زوال اور پستی میں بدل دینے والی اضطراب انگیزیوں اور یادوں کے پرانے عہدوں تک میں اجل کے لمحے بھر دینے والے درد انگیز المیوں اور تیزابی ہواؤں کی مار کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

رن مست خاں کے حملے نے بحری قزاقوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اب وہ اپنے سامنے تین بڑے بڑے خطرات دیکھ رہے تھے۔ ان کے لئے سب سے بڑا المیہ، سب سے بڑا خطرہ یہ تھا کہ ان کے سامنے سمندر کے اندر ان کی کشتیاں اور بحری جہاز جل رہے تھے۔ ان کے لئے دوسرا خدشہ یہ اٹھا تھا کہ پشت کی جانب سے رن مست ان پر حملہ آور ہو کر بڑی تیزی سے ان کا قتل عام کرتے ہوئے ان کی تعداد کم کرنے لگا تھا اور ان کے لئے اس سے بھی بڑا خطرہ اوغر خاں تھا جس نے ابھی ان پر حملہ آور ہونے کی ابتداء کرنی تھی۔ اس نے ابھی صرف تیر اندازی کر کے ہی ان کے اندر ایک ہلچل اور موت کا سماں برپا کر کے رکھ دیا تھا۔

رن مست کے حملہ آور ہونے کے ساتھ ہی ایک اور طوفان اٹھا۔ اوغر خاں نے اپنے سالاروں اور لشکریوں کے ساتھ پہلے زوردار انداز میں تکبیریں بلند کیں پھر وہ فتنہ گروں کے سامنے آندھیوں اور زلزلوں کی قہرمانیوں کی طرح حرکت میں آیا، اس کے بعد آگے بڑھا اور بحری قزاقوں پر اس نے گونگی شاہراہوں پر پیاس کے بے کنار صحرا، درد کی دیواروں کے سامنے عزم کے کوہِ گراں اور وشواش اور بدگمانیوں کے

Marfat.com

سامنے دکھ کی اندھی بگل بن جانے والے حوادث کے رقص کی طرح حملہ کر دیا تھا۔

یہ حملہ ایسا زوردار، ایسا خوفناک تھا کہ بحری قزاق اسے روک نہ سکے۔ کچھ دیر تک وہ جدوجہد کرتے رہے کہ شاید انہیں سمندر کی طرف جانے کا کوئی راستہ مل جائے اور جو کشتیاں اور جہاز ابھی جلنے سے بچ گئے ہیں انہیں کام میں لاتے ہوئے وہ بھاگنے میں کامیاب ہو جائیں۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ اوغر خاں اور رن مست خاں کے دو طرفہ حملوں نے اسے پیس کر رکھ دیا تھا۔ بحری قزاقوں کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ بہت کم ایک طرف بھاگنے میں کامیاب ہوئے۔ ان میں سے کچھ کوہستانی سلسلوں کی طرف روپوش ہو گئے اور کچھ سمندر میں کود گئے تھے۔

اوغر خاں اور رن مست خاں کے ہاتھوں بحری قزاقوں کی یہ بدترین اور ذلت آمیز شکست تھی۔ سمندر کے کنارے ان کا خوب قتل عام کیا گیا کہ ان کی ساری طاقت و قوت کو روند دیا گیا۔ ان کی مزید بدقسمتی کہ وہ سارا سامان جس کا انہوں نے لین دین کرنا تھا اور جسے انہوں نے ساحل پر سجا رکھا تھا اس پر اوغر خاں اور رن مست خاں نے قبضہ کر لیا تھا۔

جس وقت اوغر خان اور رن مست خاں بحری قزاقوں کے ساتھ ٹکراؤ کے نتیجہ میں زخمی ہونے والے اپنے ساتھیوں کی دیکھ بھال اور نگرانی کر رہے تھے دو گھڑ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے اس جگہ آئے جہاں اوغر خاں اور رن مست خاں کھڑے تھے۔ انہیں دیکھتے ہوئے اوغر خاں اور رن مست خاں دونوں کسی قدر فکرمند ہو گئے تھے۔ آنے والے دونوں مخبر تھے۔ قریب آ کر دونوں اپنے گھوڑوں سے اترے۔ اوغر خاں اور رن مست خاں بڑے غور سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ دونوں جب قریب آئے تب آنے والے مخبروں میں سے ایک اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''امیر! ہم ایک انتہائی بری خبر لے کر آئے ہیں اور وہ یہ کہ سنت نے آپ کی بیوی رادھیکا کے بھائی کشن سنگھ کو قتل کر دیا ہے۔''

یہ خبر سن کر اوغر خاں اور رن مست خاں چونک اٹھے تھے۔ کچھ دیر حیرت اور پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے پھر اوغر خاں نے مخبروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''میرے بھائی! سنت کیسے ان علاقوں میں کشن پر حملہ آور ہوا؟ وہاں تو ابھی

Marfat.com

تک مرہٹوں کی کارروائیوں پر نگاہ رکھنے کے لئے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ شہاب الدین نے پڑاؤ کر رکھا ہے اور شہاب الدین کی وہاں موجودگی میں سنت کشن سنگھ پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت اور جسارت نہیں کر سکتا۔"

اوغر خاں کے خاموش ہونے پر وہ مخبر کہنے لگا۔

"امیر! کشن سنگھ اپنی حویلی کے نزدیک ہی ایک بستی میں اپنے مزارعوں میں سے ایک کی طرف گیا ہوا تھا تاکہ ان سے فصل کی آمدنی کا حساب کتاب لے کہ کچھ مرہٹوں نے اسے اپنی نگاہ میں رکھا ہوا تھا۔ جس بستی میں کشن سنگھ داخل ہوا تھا اس کے نواح میں انہوں نے گھات لگا رکھی تھی۔ جونہی کشن سنگھ اپنے کام سے فارغ ہو کر بستی سے نکلا اور چاہتا تھا کہ اپنی حویلی کا رخ کرے۔ گھات میں بیٹھے مرہٹوں نے اسے پکڑ لیا اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ اسے انہوں نے سنت کے سامنے پیش کیا اور سنت نے اس کی گردن مار کر رکھ دی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد جب وہ مخبر خاموش ہوا تب کچھ دیر غمزدہ انداز میں خاموش رہنے کے بعد اوغر خاں نے اسے مخاطب کیا۔

"دیکھو! پہلے میں نے ارادہ کیا تھا کہ اپنے لشکر کے ساتھ یہاں پڑاؤ کروں گا، خیمے نصب کئے جائیں گے، لشکریوں کو ستانے کے لئے چند دن دوں گا۔ لیکن اب ایسا نہیں ہو گا میرے بھائی! تھوڑی دیر تک لشکریوں کے لئے کھانا تیار ہونا شروع ہو جائے گا۔ تم دونوں پہلے کھانا کھانا اس کے بعد واپس اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جانا۔ لیکن یہ احتیاط برتنا کہ جب تک تم دونوں لشکر کے اندر قیام کرو، کشن سنگھ کے مارے جانے کی خبر کسی سے نہ کہنا۔ میں یہ خبر ابھی اپنی بیوی رادھیکا سے بھی نہیں کہوں گا بلکہ کسی مناسب موقع پر جبکہ اس کے سامنے خوشی کا کوئی سماں ہو گا اس سے یہ خبر کہوں گا تاکہ اس خبر کے باعث وہ کسی صدمہ کا شکار نہ ہو۔"

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اوغر خاں نے آنے والے ان مخبروں کو پھر مخاطب کیا۔ "کیا تمہیں یا تمہارے دوسرے ساتھیوں میں سے کسی کو یہ خبر اور علم ہے کہ سنت نے ان دنوں کہاں قیام کر رکھا ہے؟"

اس موقع پر دوسرا مخبر بول اٹھا۔

"امیر! ہمیں سنت اور اس کے لشکریوں کا محل وقوع معلوم ہے۔ سنت اور اس کے ساتھی سالار دھن نے جسے عموماً دھنا کہہ کر پکارا جاتا ہے اس شاہراہ پر قیام کر رکھا

Marfat.com

ہے جو گوداوری کے پاس سے میسور کی طرف جاتی ہے۔"

اس مخبر کے اس انکشاف پر لمحہ بھر کے لئے اوغر خاں کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر کہنے لگا۔

"اب تم دونوں لشکر گاہ میں چلے جاؤ۔ تھوڑی دیر تک کھانا تیار ہوتا ہے۔ کھانا کھانے کے بعد پھر اپنی منزل کی طرف نکل جانا۔"

اس کے ساتھ ہی دونوں مخبر وہاں سے ہٹ گئے تھے۔ ان دونوں کے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک کاٹ کھانے والی خاموشی رہی۔ اوغر خاں، رن مست خاں فکر گیر سے سناٹے میں ڈوبے رہے۔ پھر رن مست خاں نے اوغر خاں کو مخاطب کیا۔

"بھائی! اس موقع پر میں آپ سے بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

اوغر خاں نے رن مست خاں کی طرف غور سے دیکھا پھر بڑی شفقت میں کہنے لگا۔ "کہو میرے بھائی! کیا کہنا چاہتے ہو؟"

رن مست خاں نے گلا صاف کیا پھر کہنے لگا۔

"میں چاہتا ہوں جلدی جلدی زخمیوں کی دیکھ بھال کے علاوہ لشکر کے کھانے کا اہتمام کیا جائے۔ خیمے نصب کئے بغیر ہی لشکر کو ستانے کا موقع فراہم کیا جائے۔ میں چاہتا ہوں شام تک یہیں قیام کریں، مغرب کی نماز ادا کرنے اور لشکریوں کو شام کا کھانا کھلانے کے بعد میں چاہتا ہوں کہ یہاں سے کوچ کریں، اس شاہراہ کا رخ کریں جو شاہراہ دریائے گوداوری سے میسور کی طرف جاتی ہے اور جہاں سنت اور دھن نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا ہے۔ اس سے پہلے انگریزوں کے پڑاؤ سے جو ہمیں سامان ملا ہے اور اب جو ان بحری قزاقوں کا سامان ہمارے ہاتھ میں آیا ہے یہ سارا سامان چند دستوں کی نگرانی میں احمد نگر میرِ محترم کی طرف روانہ کرتے ہیں اور ان دستوں کے ذریعے میرِ محترم کو صورتِ حال سے آگاہ کرتے ہوئے یہ بھی بتا دیں گے کہ ہم میسور کی طرف جانے والی شاہراہ پر سنت اور دھن پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ ہو چکے ہیں۔ ساتھ ہی میرِ محترم کی طرف یہ بھی پیغام بھجوا دیں گے کہ انہوں نے جو دو مہمیں انگریزوں اور بحری قزاقوں کی ہمارے سپرد کی تھیں دونوں مہموں کو ہم نے ان کی خواہش کے مطابق سر کر دیا ہے اور اب ہم سنت اور دھن پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ ہو چکے ہیں۔

بھائی! گو ہم یہ مہم میرِ محترم کی اجازت لئے بغیر شروع کرنے والے ہیں لیکن

Marfat.com

مجھے امید ہے کہ وہ کوئی اعتراض کھڑا نہیں کریں گے۔ اس لئے کہ اگر اچانک سنت اور دھن پر حملہ آور ہو کر ہم ان کے لشکریوں کا خاتمہ کر دیں، سنت اور دھن کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیں تو اس طرح ہماری اس کارروائی سے جہاں مرہٹوں کو خاصا نقصان ہوگا وہاں ان کی طاقت اور قوت پر بھی ضرب پڑے گی اور ہمارے خلاف ان کی کارروائیاں ماند پڑ جائیں گی۔ اور اگر ہمارے دوسرے سالاروں نے جنجی اور حیدر آباد کے محاذ پر بھی مرہٹوں کو نیچا دکھایا تو میرے خیال میں مرہٹوں کی کارروائیاں ہمارے خلاف قطعی طور پر بند ہو جائیں گی اور وہ اس قابل نہیں رہیں گے کہ آئندہ ہمارے خلاف سر اٹھا سکیں۔''

رن مست خاں جب خاموش ہوا تب ہلکے سے تبسم میں اوغر خاں کہنے لگا۔

''رن مست خاں میرے بھائی! جو کچھ تم نے کہا ہے یوں جانو یہ میرے دل کی پکار ہے۔ اسی پر عمل کیا جائے گا۔''

اس کے بعد دونوں بھائی کچھ دیر تک زخمیوں کی دیکھ بھال کرنے اور لشکریوں کا کھانا تیار کرنے کا حکم دینے کے بعد اس جگہ آ گئے جہاں رادھیکا اور زرنگار شاید ان دونوں ہی کا انتظار کر رہی تھیں۔

اوغر خاں جب رادھیکا کے سامنے گیا تب رادھیکا اُداس و پریشان اور فکر مند ہو گئی تھی۔ کچھ دیر تک ٹکٹکی باندھ کر بڑے غور سے اوغر خاں کی طرف دیکھتی رہی۔ اس کے اس طرح دیکھنے سے اوغر خاں بھی پریشان ہو گیا تھا تھا۔ پھر رادھیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کیا بات ہے؟ آج تم میری طرف اس طرح غور سے کیوں دیکھ رہی ہو؟ تمہارے دیکھنے کا انداز آج ایسے ہے جیسے تم زندگی میں مجھے پہلی بار دیکھ رہی ہو۔''

رادھیکا بیچاری اُداس اور فکر مند اور پریشان ہی رہی۔ پھر بکھرتی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔

''آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ جس حالت میں، میں آپ کو دیکھ رہی ہوں ایسا میں نے آپ کو پہلی بار ہی دیکھا ہے۔''

رادھیکا رکی پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''میں دیکھتی ہوں آپ کے چہرے پر اداسی ہے۔ افسردگی اور غمزدگی کے آثار ہیں۔ امیر! یہ نہ سوچئے گا کہ میری اور آپ کی شادی کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا اور میں

Marfat.com

آپ کے مزاج کو پرکھ نہ سکوں گی۔ اس سے پہلے ایک خاصا عرصہ میں آپ کے ساتھ آپ کے لشکر میں اپنے بھائی کشن کے ساتھ قیام کر چکی ہوں۔ آپ کے اٹھنے بیٹھنے، آپ کے ردِعمل، آپ کے جذبات اور احساسات کا غور سے جائزہ لیتی رہی ہوں۔ لیکن جو حالت بنا کر آپ ابھی میرے سامنے آئے ہیں ایسی حالت میں صرف ایک موقع کے سوا میں نے آپ کو کبھی نہ دیکھا تھا اور یہ موقع وہ تھا جب آپ کی نانی فوت ہوئی تھیں۔''

رادھیکا کے ان الفاظ پر اوغر خاں اور زیادہ پریشان ہو گیا تھا۔ عجیب سی ہمدردی، عجیب سے پیار سے کچھ دیر اس نے رادھیکا کی طرف دیکھا پھر اس نے نگاہیں ہٹا لیں۔ اس پر رادھیکا اور زیادہ کٹ کر رہ گئی تھی۔ مزید اوغر خاں کے قریب ہوئی، اس کا بازو پکڑا اور بڑے پیار اور محبت میں کہنے لگی۔

''آپ نے منہ دوسری طرف کیوں پھیر لیا ہے؟ میری طرف غور سے دیکھیں! کیا پریشانی ہے؟ کیا آپ کا کوئی نقصان ہو گیا ہے؟ میں دیکھتی ہوں آپ نے قزاقوں کو بدترین شکست دی ہے اور آپ کے لشکر کا کوئی زیادہ نقصان بھی نہیں ہوا۔ خدا جھوٹ نہ بلوائے میرا دل کہتا ہے آپ کو کوئی ایسی خبر ملی ہے جس نے آپ کو پریشان اور منتشر کر کے رکھ دیا ہے۔''

رادھیکا کے ان الفاظ پر زرنگار انتہا درجہ کی پریشان اور فکرمند ہو گئی تھی۔ دوسری طرف رن مست خاں بھی عجیب سے انداز میں رادھیکا کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ رادھیکا نے لحہ بھر کے لئے رن مست خاں کی طرف بھی غور سے دیکھا پھر کہنے لگی۔

''رن مست خان میرے بھائی! میں آپ کے ساتھ زیادہ دن تو نہیں رہی لیکن میں دیکھتی ہوں میرے شوہر کی طرح آپ کی حالت بھی معمول کے خلاف ہے۔ آپ دونوں بھائی صلاح و مشورہ کرنے کے بعد مجھ سے اور زرنگار سے کوئی بات، کوئی خبر، کوئی حادثہ چھپا رہے ہیں تو یہ آپ دونوں بھائیوں کی بہت بڑی غلطی ہو گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رادھیکا خاموش ہو گئی۔ چند ثانیوں تک پھر وہ بڑے غور سے اپنے سامنے کھڑے اوغر خاں کی طرف دیکھتی رہی پھر دوبارہ اس کا بازو پکڑا، اسے اپنے قریب کیا اور مخاطب کر کے بڑے پیار اور بڑی محبت میں کہنے لگی۔

''پہلے یہ بتائیں اس جنگ کے دوران آپ کے کہیں چوٹ، کہیں زخم تو نہیں آئے؟''

Marfat.com

اوغر خاں منہ سے کچھ نہ بولا بس اس نے نفی میں گردن ہلا دی تھی۔ اس موقع پر رادھیکا نے شکھ کا ایک لمبا سانس لیا، کہنے لگی۔

''خدا کا شکر ہے آپ دونوں بھائی خیریت سے ہیں۔ اب آپ مجھے یہ بتایئے کہ کیا زرنگار کے اہلِ خانہ میں سے سب خیر و عافیت سے ہیں؟''

رادھیکا کے ان الفاظ پر زرنگار چونکی تھی۔ اس کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا۔ ایک سرسری نگاہ اس نے پہلے رادھیکا پر ڈالی پھر اس کی نگاہیں اپنے پہلو میں کھڑے رن مست پر جم گئی تھیں۔ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ رادھیکا پھر بول اٹھی۔ اوغر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے وہ پھر کہنے لگی۔

''آپ میرے سوال کا جواب کیوں نہیں دے رہے..... میں نے آپ سے کچھ پوچھا ہے۔''

اوغر خاں نے سر کو ایک جھٹکا دیا پھر کہنے لگا۔

''اللہ کا شکر ہے، زرنگار کے اہل خانہ میں سے سب خیر و عافیت سے ہیں۔ کیا ہوا؟ تم اس قسم کے سوال کیوں کر رہی ہو؟''

رادھیکا نے پھر بڑی بے چارگی سے اوغر خاں کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

''آپ دونوں بھائیوں کے چہرے مجھے ایسے سوال کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ اگر میری بہن زرنگار کے اہل خانہ سب خیر و عافیت سے ہیں تو پھر میرے بھائی کو کوئی نقصان ہوا ہے۔ مرہٹے یا تو اسے پکڑ کر لے گئے ہیں یا اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔''

رادھیکا کے ان الفاظ پر اوغر خاں اور رن مست خاں دونوں چونک اٹھے تھے۔ پھر اوغر خاں نے تیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

''یہ اندازہ تم کیسے لگا سکتی ہو؟''

رادھیکا بکھری بکھری آواز میں کہنے لگی۔

''یہ اندازہ میں اس لئے لگا سکتی ہوں کہ آپ دونوں بھائیوں کے اہل خانہ میں سے ایک نانی ہی نانی تھیں جو فوت ہو چکی ہیں۔ اگر وہ زندہ ہوتیں اور میں آپ دونوں کو پریشان دیکھتی تو اندازہ لگاتی کہ نانی اماں فوت ہو چکی ہیں۔ لیکن وہ چونکہ اس دنیا میں نہیں۔ دوسرا صدمہ اور غم آپ دونوں بھائیوں کو میر محترم کی وجہ سے پہنچ سکتا تھا۔ اگر وہ بیمار ہوتے یا خدا نہ کرے وفات پا جاتے تب بھی آپ کو اسی طرح کا

Marfat.com

غم اور دکھ ہوتا۔ لیکن میر محترم بھی اس موقع پر خیر و عافیت سے ہیں۔ اگر انہیں کچھ ہوا ہوتا تو اس کی خبر پورے لشکر میں پھیل چکی ہوتی۔ لہٰذا جب میر محترم بھی ٹھیک ہیں، آپ کے اہلِ خانہ میں سے کوئی ایسا نہیں جس کی وجہ سے آپ دونوں بھائیوں کو یہ دکھ پہنچے، زرنگار کے اہل خانہ بھی خیر و عافیت سے ہیں تو پھر میرا بھائی خیر و عافیت سے نہیں ہے۔''

اوغر خاں نے چونک جانے کے انداز میں رادھیکا کی طرف دیکھا تھا، کچھ کہنا چاہتا تھا کہ رادھیکا نے پھر اسے مخاطب کیا۔

''امیر! میں آپ کی بیوی ہوں۔ میں نے آپ سے لامحدود پیار کیا ہے، بے کنار محبت آپ سے کی ہے۔ جہاں میں آپ کے دکھ درد کی ساتھی ہوں وہاں آپ میرے غم و کرب کے ساتھی ہیں۔ میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔ خدا کے لئے مجھ سے کوئی چیز نہ چھپایئے گا، جس حادثے، جس المیے نے آپ دونوں بھائیوں کو پریشان کر دیا ہے اس کی تفصیل مجھے اور زرنگار سے کہہ دیجئے۔''

لمحہ بھر کے لئے اوغر خاں نے آنکھیں بند کر لیں پھر ایک لمبا سانس لیا پھر دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''رادھیکا! جو اندازہ تم نے لگایا ہے وہ درست ہے۔''

رادھیکا دکھی، پریشان اور بکھری سی آواز میں کہنے لگی۔

''اس کا مطلب ہے میرا بھائی اس دنیا میں نہیں رہا؟''

اوغر خاں منہ سے کچھ نہ بولا۔ صرف اثبات میں گردن ہلا دی تھی۔ چند ثانیوں تک عجیب سے انداز میں رادھیکا کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

''بحری قزاقوں کے اس ٹکراؤ کے بعد دو مخبر ہمارے پڑاؤ میں داخل ہوئے تھے۔ انہوں نے ہی یہ روح فرسا خبر ہمیں سنائی۔''

اس کے بعد اوغر خاں نے جو اطلاع مخبروں نے دی تھی اس کی بھی تفصیل کہہ دی تھی اور رن مست خاں کے ساتھ مل کر سنت اور دھن پر حملہ آور ہونے کا جو منصوبہ بنایا تھا وہ بھی رادھیکا اور زرنگار سے کہہ دیا تھا۔''

اوغر خاں جب خاموش ہوا تب رادھیکا کہنے لگی۔

''امیر! مجھے آپ جیسے شوہر، آپ جیسے ساتھی، آپ جیسے مہربان پر فخر ہے کہ آپ نے صرف میری خوشی کی خاطر یہ خبر مجھے سنانا پسند نہ کی۔ آپ مجھے غمزدہ، فکرمند نہ

Marfat.com

دیکھنا چاہتے تھے۔ بہرحال آپ پریشان نہ ہوں۔ میں اس غم و دکھ کو برداشت کرنے کی ہمت رکھتی ہوں۔ میں آپ دونوں بھائیوں کی اس بناء پر بھی شکر گزار ہوں کہ آپ دونوں نے مل کر سنت سے میرے بھائی کا انتقام لینے کی ٹھان لی ہے۔''

رادھیکا جب تک بولتی رہی زرنگار ہونٹ کاٹتی رہی۔ اس کی آنکھوں سے اس سے آنسو بہہ نکلے تھے۔ رادھیکا جب خاموش ہوئی تب وہ آگے بڑھی اور اس سے لپٹ کر رونے لگی تھی۔ زرنگار کی یہ حالت دیکھتے ہوئے رادھیکا کا دل بھی بھر آیا تھا۔ وہ بیچاری پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ دونوں کچھ دیر تک اسی حالت میں لپٹی روتی رہیں۔ حتیٰ کہ اوغر خاں نے دونوں کو علیحدہ کیا، انہیں تسلی و تشفی دی پھر ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''لشکر تھوڑی دیر تک یہاں سے کوچ کرے گا۔ اس بناء پر تم دونوں بہنوں نے جو تیاری کرنی ہے کر لو میں سنت کو اب زیادہ موقع نہیں دینا چاہتا۔ ہر صورت میں اس سے نمٹ کر رہوں گا۔''

اس کے ساتھ ہی اوغر خاں اور رن مست خاں وہاں سے ہٹ گئے تھے۔

O❖O

Marfat.com

جن دنوں اوغر خان اور رن مست خان انگریزوں اور بحری قزاقوں کے خلاف کارروائیوں میں مصروف تھے انہیں دنوں اورنگ زیب عالمگیر نے بھی انگریزوں کے خلاف کارروائی کی۔ اس نے سورت کی انگریز کونسل کے صدر اندلے کے علاوہ بمبئی کے انگریز گورنر سر جون گیر کو بھی گرفتار کر لیا اور انہیں زندان میں ڈال دیا۔ جب اوغر خان اور رن مست خان نے بمبئی کے نواح میں انگریزوں کی طاقت و قوت کو روند کر رکھ دیا اور ساحل سمندر پر بحری قزاقوں پر بھی خوب ضرب لگائی تب اندلے اور جون گیر نے اورنگ زیب عالمگیر کی خدمت میں التماس پیش کی کہ وہ نہ ڈاکو ہیں نہ قزاقوں سے کسی دور میں ان کا تعلق رہا ہے لہٰذا انہیں رہا کر دیا جائے لیکن اورنگ زیب عالمگیر نے ان سے اس امر کی ضمانت لئے بغیر رہا نہ کیا کہ وہ زائرین حج کی حفاظت کے پوری طرح ذمہ دار ہوں گے۔

اورنگ زیب عالمگیر کے اس مطالبہ پر ان دونوں انگریزوں نے تحریری وعدہ کیا کہ وہ آئندہ زائرین حج کے ساتھ اپنے حفاظتی جہاز بھیجا کریں گے۔

ان دنوں چونکہ ہندوستان کی تجارت پر قبضہ کرنے کے لئے انگریزوں کے علاوہ فرانسیسی اور پرتگالی بھی بھوکے کرگسوں کی طرح امڈ رہے تھے لہٰذا یہ لوگ بحری قزاقوں سے ایک دوسرے کے خلاف مدد بھی حاصل کر رہے تھے اور ان کی آپس کی اسی رسہ کشی اور کش مکش کی وجہ سے اکثر و بیشتر مسلمانوں کے بحری جہاز بھی ہدف بن جاتے تھے۔ بمبئی میں جب انگریزوں کی طاقت کو کچلا گیا تو انگریزوں کے سربراہ چائلڈ نے تحریری طور پر اورنگ زیب عالمگیر سے معافی مانگی۔ اس معافی مانگنے کے جواب میں اورنگ زیب عالمگیر نے انگریزوں پر لگ بھگ ڈیڑھ لاکھ روپے ہرجانہ عائد کیا جو انگریزوں نے ادا کر دیا۔

اب سمندر کے اندر بڑے بڑے قزاقوں کا تو خاتمہ کر دیا گیا تھا لیکن چھوٹے قزاق جو ادھر ادھر لوٹ مار کرتے رہتے تھے وہ سرگرم عمل رہے جب ان لوگوں نے

Marfat.com

بھی کچھ مسلمان جہازوں اور کشتیوں کو نقصان پہنچایا تو ایک بار پھر انگریزوں، فرانسیسیوں اور پرتگالیوں کے کارخانوں میں کام بند کرا دیا گیا اور ان کارروائیوں کی وجہ سے انگریزوں کے علاوہ فرانسیسیوں اور پرتگالیوں کو لگ بھگ تیس تیس ہزار ہرجانہ ادا کرنے کے لئے کہا گیا۔

تینوں اقوام نے ہرجانہ ادا کر دیا تب انگریز، پرتگالی اور فرانسیسی اپنے جہازوں کے ذریعہ مسلمانوں کے جہازوں کی حفاظت اور نگرانی تو کرنے لگے تھے لیکن اس کے باوجود کچھ بحری قزاق جن کا انگریزوں، فرانسیسیوں اور پرتگالیوں سے کوئی تعلق نہیں تھا انہوں نے سورت کے دو جہازوں کو نقصان پہنچایا۔ سورت کے ان دو جہازوں کے نقصان کی خبر جب سورت کے والی اعتماد خان کو ہوئی تو اس نے مقامی غیر ملکیوں سے چھ لاکھ روپے ہرجانہ وصول کر لیا۔ اس پر ان تینوں اقوام نے اپنی غرضداشت اورنگ زیب عالمگیر کے سامنے پیش کی۔ جس میں انہوں نے لکھا کہ یہ جو اکا دکا قزاقی کی وارداتیں ہوتی ہیں یہ ان کے بس سے باہر ہیں اور ان لوگوں کا انگریزوں و پرتگالیوں یا فرانسیسیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اورنگ زیب عالمگیر نے بھی یہی محسوس کیا کہ بڑے بحری قزاقوں کے مارے جانے یا انہیں نقصان ہو جانے کی وجہ سے اب جو بحری قزاقی کی وارداتیں ہوتی ہیں تو ان پر انگریزوں، فرانسیسیوں اور پرتگالی تاجروں کا کوئی بس نہیں ہے۔ لہٰذا اس نے حکم جاری کیا کہ آئندہ قزاقی کی صورت میں غیر ملکی تاجروں سے کوئی جرمانہ وصول نہ کیا جائے۔ اس طرح اورنگ زیب عالمگیر نے نہ صرف انگریزوں، پرتگالیوں اور فرانسیسیوں کو اپنے سامنے مطیع اور فرمانبردار بنایا بلکہ آہستہ آہستہ بحری قزاقوں کی کارروائیاں بھی ختم ہو گئیں اب ہندوستان میں صرف مرہٹے رہ گئے تھے جن پر اب آخری ضرب لگانا رہ گئی تھی اور اس کی ابتدا ہو چکی تھی۔

❖

مرہٹوں کے دو بڑے سالار سنت اور دھن اپنے اپنے حصے کے لشکریوں کے ساتھ میسور کا رخ کیے ہوئے تھے۔ ان کے پاس لوٹ مار کا بے شمار مال تھا یہ وہ دولت تھی جو وہ ایک عرصہ سے جمع کر رہے تھے اور اب وہ اسے میسور میں محفوظ علاقوں میں جا کر رکھنا چاہتے تھے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ اس دوران سنت اور دھن کے درمیان کچھ اختلافات بھی پیدا ہو گئے تھے۔ قریب تھا کہ وہ ایک دوسرے سے ٹکرا

Marfat.com

جاتے لیکن ان کی بدقسمتی کہ انہیں ابھی تک یہ خبر نہ ہوئی تھی کہ اوغر خان اور رن مست خان دونوں زندگی کو ادھیڑ دینے والی الم نصیبوں اور ریزہ ریزہ، کرچی کرچی کر دینے والی اذیتوں کے لا انتہاء سلسلوں کی طرح ان کا رخ کیے ہوئے ہیں۔

سنت اور دھن دونوں اپنے اپنے لشکر کے ساتھ ایک طرح سے بالکل بے فکر اور مطمئن تھے کہ وہ ایسے علاقوں میں پہنچ چکے ہیں جہاں اورنگ زیب عالمگیر کا کوئی لشکر ان پر حملہ آور ہو کر انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا لیکن یہ سنت اور دھن کی خوش فہمی تھی اس لئے کہ اس سے پہلے ارنگ زیب عالمگیر کے سالار ہی بمبئی کے نواح میں دشمن پر ضرب لگا کر یہ ثابت کر چکے تھے کہ وہ علاقوں سے باہر نکل کر بھی اپنے دشمن سے نمٹ سکتے ہیں۔

اس بنا پر میسور کی طرف جاتے ہوئے سنت اور دھن نے ایک جگہ بڑی بے فکری کے عالم میں پڑاؤ کیا ہوا تھا کہ رات کے وقت اوغر خان اور رن مست خان دونوں لمحے لمحے کو کرب خیزیوں، قطرے قطرے کو بھرتی موجوں، ذرے ذرے کو صحرا کے طلاطم اور اضطراب میں بدل دینے والے آتش طوفان کی طرح حملہ کر دیا تھا۔

رات کے وقت اوغر خان اور رن مست خان اپنے رہنماؤں کے ساتھ بڑی آسانی کے ساتھ وہاں پہنچ چکے تھے اور جاسوسوں نے ان دونوں کو سنت اور دھن کے پڑاؤ کے محل وقوع سے بھی بہت پہلے آگاہ کر دیا تھا۔ لہٰذا رات کے وقت جب اوغر خان اور رن مست خان نے سنت اور دھن پر شب خون مارا تب مرہٹے بوکھلا کر رہ گئے تھے۔

مرہٹوں کی بدقسمتی وہ اپنے ہتھیار کھولے بیٹھے تھے اس لئے کہ جن علاقوں میں انہوں نے پڑاؤ کیا ہوا تھا وہاں وہ امید بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی ان پر حملہ آور ہو کر انہیں نقصان پہنچا سکتا ہے یا ان سے اپنا انتقام لے سکتا ہے۔

لہٰذا رات کی گہری تاریکی میں بغیر کسی مزاحمت کے اوغر خان اور رن مست خان کو مرہٹوں کا خوب قتل عام کرنے کا موقع ملا جب تک مرہٹے اپنے آپ کو مسلح کر کے مقابلے پر تیار ہوتے اس وقت تک اوغر خان اور رن مست خان ان کی تعداد کافی حد تک کم کر چکے تھے۔

سنت اور دھن کے علاوہ ان کے ساتھی مرہٹوں کو پہلے خبر نہ ہوئی تھی کہ ان پر حملہ آور ہونے والے کون ہیں لیکن جب ان کا خوب قتل عام ہو چکا اور باقی مرہٹے

Marfat.com

اپنے آپ کو مسلح کر کے مقابلے پر آئے تب پتہ چلا کہ حملہ آور ہونے والے اورنگ زیب عالمگیر کے دو سالار اوغر خان اور رن مست خان ہیں۔

اوغر خان اور رن مست خان کے نام سن کر مرہٹوں کے علاوہ سنت اور دھن پر بھی کپکپی طاری ہو گئی تھی یہ دونوں نام ہی مرہٹوں کی ساری جرات مندی و ان کی دلیری اور ان کی شجاعت کو متزلزل کرنے کے لئے کافی تھے۔

اوغر خان اور رن مست کا نام سن کر مقابلہ کرنے کی بجائے مرہٹے اپنی جانیں بچانے کے لئے ادھر ادھر بھاگنے لگے تھے اسی بھاگ دوڑ میں سنت کو زندہ گرفتار کر لیا گیا تھا۔ دھن اور بے شمار دوسرے مرہٹے اس حملے کے نتیجہ میں کام آ گئے تھے۔ اس حملے کے دوران جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی مرہٹوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ جب مشرق سے سورج طلوع ہوا تو اوغر خان اور رن مست خان نے دیکھا دور دور تک مرہٹوں کے پڑاؤ کے اندر وہ سامان بھرا پڑا تھا جو انہوں نے لوٹ مار سے حاصل کیا تھا اور جسے محفوظ جگہ لے جا رہے تھے۔

صبح تک اکثر مرہٹوں کا خاتمہ کر دیا گیا۔ بہت کم کو اپنی جانیں بچا کر بھاگنے کا موقع ملا۔ سورج طلوع ہونے کے بعد رن مست خان اور اوغر خان دونوں بھائیوں نے پہلے اس میدان کو لاشوں سے صاف کیا جو سامان اور دولت مرہٹے لے جا رہے تھے انہیں اپنے قبضے میں کر کے ایک طرف کر دیا پھر اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال کرنے کے بعد جب اوغر خان کو اطلاع دی گئی کہ دھن اور اس کے بڑے بڑے سالار مارے جا چکے ہیں اور اوغر خان کے کہنے پر سنت کو زندہ گرفتار کر لیا گیا ہے تب اوغر خان نے حکم دیا کہ سنت کو اس کے سامنے پیش کیا جائے۔

جس وقت سنت کو اوغر خان اور رن مست خان کے سامنے لایا گیا اس وقت دونوں بھائی اپنے کچھ سالاروں کے ساتھ اس سامان کے اندر کھڑے تھے جو مرہٹے لے کر جا رہے تھے۔ سنت کو تھوڑی دیر تک اوغر خان بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر طنزیہ سے انداز میں اسے مخاطب کیا۔

”تو تم ہو سنت ...... تم نے ہی رادھیکا کے ماں باپ کو قتل کیا ...... تم نے ہی چند دن پہلے رادھیکا کے بھائی کو موت کے گھاٹ اتارا ...... میں پوچھ سکتا ہوں تو نے ایسا کیوں کیا ......؟“

سنت نے کوئی جواب نہ دیا اس کی گردن جھکی رہی۔ اوغر خان آگے بڑھا اور

Marfat.com

زوردار ایک تھپڑ سنت کے منہ پر مارا پھر دھاڑتی ہوئی آواز میں اسے مخاطب کیا۔
''میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے خاموش رہنے کے لئے نہیں کہا۔''
اوغر خان کا تھپڑ اس زور اور اس قوت سے پڑا تھا کہ سنت کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا آنکھوں سے پانی نکل آیا تھا پھر کپکپاتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔
''ہمارے پیشوا شیوا جی نے مجھے کشن سنگھ کی بہن رادھیکا سے شادی کرنے کی اجازت دے دی تھی ...... اس نے چونکہ مجھ سے شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا لہٰذا میں نے یہ انتقامی کارروائی کی۔''
سنت کی اس گفتگو سے اوغر خان مزید تاؤ کھا گیا تھا کہنے لگا۔
''اگر کوئی ... ی تمہاری بہن کو پسند کرے اور وہ اس سے شادی کرنے سے انکار کر دے تو کیا اس شخص کو حق پہنچتا ہے کہ تمہیں تمہارے ماں باپ کو قتل کر کے تمہاری بہن کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔''
اوغر خان کے اس سوال کا سنت نے کوئی جواب نہ دیا اس دوران اوغر خان رن مست خان کی طرف متوجہ ہوا اس کے کان میں کچھ کہا جسے سن کر رن مست خان وہاں سے ہٹ گیا تھا۔
تھوڑی دیر بعد رن مست خان لوٹا اس کے ساتھ رادھیکا اور زرنگار دونوں تھیں۔ رادھیکا اوغر خان کے پہلو میں آن کھڑی ہوئی تھی۔ جونہی اس نے اپنے سامنے سنت کو دیکھا غصے اور غضبناکی میں اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ آنکھیں قہر اور آگ برسانے لگ تھیں۔ اس موقع پر اس نے عجیب سے انداز میں مسکراتے ہوئے اوغر خان کی طرف دیکھا۔ اوغر خان نے بڑے پیارے انداز میں اس کے سر پر ہاتھ رکھا پھر کہنے لگا۔
''رادھیکا! میں تمہاری حالت کو سمجھتا ہوں ...... تھوڑی دیر صبر کرو۔''
اس کے بعد اوغر خان نے سنت کو مخاطب کیا۔
''سنت! ذرا اپنے سامنے دیکھو گردن جھکاؤ نہیں، سامنے دیکھو یہ جو لڑکی میرے پہلو میں کھڑی ہے بتاؤ یہ کون ہے؟''
سنت نے اپنی گردن سیدھی کی اوغر خان کے ساتھ جب اس نے رادھیکا کو کھڑے دیکھا تب اس کے چہرے پر اداسیاں، آنکھوں میں غم ہجوم کر آئے تھے۔ چپ رہا۔ دھاڑتی ہوئی آواز میں اوغر خان نے پھر اسے مخاطب کیا۔

Marfat.com

''میں نے تم سے پوچھا ہے اس لڑکی کی طرف دیکھو...... بتاؤ یہ کون ہے؟''
مردہ سی آواز میں سنت کہنے لگا۔

''یہی رادھیکا ہے......''

ہلکا سا تبسم اوغر خان کے چہرے پر نمودار ہوا کہنے لگا۔

''یہ صرف رادھیکا نہیں ہے یہ اب میری بیوی ہے...... ظالم انسان! تو نے اس کے ماں باپ کے علاوہ اس کے بھائی کو قتل کیا...... اسے وہ زخم دیئے کہ اگر ایسے ہی زخم تمہیں ملتے تو تمہارے لئے بھی ناقابل برداشت ہوتے...... لہٰذا میں اس موقع پر رادھیکا کی کیفیت بیان نہیں کرنا چاہتا...... تم بہت سے لوگوں کے مجرم ہو گے لیکن سب سے بڑے مجرم میری بیوی رادھیکا کے ہو لہٰذا تمہارے اس معاملے کا فیصلہ میں اسی پر چھوڑتا ہوں یہ جو چاہے تمہارے ساتھ سلوک کرے...... میں اسے ایسا کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔''

اس موقع پر جب اوغر خان خاموش ہوا تب بڑے پیارے انداز میں رادھیکا نے پہلے اوغر خان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اپنی نرم و نازک خوبصورت انگلیاں اس کی انگلیوں میں ڈالیں پھر تشکر آمیز انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''امیر! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے اس سنت کو زندہ گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کیا...... حالانکہ لشکر میں یہ افواہ اڑ چکی ہے کہ اس کا ساتھی سالار دھن اور دوسرے سالار مارے جا چکے ہیں میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔''

رادھیکا یہیں تک کہنے پائی تھی کہ اوغر خان جھکا، اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے گیا کہنے لگا۔

''رادھیکا! تم میری بیوی ہو...... بیوی کی حیثیت سے کسی بھی کام کے سلسلے میں تمہیں میرا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔''

جواب میں رادھیکا پھر ایک دفعہ اوغر خان کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائی پھر اپنا ہاتھ علیحدہ کیا۔ اوغر خان کی پیٹی میں جو اس کی تلوار لٹک رہی تھی، اپنا ہاتھ اس تلوار کے دستے پر لے گئی۔ ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اوغر خان کی تلوار بے نیام کی اس موقع پر اس کے چہرے اور آنکھوں میں غصے اور انتقام کے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے تھے پھر بڑے ماہرانہ انداز میں اس نے اوغر خان کی تلوار بلند کر کے گرائی اور سنت کو

Marfat.com

اس نے کاٹ کر رکھ دیا تھا۔

کچھ دیر تک خون آلود تلوار ہاتھ میں پکڑے رادھیکا غصے کی حالت میں سنت کی زمین پر پڑی لاش کو دیکھتی رہی پھر اسی کے کپڑوں سے اوغر خان کی تلوار صاف کرتے ہوئے میان میں کی۔ ایک بار پھر اوغر خان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اوغر خان اس سے پہلے بول اٹھا۔

''رادھیکا! اس کام کے سلسلے میں میرا شکریہ ادا نہ کرنا ...... اس کے علاوہ جو کچھ بھی تم کہو گی میں توجہ سے سنوں گا۔''

اوغر خان کے ان الفاظ پر رادھیکا مسکرا کر رہ گئی تھی۔ دھیمے سے لہجے میں کہنے لگی۔

''میں شکریہ ادا نہیں کروں گی پر اتنا ضرور کہوں گی کہ میں زندگی بھر آپ جیسے شوہر، آپ جیسے جیون ساتھی پر فخر کرتی رہوں گی۔''

جواب میں اوغر خان پیار سے رادھیکا کی طرف دیکھتا رہا پھر مسکرا دیا تھا۔

بہرحال سنت کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔ مورخین وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ رادھیکا کے بھائی کی موت کے چند ہی دن بعد سنت کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں اوغر خان اور رن مست خان کی یہ آخری مہم تھی۔ اس مہم سے نمٹنے کے بعد چند دن تک انہوں نے اپنے لشکر کو وہاں پڑاؤ کر کے آرام کرنے کا موقع دیا اس دوران تک اورنگ زیب عالمگیر کے دوسرے سالاروں میں سے اعتقاد خان، دلیر خان، داؤد خان، اسد خان اور کچھ دوسرے سالاروں نے مل کر دوسرے محاذوں پر بھی مرہٹوں کا زور توڑ کر رکھ دیا تھا۔ اوغر خان اور رن مست خان شاید چند دن مزید وہاں قیام کرتے لیکن اسی دوران انہیں اورنگ زیب عالمگیر کا پیغام ملا جس نے انہیں طلب کر لیا تھا اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ بڑی برق رفتاری کے ساتھ احمد نگر کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

❖

اورنگ زیب عالمگیر 28 فروری کو شدید بخار میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اس کے باوجود 90 سال کی عمر میں بھی وہ دربار لگاتا رہا اور پانچ وقتی نماز باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتا رہا کہ اس دوران اس نے اپنے بیٹوں کو بھی خطوط لکھے جس میں انہیں نصیحت کی گئی کہ رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور خانہ جنگی کے بیج بونے کی جگہ بھائیوں

Marfat.com

کو امن وسکون اور محبت کے ساتھ رہنے کی تلقین کی۔ یہاں تک کہ 3 مارچ 1707ء کو وہ علی الصبح اپنی خواب گاہ سے نکلا اس نے نماز ادا کرنے کے بعد تلاوت قرآن مجید کی پھر کلمہ پڑھتے ہوئے بے ہوش ہو گیا۔ صبح 8:00 بجے اس کی روح قفس عنصری پرواز کر گئی تھی۔

اورنگ زیب عالمگیر کو دولت آباد سے 40 میل کے فاصلے پر دفن کر دیا گیا۔ اس جگہ کا نام جہاں اسے دفن کیا گیا خلد آباد رکھا گیا اور اس کے بعد اورنگ زیب عالمگیر کے نام کے ساتھ ہی اورنگ زیب عالمگیر خلد مکانی کے الفاظ سرکاری طور پر استعمال کیے جانے لگے تھے۔

اورنگ زیب عالمگیر کی وفات ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کے لئے بلا شبہ ایک انتہائی المیہ تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد ہندوستان میں مغلیہ سلطنت متزلزل اور زوال کا شکار ہونا شروع ہو گئی تھی۔

ختم شد

Marfat.com

اسلم راہی ایم اے کے ولولہ انگیز تاریخی ناول

جن کے بغیر آپ کی لائبریری نامکمل ہے

خیرالدین باربروسہ	300/-	طارق بن زیادؓ	300/-
بے منزل مسافر	350/-	مقدس دیوداسی	200/-
گوالیار کی راجکماری	350/-	سرابوں کے صحرا	300/-
ناصرالدین محمود	225/-	رقص درویش	300/-
گل گامش	350/-	دشت کے بھیڑیئے	300/-
اندھیروں کے ساربان	350/-	غرناطہ کا چوپان	300/-
تاریک رزم گاہ	300/-	شیر شاہ سوری	350/-
صقلیہ کا مجاہد	300/-	سندھ کا سورما	250/-
عقاب	250/-	برق کلیسا	225/-
قتیبہ بن مسلم	200/-	نیشاپور کا شاہین	250/-
موت کے مسافر	300/-	بابل کا بت شکن	250/-
یثرب کا ابلیس	250/-	یروشلم کی ساحرہ	350/-
سنہری غول	200/-	بازگشت	200/-
صلیب وحرم	200/-	صلیب کے بھنور	250/-
حجاج بن یوسف	325/-	ہیلن آف ٹرائے	250/-
طلسم کدہ	200/-	علاؤالدین خلجی	250/-
آتش فشاں	250/-	بایزید یلدرم	300/-
آخری حصار	250/-	گرداب	200/-
بنت نیل	275/-	پیاسا صحرا	200/-
سائبیریا کا طوفان	250/-	روحیں جو دیکھی گئیں	200/-
آتش و آہن	300/-	الپ ارسلان	250/-
ظلمات	250/-	کشکول قضا	200/-
ابلیکا (7 جلدیں)	2700/-	ملکہ زنوبیا	250/-
صحرا کی آگ	200/-	نیل کی ناگن	250/-
سراج منیر (دو جلدیں)	600/-	خانہ بدوش	250/-

مکتبہ القریش، قذافی مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور۔ فون: 7231595

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com